

الاشاعة لاشراط الساعة

اردو ترجمہ

قیامت کی نشانیاں

قیامت کب آئے گی؟ اس کے اسباب کیا ہوں گے؟
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبانِ فیض ترجمان سے سماعت کرتے ہیں

مصنف
حضرت علامہ محمد بن عبد الرسول برزنجی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم
حضرت علامہ مفتی ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی



زاویہ پبلشرز

اَلاِشَاعَۃ لِاَشراطِ السَّاعَۃ

اُردو ترجمہ

قیامت کی نشانیاں

قیامت کب آئے گی، اس کے اسباب کیا ہوں گے
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبانِ فیض ترجمان سے سماعت کرتے ہیں

مُصنِّف

حضرت علامہ محمد بن عبد الرسول برزنجی رحمۃ اللہ علیہ

مُترجم

ملک التحریر شیخ التفسیر والحدیث

حضرت علامہ مفتی ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی

زاویہ پبلشرز

(8-C محی الدین بلڈنگ) داتا دربار مارکیٹ، لاہور

فون: 042-7248657

موبائل: 0300-4505466 - 0300-9467047

Email:zaviapublishers@yahoo.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

2012ء

بار اول.......................600

ہدیہ...........................480

زیرِ اہتمام...............نجابت علی تارڑ

﴿لیگل ایڈوائزرز﴾

محمد کامران حسن بھٹہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-8800339

رائے صلاح الدین کھرل ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-7842176

﴿ملنے کے پتے﴾

اسلامک بک کارپوریشن کمیٹی چوک راولپنڈی 051-5536111

احمد بک کارپوریشن کمیٹی چوک راولپنڈی 051-5558320

مکتبہ بابا فرید چوک چٹی قبر پاکپتن شریف 0301-7241723

مکتبہ قادریہ پرانی سبزی منڈی کراچی 0213-4944672

مکتبہ برکات المدینہ بہادر آباد کراچی 0213-4219324

مکتبہ غوثیہ ہول سیل کراچی 0213-4926110

مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی 0213-2216464

مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد 041-2631204

مکتبہ العطاریہ لنک روڈ صادق آباد 0333-7413467

مکتبہ سخی سلطان حیدر آباد 0321-3025510

مکتبہ قادریہ سرکلر روڈ گوجرانوالہ 055-4237699

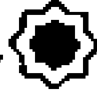
مکتبہ المجاهد بھیرہ شریف 048-6691763

رائل بک کمپنی کمیٹی چوک اقبال روڈ راولپنڈی 051-5541452

مکتبہ فیضان سنت بوہڑ گیٹ ملتان 0306-7305026

مکتبہ غوثیہ عطاریہ اوکاڑہ 0321-7083119

فہرست



اشراطِ قارعہ

از

مولانا نثار علی قادری امجدی صاحب ''اُجاگر''

اشراط قارعہ ہیں یہ اشراطِ قارعہ
قرآن اور حدیث کا پیغامِ جاریہ

لونڈی جنے گی آقا یہ ہے قولِ مصطفیٰ ﷺ
جھوٹا بنے گا سچا یہ ہے قولِ مصطفیٰ ﷺ

اُٹھے گا علم جہل کی ہو جائے گی کثرت
ہوں گی کثیر عورتیں تو مردوں کی قلت

ہوں گے قلوب بھیڑیوں کے مثل دیکھنا
مومن ذلیل ہو گا کہ ہو بکری کا جنا

ہوں گی ہلاکتیں اور گالی گلوچ عام
گھر گھر سنے ہی جائیں گے گندے فحش کلام

بیوی سے پیار ہوگا تو ماؤں سے نفرتیں
دنیا میں یوں لٹائیں گے سب اپنی عزتیں

جاہل بنے گا عابد و زاہد جہان میں
عالم لڑیں گے بننے کو قائد جہان میں

تاریخِ ماہتاب میں جھگڑا کریں گے لوگ
فتنہ زمین و زر کا یہ پیدا کریں گے لوگ

حی علی الصلوٰۃ کی نہ راہ پائیں گے
حی علی الفلاح پہ مسجد نہ جائیں گے
ہوگی شراب نوشی بھی کثرت سے ہر جگہ
ہو گی زنا کی رسم مہارت سے ہر جگہ

سردار بھی بنے گا منافق جہان میں
چرواہے بھی کریں گے تفاخر ہر آن میں
برسات کے بھی پانی میں ہوں گی نہ برکتیں
دہشت کا راج ہو گا بڑھیں گی شرارتیں

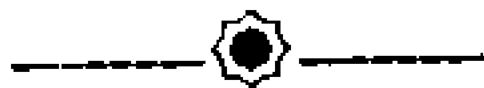
پرہیزگاری ہو گی تصنع، بناوٹی
سب لوگ ایسے ہوں گے کہ تہہ جیسے کائی کی
عریانی بے حیائی کا بازار ہو گا گرم
ذلت کی ہر کمائی کا بازار ہو گا گرم

ایسا زمانہ ہو گا کہ اپنوں سے دشمنی
کرتے پھریں گے لوگ بیگانوں سے دوستی
محراب خوب سنوریں گی دل ہوں گے بیابان
آباد جنگلوں کو کریں، شہروں کو ویران

ہو گا رذیل لوگوں کے ہاتھوں میں علم آہ!
کثرت سے پھر ملیں گے یہاں جھوٹ کے گواہ
آلات گیت و ساز سے گونجیں گے بام و در
سُر تال کی دھنوں پہ جئیں گے یہ سر بسر

ہو گا ظہور مہدی رضی اللہ عنہ کا وہ ہوں گے حکمراں
عالم پہ تان دیں گے وہ رحمت کا سائباں

ہوگا نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عالم میں جس گھڑی
لگ جائے گی جہان میں رحمت کی پھر جھڑی
یاجوج ہیں ماجوج تباہی کے نشانات
ہر ایک تباہی سے بچا ربّ کائنات
حبشی وہ چھوٹی پنڈلیوں والا گرائے گا
دیوارِ کعبہ جب تو یہ دل منہ کو آئے گا
دجال کے ستم سے چھڑانا مرے خدا
دُخان کے بھی شر سے بچانا مرے خدا
عبدالکریم، فیض اویسی کی صحبتیں
لائیں ہیں رنگ کیسا محمد☆ کی محنتیں
اشرار پہ ہی ہوگی قیامت نہ خوف کر
کر تُو عمل خلوص سے اے پیارے اُجاگر
کرتا ہوں ختم آخری آیت پہ اُجاگر
لے کر چلے گی آگ دھکیلے ہوئے محشر



☆ حضرت علامہ محمد بن عبدالرسول برزنجی علیہ الرحمۃ

قطعاتِ تاریخ

یہ ہے علامہ برزنجی کی تصنیف
جو تھے لاریب بحرِ علم و عرفاں

معارف کا، حقائق کا سمندر
خُدائے پاک کا تھا اُن پہ احساں

قیامت کی علامات اس میں کی ہیں
نہایت جامعیت سے نُمایاں

ضرورت تھی کہ اُردو دان طبقہ
کرے حاصل یہ برزنجی کا فیضاں

ایسی قبلہ فیض احمد نے اس کا
کیا ہے ترجمہ خُوب و درخشاں

وہ ہیں شاہ جہانِ علم و تحقیق
وہ اقلیم نگارش کے ہیں سُلطاں

تصانیف اُن کی ہیں معروفِ عالم
تراجم اُن کے ہیں مشہورِ دَوراں

کئے پہلے بھی ایسے کام اُنہوں نے
جہاں کے دیدہ ور ہیں جن پہ حیراں

اَہم یہ کارِ تحقیق و تدبر
اُنہی کی شانِ والا کے تھا شایاں

خدائے پاک حضرت کے قلم کو
رکھے تا دیر یونہی گوہر افشاں

نظر ثانی ہے علامہ عطا کی
مقامِ علم ہے جن کا نمایاں

کریم القادری کی سعی سے بھی
ہوا ہے خوبصورت یہ گُلستاں

اُجاگر نے کیا اس کو اُجاگر
جزا دے اس کو اُس کو ربِ رحماں

کیا مقصود صوفی نے تعاون
جو نیکی میں سدا رہتے ہیں کوشاں

عطاری، سبزواری نے بنایا
اشاعت سے اِسے گلزارِ خُوباں

خُدا رکھے سلامت ان کو تا دیر
یہ ہیں اسلام کے خدّام ذی شاں

وہ محوِ خدمتِ دینِ نبی ہیں
خُدا اُن کا ہمیشہ ہو نگہباں

لکھا ہے قطعۂ تاریخ میں نے
دُعاؤں سے نوازیں اہلِ ایماں

قیامت میں کریں میری شفاعت
شفیعِ عاصیاں، شاہِ رسُولاں

یہ ہے ایسی کتابِ حق نُما جو کبھی ہو گی نہ زیبِ طاقِ نسیاں
کتابِ آگہی آور کی تاریخ
کہی طارقؔ نے ''زیبا باغِ عرفاں''

۱۴۲۴ھ

''اُنہی کے کام ہیں یہ جن کے حَوصلے ہیں زیاد''
کہی ہے جس نے بھی یہ بات، ہے دُرست و بجا

اَہم ترین کُتُب کر رہے ہیں شائع وہ
یہ حوصلہ ہے عطاری و سبزواری کا

کچھ عرصہ پیش تر ''احوالِ آخرت'' چھاپی
بہت زیادہ جہاں میں جسے سراہا گیا

مقامِ خاص کی حامِل ہے یہ کتابِ جلیل
خُدا کے فضل سے اِک اور شاہکار چھپا

یہ ہے مُفید و مُبارک کتابِ برزنجی
کیا جناب اویسیؔ نے ترجمہ اس کا

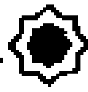
بُلند اِس کا رکھا ہر لحاظ سے معیار
اُنہوں نے اِس کی طباعت پہ خوب خرچ کیا

جو قدر دان ہیں، تحسین وہ کریں گے ضرور
کرے گا اس کی ستائشِ جہانِ عِلم و ہُدا

خُدائے پاک کی توفیق سے ہوا ممکن
یہ کارنامہ ہے دراصل کارنامہ بڑا

جنہوں نے اِس کی اِشاعت میں لی ہے دلچسپی
ضرور اُن کو کریمین سے مِلے گی جزا

مُجھے تھی فِکر طباعت کے سال کی طارق
کہا سروش نے ”زیبا کتابِ فیض نما“
۱۴۲۴ھ



پیش لفظ

از

مولانا حافظ محمد عبدالکریم قادری رضوی اویسی صاحب

تم جو چاہو تو قسمت کی مصیبت ٹل جائے
کیوں کر کہوں ساعت سے قیامت ٹل جائے
للہ اُٹھاؤ رُخِ روشن سے نقاب
مولیٰ! مری آتی ہوئی شامت ٹل جائے

دنیا میں ہر ابتداء کی انتہاء ہے......اور ہر انتہاء کی ابتداء...... ہر آغاز کا انجام ہے...... اور ہر انجام کا آغاز ......اے انسانو! اے آسمانِ دنیا کے ستارو......اے بہارِ تخلیق کے دل کش بیل بوٹو! ......اے محبت و عشق کے راز دارو......اے جذبات کی اُمڈتی مَوجو!......اے خیالات کے برستے بادلو! ......اے احساسات کی تڑپتی لہرو! ......اے افکار کے اُبلتے ہوئے چشمو! ......اے جہانِ نو کے معمارو! ......اے کائناتِ ارضی کے غوطہ خورو! ......اے کائناتِ سماوی کے شاہینو! ......اے شہروں اور بازاروں کی رونقو! ......اے شہروں اور ملکوں کی بہارو! ......ذرا آنکھیں کھولو! ......دیکھو دیکھو دنیا کا رنگ بدلنے والا ہے......وہ ہونے والا ہے جو آنکھوں نے کبھی نہ دیکھا......جو عقل نے کبھی نہ سوچا......جو دل نے کبھی محسوس نہ کیا......دنیا کا نقشہ بدل جائے گا......بڑِ اعظم مٹ جائیں گے......دنیا کے سارے ممالک خواب و خیال بن جائیں گے......شہروں کا نام و نشان نہ رہے گا......گلی کوچے در بدر ہو جائیں گے......بستیاں اُجڑ جائیں گی......محلات ویران ہو جائیں گے......شجر و حجر تمام جانور فنا ہو جائیں گے......ایک آسمان ہوگا، ایک زمین، ایک مخلوق، وطنیت و صوبائیت کا

تصور و ہم و خیال بن جائے گا...... سب زبانیں ایک زبان میں گم ہو کر لسانیت کے عفریت کو پامال کر دیں گی...... سب خیال، ایک خیال میں سمٹ جائیں گے...... حاکم و محکوم ایک ہو جائیں گے...... آواز آئے گی...... ''آج کس کی بادشاہت ہے؟''...... کوئی جواب دینے والا نہ ہوگا...... پوچھنے والا خود ہی کہے گا ''آج اُس غالب اللہ کی بادشاہت ہے''...... بساطِ زمین پر سب بادشاہوں نے کھیل کھیلا مگر آج سب کھیل چوپٹ ہو گئے...... ساری بساطیں اُلٹ گئیں...... ایک ہنگامۂ دار و گیر ہے جہاں نہ بادشاہ، بادشاہ معلوم ہوتا ہے...... نہ رعایا، رعایا نظر آتی ہے...... سب کو اپنی اپنی پڑی ہے...... کیسی بادشاہت، کس کی بادشاہت؟ کیسی حکمرانی، کس کی حکمرانی؟...... آج وہ رعب و دبدبہ کیا ہوا؟...... آج وہ ہمہمہ اور طنطنہ کہاں گیا؟...... حیف شرمساری سی شرمساری ہے! گھٹنے ٹکے ہوئے ہیں...... سر جھکے ہوئے ہیں...... اشک رواں ہیں...... دم گھٹ رہا ہے...... سینہ پھٹ رہا ہے...... کہاں جائیں، کس کو بلائیں؟...... رفیق و دمساز کہاں گئے؟...... دوست و ہوا خواہ کیا ہوئے؟...... اللہ اللہ!

اتنے اژدہا میں...... اتنی بھیڑ بھاڑ میں بھی تنہائی کا احساس کھائے جاتا ہے...... کوئی کسی کا نہیں، سب کو اپنی اپنی پڑی ہے...... مگر ہاں ایک ایسا ہے جس کو دنیا میں بھی اپنی فکر نہ تھی، دوسروں کی فکر تھی...... آخرت میں بھی اپنی فکر نہیں، دوسروں کی فکر ہے...... اللہ رے اُس کی دردمندی و غم خواری!...... اللہ رے اُس کے ہوش و حواس!...... سب کی نگاہیں اُس کی طرف...... اُس کی نگاہ اللہ کی طرف...... مقدمہ پیش ہے...... مجرم کھڑے ہیں...... ایک ایک کر کے بخشے جا رہے ہیں...... کوئی بھی نہ چھوڑا...... آخری جانے والا بھی نظروں میں ہے...... کوئی محروم نہیں...... اللہ اکبر! امت کی حفاظت و پاسداری!...... اے حریم عشق کے مسند نشین! تجھ پر کروڑوں درود و سلام!...... کائنات کی وسعتوں میں ہم کیا ہیں؟...... کچھ بھی تو نہیں...... باتیں ایسی کرتے ہیں، دعوے ایسے کرتے ہیں، جیسے سب کچھ ہم ہی ہیں......

ایک ذرا سے طوفان سے، ایک ذرا سے زلزلے سے، ایک ذرا سے سیلاب سے ہماری بنیادیں ہلنے لگتی ہیں...... گھبرا جاتے ہیں...... خود کو بے دست و پا محسوس کرتے ہیں...... افسوس کیسے کمزور اور بودے ہیں ہم!...... طوفانوں، زلزلوں، سیلابوں کو چھوڑیئے...... ہر

رات ہم پر ایک قیامت گذرتی ہے...... ہم سو جاتے ہیں...... وقت کا بادشاہ، فرعونِ وقت بھی اپنے بستر پر اس طرح پڑا ہوتا ہے کہ شیر خوار بچہ بھی کیا ہوگا!...... جب صبح ہو جاتی ہے، یہ قیامت گذر جاتی ہے پھر وہی بلند بانگ دعویٰ!...... پھر وہی نافرمانیاں...... یہ تماشا روز ہوتا ہے...... یہ قیامت روز گزرتی ہے مگر ہماری آنکھیں نہیں کھلتیں...... نہ معلوم کب کھلیں گی!...... کسی کو دیکھیں نہ دیکھیں، اپنے وجود ہی کو دیکھ لیں تو آنکھیں کھل جائیں......

ہمارے خالق و مالک نے ہمارے وجود کی تاریخ کو چند آیتوں میں سمو کر رکھ دیا......

- پانی کی بوند سے اسے پیدا فرمایا۔
- پھر اسے طرح طرح کے اندازوں پر پرکھا
- پھر اسے راستہ آسان کیا۔
- پھر اُسے موت دی۔
- پھر قبر میں رکھوایا۔
- پھر جب چاہا اسے باہر نکالا۔ (پ ۳۰، عبس آیت ۲۲، ۱۹)

بے شک جو کچھ کہا سچ کہا...... ہم کو بنایا، زندگی دی...... دولتِ بہا دی...... ماہ و سال کا حساب دینا ہوگا...... شب و روز کا حساب دینا ہوگا...... ایک ایک گھڑی، ایک ایک لمحے کا حساب دینا ہوگا...... اب جس طرح چاہے، زندگی بسر کرو...... ہم نے صراطِ مستقیم دکھا دی، اس پر چلو یا من مانی کرو...... قیامت تک کیلئے تم کو چھوٹ ہے...... پھر جب پکڑیں گے تو تم کو کوئی نہ چھڑا سکے گا...... الا ماشاء اللہ......

پیشِ نظر کتاب کا موضوع امورِ غیبیہ کے متعلق سرکارِ دو عالم ﷺ کے اکتشافات و اطلاعات ہیں...... ان اکتشافات کا تعلق ظاہر سے نہیں، باطن سے ہے...... عقل سے نہیں عشق سے ہے...... وہ عشق کہ سراپا حضور ہے...... وہ عشق کہ ''پنہاں جواب'' ہے...... وہ عشق کہ ''سراپا یقین'' ہے...... وہ عشق کہ ''ام الکتاب'' ہے۔

انسان جتنا بلند ہوتا ہے، نظر اتنی ہی وسیع ہوتی چلی جاتی ہے...... فضاؤں میں سفر کرنے والوں پر یہ راز کھل چکا ہے...... چاند پر قدم رکھنے والوں نے اس دنیا کو ایک طباق

کی شکل میں مشاہدہ کیا...... اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے ایک عاشق صادق نے صدیوں پہلے کائنات کورائے کے دانے کی طرح ملاحظہ فرمایا، جن کو دنیا غوث اعظم کے نام سے جانتی اور مانتی ہے۔فرماتے ہیں:

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا
کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالٖ

(قصیدہ غوثیہ)

''میں نے خدا تعالیٰ کے تمام شہروں کے طرف دیکھا تو وہ سب مل کر رائی کے دانہ کے برابر تھے''۔

تو پھر اس کی بلندیوں کا کیا عالم ہوگا جس کو خود نظر دینے والا بلند کرے......

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ۔ (پ۳۰ اَلَمْ نَشْرَحْ آیت۴)

''اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا''۔

ذکر جبھی بلند ہوتا ہے جب انسان خود بلند ہوتا ہے اور جب بلند نہ ہو بلکہ خود بلند کیا جائے تو پھر کیوں نہ زمین و آسمان کی ہر شۓ اور ہر حادثہ اس کی نگاہوں کے سامنے نگینے کی طرح چمکنے لگے؟...... جس طرح گھروں میں بیٹھنے والے، فضائی مسافروں کی نظر تک نہیں پہنچ سکتے اور جس طرح جاہل وان پڑھ، پڑھے لکھوں کی آنکھ نہیں لا سکتے۔اسی طرح پڑھے لکھے ان کی نگاہ نہیں پا سکتے جو فیض سخاوی سے براہِ راست مستفیض ہو رہے ہیں...... مگر افسوس محروم الٹی سیدھی، لیلوں سے اپنی محرومی کا حال چھپاتے ہیں اور اس طرح اپنے قلب و نظر کو بھی رسوا کرتے ہیں۔

ذرا غور تو کیجیے! ایک عام سیاست دان اور سربراہِ مملکت کی قدر و منزلت اس علمیت اور بصیرت کی وجہ سے ہوتی ہے جو وہ عالمی حالات اور تاریخی حادثات کی روشنی میں حاصل کرتا ہے اور جس کے طفیل وہ اپنے زمانے سے چالیس پچاس برس آگے دیکھنے لگتا ہے اور اکثر ایسے صاحب بصیرت کا کہا سچ ثابت ہوا ہے...... لیکن جس انسان نے بظاہر عالمی حالات اور تاریخی حوادث کا مطالعہ نہ کیا ہو...... دور دراز کے سفر بھی نہ کیے ہوں...... دنیا کے

امیروں اور بادشاہوں سے بھی نہ ملا ہو..... لکھا پڑھا بھی نہ ہو..... پھر اس کو رہبرِ عالم بنا کر پیش کیا جائے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا جائے کہ یہ کچھ نہیں جانتا..... اس کو ذرا بصیرت نہیں...... معاذ اللہ..... تو بتایئے اس کی طرف کون متوجہ ہوگا اور کیسے اپنا رہبر و پیشوا تسلیم کرے گا؟..... ہاں جب آپ یہ کہیں گے کہ بیشک اس نے تاریخِ عالم کا مطالعہ نہیں کیا..... اس نے دنیا نہیں دیکھی..... لکھا پڑھا بھی نہیں..... لیکن وہ کچھ بتا رہا ہے جو کسی دوسرے نے نہیں بتایا..... وہ کچھ دکھا رہا ہے، جو کسی دوسرے نے نہ دکھایا..... وہ کچھ سنا رہا ہے، جو کسی دوسرے نے نہ سنایا..... بلاشبہ اب لوگ اس کی طرف دوڑ پڑیں گے..... اس کو اپنا رہبر و پیشوا تسلیم کریں گے۔

تو آیئے، دیکھئے خالقِ عالم اُس رہبرِ عالم ﷺ کے بارے میں کیا کہہ رہا ہے؟

وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ۔ (پ۲، البقرۃ آیت ۱۵۱)

''اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا''۔

(اے دنیا والو! ہمارا محبوب) تم کو وہ کچھ بتا رہا ہے کہ اس سے پہلے تمہیں اس کی خبر بھی نہ تھی.....

رسولوں کے"۔

تِلْكَ مِنْ أَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَا إِلَيْكَ۔ (پ۱۲، ھود آیت ۴۹)

"یہ غیب کی خبریں ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں"۔

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ۔ (پ۳۰، التکویر آیت ۲۴)

"اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں"۔

وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَأَغْنٰى۔ (پ۳۰، الضحیٰ آیت ۸)

"اور تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا"۔

ایک نئے معنی و مفہوم کے ساتھ اپنے رُخ سے گھونگھٹ اُٹھا رہی ہے۔ مگر اس نے تو بخل نہ کیا...... محروموں نے لینے میں بخل کیا...... اپنا دامن کھینچ لیا...... ایک شور مچایا اور زمین سر پر اٹھائی...... "غنی کے پاس تو کچھ بھی نہیں"...... غنی کے پاس تو کچھ بھی نہیں جنونِ دیوانگی نے یہاں تک رسائی کی کہ تارِ دامن بھی باقی نہ رہا...... لیں تو کس طرح لیں؟...... اللہ اللہ محرومی ہی محرومی ہے!...... اور یہ دیوانگی اب تک نہ گئی اور یہ داغ محرومی تک نہ دھویا...... جرأت دیکھئے کہ عالمی سطح پر وہ گل کھلایا کہ عقل دنگ ہے...... چند سالوں کی بات ہے، غالباً 4 اپریل 1976ء کو اسلامی عالمی میلہ میں رائل البرٹ ہال، لندن میں ایک مجلسِ مذاکرہ میں پاکستان کے ایک مشہور عالم کا مقالہ پڑھا گیا...... دروغ بر گردن اخبار جنگ (7 اپریل 1976ء)...... سرکارِ دو عالم ﷺ کیلئے اس مقالے میں کہا گیا ہے۔

"نہ ہی وہ نا معلوم علم کا دعویٰ رکھتے تھے"۔

جب قرآن کہتا ہے کہ ہم نے "نامعلوم" علم دیا تو جھٹلانے والے کیوں جھٹلائیں؟......

دیکھو! حضرت یعقوب علیہ السلام کیا فرما رہے ہیں......

اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ (پ۱۳، یوسف آیت ۸۶)

"اور مجھے اللہ کی وہ شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے"۔

وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

(پ۱۳، یوسف آیت ۶۸)

''اور بیشک وہ صاحب علم ہے ہمارے سکھائے سے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے''۔

اللہ اکبر! وہ عالم الغیب بے خبروں کا حال بھی خود بیان فرما رہا ہے...... ہاں یہ وہ ''نا معلوم'' علم ہے جس کو سامنے لایا گیا تو ہزاروں کی آنکھیں کھل گئیں اور لاکھوں گرویدہ و وارفتہ ہو گئے...... اور یہی وہ نا معلوم ہے جس کو آج بھی سامنے لایا گیا تو ہزاروں، لاکھوں مشرف با اسلام ہو سکتے ہیں...... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عام انسان کے روپ میں پیش کرنا پہلے اتنا خطرناک نہ تھا جتنا آج خطرناک ہے...... دیکھئے اس کے رسول خود کہہ رہے ہیں:

اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ۔ (پ ۱۳، ابراہیم آیت ۱۱)

''ہم ہیں تو تمہاری طرح انسان مگر اللہ اپنے بندوں میں جس پر چاہے احسان فرماتا ہے''۔

تو بھلا محبوب اور مردود یکساں کیسے ہو سکتے ہیں؟...... الماس اور پتھر فطرتاً ایک ہوتے ہوئے بھی ایک نہیں...... یہ تو برگزیدگانِ الٰہی ہیں...... ان کا تو پوچھنا ہی کیا!...... لیکن پھر بھی تم یہ کہتے ہو کہ وہ عام انسان تھا اور وہ ''نا معلوم'' علم نہ رکھتا تھا تو جو کچھ ہم سن رہے ہیں...... پھر یہ کیا ہے؟ دیکھئے کس شان اور یقین کے ساتھ اعلان فرما رہا ہے۔ ''قیامِ قیامت سے قبل ان امورِ عظیمہ کو دیکھو گے جو کبھی نہ دیکھے اور نہ سوچے''۔ (الفتن)

یہی نہیں بلکہ مستقبل میں پیش آنے والے ان امورِ عظیمہ کو ایک ایک کر کے بیان فرما رہا ہے۔

تو ذرا بتاؤ تو سہی ان باتوں کی خبریں دینے والا کس جہاں سے خبریں لا رہا ہے؟ اور کس جہاں کی خبر دے رہا ہے...... ایک خبر نہیں...... اور ایک طرح کی خبریں نہیں...... طرح طرح کی خبریں...... مذہبی و اخلاقی...... تعلیمی و تدریسی...... تہذیبی و معاشرتی...... سائنسی و تکنیکی...... تجارتی و اقتصادی...... معدنیاتی و زرائتی...... سیاسی و ملکی...... طبی و معالجاتی...... خبریں ہی خبریں...... آیئے ذرا اس ''غیبی خبرنامہ'' کو ایک نظر ملاحظہ کیجئے...... پھر بتایئے کہ یہ خبریں دینے والا ''نا معلوم'' کا علم رکھتا ہے یا نہیں؟

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَیْهَا وَمَاۤ اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ۔ (پ ۷، الانعام آیت ۱۰۴)

''تمہارے پاس آنکھیں کھولنے والی دلیلیں آئیں تمہارے رب کی طرف سے تو جس نے دیکھا تو اپنے بھلے کو اور جو اندھا ہوا اپنے بُرے کو اور میں تم پر نگہبان نہیں''۔

مذہبی واخلاقی:

1- مساجد کو راستہ بنالیا جائے گا۔

2- قاریوں کی کثرت ہوگی، حشرات الارض کی طرح پائے جائیں گے۔

3- علماء وفقہاء کی قلت ہوگی۔

4- شریر فقہاء ہوں گے۔

5- متقی مفتی ایسا عنقا ہو جائے گا کہ موٹا تازہ انسان ڈھونڈتے ڈھونڈتے دُبلا ہو جائے گا مگر پھر بھی نہ پائے گا۔

6- ہزاروں نماز پڑھیں گے مگر ایک بھی مُسلمان نہ ہوگا۔

7- قرآن کریم کو عار سمجھا جائے گا۔

8- اسلام کے کام ایسے لوگ کریں گے جو خود مسلمان نہ ہوں گے۔ (چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ مغربی قومیں قرآن وحدیث، تاریخ وسیر وغیرہ پر بہت مفید کام کر رہی ہیں اور ایسے لوگ دین کے کام کر رہے ہیں جو بظاہر بے دین معلوم ہوتے ہیں۔)

9- صرف جان پہچان والے سے علیک سلیک ہوگی۔

10- بے حیائی، بدزبانی عام ہوگی۔

11- بُرے ہمسائے ہوں گے۔

12- رشتہ داریاں ختم ہو جائیں گی۔

13- عورتیں باغی ہو جائیں گی اور مرد نیکی کا راستہ چھوڑ دیں گے۔

14- چھوٹوں کی خوب دیکھ بھال ہوگی اور بزرگوں کو نظر انداز کر دیا جائے گا (ترقی یافتہ ممالک میں بوڑھے والدین کو گھر سے نکال دیا جاتا ہے، حکومت اُن کی خبر گیری کرتی ہے، ان کی اپنی اولاد پوچھتی تک نہیں)

15- زنا کاری سے شرم نہ رہے گی (ترقی یافتہ ممالک میں یہ عام ہے، سب کے سامنے کوئی حیا نہیں)

16- اوباش لوگ چلتی عورت سے چھیڑ چھاڑ کریں گے، چھیڑنے والا ہنسے گا تو اس کے ساتھ اس کے سارے ساتھی ہنسیں گے (بڑے شہروں میں یہ وبا عام ہے، آج ہم خود دیکھ رہے ہیں)

17- عورتیں بزرگوں اور بوڑھوں کو جھڑکیں گی (مغرب و مشرق میں یہ وبا عام ہے)

18- سچا دوست اور مال حلال عنقا ہو جائے گا۔

تعلیمی و تدریسی:

1- علم عام ہوگا۔ مرد، عورت، بچہ، غلام، آزاد سب پڑھیں گے۔

تہذیبی و معاشرتی:

1- عورتیں ملبوس ہو کر بھی عریاں ہوں گی۔

2- سروں پر کوہان نما شئے (یعنی ہیٹ یا اس قسم کی ٹوپی، بالوں کے کوہان نما اسٹائل) ہوگی۔

3- عورتیں اترا کر چلیں گی۔

4- مرد، عورتوں سے مشابہت پیدا کریں گے اور عورت مردوں سے۔

5- سروں پر گانے بج رہے ہوں گے۔

6- لوگ بازاروں میں اس طرح چلیں گے کہ ان کی رانیں نظر آئیں گی۔ (یعنی عورتیں اسکرٹ پہنیں گی اور مرد بن کر تنگ پتلونیں وغیرہ)

7- داڑھیاں صاف کی جائیں گی۔

8- خوبصورت چمڑے کے جوتے پہنیں گے اور انہیں خوب چمکائیں گے۔

9- مرد زینت کریں گے۔

10- طرح طرح کے کھانے کھائیں گے، قسم قسم کے شربت پئیں گے، وضع وضع کے کپڑے پہنیں گے اور چکنی چپڑی باتیں کریں گے...... یہ امت کے شریر لوگ ہوں

گے۔ (اللہ اکبر! جن کو ہم شریف اور ترقی یافتہ سمجھتے ہیں وہی شریر نکلے)

سائنسی و تکنیکی:

1- کجاووں کی مانند سواریاں ہوں گی (یعنی موٹریں، ٹرک، بسیں وغیرہ)

2- زمانہ ایک دوسرے کے قریب ہو جائے گا اور زمین سکڑ جائے گی (یعنی جدید قسم کے ذرائع ابلاغ تار، ٹیلی فون وغیرہ اور ذرائع حمل و نقل موٹر، ریل، جہاز وغیرہ ایجاد ہوں گے جن کی وجہ سے مکان و زماں کے فاصلے کم ہو جائیں گے)

3- سال مہینہ ہو جائے گا، مہینہ جمعہ، جمعہ ایک دن اور دن ایک ساعت۔

4- قلم ظاہر ہوگا (اس ارشاد میں فونٹین پین، پنسل، ٹائپ رائٹر، پرنٹنگ پریس وغیرہ سب ہی آ گئے)

5- جوتے کا تسمہ باتیں کرے گا اور وہ کچھ سنا دے گا جو اس کے پس غیبت گھر میں ہوتا رہا (ٹیپ ریکارڈ اور اسی قسم کے جدید آلات کی طرف صریح اشارہ ہے)

6- ایک شہر کا تاجر دوسرے شہر کے تاجر سے مشورہ کرے گا۔ (ٹیلی فون کی طرف واضح اشارہ ہے، آج کل اسی کے ذریعہ شہر شہر بلکہ ملک ملک کے تاجر باہمی مشورہ کرتے ہیں)

تجارتی و اقتصادی:

1- تجارت عام ہوگی۔

2- دولت کی ریل پیل ہوگی۔

3- مرد و عورت مل کر تجارت کریں گے۔

4- سود سے کوئی نہ بچے گا، جو بچے گا اس کو غبارِ سود ضرور پہنچے گا۔

5- فرات سے سونے کا خزانہ ظاہر ہوگا (پٹرول کو "کالا سونا" کہا جاتا ہے اس کے بیشمار ذخیرے اس علاقے میں نکلے ہیں)

6- فرات سے سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا تو لوگ اُس کے بارے میں سُن کر اُدھر جائیں گے، جس کے قبضے میں وہ ہوگا وہ کہے گا کہ اگر ہم دوسرے لوگوں کو اس کے لینے کی اجازت دیں گے تو وہ سب کا سب لے جائیں گے، اس پر لوگ قتل کیے جائیں گے۔

(تیل کا موجودہ عالمی بحران عراق پر یہود و نصاریٰ کا قبضہ ایران و شام کے خلاف سازشیں تاکہ مسلم اقوام تیل کو بطور ہتھیار استعمال نہ کریں اور مختلف اقوام کی اس مسئلے پر باہمی کشمکش اس پر گواہ ہے)

7- بہت سی کانیں نکلیں گی جن پر صرف کمینوں کا قبضہ ہوگا۔ (چنانچہ زیادہ تر کانیں دشمنانِ خدا اور سول اور غارت گر نوع انسان کے قبضے میں ہیں)۔

سیاسی و ملکی:

1- مسلمان، مسلمان کو قتل کریں گے، اور بتوں کے پجاریوں کو نظر انداز کریں گے (مسلمان، مسلمان کو تو روزِ اول سے قتل کر رہے ہیں مگر بت کے پجاریوں والی بات اس وقت سامنے آئی جب تحریکِ آزادئ ہند میں، بعض مسلمانوں نے مسلمانوں کو چھوڑ کر بت پرستوں سے دوستی کی اور پھر بنگلہ دیش کی تحریک کے موقع پر یہ بھی دیکھ لیا کہ مسلمان نے مسلمان کو قتل کیا ہے اور بت کے پجاریوں کو دعوت بھی دی گئی۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

2- کچھ قبیلے مشرکین سے مل جائیں گے، کچھ قبیلے بتوں کی پوجا شروع کر دیں گے۔

3- یہ لوگ اسلام سے ایسے گزر جائیں گے جیسے تیر نشانے سے (پاکستان اور دوسرے اسلامی ملکوں میں جو لوگ قوم پرستی یا صوبہ پرستی اور آثار پرستی کی دعوت دیتے ہیں وہ اسلام سے اسی طرح دور ہیں جیسے تیر نشان سے خطا ہو کے دور جا پڑتا ہے۔

4- جہاد کا بس غل شور ہوگا (چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں عالمِ اسلام کے اہم معاملات احتجاجوں، ہڑتالوں، قراردادوں کی نذر ہو جاتے ہیں)

5- خائن کو امین بنایا جائے گا۔

6- حاکم بدعمل و بدکردار ہوں گے۔

طبی و معالجاتی:

1- فحش کاری سے نئی نئی بیماریاں پیدا ہوں گی۔ (مثلاً ایڈز، کینسر، شوگر وغیرہ)

2- لوگ اچانک مریں گے۔

3- فالج اور حرکتِ قلب بند ہونا عام ہو جائے گا۔

یہ ''غیبی خبر نامہ'' آپ نے ملاحظہ فرمایا؟......اور دیکھا کہ کیسی کیسی نامعلوم خبریں ہیں جو آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور نقشِ عبرت بنے ہوئے ہیں......ایسی بہت سی آیات واحادیث موجود ہیں جو اس کتاب میں بکھری پڑی ہیں......آیئے مطالعہ کیجئے اور ایمان ویقین کو تازہ کیجئے۔

الاشاعۃ لاشراط الساعۃ کا سب سے پہلا اردو ترجمہ ''قیامت کی نشانیاں'' آپ کے ہاتھوں میں ہے، یہ کتاب عربی زبان میں تقریباً ساڑھے تین سو (350) سال قبل تحریر کی گئی اس کے مصنف دنیائے عرب کے نامور عالمِ دین خاندان برزنجیہ کے علمی وروحانی چشم و چراغ حضرت علامہ شیخ سید محمد بن عبدالرسول حسینی برزنجی ثم المدنی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1103ھ ہیں۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد اہلسنّت کا عظیم مصنف۔

سر پر امام اہلِ قلم کا سجا ہے تاج
طرزِ بیان میں کلک رضا کا ہے بانکپن
کیا شان فضل حضرت غوث الوریٰ سے ہے
ظاہر یہ حسن تیرے قلم کی ادا سے ہے

شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت پروانہ شمع رسالت مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ الباری المتوفی 1340ھ کی اعتقادی خدمات محتاج تعارف نہیں۔ آپ نے ساری زندگی جہاد بالقلم میں گزاری۔ آپ نے بیشمار موضوعات پر ایک ہزار سے زائد رسائل وکتب کا گراں بہا ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے جس موضوع پر قلم اٹھایا ہے اسے انتہا تک پہنچایا آپ کی نگارشات اہلسنّت کے لیے کافی ووافی ہیں چونکہ زبان عالمانہ اور اندازِ محققانہ ہے اس لیے آپ کی تحریر اکثر وبیشتر عوام کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ تقریباً تمام تصانیف کے نام ایسے عالمانہ اور تاریخی ہیں کہ نام پڑھتے ہیں کتاب کا نفس مضمون اور مصنف کا مؤقف بھی واضح ہو جاتا ہے۔ ایک محقق کا کہنا ہے کہ ''اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے سوچ سمجھ کر اہلِ علم کو اپنا مخاطب بنایا تھا تاکہ علماء وفضلاء کے اذہان کو متاثر کر کے ان کے ذریعے سے ذہنی وفکری انقلاب کی بنیاد رکھی جائے''۔

لٹریچر کی اہمیت ہر دور میں مُسلّم رہی ہے۔فروغِ اہلِسنّت کیلئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ایک دس (10) نکاتی پروگرام دیا ہے اس میں کتب و رسائل کی اشاعت کے بارے میں فرماتے ہیں:

- حمایت مذہب و رد بدمذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں۔

تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کیے جائیں۔(فتاوٰی رضویہ، جلد 12، مطبوعہ بمبئی صفحہ 133)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے رفقاء خلفاء تلامذہ اور فیض یافتہ علمائے کرام نے ان نکات کی روشنی میں مفید لٹریچر عام کرنے میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔ان ہی میں سے ایک نام مفسر قرآن، مفکر اسلام، فیض ملت، محدث بہاولپوری حضرت علامہ مولانا الحاج ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی قادری رضوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ (شیخ التفسیر والحدیث جامعہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور، پنجاب) کا ہے، آپ اہلِسنّت کے نامور عالمِ دین ہیں، آپ مُحدّثِ اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد فیصل آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردِ رشید، حضرت خواجہ محمد الدین سیرانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید صادق اور حضور مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان نوری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1402ھ/1918ء کے نامور خلیفہ ہیں، پہلے حامد آباد ضلع رحیم یار خان میں تدریس کا آغاز فرمایا پھر بہاولپور میں آپ نے "جامعہ اویسیہ رضویہ" قائم فرمایا جہاں تا حال اشاعتِ دین کا مقدس پروگرام جاری ہے اور بیشمار آپ کے تلامذہ اندرونِ ملک و بیرونِ ملک کئی مدارس چلا رہے ہیں، تدریس کے علاوہ آپ ملکی سیاست سے بھی گہرا شغف رکھتے ہیں۔مملکتِ خداداد پاکستان میں نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ اور مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کے سلسلے میں آپ کی گراں قدر خدمات ہیں۔

فاضل نبیل مولانا ابوالصالح الحاج محمد فیض احمد اویسی قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ جہاں ایک فاضل مدرس ہیں وہاں تحریر میں بھی یدِطولیٰ رکھتے ہیں۔ایامِ طالب علمی سے لکھ رہے ہیں مسلسل لکھ رہے ہیں، لکھتے لکھتے تھکتے نہیں، خوشی سے جامے میں پھولے نہیں سماتے، جہاد بالقلم سے سرشار ہیں، نہ ان کو صلہ کی پرواہ ہے اور نہ ستائش کی تمنا، خود فرماتے ہیں:

''غیر مطبوعہ رسائل و کتب شائع کرنے والوں سے کوئی کمیشن یا فیس کا مطالبہ نہیں جو چاہے شائع فرمائے۔ فقیر کو مطلع فرمائیں تا کہ مسودہ روانہ کیا جا سکے''۔

(علم کے موتی صفحہ 7 مطبوعہ فیض رضا پبلی کیشنز، کراچی)

علماء اور اہلِ فکر و دانش کیلئے ضروری اور بنیادی دینی لٹریچر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فراہم کردیا تھا اس کے بعد لٹریچر کے سلسلے میں عامۃ الناس کو مخاطب بنانے والی اور متاثر کرنے والی کتابوں کی شدید ضرورت تھی اگرچہ علماء کرام نے اس کمی کو دور کرنے کی سعی کی لیکن اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طرح ''ذخیرۂ بے بہا'' فراہم نہ کیا جا سکا۔ اس کمی کو دور کرنے کیلئے فیضِ ملّت شیخ التفسیر والحدیث بحر العلوم علامہ محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی میدانِ عمل میں آئے اور عوام الناس کے حلقوں کیلئے اور کم پڑھے لکھے لوگوں کیلئے آسان عام فہم لٹریچر مہیا کرنا شروع کردیا۔ تصانیف کے نام بھی عام فہم اور آسان ہیں خود لکھتے ہیں:

''فقیر نے عربی اور طویل نام لکھنا چھوڑ دیا، اگرچہ اس سے اہلِ علم کو کوفت ہوتی ہے اور فقیر کی تحقیر بھی ہوتی ہے لیکن مجبوری ہے کہ عوام سے واسطہ ہے''۔ (ایضاً)

ماضی قریب میں امامِ اہلسنّت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کو یہ انفرادی اعزاز حاصل ہے کہ آپ نے مختلف موضوعات پر ایک ہزار تصانیف یادگار چھوڑی ہیں عصرِ حاضر میں آپ کے شفتہ و فریفتہ فیض العلماء حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی نے تین ہزار سے زائد تصانیف صفحۂ قرطاس پر لا کر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی یاد تازہ کردی ہے۔

ع احمد رضا کا تازہ گلستان ہے آج بھی
سب اُن سے جلنے والوں کے گُل ہو گئے چراغ
خورشید علم ان کا درخشاں ہے آج بھی
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

عامۃ المسلمین کی اعتقادی و عملی تربیت کیلئے دینی لٹریچر کا بکثرت ہونا از حد ضروری ہے فیضِ ملّت علامہ اویسی قبلہ نے ہر موضوع پر خوب لکھا ہے نہایت مشکل مضامین و مطالب کو نہایت آسان اور واضح اور عام فہم بنا دیا ہے۔ ہر موضوع پر قرآنی آیات و تفاسیر اور

احادیثِ مبارکہ اور اقوالِ اکابرین سے بیشمار حوالے پیش کیے ہیں۔

فیضِ مجسم علامہ فیض احمد اویسی قبلہ کی تالیفات کا اہم مقصد یہ ہے کہ ہر مسلمان صراطِ مستقیم پر گامزن رہتے ہوئے اپنے آقا و مولیٰ فخر کون و مکاں ﷺ کی غلامی اور اتباعِ رسولِ مقبول ﷺ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔

زیرِ نظر کتاب مستطاب ولاجواب آپ کی علمیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ دورانِ ترجمہ بعض اہم مقام پر تبصرہ اویسی غفرلہٗ کے عنوان سے مفید حواشی قارئینِ کرام کی رہنمائی کریں گے جہاں مصنف نے اس کتاب میں قیامت کی نشانیاں اس طرح بیان فرمائی ہیں کہ جس طرح تسبیح کے دانے ایک کے بعد دوسری چھوٹی بڑی نشانیاں جو احادیث کی کتب میں متفرق مقام پر پھیلی ہوئی ہیں وہ تقریباً تمام کی تمام یہاں یکجا ہیں انہیں پڑھتے جائیں اپنے ایمان کو تازہ کریں، پیارے مصطفیٰ ﷺ کے علمِ غیب پر پختہ یقین رکھتے ہوئے اپنے آپ کو خوابِ غفلت سے بیدار کریں اپنے آپ کو آخرت سنوارنے والے عمل پر کمربستہ کرلیں یہی دنیا و آخرت میں کامیابی کا راز ہے۔

قارئینِ کرام! دورانِ مطالعہ اصل عربی کا ترجمہ آپ مطالعہ فرمائیں گے اور جہاں اضافی مضمون درمیان میں آئے گا اُس کا آغاز تبصرۂ اویسی کے عنوان سے ہوگا۔ اس کے علاوہ تمام قرآنی آیات کا ترجمہ کنز الایمان (از: امامِ اہلسنّت الشاہ احمد رضا خان فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ المتوفی 1340ھ) سے اخذ ہے جو کہ اُردو کے تمام تراجم میں سب سے بہتر اور جامع بلکہ تمام تفاسیر کا نچوڑ ہے اور یوں کہا جائے تو بجا نہ ہوگا کہ ایمان کا خزانہ ہے اور بعض آیات کے تحت تفسیری نوٹ خزائن العرفان (از: صدر الافاضل مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ المتوفی 1367ھ) اور نور العرفان (از: حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی علیہ الرحمہ المتوفی 1391ھ) سے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے:

مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ۔

''جس نے لوگوں کا شکرادا نہیں کیا اس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکرادا نہیں کیا''۔

لہٰذا احقر ان تمام احباب سے اظہارِ تشکر کرتا ہے جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت سے متعلق تمام امور میں میری معاونت فرمائی، بالخصوص وہ علماء کرام جنہوں نے اس کتاب کیلئے اپنی تقریظات اور قیمتی آراء سے ہماری سرپرستی فرمائی۔ نظرِ ثانی کے فرائض حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج محمد عطاء اللہ نعیمی نقشبندی صاحب مدظلہ العالی (مدرس و رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان، نور مسجد، کاغذی بازار کراچی) نے سرانجام دیئے ہیں اور بعض مشکل الفاظ کے معنی اور بعض احادیث کی تخریج بھی فرمائی اور وہ تمام معاونین اور قارئین کی جانب سے ہدیہ تبریک کے مستحق ہیں وہ خود بھی جوان ہیں اور ان کے حوصلے بھی جواں ہیں، ہر وقت اشاعتِ دین اور مطالعہ کتب کے جذبے سے سرشار ہیں، یقیناً یہ خود اور ان کے والدین بھی لائقِ تقلید ہیں کہ جنہوں نے اس بے راہ روی کے دور میں اپنی اولاد کو اخلاقی تربیت کے ساتھ ساتھ علم و عمل کے زیور سے آراستہ کیا۔ اور پھر ان کے استاد شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد نعیمی مدظلہ العالی صدہا تحسین و تبریک کے لائق ہیں جن کی تعلیم اور خصوصی توجہ نے انہیں اس مقام تک رسائی میں بڑا کردار ادا کیا۔

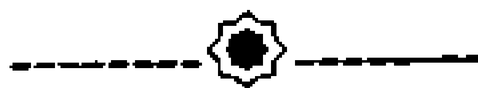
اس کتاب کی پروف ریڈنگ مولانا محمد طارق اسماعیل نے فرمائی ہے اور خصوصی تعاون کتاب کے آغاز کے سلسلے میں مولانا محمد بشیر قادری سیلانی ویلفیئر کراچی نے فرمایا، قدم قدم پر مفید مشورے اور رہنمائی صوفی محمد مقصود حسین قادری نوشاہی اویسی صاحب نے فرمائی، اور کیپٹن محمد عثمان یونس قادری عطاری، حاجی محمد ہارون صاحب، حاجی عبدالستار قادری صاحب، حاجی محمد الیاس جت صاحب، حاجی عبدالقادر صاحب (امریکہ) الحاج محمد اشرف قادری (سکھر والے)، الحاج محمد حنیف میمن اختر القادری وغیرہ نے میری اس کام میں معاونت فرمائی۔ جزاك اللہ خیراً۔

میری اللہ تعالیٰ کے دربار گوہر بار میں یہ دعا ہے یا ارحم الراحمین! اس کتاب کو اپنے دربار میں قبول فرما، اس کتاب کے مطالعہ کے بعد سامانِ آخرت جمع کرنے کا جذبہ نصیب فرما، اس کتاب کے مصنف کی قبر انور کو رحمت و رضوان کے پھولوں سے بھرپور فرما، اس

کتاب کے مترجم کے علم وعمل میں فیض وبرکت میں قلم کی جولانیوں میں خوب ترقی اور طویل عمر صحت وعافیت کے ساتھ عطا فرما، ان کو ہر شر، حسد، نظرِ بد، جادوٹونے اور ظلم سے محفوظ فرما، ان کی جسمانی اور روحانی اولاد کوان کا صحیح جانشین فرما، اورانہیں ان کے مشن کو آگے بڑھانے اوراس طرح کے علم کے موتی اُمت کوفراہم کرنے کا اخلاص کے ساتھ جذبہ عطا فرما، ان کی ہر نیک خواہش بالخصوص تمام کتب ورسائل کی اشاعت کیلئے اپنے خزانہ غیب سے اہتمام و انصرام فرما۔ ہم سب کواسلام پر زندہ رکھ اور ایمان پر ہمارا خاتمہ فرما، اپنے سوا کسی کا محتاج نہ فرما، دردر کی ٹھوکروں سے بچا، عزت کی زندگی اور عزت کی موت عطا فرما، دنیا میں صحت و سلامتی ہمارا مقدر فرما، ہر رنج والم کو ہم سے دور فرما، قیامت کی رسوائی سے محفوظ فرما، محشر کی گرمی اور پیاس اور حساب کی سختی سے محفوظ فرما، سیدھے ہاتھ میں نامۂ اعمال عطا فرما، الغرض دنیااور آخرت کی ہر خیر وبھلائی کو ہمارا مقدر فرما، تو ہمارا ہو جا اور ہمیں اپنا بنا لے، اپنے صالحین بندوں میں ہمیں داخل فرما، قیامت میں حضور اکرم ﷺ کے لواء الحمد کے تلے جگہ عطا فرما، حضور شفیعِ محشر ﷺ کی شفاعتِ کبریٰ ہمارے لیے ہمارے والدین اور اہلِ خانہ اور ہمارے اساتذہ کرام اور پوری اُمت کو نصیب فرما، اس کتاب کو اپنی اور اپنے حبیب پاک ﷺ کی بارگاہ میں اور تمام لوگوں میں قبولیت عطا فرما، اس کی فیض آفرینیوں کو مؤثر بنا اور اس کی نشر واشاعت کو تا قیامت جاری رکھ اور اس کتاب کو میری مغفرت کا وسیلہ اور میرے لیے صدقہ جاریہ کردے۔ (آمین بجاہِ سید الامین ﷺ)

12 جمادی الاوّل 1424ھ
13 جولائی 2003ء
بروز اتوار بعد نمازِ عصر

اسلام کا ادنیٰ خادم
محمد عبدالکریم قادری رضوی اویسی



قیامت کی نشانیاں

سرمایہ اہلسنّت فاضل جلیل محقق دوراں

حضرت علامہ بدر القادری رضوی اعظمی مصباحی صاحب مدظلہ العالی

(خلیفہ مجاز حضور مفتی اعظم ہند رحمہ اللہ المتوفی 1402ھ، فاضل جامعہ اشرفیہ مبارکپور، انڈیا،

مدیر اسلامک اکیڈمی دی ہیگ ہالینڈ)

بسم اللہ والحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ ﷺ۔

دورِ حاضر قیامت کی نشانیوں سے لبریز ہے۔ ہر نیا دن کسی نئی علامتِ قیامت کے ساتھ نمودار ہوتا ہے اور یہ کتنی بڑی ستم ظریفی ہے کہ جس مِلّت کے حقیقی بہی خواہ رؤف و رحیم نبی و رسول سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اپنی حیات ظاہری میں ''دورِ فتن'' کی ہولناکیوں سے فکرمند اور پُر دَرد رہا کرتے تھے کہ آزمائشوں اور پریشانیوں کے اس ہولناک زمانہ میں میری اُمّت کہیں جادۂ حق سے برگشتہ نہ ہوجائے...... آج واقعتاً اسی امت کے افراد اپنے ہی ہاتھوں دین و دیانت کا قتل عام کر رہے ہیں۔ لہٰذا ضرورت ہے کہ ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے مسلمان بھائیوں تک رسول اکرم ﷺ کے ارشادات پہنچائے جائیں۔ اور اُن کی مسئولیت سے آگاہ کیا جائے۔ گویا اے ملّت مسلم! ہوشیار۔

یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصۂ محشر میں ہے

دینی و ملی لحاظ سے ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنے آقا و مولا ﷺ اور ان کے حقیقی اخلاف کے اضطرابات کو محسوس کریں۔ ایک حدیثِ پاک میں ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دَائِمُ الْفِكْرَةِ مُتَوَاصِلُ الْاٰخِرَةِ۔

''رسول اکرم ﷺ ہمیشہ فکر اور سوچ میں غرق رہتے تھے''۔

یقیناً سرکار ﷺ کی وہ فکر اور سوچ امت کیلئے تھی۔ امت کا غم ہی حضور اقدس ﷺ کا

بڑا غم تھا...... آپ ﷺ کی دلجوئی فرمانے والا پروردگار خود اپنے حبیب پاک کو اس قدر فکر و غمِ امت سے تسلی عنایت فرماتا تھا۔

قرآنِ مجید میں ہے:

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔ (پ19، الشعراء آیت 3)

''کہیں تم اپنی جان پر کھیل جاؤ گے ان کے غم میں کہ وہ ایمان نہیں لائے''۔

امت دعوت کے وہ افراد جو آپ کی اسلامی و ایمانی دعوت سے روگردانی کرتے، حضورِ انور ﷺ اس بات سے اس درجہ کبیدہ خاطر ہوتے کہ رب قدیر اُن کی تسلی و تشفی فرماتا۔ دوسری جانب اسلام و ایمان کے دامن میں پناہ گزین ہو جانے والوں کے حق میں سرکار ﷺ کو یہ فکر لاحق ہوتی کہ نت نئے فتنوں کی کثرت کہیں میری امت کو دین سے غافل نہ کر دے۔

قربِ قیامت کے فتنوں سے حضورِ انور ﷺ اللہ کریم کی پناہ مانگنے کی تلقین فرماتے اس سلسلہ میں آپ نے یہ دعا سکھائی:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ۔

''اے اللہ! ہم تیری پناہ مانگتے ہیں آنے والے ظاہری و باطنی فتنوں سے''۔

ارشادِ رسولِ اکرم ﷺ ہے کہ عنقریب فتنے رات کی تاریکیوں کی طرح پھیل جائیں گے۔

- ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں علم اٹھا لیا جائے گا۔ اور حرج (قتل) کی فراوانی ہوگی۔ (ترمذی)

- لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں قاتل کو معلوم نہیں ہوگا کہ میں کیوں قتل کر رہا ہوں اور نہ مقتول کو پتہ ہوگا کہ میں کیوں قتل کیا جا رہا ہوں...... قاتل و مقتول دونوں نار میں ہوں گے۔ (صحیح مسلم جلد 2 صفحہ 394)

حضرت حذیفہ صحابیِ رسول رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

اللہ کے رسول ﷺ ایک روز خطبہ ارشاد فرماتے ہیں۔ اور اسی خطبہ میں آپ قیامت تک ہونے والے واقعات بیان فرما دیتے ہیں...... سرکار کے بیان فرمودہ واقعات میں سے جب کوئی واقعہ پیش ہوتا ہے تو میں اسے اس طرح پہچان لیتا ہوں جیسے کوئی انسان کچھ

عرصہ نگاہوں سے اوجھل رہنے کے بعد سامنے آجائے تو اسے شناخت کرلیا جاتا ہے۔
(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ 461)

وقوعِ قیامت سے قبل جن عظیم علامتوں کی پیشین گوئی حضور مخبرِ صادق ﷺ نے فرمائی تھی ان میں سے کچھ اہم یہ ہیں:

- جب تمہارے اہلِ حکومت بدترین ہوجائیں اور اہلِ ثروت بخیل ہوجائیں اور سلطنت کے معاملات عورتوں کی مرضی پر طے پائیں۔ (ترمذی جلد 2 صفحہ 51)
- اقوامِ کفر تمہیں اپنا لقمۂ تر بنانے کیلئے ایک دوسرے کو اس انداز میں بلائیں جیسے دسترخوان پر دعوت دیتے ہیں۔ (ابوداؤد جلد 2 صفحہ 234)
- جب اسلام صرف بطور اسم (نام) اور قرآن صرف رسم (تحریر میں) رہ جائے گا، مسجدیں آباد مگر ہدایت سے خالی ہوں گی، ان کے علماء زیرِ افلاک تمام مخلوق سے بدتر ہوں گے، فتنے انہی میں بیدار ہوں گے اور انہی میں لوٹ جائیں گے۔ (مشکوٰۃ صفحہ 38)
- بیت المال کو لوگ اپنی ملکیت، امانت کو غنیمت، زکوٰۃ کو تاوان سمجھنے لگیں گے، علم دین حصول دنیا کیلئے حاصل کیا جائے گا مرد بیویوں کے تابعدار ماں کے نافرمان ہوں گے، دوست کو اپنا اور باپ کو غیر سمجھا جائے گا۔ مساجد میں شور و غل ہوگا، فاسق و فاجر قوم کے سردار بنیں گے، انسان کے شر سے ڈر کر اس کی عزت کی جائے گی، ناچنے گانے والی عورت اور باجوں کا رواج ہوگا، لوگ امت کے بزرگوں پر لعنت کریں گے۔
(ترمذی جلد 2 صفحہ 44 وغیرہ)
- اہلِ ایمان اپنے خاندان میں بھیڑ بکری سے کمزور تر اور بے وقار ہوجائے گا، مسجد کی محرابیں آراستہ کی جائیں گی اور دل ویران ہوں گے، پولیس والوں کی کثرت ہوگی۔ عیب چیں چغل خور اور طعنہ زن زیادہ ہوجائیں گے۔ (کنزالعمال جلد 7 صفحہ 177)

اس باب میں صحابیِ رسول حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے حضور انور ﷺ کی بیان فرمودہ بہتر (72) نشانیاں نہایت اہم ہیں جو قربِ قیامت زمانے میں ظاہر ہوں گی۔ مسلمان ان نشانیوں کو نگاہِ عبرت سے مطالعہ کریں۔ سطورِ بالا میں اگرچہ ان علامات میں

سے کئی آ چکی ہیں تاہم حدیث پاک کی برکت لینے کی نیت سے ان تمام علامات کا مفہوم لکھنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتے ہیں:

1- لوگ نمازیں نہیں پڑھیں گے۔
2- امانت ضائع کریں گے (یعنی امانتوں میں خیانت کرنا عام ہو جائے گا)
3- سود کھانے لگیں گے۔
4- جھوٹ کو حلال سمجھنے لگیں گے۔
5- قتل و خونریزی معمولی بات بن جائے گی۔
6- اونچی اونچی عمارتیں بنائیں گے۔
7- دین بیچ کر دنیا خریدیں گے۔
8- رشتہ داروں سے بدسلوکی کریں گے۔
9- انصاف نایاب ہو جائے گا۔
10- جھوٹ سچ بن جائے گا۔
11- ریشم کا لباس پہنا جانے لگے گا۔
12- ظلم و ستم عام ہو جائے گا۔
13- طلاقوں کی زیادتی ہوگی۔
14- اچانک موت عام ہو جائے گی۔
15- خیانت کرنے والے کو امانت دار سمجھا جائے گا۔
16- امانت دار کو خیانت کرنے والا سمجھا جائے گا۔
17- جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا۔
18- سچے کو جھوٹا کہا جائے گا۔
19- تہمت لگانا عام ہو جائے گا۔
20- بارش ہونے کے باوجود گرمی ہوگی
21- خواہش اولاد کے بجائے لوگ اولاد سے نفرت کریں گے۔

68- امت کے آخری لوگ اپنے اسلاف کرام پر زبان درازیاں کریں گے۔

آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ جب یہ نشانیاں ظاہر ہوں تو پھر انتظار کرو کہ

69- یا تو تم پر اللہ تعالیٰ کی سُرخ آندھی آجائے۔

70- یا زلزلے برآمد ہوں۔

71- یا لوگوں کی شکلیں مسخ کر دی جائیں۔

72- یا آسمان سے پتھروں کی بارش ہو، یا کوئی اور عذاب آجائے۔ (العیاذ باللہ)

(درمنثور جلد 2 صفحہ 52)

سیدنا مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا کہ "جب میری امت میں یہ پندرہ باتیں داخل ہو جائیں گی تو ان پر مصیبتوں کا کوہِ گراں ٹوٹ پڑے گا"۔

حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ سن کر دریافت کیا وہ پندرہ اشیاء کیا ہیں؟...... تو آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی:

1- جب ملی سرمایہ کو لوٹ کا مال سمجھا جانے لگے۔

2- جب امانت کو مالِ غنیمت سمجھنے لگیں۔

3- جب زکوٰۃ کو جرمانہ سمجھا جانے لگے۔

4- جب آدمی بیوی کا اطاعت گزار...... اور ماں کا نافرمان بن جائے۔

5- جب آدمی دوست سے حسنِ سلوک اور باپ سے بدسلوکی کرنے لگے۔

6- مسجدوں میں آوازیں بلند ہونے لگیں۔

7- قوم کا رہنما ان کا ذلیل ترین آدمی ہونے لگے۔

8- آدمی کی عزت اس کے شر (برائی) کے خوف سے کی جائے۔

9- شراب پی جانے لگے۔

10- ریشم پہنا جانے لگے۔

11- گانے بجانے والی عورتیں اور آلاتِ موسیقی رکھے جائیں۔
12- اس امت کے آخری لوگ پہلوں پر لعنت کرنے لگیں۔
13- جب سود کو تجارت کہہ کر حلال کرنے لگیں۔
14- جب رشوت کو ہدیہ کہہ کر حلال کرنے لگیں۔
15- جب زکوٰۃ کے مال کو مالِ تجارت بنا لیں۔ (کنز العمال حدیث 38495)

مولائے غافر و نعیم علامہ سیوطی رحمہ اللہ کی قبر انور پر قیام قیامت تک اپنی رحمتوں کے بے شمار پھول برساتا رہے۔ انہوں نے قبر و برزخ، علاماتِ قیامت اور احوالِ آخرت پر اپنے قلم سے جو موتی بکھیرے ہیں وہ ہر دور میں اہلِ علم و فضل کیلئے قابلِ قدر رہے ہیں۔

''شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور'' اُردو داں قارئین کے قلب و نظر کو بھی صدیوں سے منور کر رہی ہے۔

''البدور السافرۃ فی احوال الآخرۃ'' اب احوالِ آخرت کے نام سے اس موضوع پر اپنی جگہ ایک کامل دستاویز بن کر موجود ہے۔ ان دونوں کتابوں سے اپنی آنکھیں روشن کرنے والوں کو اشتیاق تھا کہ امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ یا ان کے معاصرین میں سے کوئی فاضل گرامی کی کتاب علاماتِ قیامت کے بارے میں بھی دستیاب ہو جاتی تو اسے بھی اردو کا جامہ پہنا کر ہندو پاک کے مسلمان قارئین کے ذوقِ مطالعہ کو سیراب کیا جاتا۔ لہٰذا اس سلسلہ میں کتابوں کی جستجو کی گئی تو اشراط الساعۃ کے عنوان پر مصنف رحمہ اللہ کی کسی کتاب کا سراغ تو نہیں ملا البتہ ہماری ہی طرح خود ان کے دور میں تھوڑے آگے چل کر علوم اسلامیہ کے ایک فاضل علامہ محمد بن عبدالرسول برزنجی رحمہ اللہ (المتوفی 1103ھ) کے قلم سے ''الاشاعۃ لاشراط الساعۃ'' نامی کتاب دستیاب ہوگئی۔ جو پہلے تو مصر کے مطابع سے قدیم انداز میں چھپا کرتی تھی۔ مگر طباعت و اشاعت کے نئے دور میں اب جدہ سے بھی طبع ہو کر نشر ہو رہی ہے۔

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

حضور رسولِ غیب داں صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی اعجاز ہی کہا جائے گا کہ ہندو پاک میں اہلِ علم کا وہ

گروہ جس نے اس صدی کے اوائل میں علمِ غیب رسول ﷺ کے انکار میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے انہیں کے اتباع سے آج اس کتاب کی شرح و توضیح نیز طباعت و اشاعت کا کام لیا جا رہا ہے...... بہر حال رسولِ اعظم و اکرم سیدنا محمد عربی ﷺ کے ایک دو نہیں صد ہا دہ ارشاداتِ عالیات جو چودہ سو سال بعد کیلئے تھے......اور حضور کے فرمانِ عالی کے عین مطابق آج رونما ہو رہے ہیں...... پڑھنے والا ان احادیثِ مبارکہ کو پڑھے اور آج کے فتنوں کو دیکھے تو محسوس کرے گا کہ حضور نبی امی ﷺ گویا ہر فتنہ کو قریبا پیشتر اپنی چشمانِ مبارک سے ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ یقیناً یہ ہمارے اردو داں طبقہ کی خوش بختی ہے کہ اس مجموعۂ معجزات کو حضرت شیخ الحدیث والتفسیر علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی مدظلہٗ العالی نے اردو کا جامہ پہنا کر ''قیامت کی نشانیاں'' نام رکھا۔ زاویہ پبلشرز، دربار مارکیٹ، لاہور کو اس عظیم الشان کتاب کی طباعت اشاعت کا شرف مل رہا ہے۔ جو اس کے ارکان و اعوان کیلئے خوش بختی کی علامت ہے۔ بالخصوص فاضلِ جلیل حضرت مولانا حافظ محمد عبدالکریم قادری رضوی اویسی صاحب جو کہ سبز واری پبلشرز کے ناظمِ اعلیٰ اور حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی قبلہ کے منظورِ نظر شاگرد اور خلیفہ بھی ہیں جو شب و روز خوب سے خوب تر کی تلاش میں مشغول ہیں، میں ان کو اور ان کے تمام معاونین کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ مولا تعالیٰ ان حضرات کی اس مساعی جمیلہ کو مشکور فرمائے۔ آمین۔

احوالِ آخرت کی تزیین مبارک

یہ قرطاس و قلم کی فراوانی کا دور ہے۔ بے تحاشہ لکھا جا رہا ہے۔ اور طباعت و اشاعت کے جدید و ماڈرن ذرائع نے انسانی فکر و فن کو جس انداز میں آج زینت دی ہے۔ ایسا دور چشم فلک نے اس سے قبل کہاں دیکھا تھا؟

مگر صد حیف کہ ان ذرائع ابلاغ و اشاعت پر بھی قبضہ زیادہ تر نفسانی و شہوانی لوگوں ہی کا ہے۔ رحمانی ورکروں کے حصے میں ان سب کا اگر ایک فیصد آ جائے تو بھی دنیا میں اسلامی انقلاب کی راہیں کشادہ ہو سکتی ہیں، مادی اور خالص دنیاوی علوم و فنون پر دنیا بھر میں جو کتابیں رسائل اور اخبارات چھاپے جاتے ہیں ان کی تعداد ایک ایک ملک میں لاکھوں

لاکھ۔اور ملین ملین ہوتی ہے۔ جب کہ دینی اور اسلامی کتابوں کی اشاعت ہزار کی تعداد سے آگے نہیں بڑھ پاتی خاص طور سے ہماری اردو زبان میں اگر کوئی کتاب ایک ہزار چھپ گئی تو گویا ناشر نے بڑا تیر مارلیا۔

پھر بھی ہم امتنان وتشکر کی پیشانی بارگاہِ رب کریم میں خم کرتے ہیں کہ الحمدللہ رب القدیر العزیز ہم نے اپنی اسلامی کتابوں کی اشاعت کا گزشتہ پچاس برسوں میں جو کام سرانجام دیا ہے وہ مایوس کن نہیں بلکہ حوصلہ بخش، اور اطمینان نواز ہے۔

اس پچاس سالہ اشاعتی زمانے میں ہم نے اپنے اسلاف کے قیمتی اثاثے کو طباعت کے مرحلے سے گزار کر محفوظ بھی کیا ہے اسلامی علوم وفنون پرنئی کتابیں بھی لکھی ہیں اور دوسری زبانوں سے ترجمہ کے ذریعہ بھی اردو زبان کے دامن میں بہت سارے ایسے قیمتی نہیں بلکہ لعل وجواہر سے تولے جانے والے مضامین منتقل کیے ہیں۔ان عظیم کاموں میں ایک "البدور السافرة في احوال الأخرة للعلامة السيوطي عليه الرحمة والرضوان" کا شاندار اور باوقار ترجمہ ''احوالِ آخرت'' ہے۔ جسے فیض ملت استاذ العلماء علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی قادری رضوی نوری دامت برکاتہم العالیہ کے فیض بخش قلم نے اردو کا جامہ پہنایا ہے۔''البدور السافرۃ'' شیخ الاسلام، خاتم الحفاظ، امام الحدیث علامہ الشیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی 911ھ) کی تصنیف ہے۔جس میں دوسو چھ (206) ابواب کے تحت احوالِ آخرت کے تمام گوشوں کا احاطہ کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ پوری کتاب کے اندر احادیث وروایات کی تعداد 2263 ہے، کتاب کیا ہے علوم ومعارف کا ایک گلزار ہے۔جس کے مطالعہ سے قاری اس دنیا میں رہتے ہوئے تصوراتی لحاظ سے عالم آخرت کی سیر کرنے لگتا ہے۔لگتا ہے اس پر حضور رسول غیب دان وغیب نما سیدنا محمد عربی ﷺ نے غیب کے دروازے کھول دیئے ہیں۔اور قاری کتاب کی عبارتوں کا مطالعہ کرتے ہوئے عالم برزخ اور مخفی جہانوں کی سیر کرنے لگتا ہے،حضرت مصنف علامہ رحمہ اللہ نے جس خلوص واہتمام سے احادیث مبارکہ کے گل بوٹے چن کر یہ عظیم الشان کتاب تیار فرمائی تھی اسی جذبۂ اخلاص ومحبت سے حضرت مترجم قبلہ دام اللہ فیضانہ نے اس کا ترجمہ بھی فرمایا اور مصنف

ومترجم بزرگوں کی ان کاوشوں کو بھرپور محبت وعقیدت کے ساتھ محترم جناب نجابت علی تارڑ صاحب نے اپنی زیرِ نگرانی مکتبہ سے شائع کر کے لوگوں تک پہنچایا۔ دورِ حاضر میں اسلامی کتابوں کی طباعت کیلئے جس قدر جتن ممکن ہے "زاویہ پبلشرز" لاہور کے اراکین خصوصاً جناب نجابت علی تارڑ ناظمِ اعلیٰ زاویہ پبلشرز نے اس میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔

206 ابواب پر وسیع یہ کتاب جتنی جاں کاہی و دلسوزی سے منظرِ عام پر لائی گئی ہے وہ صرف اہلِ خلوص ہی کا حصہ ہو سکتا ہے...... نگینے کی طرح صاف ستھرے حروف و عبارات...... آیات واحادیثِ مبارکہ پر اعراب اور ترجمہ کا التزام پروف ریڈنگ اور تزئین کاری کی بھرپور کوشش۔ اس کے ساتھ ساتھ اہلِ علم و دانش سے تقاریظ کی حصول یابی......

ان سب پر مستزاد مدینہ النبی زاد اللہ شرفاً کی نورانی مسجد نبوی اور گنبدِ خضرا کے سایہ تلے بیٹھ کر اس کاوش کی قبولیت ومحبوبیت کیلئے گریہ وزاری نے ہم گداؤں کی نگاہ میں اس کام کی وقعت کو بلند سے بلند تر کر دیا۔

دیوانگی عشق بڑی چیز ہے سیماب
یہ اُن کا کرم ہے جسے دیوانہ بنا دیں

قاری صاحب نے مجروح دلوں کیلئے حضور طبیب روحانی وجسمانی ﷺ کے نسخوں پر مشتمل بڑا پیارا تحفہ تیار کیا ہے۔ مدینہ طیبہ میں ان کی مانگی ہوئی دعاء کے الفاظ اپنی آمین کے ساتھ دہراتے ہوئے فقیر کو دلی مسرت نصیب آ رہی ہے۔

رحمتوں کا نزول ہو جائے
میرا ہر خار پھول ہو جائے
بارگاہِ رسول میں یا رب
میرا تحفہ قبول ہو جائے

(اللّٰھم آمین)

قاضی عبدالکریم قادری صاحب کے کلمات جوانہوں نے مسجدِ نبوی شریف میں بیٹھ کر قلم بند فرمائے ان کے ایمانی پُرعقیدت جذبات کی ترجمانی کر رہے ہیں، لکھتے ہیں:

اس وقت گنبد خضریٰ شریف میری آنکھوں میں اور دل میں سرور پیدا کر رہا ہے..... بعد نماز عصر کا وقت ہے حرم نبوی شریف میں افطار کیلئے دستر خوان کا بھرپور اہتمام ہے۔ کوئی تلاوت میں مصروف تو کوئی درود و سلام میں مشغول... تو کوئی نعت خوانی اور روتی ہوئی اشکبار آنکھوں سے پیارے مصطفیٰ ﷺ کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرنے میں منہمک ہے اس مقدس شہر اور برکت والی جگہ اور قبولیت والی گھڑی میں یہ چند کلمات لکھنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں اور میں اس کتاب کی اشاعت کے تمام مراحل میں میرے تمام معاونین کیلئے، تمام قارئین کیلئے، اپنے اساتذہ اور مشائخ کیلئے، اپنے والدین کیلئے، اپنے اہل خانہ، عزیز و اقارب کیلئے، اپنے تمام دوست واحباب کیلئے اور عامۃ المسلمین کیلئے اللہ تعالیٰ کے حضور قلب کی گہرائیوں سے دُعا کرتا ہوں۔

یاارحم الراحمین! میری اس پیشکش کو اپنے دربار میں قبول فرما کر، اس کتاب کے مطالعہ کے بعد خوب زادِ آخرت جمع کرنے کا جذبہ نصیب فرما، اس کے مترجم کے علم وعمل میں فیض و برکت میں خوب ترقی اور عمرِ طویل عطا فرما۔ ہم سب کو اسلام پر زندہ رکھ اور ایمان پر ہمارا خاتمہ فرما، عزت کی زندگی اور عزت کی موت عطا فرما، دنیا میں صحت وسلامتی کے ساتھ قائم رکھ، جو بیماریاں ہیں ان کو دور فرما، دنیا اور آخرت کی ہر بلا اور عذاب سے ہم کو محفوظ رکھ اور دنیا اور آخرت کی ہر خیر ہمارا مقدر کر دے۔ اس کتاب کو اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی بارگاہ میں اور تمام لوگوں میں قبولیت عطا فرما، اس کی فیض آفرینیوں کو مؤثر بنا اور اس کی نشر و اشاعت کو تا قیامت جاری رکھ۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔ (ماخوذ احوال آخرت صفحہ 18)

فقیر ان ٹوٹے پھوٹے الفاظ پر اپنی تحریر کو ختم کرتا ہے۔

ایں دعا از من از جملہ جہاں آمین باد

3 ذوالحجہ 1424ھ العاجز

25-01-2004 بدر القادری غفرلہ



جب آنے والی آئے گی

از

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری (دانشجوی، خانہ فرہنگ ایران)

انسان آتے رہے، انسان جاتے رہے..... انسان آرہے ہیں اور برابر جارہے ہیں، کب سے آرہے ہیں اور کب تک آتے رہیں گے کسی کو کچھ پتہ نہیں...... جانے والے برابر جارہے ہیں..... آقا بھی قبر میں، غلام بھی قبر میں..... حاکم بھی قبر میں محکوم بھی قبر میں...... قاتل بھی قبر میں، مقتول بھی قبر میں..... ظالم بھی قبر میں، مظلوم بھی قبر میں...... جابر بھی قبر میں، مجبور بھی قبر میں..... غالب بھی قبر میں، مغلوب بھی قبر میں...... امیر بھی قبر میں، غریب بھی قبر میں...... شہنشاہ و بادشاہ بھی قبر میں، وزیر بھی قبر میں...... جسے دیکھو رفتہ رفتہ سب ہی قبر میں جارہے ہیں...... سب ہی کو قبر میں چلے جانا ہے تو پھر قاتل سے بدلہ کون لے گا!...... مظلوموں اور مجبوروں کی کون دادرسی کرے گا! ان کا حق انہیں کون دلائے گا!...... محکوموں پر ڈھائے گئے ظلم و ستم کی داستان کون سنے گا......؟ سب جاتے رہے، سب جارہے ہیں اور سب ہی کو چلے جانا ہے تو پھر......! ہاں ہاں...... سب ہی کو چلے جانا ہے اور سب ہی چلے جائیں گے مگر اس سفرِ زندگی کا یہیں پر اختتام نہیں ہوگا، اس چلے جانے پر سفر زندگی ختم نہیں ہوگا...... ! سب جارہے ہیں اور سب کو جانا ہے مگر ایک دن ایسا آنا ہے کہ اس دن وہ "آنے والی آنے گی" پھر ذرہ برابر نیکی کا بدلہ بھی ملے گا اور برائی کا حساب بھی ہوگا...... زندگی اتنی ہی نہیں کہ انسان دنیا میں آیا، کچھ عرصہ رہا، اور قبر میں چلا گیا...... زندگی اتنی مختصر نہیں جتنی کہ ہم سمجھ رہے ہیں...... زندگی، زندگی ہے...... زندگی کا دائرہ بڑا وسیع ہے، اس کی منازل ہیں...... عدم سے وجود تک...... وجود سے برزخ تک...... برزخ سے جنت و دوزخ تک، زندگی ہی زندگی ہے، زندگی کو فقط دنیا تک محدود نہ جاننا چاہیے...... عقل والے کہتے ہیں کہ

بات سمجھ میں نہیں آئی۔ جب بات ادھوری ہو تو کیسے سمجھ میں آئے گی، ادھوری کسی کو سمجھ میں آجاتی ہے۔ جب زندگی ادھوری ہے تو کیا سمجھ آئے، زندگی پوری ہوگی تو انجام سامنے ہوگا۔ جو کچھ دنیا میں سمجھ نہیں آرہا سب کچھ سمجھ آجائے گا..... جب ''وہ آنے والی آئے گی''، ہر معمہ حل ہو جائے گا۔ وہ آنے والی کیا آئے گی دنیا کا رنگ بدل جائے گا۔ وہ کچھ ہوگا جو آنکھوں نے کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ دنیا کا نقشہ بدل کر رہ جائے گا۔ سارے ممالک خواب وخیال بن جائیں گے۔ ...کوئی شے اپنے اصل ٹھکانے پر نہ ہوگی..... بس! مخلوق اور اس کا خالق۔ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا جائے گا.... جب وہ آنے والی آئے گی۔ وہ بڑی ہی بھیانک ہوگی..... وہ آنے والی کیا ہے......! وہ آنے والی کب آئے گی؟ اس آنے والی کی کیا علامات ہیں.....؟ اس کی کیا نشانیاں ہیں....؟ یہ نشانیاں کون بتائے، کس کو پتہ۔ ؟ بیشک دوست ہی دوست کو بتاتا ہے کہ اس پر کیا مصیبت آنے والی ہے اور خالق سے بڑھ کر مخلوق کا دوست کون ہوگا......؟ اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا مہربانی ہوگی کہ اُس نے اُس آنے والی کی صدیوں پہلے اپنے بندوں کو خبر دے دی۔ (سورۂ لقمان آیت 24)

اس رحیم نے ہمیں پیدا کیا، زندگی دی اور پھر اس آنے والی کی خبر دے کر اس کا خوف دلوں میں پیدا کر دیا تاکہ دل و دماغ اِدھر اُدھر نہ بھٹکیں بلکہ درست سمت میں کام کرتے رہیں۔ اس آنے والی کی نہ صرف اطلاع دی بلکہ بار بار وعدہ کیا اور اعلان کیا کہ وہ آنے والی آئے گی، ضرور آئے گی اور آکر رہے گی..... قرآنِ کریم میں بار بار اس کا ذکر ملتا ہے تاکہ ہمارے دلوں میں اس آنے والی کا خوف رہے..... جابجا اس کا ذکر، اس کی آمد کی اطلاع اور اس کے آنے کی علامات مذکور ہیں، خالقِ کائنات نے اس آنے والی کی اطلاع اور وعدہ سے قبل اپنے وعدہ کی اہمیت جتاتے ہوئے فرمایا:

1- بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔

پھر فرمایا:

2- بیشک جس بات کا وعدہ دیئے جاتے ہو، ضرور ہونی ہے۔

پھر اس آنے والی کی نشانیاں اور اس کے آنے سے ہونے والی تباہ کاریوں اور مصیبتوں کا صاف صاف اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

-3 پاس آئی پاس آنے والی اللہ کے سوا اس کا کوئی کھولنے والا نہیں۔

-4 بیشک جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ضرور آنے والی ہے۔

-5 بیشک جس بات کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ضرور سچ ہے اور انصاف ضرور ہونا ہے۔

-6 بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو ہرگز تمہیں دھوکہ نہ دے دنیا کی زندگی۔

-7 آپ فرما دیجئے تمہارے لیے ایک ایسے دن کا وعدہ جس سے تم نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹ سکو نہ آگے بڑھ سکو۔

-8 اور بیشک قیامت آنے والی ہے''۔

-9 اور بیشک قیامت ضرور آنے والی ہے اس میں کچھ شک نہیں۔

-10 تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں۔

-11 تو تم انہیں چھوڑو کہ بیہودہ باتیں کریں اور کھیلیں یہاں تک کہ اپنے اس دن کو پائیں جس کا ان سے وعدہ ہے۔

-12 بیشک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم۔

-13 پھر تمہیں اپنے رب ہی کی طرف پھرنا ہے۔

-14 پھر اپنے رب کی طرف پھیرے جاؤ گے۔

-15 وہ عذاب اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے۔

-16 اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کی طرف پھرنا ہے۔

-17 پھر تمہیں اپنے رب ہی کی طرف پھرنا ہے۔

-18 وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ ضرور تمہیں ملنی ہے پھر اس کی طرف پھیرے جاؤ گے۔

-19 اور اُسی کی طرف اُٹھنا ہے۔

-20 اللہ اُٹھائے گا انہیں جو قبروں میں ہیں۔

-21 اور بیشک تمہارا رب ہی انہیں قیامت میں اٹھائے گا۔

22- بیشک ہم مردوں کو جلائیں گے اور ہم لکھ رہے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا۔
23- جس دن قبروں سے نکلیں گے جھپٹتے۔
24- اُٹھائے جائیں گے جو قبروں میں ہیں اور کھول دی جائے گی جو سینوں میں ہے۔
25- بیشک ضرور تمہیں قیامت کے دن جمع کرے گا۔
26- اور پھونکا جائے گا صور۔
27- اور جس دن بلانے والا ایک سخت بے پہچانی بات کی طرف بلائے گا۔
28- اور جتنے بھی ہیں سب کے سب ہمارے حضور لائے جائیں گے۔
29- ہر ایک روزِ قیامت اس کے حضور اکیلا حاضر ہوگا۔
30- اور سب منہ جھک جائیں گے اس زندہ قائم رکھنے والے کے حضور۔
31- اور صور پھونکا جائے گا یہ وعدۂ عذاب کا دن۔
32- اور جس دن نہیں اٹھائے گا گویا کہ دنیا میں نہ رہے تھے مگر اس دن کی ایک گھڑی۔
33- اور جس دن قیامت ہوگی مجرم قسم کھائیں گے کہ نہ رہے تھے مگر ایک گھڑی۔
34- گویا وہ جس دن دیکھیں گے جو انہیں وعدہ دیا جاتا ہے۔
35- کیا ہم جب مر کہ مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے کیا ہم ضرور اٹھائے جائیں گے اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی؟ تم فرماؤ، ہاں۔
36- بے شک سب اگلے اور پچھلے ضرور اکٹھے کئے جائیں گے ایک جانے ہوئے دن کی معیاد پر۔
37- ایسا کوئی ہے جو ہڈیوں کو زندہ کرے جب وہ بالکل گل گئیں! تم فرماؤ انہیں وہ زندہ کرے گا جس نے پہلی بار انہیں بنایا اور اسے ہر پیدائش کا علم ہے۔
38- کیا جب مر جائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے پھر جئیں گے۔
39- اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے جو انصاف کے دن کو جھٹلاتے ہیں اور اسے نہ جھٹلائے گا مگر ہر سرکش۔
40- جب ہولے گی ہونے والی اُس وقت کے ہونے میں کسی کو انکار کی گنجائش نہ ہوگی۔

41- جس دن اس کا بتایا انجام واقع ہوگا۔

اللہ، اللہ، اس آنے کا کس قدر اعلان فرمایا گیا جس سے ہم غافل ہیں! وہ آئے گی اور ایسے آئے گی کہ اچانک آ جائے گی...... کسی کو خبر نہ ہوگی کہ آنے والی اچانک آ جائے گی۔

42- وہ اچانک آ پڑے گی۔

43- انہیں بے حواس کر دے گی۔

44- پھر نہ وہ اسے پھیر سکیں گے اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔

45- تو وہ اچانک ان پر آ جائے گی اور انہیں خبر تک نہ ہوگی۔

46- تو کا ہے کے انتظار میں ہیں مگر قیامت کے کہ ان پر اچانک آ جائے۔

47- وہ تو نہ ہوگی مگر ایک چنگھاڑ جبھی وہ سب کے سب ہمارے حضور حاضر ہو جائیں گے۔

48- پھر جب آئے گی وہ کان پھاڑنے والی چنگھاڑ اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی اور ماں اور باپ اور بیوی اور بیٹیوں سے۔

49- تو جب صور پھونکا جائے گا تو نہ ان میں رشتے رہیں گے اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھے۔

50- جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کام نہ آئے گا۔

51- جب وہ گھبراہٹ میں ڈالے جائیں گے۔

وہ آنے والی کیا آئے گی ایک مصیبت میں ہزاروں مصیبتیں ہوں گی...... انسان کا کیا حال ہوگا! کائنات کا کیا حال ہوگا...... ! حیرت ناک و ہیبت ناک مناظر ہوں گے کہ جن کا ذکر ہی انسان کا کلیجہ منہ کو لاتا ہے...... آسمان لپیٹ دیا جائے گا......! زمین سمیٹ دی جائے گی......! تارے جھڑ پڑیں گے......! پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر ہواؤں میں اُڑتے پھریں گے! سمندر سلگ رہے ہوں گے...... ! فضائیں بلند شعلوں اور دھوئیں کی لپیٹ میں......! کیا یہ سب ہوگا......! ہاں، ہاں بتانے والا بتا رہا ہے کھول کھول کر بتا رہا ہے۔

52- اور جس دن پھٹ جائے گا آسمان بادلوں سے اور فرشتے اتارے جائیں گے۔

53- جس دن ہم آسمان کو لپیٹیں گے۔

54- اور جس دن پہاڑوں کو چلائیں گے۔

55- اور قیامت کے دن زمینوں کو سمیٹ دے گا اور اس کی قدرت سے سب آسمان لپیٹ لیے جائیں گے اور صور پھونکا جائے گا تو بے ہوش ہو جائیں گے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں مگر جسے اللہ چاہے، پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔

56- جب آسمان ایک ظاہر دھواں لائے گا کہ لوگوں کو ڈھانپ لے گا۔

57- جس دن آسمان ہلنا سا ہلیں گے اور پہاڑ چلنا سا چلیں گے۔

58- جب زمین کانپے گی تھرتھرا کر اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے چورا ہو کر۔

59- تم پر چھوڑی جائے گی بے دھوئیں کی آگ اور بے لپٹ کا کالا دھواں۔

60- جب آسمان پھٹ جائے گا تو گلاب کے پھول سا ہو جائے گا جیسے سرخ نری۔

61- اور جب صور پھونک دیا جائے ایک دم۔

62- اور زمین و آسمان اور پہاڑ اٹھا کر دفعۃً چورا کر دیئے جائیں وہ دن ہے کہ ہو پڑے گی وہ ہونے والی۔

63- جس دن آنکھ چوندھیائے گی اور چاند گہے گا اور سورج اور چاند ملا دیئے جائیں گے۔

64- پھر جب تارے محو کر دیئے جائیں اور جب آسمان میں رخنے پڑیں اور جب پہاڑ غبار کر کے اڑا دیئے جائیں۔

65- اور آسمان کھولا جائے گا کہ دروازے ہو جائے گا۔

66- اور پہاڑ چلائے جائیں گے کہ جیسا چمکتا ریت دور سے پانی کا دھوکہ دیتا ہے۔

67- جب دھوپ لپیٹی جائے گی اور جب تارے جھڑ پڑیں اور جب پہاڑ چلائے جائیں۔

68- اور جب آسمان جگہ سے کھینچ لیا جائے۔

69- جب آسمان پھٹ جائے اور جب تارے جھڑ پڑیں اور جب سمندر بہا دیئے جائیں اور جب قبریں کریدی جائیں۔

70- جس دن تھرتھرائے گی تھرتھرانے والی اس کے پیچھے آئے گی پیچھے آنے والی کتنے دل

اس دن دھڑکتے ہوں گے۔

71- جب زمین ٹکرا کر پاش پاش کر دی جائے گی اور تمہارے رب کا حکم آئے گا اور فرشتے قطار قطار اور اس دن جہنم لائی جائے۔

72- بیشک فیصلے کا دن ٹھہرا ہوا وقت ہے جس دن صور پھونکا جائے گا تو تم چلے آؤ گے فوجوں کی فوجیں۔

73- اور ہم عدل کی ترازوئیں رکھیں گے قیامت کے دن۔

74- اور تم ہر گروہ کو دیکھو گے زانو کے بل گرے ہوئے۔

75- جس دن کچھ منہ اُوجالے ہوں گے اور کچھ منہ کالے۔

76- اس دن تم مجرموں کو دیکھو گے کہ بیڑیوں میں ایک دوسرے سے جُڑے ہوں گے۔

اس کریم نے اپنے بندوں کو سب کچھ بتا دیا کہ وہ آنے والی جب آئے گی تو کیا ہوگا اور اس سے پہلے کیا کیا ہوگا؟ مستقبل کے اندھیروں میں اُجالا کر کے رکھ دیا اور وہ سب کچھ دکھا دیا جو انسان نہ جانتا تھا...... اس کے بعد بھی انسان نہ سمجھ سکے تو اس کے حبیب کریم ﷺ نے قبل از قیامت کے اہم واقعات کو تفصیلاً بیان کر کے سارے شکوک وشبہات دور کر دیئے وہ آنے والی قریب آرہی ہے اور ایک ایک کر کے نشانیاں ظاہر ہو رہی ہیں...... صدیوں برس قبل جو فرمایا ہم آج اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، جو کچھ نہیں دیکھا وہ آنے والے دیکھ لیں گے...... آپ نے فرمایا:

77- قیامت قائم ہونے سے قبل تم ان امورِ عظیمہ کو دیکھ لو گے جنہیں تم نے نہ کبھی دیکھا اور نہ تم نے ان کے بارے میں سوچا۔

اور فرمایا کہ

78- جب قاتل کو یہ علم نہ ہوگا کہ میں نے کیوں قتل کیا اور مقتول کو یہ علم نہ ہوگا کہ مجھے کیوں قتل کیا گیا۔

79- جب کام نااہلوں کے سپرد کر دیئے جائیں گے۔

80- جب لوگ بیت المال کو اپنی ملکیت سمجھنے لگیں امانت کو مالِ غنیمت جانیں زکوٰۃ کو تاوان اور ٹیکس سمجھیں دین کا علم دنیا کمانے کیلئے حاصل کیا جائے مرد بیوی کا فرمانبردار ماں کا نافرمان دوست کو اپنا سمجھیں گے اور باپ کو غیر مساجد میں شور ہونے لگے فاسق و فاجر لوگ قوم کے سردار بنیں لیڈر سب سے کمینہ ہو آدمی کے شر کے خوف سے اس کی عزت کی جائے ناچنے گانے والی عورتوں اور باجوں کا رواج ہو جائے زمانے کے لوگ امت کے پہلے بزرگوں پر لعنت بھیجنے لگیں۔

81- جب تمہارے حاکم بدترین ہو جائیں اور مال دار کنجوس ہو جائیں، امورِ سلطنت عورتوں کی مرضی سے طے پائیں۔

82- کافر قومیں تمہیں ہڑپ کرنے کیلئے ایک دوسرے کو اس طرح بلائیں گی، جیسے دستر خوان پر بلاتے ہیں۔

83- اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا اور قرآن کریم کی رسم رہ جائے گی مسجدیں آباد ہوں گی مگر ہدایت سے خالی ہوں گی، ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی تمام مخلوق سے بدتر ہوں گے، انہیں میں فتنے بیدار ہوں گے اور انہی میں لوٹ جائیں گے۔

84- ایمان والا اپنے خاندان میں بھیڑ بکری سے زیادہ کمزور اور ذلیل ہو کر رہ جائے گا محرابیں سجائیں گے اور دل ویران ہوں گے پولیس والے زیادہ ہو جائیں گے عیب جیں، عیب گو اور طعنہ دینے والے بکثرت ہوں گے۔

85- ایسا دور بھی آ کر رہے گا جب آدمی کو صرف پیٹ کی فکر ہو گی اور وہ خواہش ہی کو دین سمجھے گا۔

86- جب لوگ نماز چھوڑ دیں امانت ضائع کریں سود کھائیں جھوٹ کو حلال کر لیں قتل کو معمولی چیز سمجھیں اونچی اونچی عمارتیں بنائیں دین بیچ کر دنیا کمائیں رشتہ داروں کے ساتھ بدسلوکی کریں انصاف کمزور ہو جائے جھوٹ سچ بن جائے ظلم، طلاق اور اچانک موت عام ہو جائے تہمت تراشی

عام ہو جائے ...... کمینے بکثرت ہو جائیں ...... شریفوں کا جینا دشوار ہو جائے ...... حاکم جھوٹ بولیں ...... چودھری اور بڑے لوگ ظالم ہو جائیں ...... امن کم ہو جائے ...... زندگی کی دوڑ اور کاروبار و تجارت میں مرد کے ساتھ عورتیں شریک ہوں ...... ظلم پر فخر کیا جائے ...... انصاف فروخت ہونے لگے ...... قرآن کو گا گا کر پڑھا جائے۔

-87 ایسا زمانہ آئے گا جب پیٹ بھرا انسان کہے گا کہ بس! تمہیں قرآن کافی ہے۔(یعنی حدیث وفقہ کی ضرورت نہیں)

-88 عنقریب ایسے لوگ آئیں گے کہ قرآن کو تیر کی طرح درست کریں گے اور ان کا مقصد قرآن پڑھنے سے دنیا حاصل کرنا ہوگا۔

-89 صبح کو ایک جوڑا پہن کر نکلو گے اور شام کو دوسرا جوڑا پہن کر اور ایک پیالہ سامنے رکھا جائے گا اور دوسرا پیالہ اٹھایا جائے گا ...... تم اپنے گھروں پر زیب و زینت کیلئے اس طرح کپڑے کے پردے ڈالو گے جیسے کعبے کو کپڑوں سے پوشیدہ کر دیا جاتا ہے۔

-90 تم دیکھو گے ننگے پیر اور ننگے بدن والے تنگ دست اور بکریاں چرانے والے مکانات کی بلندی پر فخر کریں گے۔

-91 مسجد والے (نمازی) ایک دوسرے کو دھکیلیں گے، کوئی امام نہ پائیں گے کہ انہیں نماز پڑھائے۔

-92 آخر زمانے میں ایسے لوگ آئیں گے جو ظاہر میں بھائی ہوں گے اور باطن میں دشمن ہوں گے۔

-93 ظالم کو ظالم کہنے سے ڈرنے لگیں گے۔

-94 قیامت سے پہلے وہ وقت آئے گا کہ نہرِ فرات کے اندر سے سونے کا ایک پہاڑ ظاہر ہوگا اور اس پر قبضہ جمانے کیلئے لوگ جنگ کریں گے۔

-95 زمانہ ایک دوسرے کے قریب ہو جائے گا اور زمین سکڑ جائے گی۔

-96 جھوٹ کی کثرت ہوگی اور بازار اور زمانہ ایک دوسرے کے قریب ہو جائیں گے۔

-97 کوئی کاروبار کرے گا تو کہے گا ٹھہرو! پہلے فلاں جگہ کے تاجر سے مشورہ کر لوں۔

98- مساجد کو راستہ بنالیا جائے گا، سلام، جان پہچان والوں سے رہ جائے گا۔

99- پہلی رات کے چاند کو صاف دیکھا جائے گا تو کہا جائے گا کہ یہ دوراتوں کا ہے۔

100- لوگ عمارتوں میں پھیل جائیں گے۔

101- دین بگڑ جائے گا۔ خون بہے گا اور سجاوٹ ظاہر ہوگی اور عمارتوں کو معزز بنایا جائے گا۔

102- فالج اور ہارٹ فیل عام ہو جائے گا۔

103- بیوقوفوں کی حکومت اور پولیس کی کثرت ہوگی۔

104- عورتیں پہننے کے باوجود عریاں ہوں گی۔

105- چھوٹے کی خوب دیکھ بھال کرو گے اور بڑے کو بڈھا کھوس بنا دو گے۔ اگر کوئی اس کے خلاف کرے گا تو کہا جائے گا تو نے رواج کے خلاف کیا۔

106- بازاروں میں اس طرح چلیں گے کہ ان کی رانیں ظاہر ہوں گی۔

107- میری امت طرح طرح کے خوبصورت چمڑے کے جوتے پہنے گی اور انہیں خوب چمکائے گی خواہ مرد ہوں یا عورت۔

108- باتیں رہ جائیں گی اور عمل ختم ہو جائے گا۔ زبانیں بدل جائیں گی اور دلوں میں بغض ہو جائے گا اور لوگ صلہ رحمی ترک کر دیں گے۔

کچھ لوگوں کا حال یہ ہوگا کہ

109- قرآن پڑھیں گے حالانکہ وہ ان کے حلقوم سے آگے نہ بڑھے گا مسلمانوں کو قتل کریں گے، مشرکین سے درگذر کریں گے، اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانے سے نکل جاتا ہے۔

110- مرد ایسی زینت کریں گے جیسے ایک عورت اپنے شوہر کیلئے کرتی ہے وہ عورتوں کی طرح سنگھار کریں گے۔

111- ایسا زمانہ آئے گا کہ اس میں علماء کم ہوں گے اور واعظین زیادہ ہوں گے۔

112- اللہ تعالیٰ اسلام کی تائید ایسے لوگوں سے کرائے گا جو خود مسلمان نہ ہوں گے۔

113- مرد عورت سے مشابہت کریں گے اور عورتیں مردوں کے مشابہ ہو جائیں گی۔

114- میری اُمت کے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو طرح طرح کے کھانے کھائیں گے، قسم قسم کے شربت پئیں گے، مختلف رنگوں کے کپڑے پہنا کریں گے اور باتیں بڑھ چڑھ کر کیا کریں گے، یہ میری امت کے شریر لوگ ہوں گے۔

115- اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ کتاب اللہ کو عار سمجھا جائے گا...... زمانہ باہم قریب ہو جائے گا...... محبت و خلوص کم ہو جائے گا...... خائنوں کو امین بنایا جائے گا...... امینوں پر تہمت لگائی جائے گی...... جھوٹے کو سچا کہا جائے گا اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا...... لوٹ مار، قتل کی کثرت ہوگی...... بغاوت، حسد اور کینہ بڑھے گا...... لوگ مختلف امور میں اختلاف کریں گے...... خواہش کی اتباع کی جوئے گی...... ظن پر فیصلہ کیا جائے گا...... قلم اٹھالیا جائے گا، جہالت بڑھے گی۔

116- ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو ہلاک کرنے والوں کی عزت کریں گے اور عبادت کرنے والوں کو ذلیل سمجھیں گے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نشانی نہیں بتائی اور نہ ہی ایک طرح کی نشانی بتائی...... طرح طرح کی نشانیاں بتائیں ذرا علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پہلو پر غور تو کریں......!

اخلاقی نشانیاں:

117- صرف جان پہچان والوں سے علیک سلیک ہوگی...... بے حیائی اور بدزبانی عام ہوگی...... بُرے ہمسایہ ہوں گے...... رشتہ داریاں ختم ہو جائیں گی...... عورتیں باغی ہو جائیں گی...... مرد نیکی کا راستہ چھوڑ دیں گے...... چھوٹوں کی تو دیکھ بھال ہوگی اور بزرگوں کو گھر سے باہر نکال دیا جائے گا...... (جیسا کہ آج کل یورپی ممالک میں بوڑھے والدین کو گھر سے نکال دیا جاتا ہے اور اولڈ مین ہاؤس میں حکومت ان کی خبر گیری کرتی ہے)...... زنا کاری سے شرم نہ رہے گی (ترقی یافتہ ممالک میں یہ وبا عام ہے)...... اوباش لوگ چلتی عورت سے چھیڑ چھاڑ کریں گے (بڑے شہروں کا حال ہمارے سامنے ہے)...... عورتیں بزرگوں اور بوڑھوں کو جھڑکیں گی (گھروں کا حال سب کو معلوم ہے)...... سچا دوست اور مال حلال عنقا ہو جائے گا۔

مذہبی نشانیاں:

118- مساجد کو راستہ بنالیا جائے گا قاریوں کی کثرت ہوگی، حشرات الارض کی طرح پائے جائیں گے علماء وفقہاء کی قلت ہوگی فقہاء شریر ہوں گے متقی مفتی ایسا عنقا ہو جائے گا کہ موٹا تازہ انسان ڈھونڈتے ڈھونڈتے دُبلا ہو جائے گا مگر پھر بھی نہ ملے گا ہزاروں نمازیں پڑھیں گے مگر ایک بھی مسلمان نہ ہوگا قرآن کو عار سمجھا جائے گا اسلام کے کام ایسے لوگ کریں گے جو خود مسلمان نہ ہوں گے (مغربی قومیں ہمارے سامنے قرآن وحدیث اور تاریخ اسلام پر کام کر رہی ہیں، ایک ہندو فاضل ڈاکٹر اوشا سانیال نے امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ پر پی۔ ایچ۔ ڈی کی ہے)۔

معاشرتی اور تہذیبی نشانیاں:

119- عورتیں اترا کر چلیں گی سروں پر کوہان نما شئے ہوگی (جیسا کہ آج کل سروں پر ہیٹ اور ہیلمیٹ کا رواج ہو گیا) عورتیں ملبوس ہو کر بھی عریاں ہوں گی سروں پر گانے بج رہے ہوں گے (سواریوں کا حال سب کو معلوم ہے) لوگ اس طرح بازاروں میں چلیں گے کہ ان کی رانیں نظر آئیں گی (عورتوں کا اسکرٹ اور مردوں کا پتلون پہننا) داڑھیاں صاف کی جائیں گی طرح طرح کے کھانے کھائیں گے، طرح طرح کے شربت پئیں گے اور وضع وضع کے کپڑے پہنیں گے خوبصورت چمڑے کے جوتے پہنیں گے۔

سائنسی اور ٹیکنیکل نشانیاں:

120- ایک شہر کا تاجر دوسرے شہر کے تاجر سے مشورہ کرے گا (ٹیلی فون، موبائل) قلم ظاہر ہوگا (یعنی فونٹین پین، پنسل، ٹائپ رائٹر، پرنٹنگ پریس اور کمپیوٹر وغیرہ) جوتے کا تسمہ باتیں کرے گا اور وہ کچھ سنا دے گا جو اس کے پس پشت گھر میں ہوا (ٹیپ ریکارڈ اور مووی کیمرہ وغیرہ) زمانہ ایک دوسرے کے قریب ہو جائے گا

(جدید ذرائع نقل وحمل، موٹر گاڑیاں، ریل، جہاز اور ذرائع ابلاغ، فون، موبائل، فیکس، انٹرنیٹ، وائرلیس)...... کجاووں کی طرح سواریاں ہوں گی (موٹر کاریں، بسیں وغیرہ)

تجارتی اور اقتصادی نشانیاں:

121- تجارت عام ہوگی...... دولت کی ریل پیل ہوگی...... مرد وعورت مل کر تجارت کریں گے...... سود سے کوئی نہ بچے گا...... بہت سی کانیں نکلیں گی جن پر صرف کمینوں کا قبضہ ہوگا (آج زیادہ تر کانیں دشمنانِ اسلام کے قبضے میں ہیں)...... فرات سے سونے کا خزانہ ظاہر ہوگا (آج پیٹرول کو کالا سونا کہا جاتا ہے اس کے بے شمار ذخائر اس علاقہ میں نکلے ہیں)

ملکی اور عالمی سیاسی حالات:

122- حاکم بدعمل و بدکردار ہوں گے...... خائن کو امین بنایا جائے گا...... کچھ قبیلے مشرکین سے مل جائیں گے (موجودہ حالات ہمارے سامنے ہیں)...... جہاد کا بس شور وغل ہوگا (جہاد کا شور آج جگہ جگہ ہے عالمِ اسلام کے اہم معاملات احتجاجوں، ہڑتالوں اور قراردادوں کی نذر ہو رہے ہیں، مفاد پرست لوگ اپنی ذاتی خواہشات کے حصول کی غرض سے جہاد کا نام غلط انداز میں استعمال کر رہے ہیں جس کے سبب مخالف اسلام جہاد کو دہشت گردی سے تعبیر کرنے لگے! فقیر نے اس ضمن میں ایک مقالہ "جہاد، دہشت گردی اور اسلام" لکھ کر عالمی سطح پر شائع کرایا ہے تاکہ غلط فہمیاں دور ہوں۔ روزنامہ جنگ کراچی 22 اگست 2003ء، روزنامہ جنگ لندن 24 اگست 2003ء) مسلمان، مسلمان کو قتل کریں گے اور بتوں کے پجاریوں کو نظر انداز کریں گے۔

معالجاتی اور طبی نشانیاں:

123- فالج کی بیماری عام ہوگی...... حرکت قلب بند ہونا عام ہو جائے گا (یعنی ہارٹ اٹیک)...... لوگ اچانک مریں گے...... فحش کاری سے نئی نئی بیماریاں ہوں گی (ایڈز کی طرف اشارہ)

آپ نے یہ نشانیاں پڑھیں اب ذرا اپنے گردونواح پر نظر ڈالیں یہ سچی نشانیاں دیکھ دیکھ کر یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہم بڑی سرعت سے اُس آنے والی کے قریب جارہے ہیں وہ ہماری طرف لپکی چلی آرہی ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ ہم خود بھی اس آنے والی قیامت کی نشانی بن گئے ہیں رحمت عالم ﷺ نے صدیوں قبل جو کچھ بتایا اور سنایا آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، کانوں سے سن رہے ہیں حرف بحرف صحیح ہے دل دھڑک رہا ہے، روح سہمی ہوئی ہے، نہ معلوم وہ آنے والی کب آجائے !وہ آنے والی جسے "قیامت" کہتے ہیں، کب آئے گی !قیامت کب آئے گی، اس راز کو تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

124۔ اور اس نے ہر چیز کی گنتی شمار کر رکھی ہے۔

وہ کریم ہر غیب کا جاننے والا ہے اور اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا مگر اس کے بتائے سے اس کے رسول مطلع ہیں۔

125۔ غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ "امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے تصریح فرمائی ہے کہ اس غیب سے مراد قیامت ہے جس کا اس آیت میں ذکر ہے امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ سے پہلے بعض علمائے کرام نے احادیث مبارکہ کی روشنی میں حساب لگایا تھا کہ یہ اُمت ایک ہزار سن ہجری سے آگے نہ بڑھے گی۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے انکار کیا اور ایک رسالہ "الکشف عن تجاوز ھذہ الامۃ الالف" تحریر فرما کر اس سے ثابت کیا کہ یہ اُمت ہزار سن ہجری سے ضروری آگے بڑھے گی۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا 911ھ میں وصال ہوا۔ انہوں نے اپنے حساب سے یہ خیال فرمایا تھا کہ 1300ھ میں اس امت کا خاتمہ ہو گا امام مہدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بکثرت احادیث موجود ہیں کہ قبل از قیامت ظہور فرمائیں گے۔ مگر ان میں کسی وقت کا تعین نہیں فقیر کو بعض علوم کے ذریعے ایسا خیال گزرتا ہے کہ شاید 1837ھ

میں کوئی اسلامی سلطنت باقی نہ رہے اور 1900ھ میں حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ ظہور فرمائیں۔

ہم نے یہ دونوں وقت سید المکاشفین حضرت شیخ محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ کے کلام سے اخذ کیے ہیں...... اللہ اکبر! کیسا زبردست واضح کشف تھا... حضرت شیخ اکبر رحمہ اللہ نے اتنے زمانے پہلے "عثمان پاشا" سے لے کر قریب زمانہ آخر تک جتنے اسلامی بادشاہ اور ان کے وزراء ہوں گے، "رموز" میں ان سب کا ذکر فرمایا۔ اپنے زمانے میں ہونے والے بعض اہم اور بڑے واقعات کی طرف بھی اشارے فرما دیئے...... اپنی اس تحریر میں کسی بادشاہ کا نرمی سے ذکر فرمایا اور کسی پر حالتِ غضب کا اظہار کیا ہے... آپ نے اسلامی سلطنت کے ختم ہونے کی نسبت لفظ "ایقظ "فرمایا ہے اور صاف تصریح فرمائی کہ "لا اقول ایقظ الھجریۃ بل ایقظ الجفریۃ"۔

ہم نے اس ایقظ جفری کا جو حساب کیا تو ۱۸۳ھ آتے ہیں اور انہی کے دوسرے کلام سے ۱۹۰۰ھ ظہور امام مہدی رضی اللہ عنہ اخذ کیے ہیں، وہ اپنی رباعی میں فرماتے ہیں:

اذا دار الزمان علی حروف
بسم اللّٰہ فالمھدی قاما
و یخرج فی الحطیم عقیب صوم
الا فاقرأہ عندی سلاما

حضرت شیخ اکبر رحمہ اللہ نے خود اپنی قبر شریف کی نسبت بھی فرما دیا تھا کہ کچھ مدت میری قبر لوگوں کی نظروں سے غائب رہے گی۔

اذا دخل السین فی الشین ظھر قبر محی الدین۔
"جب شین میں سین داخل ہوگا تو محی الدین کی قبر ظاہر ہوگی"۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ سلطان سلیم جب ملک شام میں داخل ہوئے تو ان کو بشارت دی کہ فلاں مقام پر ہماری قبر ہے، سلطان نے وہاں جا کر حاضری دی اور قبہ بنوایا جو زیارت گاہِ عام ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ دنیا کی عمر سات دن ہے اور میں اس کے پچھلے دن مبعوث

ہوا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ میں اُمید کرتا ہوں کہ میری امت کو اللہ تعالٰی نصف دن اور عنایت فرمائے گا۔

ان احادیث شریف سے اُمت کی عمر پندرہ سو برس ثابت ہوئی۔

ارشاد ہوتا ہے:

126- اِنَّ یَوۡمًا عِنۡدَ رَبِّکَ کَاَلۡفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ۔

''بیشک تمہارے رب کے یہاں ایک دن ایسا ہے جیسے تم لوگوں کی گنتی میں ہزار برس''۔

اب اس تناسب سے ان متذکرہ احادیث مبارکہ سے جو مستفاد ہوا ہمارا بیان کردہ حساب اس سے قریب تر ہے۔

یعنی جب ہمارے ایک ہزار سال رب تعالٰی کے ایک دن کے برابر ہیں تو ڈیڑھ دن پندرہ سو برس برابر ہوگا۔

127- یہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اپنے رب عزوجل سے استدعا ہے کہ امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالٰی میری اُمت کو نصف دن اور عنایت فرمائے گا، چنانچہ اب عمر میں جس قدر اضافہ ہوگا وہ انعام الٰہی ہوگا۔

128- سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے جلیل القدر عارف حضرت شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی رحمہ اللہ المتوفی ۱۰۳۴ھ نے بھی اپنے مکتوبات شریف میں اس طرف اشارہ فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں اور اس امت کے آخری حصے کا شروع آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم کے رحلت فرمانے کے بعد ''الف ثانی'' (یعنی دوسرے ہزار سال کی ابتداء سے) ہے کیونکہ ''الف'' یعنی ہزار سال کے گزرنے کو امور کے تغیر میں عظیم خاصیت ہے''۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے سن ہجری کے دوسرے ہزارے کو امت کے آخری حصے کا آغاز قرار دیا جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وقوع قیامت دوسرے ہزارے میں ہوگا۔

قیامت کب آئے گی اور اس آنے والی کی نشانیاں کیا کیا ظاہر ہوں گی؟ اس حوالے

سے عرب وعجم میں متعدد کتب معروف ہیں جن میں پیشِ نظر کتاب ''قیامت کی نشانیاں'' بھی شامل ہے جو دراصل علامہ سید محمد بن عبدالرسول برزنجی حسینی علیہ الرحمہ (۱۰۴۰ھ، ۱۱۰۳ھ) کی قدیم شہرہ آفاق تصنیف ''الاشاعۃ لاشراط الساعۃ'' کا اردو ترجمہ ہے۔

اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ مختلف ادوار میں اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، فقیر نے اس کے جدہ اور بیروت سے شائع شدہ عربی ایڈیشن دیکھے ہیں۔ شیخ الاسلام امام احمد رضا حنفی رحمہ اللہ نے حاشیہ طحطاوی علی درالمختار کی تعلیقات میں بھی اس کتاب کا ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کا مطالعہ کر چکے تھے اور ان کے پاس کوئی قدیم مطبع ہی ہوگا نیز یہ بھی پتا چلتا ہے کہ یہ کتاب عرصہ سے علماء ومشائخ کے مطالعہ میں چلی آرہی ہے ایسی کتاب کا ترجمہ کر کے اردو داں طبقے کو پیش کیا جانا یقیناً لائقِ تحسین ہے۔ اس احسن قدم پر مترجم حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی اور ناشر عزیزم نجابت علی تارڑ (ناظم زاویہ پبلشرز، لاہور) قابل مبارکباد ہیں۔

جس طرح حضرت مصنف اپنے عہد کے جلیل القدر عالم وعارف تھے حضرت مترجم بھی اپنے زمانے کے جلیل القدر عالم اور بلند پایہ مصنف ہیں۔ عہد حاضر میں ان کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ ان کا برق رفتار قلم اور کثیر تعداد تصانیف برِصغیر پاک وہند میں اپنا لوہا منوا چکے ہیں۔ فقیر پر بڑا کرم فرماتے ہیں، مولیٰ کریم حضرت مترجم کا سایہ تادیر دنیائے اسلام پر قائم ودائم رکھے۔ (آمین)

سیدی وسندی استاذی علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی دامت برکاتہم العالیہ ایام طالب علمی سے لکھ رہے ہیں اور خوب لکھ رہے وہ تصنیف وتالیف کا فطری ذوق رکھتے ہیں کوئی شائع کرے یا نہ کرے ان کی نظر اپنے مولیٰ کی طرف ہے، دنیا سے صلہ کی پرواہ ہے اور نہ ستائش کی تمنا وہ سفر وحضر میں بھی قلم وقرطاس تھامے دکھائی دیتے ہیں ان کی تصانیف وتالیفات کی تعداد تین ہزار کے لگ بھگ ہے جو کہ عالمِ اسلام میں ایک ریکارڈ تعداد ہے ایسا کثیر التصانیف قلم کار نہ تو کبھی سنا اور نہ دیکھا عہدِ حاضر میں مذہب کے حوالے سے لکھنے والوں کی تعداد ہزاروں میں ہوگی مگر ان کی نگارشات عشروں میں شمار کی

جا سکتی ہیں جس کی وجہ سے آج کے دور میں پچاس کتب کے مصنف کو ایک بڑا مصنف اور صاحب قلم تصور کیا جاتا ہے۔ حضرت مترجم کی شخصیت اس حوالے سے ماضی اور حال دونوں میں منفرد و یکتا ہے۔

۱۹۹۸ء میں فقیر نے آپ کی نگارشات کی فہرست ''علم کے موتی'' کے نام سے مرتب کر کے کراچی سے شائع کی تھی جس میں دو ہزار ایک سو پچاس کتب و رسائل کی تفصیلات پیش کی گئیں۔

میں ''صدائے علم'' کے نام سے ان جواہر پاروں کی تفصیلات شائع کی گئیں جو اس وقت تک شائع ہو چکی تھیں اس وقت فقیر کی معلومات کے مطابق آپ کی سات سو (۷۰۰) سے زائد نگارشات زیور طباعت سے مزین ہو کر اہلِ سُنّت کے علمی سنگھار میں اضافہ کر رہی ہیں فکر و قلم میں برکت ہے انداز بیاں انتہائی سادہ عام فہم مگر عالمانہ جاہ و جلال لیے ہوئے تصنیف ہو یا تالیف، ترجمہ ہو یا تفسیر مذاہب باطلہ کے خلاف ہر محاذ پر قرطاس و قلم کے تیر و کمان سنبھالے دکھائی دیتے ہیں ماشاء اللہ اکہتر ۷۱ برس کی عمر ہو چکی ہے مگر پھر بھی ہر وقت قرطاس و قلم کو ساتھ رکھتے ہیں علمی و روحانی فیضان جاری ہے اور پورے جاہ و جلال کے ساتھ جاری ہے مولائے کریم ان کے اس علمی و روحانی فیضان کو یونہی جاری و ساری رکھے۔ (آمین)

ہر لحظہ نیا طور نئی برق تجلّی
اللہ کرے مرحلہ شوق نہ ہو طے

۲۴ جمادی الثانی ۱۴۲۴ھ — اقبال احمد اختر القادری غفرلہ
۲۳ اگست ۲۰۰۳ء — مصطفی کالونی L-317/S-B-2 گلشن احمد رضا، ناظم آباد کراچی
اسلامیہ جمہوریہ پاکستان

تقریظ

فاضلِ جلیل حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر شیخ محمد رضوان مدنی قادری ضیائی صاحب مدظلہ العالی

☆فرزند و جانشین شیخ الفضیلت علامہ محمد فضل الرحمٰن مدنی رحمہ اللہ المتوفی ۱۴۲۳ھ بن قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین مدنی رحمہ اللہ المتوفی ۱۴۰۱ھ پروفیسر عبدالعزیز یونیورسٹی مدینۃ المنورہ☆

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

الحمد للّٰه رب العالمين الذى أوجد أبو البشر سيدنا آدم عليه السلام من سلالة من طين، و علمه الأسماء كلها و عرضهم على ملائكته المقربين، فقالوا فى الوقت والحين، سبحانك لا علم لنا الا ما علمتنا فانت رب العالمين، و صلى اللهم وسلم على صاحب الحوض المورود، والمقام المحمود، صاحب اللواء المعقود، والمكان المشهود، الموصوف بالكرم والجود، البشير النذير والسراج المنير الذى أضاء الكون بنور علمه فقد أخبر بما كان و بما سوف يكون الى قيام الساعة، فقد خصه رب العالمين بعلم أخبر به صحابته فما من قائد فتنة الاسماه و سمى اسم أبيه و أمه، فأكثر الصحابة علماً بما أخبر به هو أكثرهم حفظاً لما أخبر به الصادق المعصوم الذى لا ينطق الا صدقاً و لا يقول الا حقاً يحبه اللّٰه تعالٰى و يرضاه۔

هذا الحبيب أخبر بعلوم كثيرة فما من طائر فى السماء الا ذكر لصحابته عنه علما مما علمه اللّٰه كما أخبر بما هو كائن الى قيام الساعة ومن ما أخبر به أشراط الساعة وهى اشراط ذكرها المصطفى ﷺ و نقلها عنه صحابته عليهم الصلاة والسلام كما أنه لم يفرد لها العلماء السابقين

بمؤلف مخصوص مما جعل الامام الحافظ جلال الدين السيوطي يذكر في خطبة كتابه المسمى (بشرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور) أنه لو وجد فسحة أن يضم اليه كتاب في أشراط الساعة وآخر في أحوال البعث والقيامة وقد أكرمه الله فألف كتابه (البدور السافرة في أمور الآخرة) وقد أطلع مؤلف (الاشاعة) السيد الحسيب النسيب سليل الدوحة النبوية العالم العلامة المدقق الفهامة، مجدد الملة المحمدية، و مشيد دعائم الشريعة الاسلامية، بحر العلم والفضل سيدنا شمس التقي والزهادة مولانا السيد محمد بن عبدالرسول بن عبدالسيد بن عيسى ووضَعَ أنه لم يجد كتاباً في أشراط الساعة اما لعدم تأليفه أو لانعدامه، أو لغير ذلك فأحب أن يؤلف في أشراط الساعة ليكون برزخابين كتابيه: (شرح الصدور) و(البدور السافرة) أو مقدمة لهما، فجاء كتابه هذا درة من الدرر يوضح الأمارات البعيدة التي ظهرت وانقرضت، تلاذلك الأمارات المتوسطة التي ظهرت ولم تنقض وسرد أحداثها. ثم تكلم عن الأشراط العظام والأمارات القريبة التي تعقبها الساعة، التي منها خروج المهدى عليه السلام و نزول سيدنا عيسىٰ عليه السلام وهو كتاب من أنفس الكتب التي ألفت في هذا المجال۔

وقد طلب مني أخي الكريم الفاضل الحاج محمد بن عبدالكريم القادرى الذى شرفني بزيارة وعرضه للترجمة الأردوية لهذا الكتاب النفيس و فرحت كثيراً لهذا الجهد الكبير لأن ما قام به العالم الفاضل الجليل صاحب التصانيف الكثيرة صاحب الفضيلة والارشاد الشيخ أبو صالح محمد فيض أحمد الأويسي عمل يحتاج الى معرفة باللغة العربية و مضامينها و علم شرعي وفهم دقيق وهو جهد أسال الله عزوجل أن يثيب مؤلفه خير الجزاء ولمترجمة أحسن الأجر ولكل من بذل جهد في سبيل

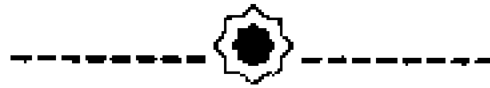
اخراج هذا العمل الجليل ان يجده في ميزان حسناته يوم لا ينفع مال ولا بنون الأمن أتى اللّٰه بقلب سليم و صلى اللّٰهم على سيد العجم والعرب سيدنا محمد و علىٰ آله وصحبه وسلم۔

كتبه

دار ضوان فضل الرحمن ضياء الدين الشيخ

غفر اللّٰه لهٗ ولوالديه ولجميع المسلمين

۸محرم الحرام ۱۴۲۴ھ/۱۱، مارچ ۲۰۰۳ء



ترجمہ عربی تقریظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو کہ جملہ عالمین کا پروردگار ہے جس نے ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام کو خاص مٹی سے پیدا فرما کر انہیں کل اسماء کا علم دیا پھر انہوں نے وہ اسماء (نام) ملائکہ مقربین کو پیش کیے تو انہوں نے فوراً اسی وقت کہا کہ یا اللہ! تیری ذات پاک ہے ہمیں تو کوئی علم نہیں وہی ہے جو تو نے ہمیں علم عطا فرمایا اور تو ہی پروردگار عالمین ہے اور اے اللہ! صلوۃ وسلام بھیج صاحب حوض مورود اور صاحب مقام محمود اور صاحب لواء معقود اور صاحب مکان مشہود پر جو کہ آپ جود وسخا سے موصوف ہیں، آپ بشیر ونذیر اور وہ سراج منیر ہیں کہ جس نے اپنے نور علم سے کائنات کو منور فرمایا اور ما کان وما یکون جو کچھ ہوا اور جو کچھ قیامت تک ہوگا ذرہ ذرہ کی خبر دی اور آپ کو آپ کے رب کریم نے خاص علم سے نوازا جس کی آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو خبر دی یہاں تک کہ ہر فتنہ اور فتنہ انگیز کے پیشوا کا نام بتایا اور اس کے باپ اور ماں کا نام بھی بتا دیا، پھر صحابہ کرام میں وہ زیادہ علم والا سمجھا جاتا جس کی صادق ومصدوق ﷺ نے خبر دی جو سب سے زیادہ ان باتوں کو یاد رکھنے والا ہوتا۔

کیونکہ آپ ﷺ صدق وحق کے سوا کوئی بات نہیں کہتے تھے اور آپ ﷺ وہی کہتے جو اللہ تعالیٰ کو مرغوب ومحبوب ہوتی اور جس سے وہ راضی ہوتا، یاد رہے کہ حبیب کریم ﷺ نے بے شمار علوم کی خبر دی ہے یہاں تک کہ کوئی پرندہ پر نہیں مارتا اس کی بھی آپ ﷺ نے اپنے صحابۂ کرام کو خبر دی یہ وہ علم ہے جو آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عطا کیا اور آپ نے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم سے قیامت تک کے ہونے والے امر کی خبر دی ان علوم سے قیامت کی نشانیاں بھی ہیں۔ یہ وہی نشانیاں ہیں جن کی حضور نبی کریم ﷺ نے خبر دی اور انہیں آپ کے صحابہ کرام نے آپ سے نقل کیا لیکن علمائے سابقین میں سے کسی نے ایک جگہ پر جمع

کرنے کا اہتمام نہ فرمایا جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''شرح الصدور'' کے خطبہ میں ذکر فرمایا کہ اگر انہیں وقت نے مہلت دی کہ وہ اپنی کتاب ''شرح الصدور'' کے ساتھ ایک اور تصنیف کا اضافہ کرے گا جس میں صرف علاماتِ قیامت کا ہی ذکر ہوگا اور ساتھ ہی ایک اور کتاب بھی تصنیف کرے گا جو ''احوال الاخرۃ'' پر مشتمل ہوگی، اللہ تعالیٰ نے اسے اس کتاب احوال الاخرۃ بنام ''البدور السافرۃ'' کی تصنیف کا اعزاز بخشا اور مصنف ''الاشاعۃ'' جسی نسبی سید خاندانِ نبوت کا چشم و چراغ، عالم، علامہ مدقق فہامہ، ملۃ محمدیہ کے مجدد، شریعتِ اسلامیہ کو مضبوط و مستحکم کرنے والے علم و فضل کے سمندر ہمارے سردار تقویٰ اور پرہیزگاری اور زہد و عبادت کے آفتاب مولانا سید محمد بن عبدالرسول بن عبدالسید بن عبدالرسول بن قلندر بن عبدالسید بن عیسیٰ (رحمہم اللہ تعالیٰ) نے خود وضاحت فرمائی ہے کہ میں نے امام سیوطی رحمہ اللہ کی اشراط الساعۃ پر کوئی تصنیف نہیں دیکھی یا تو انہیں اس کے لکھنے کا موقعہ نہ ملا یا ممکن ہے تصنیف فرمائی ہو لیکن مفقود ہوگی۔ واللہ اعلم یا کوئی اور وجہ ہو۔ بنابریں میں نے چاہا کہ میں ہی اس خدمت کو سرانجام دوں تاکہ تیری یہ تصنیف امام سیوطی رحمہ اللہ کی دو کتابوں ''شرح الصدور'' اور ''البدور السافرۃ'' کے درمیان برزخ متصور ہو یا یہ ان کیلئے بمنزلہ مقدمہ کے ہو۔

اسی لیے مصنف ''الاشاعۃ'' (رحمہ اللہ) کی یہ کتاب، آبدار موتیوں کی طرح، ایک چمکدار موتی ہے جو قیامت کی ان علامات کی وضاحت کرتی ہے جو دنیا میں ظاہر ہو کر ختم ہو گئیں ان کے بعد قیامت کی وہ درمیانی نشانیاں بیان ہوں گی جو ظاہر ہونے کے بعد ختم نہ ہوئیں بلکہ آگے مسلسل بڑھتی رہیں اور تا قیامت بڑھتی رہیں گی پھر ان بڑی نشانیوں کا ذکر فرمایا جو قربِ قیامت میں ہوئیں کہ جن کے بعد قیامت قائم ہوگی۔ ان میں ظہورِ امام مہدی رضی اللہ عنہ اور نزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بھی ہے یہ کتاب ''الاشاعۃ لاشراط الساعۃ'' اس موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں میں سے نفیس ترین تصنیف ہے کہ اس جیسی ترتیب اور حسن اسلوب اس سے پہلے کسی نے نہیں لکھی ہے۔

میرے برادر دینی فاضل جلیل حافظ عبدالکریم صاحب قادری جنہوں نے مجھے اپنی

زیارت سے مشرف فرما کر مجھ سے مطالبہ کیا کہ اس کتاب کے اُردو ترجمہ (موسوم بہ قیامت کی نشانیاں) کے متعلق کچھ اظہار خیال کروں۔

یہ ترجمہ ایک عالم فاضل جلیل صاحب تصانیف کثیرۃ اور صاحب الفضیلۃ والارشاد الشیخ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی نے کیا ہے۔ یاد رہے کہ یہ (ترجمہ اُردو از عربی) معمولی کام نہیں بلکہ یہ بہت بڑی جدوجہد کا متقاضی ہے یہ کام وہ کرسکتا ہے جو اس دقیق امر کا شناسا اور علمی وسعت کا حامل ہو اور اسے علوم پر کامل عبور حاصل ہو اور توفیق سے بھی بہرہ ور ہو۔ ہاں ہاں یہ کام وہ کرسکتا ہے جو لغات عربیہ اور ان کی ہر پیچ گھاٹیوں کا پورا علم رکھتا ہو اور اسے منجانب اللہ علم و فضل کا حظ وافر نصیب ہو۔ میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ کریم مؤلف جلیل (رحمہ اللہ) اور مترجم (علامہ اویسی قبلہ) کو بہترین اجرِ عظیم عطا فرمائے اور عظیم ثواب سے نوازے اور ہر اس بندہ کیلئے دُعا گو ہوں جو اس کتاب کی اشاعت کیلئے جدوجہد کرے ان سب کے میزان میں ڈھیروں اجر و ثواب جس دن کہ کسی کو نہ مال فائدہ دے نہ اولاد۔ سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قلب سلیم لایا، اے اللہ! سید العرب والعجم سیدنا محمد (ﷺ) پر صلوٰۃ وسلام بھیج اور آپ کی آل واصحاب پر۔

از

ڈاکٹر رضوان فضل الرحمٰن ضیاء الدین الشیخ

مدینہ منورہ، سعودی عرب



تقریظ

استاذ العلماء محسنِ اہلسنّت محقق دوراں حضرت علامہ

مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری برکاتی صاحب مدظلہٗ العالی

(شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ، شادمان ٹاؤن، لاہور، پاکستان)

اَللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ۔ اَللّٰهُمَّ اَيِّدِ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ۔ اَللّٰهُمَّ اخْذُلِ الْكَفَرَةَ وَالْفَجَرَةَ الظَّلَمَةَ الْيَهُوْدَ وَالْهُنُوْدَ وَالنَّصَارٰى الْغَاشِمَةَ الْهَاجِمَةَ عَلٰى بِلَادِ الْمُسْلِمِيْنَ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّا اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ۔

دنیا اور اس کی زندگی، یہ جہان اور اس کی چمک دمک سب عارضی ہیں، اس حقیقت کا بڑے سے بڑا کافر بھی انکار نہیں کر سکتا، علماء حق نے فرمایا یہ پنج روزہ زندگی ہے ایک دن آنے کا اور ایک دن جانے کا دو دن ہفتے سے نکالیں تو باقی پانچ ہی رہتے ہیں، کسی صاحبِ دل نے فرمایا کہ انسانی زندگی کا وقفہ اتنا ہی ہے جتنا اذان اور نماز میں ہوتا ہے، جب آدمی اس دنیا میں آتا ہے تو اس کے کان میں اذان دی جاتی ہے اور جب رخصت ہوتا ہے تو نمازِ جنازہ ادا کی جاتی ہے، کتنی مختصر زندگی ہے؟ اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

وَ اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ۔ (پ ۲۱، العنکبوت: ۶۴)

''اور یہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور بیشک آخرت کا گھر ضرور وہی سچی زندگی ہے کیا اچھا تھا اگر جانتے''۔ (کنزالایمان)

لیکن ہم کتنے غافل ہیں؟ ہماری ساری توجہ اس زندگی کی آسائشوں اور آرائشوں کے حاصل کرنے پر مرکوز ہے، ہمیں عیش و عشرت کے وسائل حاصل ہونے چاہئیں، ہمیں اس سے غرض نہیں ہے کہ وہ جائز طریقے سے حاصل ہوئے ہیں یا ناجائز طریقے سے؟ آخرت کی تو ہمیں فکر ہی نہیں ہے۔

ذرا توجہ سے سنیے! شیخ الاسلام امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۴۰ھ کیا فرماتے ہیں: ؎

ہائے غافل وہ کیا جگہ ہے جہاں
پانچ جاتے ہیں چار پھرتے ہیں

(حدائق بخشش حصہ اول)

چار آدمی چارپائی کو اٹھا کر سوئے شہرِ خموشاں روانہ ہوتے ہیں پانچواں وہ ہے جو چارپائی پر لیٹا ہوا ہے، اگر وہ نیک ہے تو کہتا ہے مجھے جلدی لے چلو، اور اگر نیک نہیں ہے تو وہ کہتا ہے ہائے! مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟ لیکن واپسی پر صرف چار ہی پلٹتے ہیں۔ دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: ؎

اندھیرا گھر، اکیلی جان، دم گھٹتا، دل اکتاتا
خدا کو یاد کر پیارے وہ ساعت آنے والی ہے

(حدائق بخشش حصہ اول)

ہم بہت سے مغالطوں کا شکار ہیں، ہم سمجھتے ہیں کہ قیامت کے آنے میں بہت دیر ہے، لیکن ہم اس حقیقت کی طرف توجہ نہیں دیتے کہ نہ جانے کتنے لمحوں کے بعد ہمارا بلاوا آ جائے گا؟ اور جسے بلاوا مل گیا اس کی تو قیامت قائم ہوگئی اس کیلئے قیامت دور نہ رہی، ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم خود بھی موت، قیامت، حساب و کتاب اور جزا و سزا کو یاد کریں اور اپنے بھائیوں کو بھی اس طرف متوجہ کریں، اگر ہم یہ کوشش کریں اور اس میں کامیاب ہو جائیں تو بہت سی برائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔

اس وقت مسلمانانِ عالم پر سقوط بغداد کی صورت میں قیامت صغریٰ گذر چکی ہے،

امریکہ اور برطانیہ نے نہ عالمِ اسلام کی پروا کی ہے، نہ اقوامِ متحدہ کو اہمیت دی، ہزاروں عراقی عوام اور فوجی لقمۂ اجل بنا دیئے گئے، سرکاری دفاتر لوٹ لیے گئے، عجائب گھر کا تاریخی ورثہ لوٹ لیا گیا توڑ پھوڑ دیا گیا، ایک اخباری رپورٹ کے مطابق ایک لاکھ ستر ہزار نوادرات غائب ہوگئے، سینکڑوں سال پرانے اور نادر و نایاب قرآنی نسخوں پر مشتمل لائبریری کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیا گیا، ایک اخباری رپورٹ کے مطابق بصرہ کی لائبریری میں موجود شیرِ خدا فاتحِ خیبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مبارک سے لکھا ہوا واحد قرآنی نسخہ بھی نذرِ آتش ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

ہلاکو خان نے بغداد کو تباہ و برباد کیا تھا تو سعدی جیسا سخنور اس کا مرثیہ لکھنے والا موجود تھا جنہوں نے خلیفۂ بغداد کی شہادت پر کہا تھا:

آسماں را حق بود گر خوں ببارد بر زمیں
بر وفات حضرت مستعصم امیر المؤمنین

لیکن آج بغداد کی بربادی پر کوئی مرثیہ کہنے والا بھی نہیں ہے، اسلامی ممالک کے حکمران یا تو اس نصیحت پر عمل پیرا ہیں "بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست" یا پھر امریکہ کے خوف سے خاموش ہیں، یا اربوں ڈالروں کے قرضے معاف کرا کے مہر بلب ہیں۔ بغداد کا سب کچھ تباہ کر دیا سوائے وزارت تیل کے دفاتر کے وہ محفوظ رکھے گئے۔ اور اس محکمہ اور دیگر اہم محکموں کے دو لاکھ سے زائد عراقیوں کو ملازمت سے برطرف کر دیا گیا، کیا اس کا صاف مطلب یہ نہیں کہ امریکہ نے عراق کے تیل پر قبضہ اور اس کے اسلامی تشخص کو تباہ کرنے کیلئے ہی یہ تمام قتل و غارت گری کا بازار گرم کیا، اور اب ایران اور شام پر یہ طرح طرح کے الزامات عائد کر کے انہیں اپنے قبضے میں لینا چاہتا ہے۔

آج تک یہ بات ثابت نہیں ہو سکی کہ افغانستان کے طالبان ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی تباہی کے سانحے کے ذمہ دار تھے، حقائق واضح طور پر اس سانحہ کا ذمہ دار اسرائیل جو امریکہ کی ناپاک اولاد ہے کو ٹھہرا رہے ہیں لیکن اس کے باوجود افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی، عراق میں کیمیاوی اور جراثیمی ہتھیار بنانے کا ثبوت آج تک نہیں ملا اس کے باوجود

عراق کو جہنم بنا دیا گیا، کیوں صرف اس لیے کہ وہاں کے رہنے والے مسلمان ہیں، کیا امریکہ کو اسرائیل، شمالی کوریا اور انڈیا نظر نہیں آتے جن کے پاس کثیر التعداد ایٹم بم اور خطرناک ہتھیار ہیں، انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ جب ظلم حد سے بڑھ جاتا ہے تو خالق کائنات اس کا نام و نشان مٹا دیتا ہے اور درحقیقت وہی سپر پاور ہے۔

حذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

وقت کی ضرورت ہے کہ عالم اسلام اپنی ''اسلامی اقوام متحدہ'' قائم کرے، تمام اسلامی ممالک کی کرنسی اور دفاع ایک ہو، اسی صورت میں مسلمان اپنا تحفظ کر سکتے ہیں، ورنہ

تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

پیش نظر کتاب ''الاشاعۃ لاشراط الساعۃ'' کا اردو ترجمہ ہے جو پہلی بار زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آیا ہے۔ اس کے مصنف اپنے دور کے عظیم عالم اور نامور محدث حضرت علامہ سید محمد بن عبدالرسول برزنجی حسینی مدنی قدس سرہ العزیز (ولادت ۱۰۴۰، وفات ۱۱۰۳ھ) ہیں ان کی عظمت شان کا اندازہ اس سے لگایئے کہ انہوں نے سرکار دو عالم ﷺ کے روضہ اقدس کے زیر سایہ مسند تدریس بچھائی اور خواص و عوام کی ایک بڑی جماعت نے ان سے فیض حاصل کیا۔

ان کی فضیلت و جلالت کا اندازہ اس سے بھی لگایئے کہ ان کا تذکرہ ذہبی نے ''نفحات'' میں، عیاشی نے ''رحلت'' میں حمودی نے ''نتائج الرحلۃ'' اور ''فوائد السفر'' میں، مرادی نے ''سلک الدرر'' میں اور سید بیتی نے ''شذور الاسیر فی معرفۃ اعقاب البشیر والنذیر'' میں کیا ہے، آخر الذکر بزرگ نے تو انہیں اپنی صدی (بارہویں صدی) کا مجدد قرار دیا ہے۔ (ترجمۃ المصنف الاشاعۃ) انہوں نے تصریح کی ہے کہ امام علامہ جلال الدین سیوطی نے ''شرح الصدور'' کے خطبے میں فرمایا کہ اگر زندگی نے ساتھ دیا تو قبروں میں مردوں کے حال کی تفصیل پر کتاب لکھوں گا اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو علامات قیامت اور احوال آخرت پر بھی تفصیلی کتاب لکھوں گا۔ احوال آخرت پر تو ان کی کتاب دستیاب ہے جس کا نام ہے ''البدور السافرۃ فی امور الآخرۃ'' اس کا بھی پہلی مرتبہ اردو ترجمہ سبزواری

پبلشرز کراچی کے نے ... ن و تحریک سے عطاری پبلشرز کراچی نے شائع کر دیا ہے، لیکن علاماتِ قیامت پر ان کی کتاب نہیں مل سکی یا تو انہوں نے لکھی ہی نہیں یا لکھی لیکن مفقود ہوگئی، اس لیے میں نے ارادہ کیا کہ علاماتِ قیامت پر جامع کتاب لکھوں گا جس طرح امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ ھ لکھنا چاہتے تھے تا کہ وہ ''شرح الصدور'' اور ''البدور السافرہ'' کے درمیان برزخ بن جائے اور درمیانی فاصلہ کو دور کر دے۔ (الاشاعۃ صفحہ ۲)

حضرت علامہ سید محمد بن عبدالرسول رحمۃ اللہ علیہ (اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ صدیوں پہلے بھی مسلمان اپنے بچوں کا نام عبدالرسول رکھا کرتے تھے اور اس میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے تھے) نے کتاب کو تین ابواب پر تقسیم کیا ہے۔

1- دُور کی علاماتِ قیامت جو واقع ہو چکی ہیں۔

2- متوسط علامات۔

3- بڑی بڑی علامات۔

اس کتاب کی فہرست کے دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت علامہ برزنجی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے موضوع کا واقعی حق ادا کر دیا ہے، یہ کتاب علمی اعتبار سے بھی انتہائی دقیق ہے اور مقصد کے اعتبار سے بھی بہت اہم ہے۔

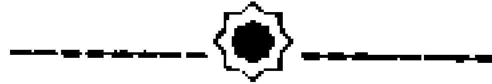
اس کا ترجمہ موجودہ دور کے اُس کثیر التصانیف اور متبحر فاضل نے کیا ہے جس کا کثرتِ تصانیف و تالیفات میں کوئی مدِ مقابل دکھائی نہیں دیتا میری مراد حضرت شیخ التفسیر والحدیث، خطیب با کمال، مناظر بے مثال حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی دامت برکاتہم العالیہ ہیں جن سے راقم نے بھی اجازت حدیث لی ہے، اللہ تعالیٰ ان کا سایہ تا دیر سلامت رکھے اور ان کے برق رفتار قلم کی جولانیاں سلامت رہیں۔ آمین

اس کتاب لاجواب کی اشاعت کا اہتمام سبزواری کراچی نے کیا ہے، اس ادارے کے روح رواں حضرت مولانا محمد عبدالکریم قادری رضوی اویسی باہمت نوجوان ہیں جو علامہ اویسی قبلہ اور دیگر علماءِ اہلسنّت سے نئے نئے عنوانات پر کتابیں لکھوا کر مختلف اداروں کو ترغیب دلا کر شائع کرا رہے ہیں اور اس طرح وقت کی اہم ضرورت کو پورا کر رہے ہیں۔ اللہ

تعالیٰ اُن کی ہمت و کاوش اور شب و روز کی محنت میں برکتیں عطا فرمائے اور یہ ان کیلئے اور ہم سب کیلئے ذریعہ نجات ثابت ہو۔ آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

محمد عبد الحکیم شرف قادری

۱۸ صفر المظفر ۱۴۲۴ھ | جامعہ اسلامیہ لاہور
۲۱ اپریل ۲۰۰۳ء | ناظم تعلیم و تربیت جماعت اہلسنّت پاکستان



تقریظ

استاذ العلماء فخر اہلسنّت حضرت علامہ مولانا

مفتی عبدالرزاق بھترالوی حطاروی صاحب مدظلہ العالی

وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ٥ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ (پ۲۴، المومن آیت ۵۸/۵۹)

''اور اندھا اور انکھیارا برابر نہیں اور نہ وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور بدکار کتنا کم دھیان کرتے ہو۔ بیشک قیامت ضرور آنے والی ہے اس میں کچھ شک نہیں لیکن بہت لوگ ایمان نہیں لاتے۔ (کنزالایمان)

مطلب یہ ہے کہ جاہل اور عالم برابر نہیں، اور ایمان والے اور اچھے عمل کرنے والے اور بُرے لوگ یکساں نہیں لیکن تم لوگ کم ہی نصیحت حاصل کرتے ہو۔ قیامت ضرور بہ ضرور آنی ہے لیکن اکثر لوگ موت کے بعد زندہ ہونے پر یقین نہیں رکھتے۔

ایمان خوف ورجاء کے درمیان ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتا بھی رہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی اُمید بھی رکھے۔ قیامت کا دن نظامِ عدل کا دن ہے جس میں نیک لوگ کامیابی کا تمغہ اپنے دائیں ہاتھ میں لیے خوش ہوں گے، جن کے چہروں پر فرحت وسرور کے آثار نمایاں نظر آرہے ہوں گے، اور کفار وفساق ناکامی کا مکتوب اپنے بائیں ہاتھ میں لیے مرجھائے ہوئے چہروں سے حالتِ غم واضطرار میں ہوں گے۔ جیسا کہ ارشادِ ربّانی ہے:

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ۔ (پ۲۹ القیامۃ آیت ۲۲/۲۵)

''کچھ منہ اس دن تروتازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے، اور کچھ منہ اسی دن

بگڑے ہوں گے سمجھتے ہوں گے کہ ان کے ساتھ وہ کی جائے گی جو کمر توڑ دے گی۔ (کنز الایمان)

حضور نبی کریم ﷺ نے قیامت کی نشانیاں بیان فرما کر لوگوں کو اعمال کے سنوارنے کی فکر دلا دی کہ لوگ ایمان لا کر اور اچھے عمل کر کے اپنی کامیابی کی راہ متعین کر لیں اور کفر اور بداعمالیوں سے باز رہ کر اپنے آپ کو ناکامی سے بچا لیں۔ لیکن راقم کو قیامت کی نشانیوں کے بیان سے جو عظیم بات سمجھ آئی وہ یہ ہے کہ اس وقت تک قیامت پر ایمان ممکن نہیں جب تک مصطفیٰ کریم ﷺ کے علمِ غیب کو تسلیم نہ کیا جائے۔ ہاں اس سے بڑھ کر ایک اور بات سمجھ میں آتی ہے کہ حضور ﷺ نے قیامت کی نشانیاں بتا کر رب تعالیٰ سے ملاقات کا تصور دیا، لیکن یہ بات ہر کسی کو سمجھ میں آنے والی نہیں۔ سید الاولیاء، حضرت پیر مہر علی شاہ چشتی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۵۶ھ نے کیا خوب بیان فرمایا:

دسے صورت راہ بے صورت دا
توبہ راہ کی عین حقیقت دا
پر کم نہیں بے سوجھت دا
کوئی ورلیاں موتی لے تریاں

یعنی نبی پاک ﷺ جو بشری صورت میں تشریف لائے، آپ نے بے صورت ذاتِ باری تعالیٰ کی راہ بتائی۔ پھر آپ فرماتے ہیں توبہ یہ کہہ دیا صرف راہ تو آپ نہیں دکھاتے آپ تو عین حقیقت باری تعالیٰ کا پتہ دے رہے ہیں کیونکہ آپ ذاتِ باری تعالیٰ کا مظہر ہیں (جس کی کیفیت کو بیان کرنا ممکن نہیں) یہ بات بے سمجھ کی سمجھ میں آنے والی نہیں علم کے بحر عمیق سے کچھ خوش بخت اس سمجھ کے موتی نکالنے میں کامیاب ہوتے۔ اس لغت میں اس رباعی سے پہلی رباعی میں اس مسئلہ کو بہت واضح طور پر بیان فرمایا:

ایہہ صورت ہے بے صورت تھیں
بے صورت ظاہر صورت تھیں
بے رنگ دسے اس صورت تھیں
وچ وحدت پھٹیاں جد گھڑیاں

گویا کہ یوں کہا جائے کہ پیارے مصطفیٰ ﷺ کی آمد ہی قیامت کا منظر پیش کر رہی تھی، آپ مظہر ذات وصفات باری تعالیٰ بن کر آئے، نظامِ عدل آپ نے قائم فرمایا جو زمانہ فترت میں اٹھ چکا تھا، پھر آپ نے قیامت کی نشانیاں بتا کر اپنے علمِ غیب پر روزِ روشن سے بڑھ کر دلیل قائم کر دی جس سے منکرینِ علمِ غیب کے منہ در حقیقت بند ہو گئے۔ میں نے مانوں کی رٹ لگانے والوں کا تو سوائے ان کی موت کے کوئی علاج ہی نہیں یہ تمام حقائق آپ کو زیرِ نظر کتاب میں نظر آئیں گے، آپ مجھے اپنے دعویٰ میں سچا پائیں گے۔

ایک مختصر حدیثِ پاک ذکر کرنے کی میں بھی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

عن أبی هریرة قال بینما النبی ﷺ یحدث اذا جاء اعرابی فقال متی الساعة قال اذا ضیعت الأمانة فانتظر الساعة قال کیف اضاعتها قال اذا وسد الأمر الی غیر أهله مانتظر الساعة۔

(رواہ البخاری، مشکوٰۃ باب اشراط الساعۃ)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دوران نبی کریم ﷺ بیان فرما رہے تھے، تو ایک اعرابی آئے، انہوں نے پوچھا قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا: جب امانت ضائع کر دی جائے گی تو قیامت کا انتظار کرنا۔ پھر اعرابی نے پوچھا: امانت کب ضائع کر دی جائے گی؟ آپ نے فرمایا: جب معاملات نااہل کے سپرد کر دیئے گئے تو قیامت کا انتظار کرنا''۔

حضور ﷺ کا یہ فرمانِ ذیشان بہت مختصر لیکن کثیر معانی پر مشتمل ہے چونکہ جوامع الکلم آپ کا خصوصی اعجاز ہے۔

اذا وسد الأمر: الی فوض أمر السلطنة أو الامارة أو القضاء أو الحکومة (الی غیر أهله) الی ممن لو جد فیه شرائط الاستحقاق کا النسآء و الصبیان و الجهلة و الفسقة و البخیل و الجبان و من لم یکن قرشیا ولو کان من نسل سلاطین الزمان هذا فی الخلیفة وقس علی هذا سائر أولی الأمر و الشان و أرباب المناصب من التدریس و الفتویٰ و الأمانة و الخطابة و أمثال ذالك مما یفتخر

به الأقرن۔ (مرقاۃ جلد ۱۰ صفحہ ۱۶۲)

”جب سلطنت اور امیر بنانے اور قاضی بنانے اور حکومت بنانے کا معاملہ نااہل لوگوں کے سپرد کر دیا جائے گا تو قیامت کا انتظار کرنا، وہ نااہل لوگ کون ہوں گے؟ وہ یہی لوگ ہوں گے جن میں شرعی طور پر استحقاق نہیں پایا جائے گا، جیسے عورتوں، بچوں، جہلاء، فساق، بخیل اور بزدل لوگوں کے سپرد نظامِ حکومت کر دیا جائے، اور صرف بادشاہ کی اولاد سمجھ کر اسے بادشاہ بنا دیا جائے خواہ وہ قریشی نہ ہو۔ یہی حال ہر قسم کے مذہب میں ہوگا، تدریس، فتویٰ نویسی، امامت وخطابت نااہل لوگوں کے سپرد کر دیئے جائیں خواہ لوگ ان پر فخر ہی کیوں نہ کرتے ہوں“۔

ان حالات میں قیامت کا انتظار کیا جائے، ذرا غور کریں تو خود بخود واضح ہوگا کہ حضور دانائے غیوب ﷺ کا ارشادِ عالیشان ہمارے زمانہ میں نصف النہار کے سورج سے بھی زیادہ روشن ہے۔

انه ﷺ لم يخرج من الدنيا حتى أعلمه الله بجميع مغيبات الدنيا والأخرة ولكن امر يكتم أشياء منها۔ (صاوی حاشیہ جلالین صفحہ ۳۹۵)

”بیشک حضور ﷺ دنیا سے تشریف نہیں لے گئے یہاں تک کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا اور آخرت کے غیبی امور پر مطلع فرما دیا۔ وہاں البتہ بعض چیزوں کو چھپانے کا حکم تھا۔ جیسا کہ قیامت کو ظاہر نہ کرنے کا حکم دیا تھا۔ ورنہ آپ کو قیامت کا بھی علم تھا“۔

فلم يطلع عليه أحدا لامن اوتقاه من الرسل۔

اللہ تعالیٰ نے قیامت کا علم کسی کو نہیں دیا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے جن رسولوں کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا انہیں قیامت کا علم عطا فرمایا۔

”مراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل ہیچ کسی ا-نہا را اند اند و آنہا از امور غیب اند کہ جز خدا کسی او را اند ند مگر آنکہ وسہ تعالیٰ از نزد خود کسی را ابدا انانہ بوحی و الہام“۔ (اشعۃ اللمعات، کتاب الایمان)

''(امورِ غیبیہ خمسہ جن میں قیامت کا علم بھی ہے) اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم عطاء کرنے کے بغیر کوئی شخص بھی اپنی عقل سے حساب نہیں لگا سکتا کیونکہ یہ امورِ غیبیہ ہیں جن کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، ہاں البتہ اللہ تعالیٰ کسی کو وحی یا الہام کے ذریعے علم عطا کر دے تو وہ یقیناً جانتا ہے''۔

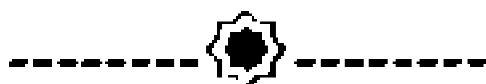
جیسا کہ شیخ الاسلام اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۴۰ھ فرماتے ہیں:۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

(حدائقِ بخشش حصہ دوم)

مجاہدِ اہلِسنّت، محافظ مسلکِ اہلِسنّت، فاضل نوجوان محترم المقام جناب مولانا الحاج محمد عبدالکریم صاحب قادری رضوی اویسی مدظلہٗ العالی قابلِ صد تحسین شخصیت ہیں جو اس دور میں (جس میں لوگ ناول پڑھنے اور فحش پروگرام دیکھنے کو اپنا طرۂ امتیاز سمجھ رہے ہیں) دینی کتب کے تراجم شائع کر رہے ہیں، کتاب کا انتخاب بھی خوب فرماتے ہیں، لیکن اس سے بڑھ کر مترجم کا انتخاب ہے۔ اس سے میری مراد تصنیف و تالیف کے بادشاہ، صاحبِ علم و عمل، صاحبِ زہد و تقویٰ جناب حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی رضوی صاحب مدظلہٗ العالی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔ آپ سلف صالحین کی یادگار ہیں، یقیناً آپ جیسی ہستی سے ترجمہ کرانا کتاب کے حسن و جمال اور ذوقِ کمال میں چار چاند لگا دیتا ہے، سبزواری پبلشرز کے تمام کارکنان و معاونین بھی مبارکباد کے مستحق ہیں قارئینِ کرام کو اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے کہ وہ پڑھنے کے ساتھ عمل اور صحتِ عقیدہ کے زیور سے بھی آراستہ ہو سکیں۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

۹ صفر المظفر ۱۴۲۴ھ	عبدالرزاق بھترالوی
۱۲ اپریل ۲۰۰۳ء بروز ہفتہ	(2/38، اسٹریٹ 38، 1-6، I، اسلام آباد)



تقریظ

فاضلِ جلیل محقق دوراں، حضرت علامہ

مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی صاحب مدظلہ العالی

(مدرس ورئیس دارالافتاء جامعہ اشرفیہ مبارک پور، یو-پی، انڈیا)

بسم اللّٰہِ الرحمٰن الرحیم، حامداً و مصلیاً و مسلماً

پیش نظر کتاب ''قیامت کی نشانیاں'' حضرت علامہ برزنجی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ''الاشاعۃ لاشراط الساعۃ'' کا سلیس و عام فہم اردو زبان میں مطلب خیز ترجمہ ہے جو اپنے مضامین کی اثر انگیزی کے لحاظ سے بہت اہم اور نہایت مفید ہے۔

اس کتاب کے مترجم اہلسنّت و جماعت کے مشہور و معروف عالمِ دین شیخ القرآن والحدیث حضرت علامہ و مولانا مفتی محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی ہیں، موصوف سرعتِ تحریر و کثرت تصانیف میں اپنے ہم عصروں میں ممتاز حیثیت کے حامل نظر آتے ہیں، سُنا ہے کہ اب تک چھوٹی بڑی تین ہزار سے زائد کتابیں ان کی نوک قلم سے معرضِ وجود میں آ چکی ہیں، جن میں کئی ضخیم کتابوں کے ترجمے بھی شامل ہیں، مجھے نہیں معلوم کہ ان کتابوں کا مقام تحقیق و پایہ تدقیق کیا ہے؟ لیکن اتنا تو مسلّم ہے کہ ان کو تصنیف و تالیف اور ترجمہ کیلئے بے پناہ جدوجہد اور انتھک جانفشانی کرنی پڑی ہوگی۔ آج پاک و ہند میں ایسا کثیر التصانیف بلکہ پورے عالم اسلام میں ایسا عالم دین موجود نہیں اور اس کیلئے حضرت علامہ اویسی صاحب مدظلہ العالی پوری جماعت اہلسنّت کی طرف سے قابلِ ستائش و لائق مبارک باد ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی ان خدماتِ دینیہ کو مقبولِ عوام و خواص بنائے، ان کی افادیت کو عام و تام فرمائے اور حضرت کا سایۂ کرم صحت و سلامتی کے ساتھ ہم سنیوں کے سروں پر دراز فرمائے۔

آمین بجاہ حبیبہٖ النبی الأمین الکریم علیہ و علیٰ آلہٖ و افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

احقر حج وزیارت کیلئے اس وقت مکہ معظمہ میں قیام پذیر ہے، مگر حجاجِ کرام کے کثرت سوالات اوران کے جوابات کی مصروفیات وغیرہ کے باعث پیشِ نظر کتاب سے استفادہ نہ کرسکا صرف چند صفحات دیکھے جس سے یہ محسوس ہوا کہ کتاب اہم اور ترجمہ مناسب ومفید ہے، ایک زبان کے مضمون کو دوسری زبان میں منتقل کرنا بہت مشکل کام ہے مگر حضرت علامہ موصوف نے اس مشکل کام کو اس خوبی کے ساتھ انجام دیا ہے کہ محسوس ہوتا ہے یہ ترجمہ اردو زبان کی ایک مستقل باضابطہ کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت موصوف کے کاموں میں مزید برکت عطا فرمائے اور جماعت اہلِسنّت کو ان کے امثال سے محروم نہ فرمائے۔ (آمین)

حضرت مولانا محمد عبدالکریم صاحب اویسی قادری رضوی مدظلہٗ العالی میرے پاس پیشِ نظر کتاب کا مسودہ لے کر تشریف لائے اور اس پر کچھ لکھنے کی خواہش کا اظہار فرمایا چنانچہ اپنے لیے سعادت سمجھ کر چند کلمات لکھے۔



گر قبول افتد زہے عزوشرف

۷ ذی الحجہ ۱۴۲۳ھ — محمد نظام الدین رضوی

بمطابق ۸ فروری ۲۰۰۳ھ — (خادم درس وافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور)

(نزیل، مسفلہ، شارع طریقیہ الھجرۃ، عمارۃ ۱۷۳، مکہ معظمہ، سعودی عرب)

تقریظ

محافظِ مسلکِ اہلسنّت حضرت علامہ

سید شاہ تُراب الحق قادری رضوی نوری صاحب مدظلہ العالی

(جانشین علامہ قاری محمد مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمہ المتوفی ۱۴۰۳ھ

سابق رکن قومی اسمبلی، امیر جماعت اہلسنّت پاکستان، کراچی)

اس فقیر نے کتاب "الاشَاعَۃُ لِاَشْرَاطِ السَّاعَۃِ" کا ترجمہ جو شیخ القرآن و شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی صاحب قبلہ نے فرمایا، کو کہیں کہیں سے دیکھا، میں اپنی بے حد مصروفیات کی بناء پر بالاستعاب اسے نہیں پڑھ پایا۔ یہ کتاب اپنے عنوان کے اعتبار سے بڑی اہم ہے، حضرت علامہ سید شریف محمد بن عبدالرسول الحسینی البرزنجی ثم المدنی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۱۰۳ھ نے اس کتاب میں جو قیامت کی نشانیاں بیان کی ہیں وہ کتاب احادیث سے بڑی محنت اور مشقت سے جمع کی ہیں جو علمِ حدیث میں فاضل مصنف کی مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

متاخرین میں ہندوستان کے ایک بہت بڑے محدث، شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ نے ''قیامت کب آئے گی؟'' تصنیف فرمائی اور جو جو حدیث وہ لائے اس کی مختصر شرح بھی بیان فرمائی جو ایک اچھی کوشش ہے اور یہ ایک اچھی کتاب ہے لیکن مصنف موصوف کا انداز دیگر مؤلفین سے بالکل جدا ہے، اس عنوان پر انہوں نے جو حدیثیں جمع کی ہیں لگتا ہے کہ نہایت ہی مشقت اور محنت کے بعد انہوں نے یہ کام انجام دیا ہے، تصنیف و تالیف کی دنیا میں اس عنوان پر یہ ایک انوکھی کتاب ہے، اگرچہ یہ کتاب عربی میں تھی اور ایک عرصے سے نایاب بھی ہے، اردو زبان میں کتب بینی سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کیلئے یہ کتاب بہت بڑا تحفہ ثابت ہوگی۔ خصوصاً اس عنوان سے دلچسپی

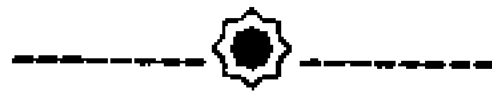
رکھنے والے حضرات کیلئے اس کتاب میں بہت بڑا سرمایہ ہے۔

حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی صاحب مدظلہٗ العالی نے نہایت ہی آسان زبان میں اس کا اردو ترجمہ فرما کر اہلِسنّت و جماعت پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ اب اس کتاب کو پڑھ کر عوام و خواص یکساں استفادہ کریں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مترجم شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی صاحب قبلہ کو اپنی خاص برکتوں سے نوازے اور ان کے علم اور عمر میں برکتیں عطا فرمائے، ساتھ ہی مولانا الحاج حافظ محمد عبدالکریم اویسی قادری رضوی صاحب اور ان کے تمام معاونین بھی مبارک باد کے مستحق ہیں جنہوں نے اس کتاب کی طباعت کا اہتمام و انصرام فرمایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی سعی کو بھی قبول فرمائے اور اس کتاب کو مقبولِ عام فرمائے۔

آمین ثم آمین بجاہ نبی الکریم علیہ و علٰی آلہ افضل الصلٰوۃ والتسلیم۔

فقیر سید شاہ تراب الحق قادری — ۲۶ محرم الحرام ۱۴۲۴ھ

نائب مہتمم دارالعلوم امجدیہ کراچی — ۲۹ مارچ ۲۰۰۳ء



نقشِ اوّل

محققِ دوراں پیرِ طریقت، سرمایۂ اہلسنّت حضرت علامہ
سید محمد زین العابدین شاہ راشدی صاحب مدظلہ العالی

کتاب ''الاشاعۃ لأشراط الساعۃ ترجمہ قیامت کی نشانیاں'' جو کہ فاضلِ جلیل علامہ سید محمد بن عبدالرسول البرزنجی ثم المدنی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف لطیف ہے، آپ کا زمانہ ۱۰۴۰ھ تا ۱۱۰۳ھ ہے اور آپ کا وصال ۶۳ سال کی عمر میں یکم محرم الحرام ۱۱۰۳ھ میں مدینۃ المنورہ میں ہوا اور جنت البقیع میں مدفن نصیب ہوا۔

برزنجی خاندان کے ایک دوسرے نامور بزرگ عالمِ دین بھی ہو گذرے ہیں یعنی حضرت علامہ سید جعفر بن حسن برزنجی مدنی قدس سرہ المتوفی ۱۱۷۹ھ جنہوں نے میلاد شریف کے موضوع پر ''مولود برزنجی'' تصنیف فرمائی اس کی مقبولیت کا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ عرب ممالک میں ہر خوش عقیدہ مسلمان کے گھر میں اس طرح پڑھی جاتی ہیں جس طرح پاک و ہند میں ''میلادِ اکبر'' شہرت و مقبولیت رکھتی ہے۔ مولود برزنجی کو آج سے تقریباً ۲۵۰ سال قبل مدینہ طیبہ میں لکھا گیا اور علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مولود شریف کو اپنی کتاب مستطاب ''جواہر البحار'' کی جلد سوم میں مکمل نقل فرمایا ہے۔

وضاحت کا سبب یہ ہے کہ یہ دونوں ایک خاندان ذی شان سے متعلق ہیں لیکن دونوں کے درمیان میں طویل عرصہ کا فرق ہے، علامہ سید محمد بن عبدالرسول برزنجی علیہ الرحمہ کی عظمت کا اس سے اندازہ لگائیں کہ صحاح ستہ کے محشی علامہ مخدوم محمد بن عبدالہادی ٹھٹوی حنفی مدنی المعروف ابوالحسن کبیر علامہ سندھی علیہ الرحمہ المتوفی ۱۱۳۹ھ ان کے ارشد تلامذہ سے ہیں۔ علامہ سید محمد بن عبدالرسول برزنجی نے زیر نظر کتاب ''الاشاعۃ لاشراط الساعۃ''

کیوں تحریر فرمائی؟ اس کی وجہ خود ہی بیان فرماتے ہیں کہ ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ خاتم الحفاظ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمہ المتوفی ۹۱۱ھ نے حالات برزخ پر ایک مختصر مگر جامع کتاب ''شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور'' تحریر فرمائی اور احوالِ آخرت (مرنے کے بعد زندہ اٹھنے اور اس کے بعد کے تمام امور کے احوال) پر ''البدور السافرة فی أحوال الآخرة'' مدلل و مفصل کتاب لکھی۔ لیکن ''علاماتِ قیامت'' کا موضوع تشنہ تھا اس پر لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی لہٰذا علامہ برزنجی نے ''الاشاعة لاشراط الساعة'' کے نام سے کتاب مستطاب تحریر فرمائی یعنی جس کمی کو انہوں نے محسوس کیا اس کو بڑے اہتمام سے پورا فرما کر اپنی ذمہ داری باحسن طریقہ سے تکمیل کو پہنچائی اور امتِ مصطفیٰ ﷺ کو ایک خوبصورت تحفہ پیش کیا۔

شیخ القرآن والحدیث سرمایہ ملت اسلامیہ فخر احناف حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی دامت برکاتہم العالیہ (محدث بہاولپوری) نے اس نایاب نسخہ کے فیض کو عام کرنے کیلئے اسے عربی سے اُردو میں منتقل فرمایا یہ آپ کی عادت کریمہ ہے کہ تعمیرِ ملت اور اصلاحِ حال کیلئے ایسی انمول و مثل گوہر نایاب کتب کا ترجمہ فرماتے رہتے ہیں یعنی مسلسل آپ اشاعت دین میں مصروف ہیں اہلِ ثروت آگے بڑھیں کہ یہ موقعہ غنیمت ہے ایسے موقعے بار بار آیا نہیں کرتے، اپنے ان مخلص بزرگوں کے ہاتھوں کو مضبوط کریں وہ خون و پسینہ سے لکھ رہے ہیں آپ بھی چند کتابیں چھپوا کر اپنے لہو (مال و دولت) بہا کر امتِ مسلمہ کو سیراب فرمائیں۔ حضرت علامہ اویسی قبلہ کی ذات گرامی قدر علمائے وقت کیلئے واجب تقلید نمونہ ہے اس نمونے سے کچھ درس عمل لینا چاہیے۔ اسلاف کی تازہ نشانی کی طرح وہ بھی امتِ مسلمہ کی بے راہ روی سے تڑپ اٹھیں اور کچھ کر گزریں۔

زیرِ نظر کتاب میں علامہ برزنجی نے جس اسلوب سے ترتیب وار علاماتِ قیامت کو یکجا کیا ہے اس کی نظیر دوسری کتاب میں نہیں ملتی اور اس عنوان پر یہ ایک انسائیکلوپیڈیا سے کم نہیں اور اس پر علامہ اویسی قبلہ کا ترجمہ نور علی نور ہے۔ اہم اہم مقامات پر مشکل الفاظ کے معنی اور مفید حواشی اور سب سے بڑھ کر ابتداء میں ایک مفصل مقصد جس میں مصنف کے

حالات اور علمی جواہر پاروں کی فہرست نے اس کتاب میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔

عزیز القدر مولانا حافظ محمد عبدالکریم میمن قادری رضوی اویسی صاحب کراچی میں علامہ اویسی قبلہ کے دست و بازو بنے ہوئے ہیں۔ اگر دنیا کے حریص ہوتے تو آج لاکھوں میں کھیلتے لیکن رب کریم نے اپنے فضل خاص سے ان کو دین کی اشاعت کا درد عطا فرمایا اسی درد میں یہ تڑپتے رہتے ہیں اور امتِ مصطفویہ ﷺ کی اصلاح و تبلیغ کیلئے ہر بار خوب سے خوب تر کی تلاش میں ہوتے ہیں ان کی زیرِ نگرانی اب تک متفرق عنوان پر تیس (30) سے زائد کتب و رسائل منظرِ عام پر زیورِ طبع سے آراستہ ہوکر آ چکے ہیں جنہیں عوام و خواص نے بے حد پسند فرمایا اور ان کی کوشش پر انہیں داد و تحسین دی۔ کتاب ہذا کے اردو ترجمہ کا نام مولانا محمد عبدالکریم صاحب نے ''قیامت کی نشانیاں'' تجویز فرمایا جو کہ حضرت مترجم قبلہ و ناشر و جملہ معاونین کو بہت پسند آیا۔ مولانا محمد عبدالکریم قادری صاحب حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی قبلہ کے منظورِ نظر ہیں کیوں؟ اس لیے کہ وہ لکھ پتی ہیں نہیں فقط اس وجہ سے کہ وہ سُنّی اہلِ قلم علماء کرام کے قدر دان ہیں، دن رات اشاعت و تبلیغ کی سرگرمی، کتابوں کی پروف ریڈنگ، انمول و رنگ برنگ کتابوں کی تلاش، علماء کرام سے رابطہ اور ان سے کام لینا، نئی نئی تخلیق کو متعارف کرانا اور اہلِ قلم کے اس طرح معاون ثابت ہوتے ہیں کہ اس طرح کا ساتھ اپنے سگے بھائی بھی نہیں دے سکتے۔ یہی وہ خوبیاں ہیں جنہوں نے مولانا محمد عبدالکریم قادری صاحب کو علامہ اویسی قبلہ کے قریب کیا اور علامہ صاحب ان پر ایسے مہربان ہوئے کہ انہیں سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ نوریہ میں خلافت کے علاوہ اپنے تمام اذکار و وظائف بالخصوص دلائل الخیرات شریف اور حزب البحر شریف کی اجازت سے سرفراز فرمایا۔

یہی مولانا حافظ محمد عبدالکریم قادری صاحب ''سبزواری پبلشرز'' چلاتے ہیں۔ اسی ادارے کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے مذکورہ تین کتابوں کو بڑی آب و تاب، جذبہ و ولولہ، صوری و معنوی خوبیوں سے مزین و ماہتاب بنا کر شائع کرنے کا اہتمام کیا۔

فقیر سبزواری پبلشرز کے تمام اراکین کو اس عظیم خدمت و اعلیٰ کارکردگی پر تحسین پیش کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ رب العالمین! اس ادارے کو دن دگنی رات چوگنی ترقی اور برکت

عطا فرمائے اور ہر شر اور نظرِ بد سے جملہ اراکین کو محفوظ فرما کر اتحاد و اتفاق سے اس کاروان کو رواں دواں رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

احقر العباد

صاحبزادہ سید محمد زین العابدین راشدی
آستانہ قادریہ، شادمان ٹاؤن، ملیر، کراچی

۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ
۱۵-۵-۲۰۰۳



ابتدائیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

الحمد للّٰہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالك یوم الدین والعاقبة للمتقین الهادیین المهدیین والصلوٰة والسلام علٰی إمام الأنبیاء والمرسلین وعلٰی آلهٖ الطیبین وأصحابه الطاهرین۔

اما بعد! فقیر مدینہ طیبہ سے واپس ہوا کہ عزیزم فاضل مکرم الحاج حافظ مولانا محمد عبدالکریم صاحب قادری اویسی کا مکتوب گرامی کراچی (باب المدینہ) میں ملا کہ کتاب ''الاشاعۃ لأشراط الساعۃ'' کا اردو ترجمہ فرما دیں۔ چونکہ موصوف فقیر کی تصانیف کی اشاعت میں نہ صرف دلچسپی رکھتے ہیں بلکہ اغلاط کی تصحیح و ترتیب میں خصوصیت سے اہتمام فرماتے ہیں اس سے قبل فقیر کی تصانیف ذیل ''تحفۃ الاحباب لمطالعۃ الکتاب'' عرف مطالعہ کی اہمیت، خوابوں کی تعبیر، اسلامی پہیلیاں، اصلی اور نقلی پیر میں فرق، آب زمزم افضل ہے یا آب کوثر؟ پان کی شان، تمباکو کے نقصانات، ودیگر ان کی امتیازی خدمات اسلامیہ کی شاہد و عادل ہیں۔ حال ہی میں فقیر کے ترجمہ ''البدور السافرۃ فی احوال الآخرۃ الامام السیوطی رحمہ اللہ عرف احوالِ آخرت'' کی تصحیح و ترتیب میں کمال کر دیا نہ صرف تصحیح و ترتیب بلکہ مشاہیر علماءِ کرام کی تصدیقات و تاثرات و تقاریظ میں خاصی محنت فرمائی ہے اور اس کی تقریب رونمائی شاندار طریقے سے 3 نومبر بروز اتوار ۲۰۰۲ء جبیس ہوٹل صدر کراچی میں منعقد کر ڈالی اُن کی اس کارگذاری کو علماءِ کرام اور عوامِ اہلِ سنت نے خوب سراہا۔ بلکہ ''البدور السافرۃ'' کا ترجمہ، احوال آخرت کا جس نے بھی دیکھا تو موصوف کو صدہا آفرین اور ہزاروں تحسین اور بے شمار دعاؤں سے نوازا۔

ہاں یہ بھی ناشکری ہوگی کہ فقیر ان عزیزوں کا ذکر خیر ترک کر دے جنہوں نے ترجمہ ''احوالِ آخرت'' پر زرِ کثیر صرف کیا اور اسے نہایت اعلیٰ پیمانہ پر دیدہ زیب بنایا اور طباعت اسکی پرکشش فرمائی کہ جو ناظرین کیلئے نزہت نظر اور قارئین کیلئے سرورِ قلب کا باعث ہے۔

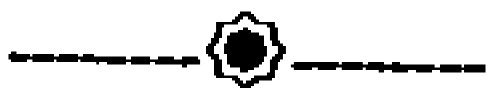
ان سے میری مراد الحافظ محمد احمد صاحب قادری عطاری اور الحاج محمد اسلم صاحب قادری اویسی عطاری ہیں اور حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب اور صوفی محمد مقصود حسین قادری نوشاہی اویسی اور دیگر معاونین کی محنت بھی اس کتاب کی اشاعت اور پذیرائی کا سبب ہے۔(فجزاهم الله تعالٰی خیر الجزاء)

فاضل نوجوان حضرت مولانا محمد جاوید مینگرانی میمن قادری صاحب مدظلہ العالی (کراچی) کتب بینی کے بیحد شوقین اور ہر وقت جستجو میں رہتے ہیں کہ کہیں سے کوئی انمول کتاب مل جائے چنانچہ انہوں نے محمد عبدالکریم قادری صاحب کی توجہ کرائی کہ "الاشاعۃ لأشراط الساعۃ" کا اردو ترجمہ ہونا چاہیے اور اپنی لائبریری سے یہ کتاب نکال کر پیش فرمائی اور اس میں ہر ممکن تعاون کی یقین دہانی کرائی اور آئندہ بھی عربی کتب کے تراجم کیلئے مفید مشوروں اور کتب کی دستیابی کا وعدہ فرمایا۔ شاید اسی خوشی سے حضرت الحاج مولانا حافظ محمد عبدالکریم صاحب اویسی قادری موج میں آگئے کہ کتاب احوالِ آخرت کی اشاعت میں ایک ماہ بھی نہیں گزرا کہ کتاب "الاشاعۃ لأشراط الساعۃ" مصنفہ حضرت علامہ السید الشریف محمد بن عبدالرسول الحسینی البرزنجی ثم المدنی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۱۰۳ھ کی فوٹو کاپی کرا کر فقیر کی مدینہ منورہ سے واپسی سے پہلے میرے میزبان الحاج محمد بشیر احمد صاحب اویسی قادری کے گھر پہنچا کر تاکید فرمائی کہ اویسی کے آتے ہی ان کے سپرد کی جائے اور فقیر کو تاکیداً لکھا کہ اس کا ترجمہ اردو فوراً چاہیے۔ فقیر نے چونکہ سفر میں تراجم کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے مدینہ منورہ اور عمرہ کی حاضری کے دوران علامہ محمد عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۷۳ھ کی تصنیف "تنبیہ المغترین" کے ترجمہ اردو کا کام ہوتا رہا حسنِ اتفاق سے فقیر نے مدینہ منورہ روانگی تا واپسی ترجمہ مذکور ختم ہوا تو آتے ہی "الاشاعۃ لأشراط الساعۃ" کے ترجمہ کی نوید سعید ملی۔(الحمد للہ علی ذلک)

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

۵ شوال المکرم ۱۴۲۳ھ بروز منگل



تعارف

''اَلْاِشَاعَةُ لِاَشْرَاطِ السَّاعَةِ'': فقیر اویسی غفرلہ نے حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ہذا کا مدینہ طیبہ سے قدیم نسخہ خریدا اس کے بعد شام وعراق کے سفر میں یہی کتاب مطبوعہ جدید مع تحقیق وترتیب دیکھی تو خرید لی اسے دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جن صاحب نے ترتیب وتحقیق کی ہے انہوں نے مصنف کا نام لکھا: ''محمد بن رسول'' اس کا راز وہی جانتے ہیں جنہیں وہابی دیوبندی مسلک کی حقیقت معلوم ہے۔ یاد رہے کہ اس کی ترتیب وتحقیق مولوی محمد زکریا کاندھلوی دیوبندی نے کی ہے۔

تصدیق رضوی: اس کتاب کا ذکر خیر امام اہلسنّت مجدّدِ دین وملّت اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۴۰ھ نے حاشیہ الطحطاوی علی درالمختار کی تعلیقات میں فرمایا ہے۔

فقیر نے کتاب ''الاشاعۃ'' کو دیکھتے ہی ارادہ کرلیا تھا کہ اس کا ترجمہ بھی ہونا چاہیے لیکن ؎

کریما ترا بدست اندر درم نیست
خداوندان نعمت را کرم نیست

اسی لیے اس کا ترجمہ معرض التواء میں رہا۔ کُلُّ اَمْرٍ مَرْهُوْنٌ بِاَوْقَاتِهٖ، (ہر کام اپنے وقت کا مرہون ہے) کے مطابق آج وہ وقت نصیب ہوا کہ ترجمہ کا آغاز کر رہا ہوں۔ (الحمد للّٰہ علی ذٰلک)

نوٹ: فقیر اویسی غفرلہ اس کتاب کا ترجمہ تین مختلف مطبوعہ عربی نسخوں کو سامنے رکھ کر کر رہا ہے:

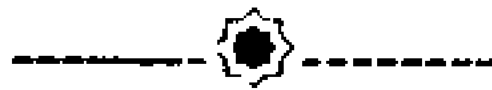
1- مدینہ طیبہ سے حاصل شدہ مطبوعہ۔

2- مطبوعہ بیروت جس پر مولوی محمد زکریا کاندھلوی دیوبندی المتوفی ۱۴۰۲ھ نے حاشیہ لکھا ہے۔

3- فوٹو کاپی فرستادہ حضرت حافظ مولانا الحاج محمد عبدالکریم صاحب قادری اویسی مدظلہ جو غالباً فقیر کے حاصل کردہ نسخہ از مدینہ طیبہ کا عکس ہے۔

بوقت ضرورت ان کے اختلاف کا اظہار حاشیہ پر کردوں گا اور ساتھ ہی ضروری فوائد دوران عبارت اور ان میں مختصراً اضافہ بھی کروں گا۔(ان شاء اللہ تعالیٰ ثم ان شاء رسول اللہ ﷺ)

وما توفیق الا باللہ العلی العظیم و صلی اللہ تعالیٰ وسلم علی حبیبہ الکریم الأمین و علی آلہ و أصحابه أجمعین۔



حالاتِ مصنف

آپ کا اسم گرامی ''علامہ سید محمد بن عبدالرسول بن عبدالسید بن قلندر الحسینی البرزنجی المدنی'' ہے۔ برزنجی منسوب بہ برزنجہ سوادِ عراق میں ایک دیہات ہے یہاں کے سادات بہت بڑے علماء وفضلاء گزرے ہیں، مولود برزنجی مشہور رسالہ یہاں کے سید بزرگ کی تصنیف ہے۔ آپ شب جمعہ ۱۲ ربیع الاول شریف بلاد کرد عراق کی ایک بستہ شہروز میں ۱۰۴۰ھ میں پیدا ہوئے۔ اسی بستی میں جوان ہوئے اور اسی بستی میں اپنے والدِ گرامی سے تعلیم کا آغاز کیا قرآن مجید مع تجوید اپنے والد گرامی سے گھر پر باقی علوم مندرجہ ذیل علماء ومشائخ سے حاصل کیے۔

آپ نے شہروز میں مُلّا زیرک، علامہ مُلّا شریف صدیقی کورانی رحمہما اللہ سے پھر مختلف علماء کرام سے مختلف شہروں میں حاصل کیا۔

ماردین میں شیخ احمد سلاجی رحمۃ اللہ علیہ سے، حلب میں ابوالوفاء العرفی ومحمد الکواکبی رحمہما اللہ سے، دمشق میں علامہ ابعالباقی الحنبلی وعلامہ عبدالقادرالصقوری سے، بغداد میں شیخ مدلج سے، مصر میں شیخ محمد البابلی وعلی الشراملسی وسلطان المزاحی ومحمد العنانی واحمد العجمی سے (رحمہم اللہ رحمۃ واسعۃ)

حرمین طیبین میں شیخ اسحٰق بن جمعان الزبیدی وعلی الربیعی وعلی العقیمی وعیسیٰ الجعفر وعبدالمالک السجلماسی وغیرہم (رحمہم اللہ تعالیٰ) سے۔ اپنے علاقہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں سکونت اختیار کی اور یہاں منصب افتاء شافعیہ پر فائز رہے۔

یکم محرم ۱۱۰۳ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی سادات برزنجیہ کے جوار میں جنۃ البقیع میں مدفون ہوئے۔

آپ نے نیک اولاد چھوڑی جن میں اکثر صاحبانِ علم وفضل والے تھے اور مدینہ منورہ

میں منصب افتاء پر فائز رہے۔ نجدی حکومت کے تسلط سے آپ کی اولاد میں سے آخری مفتی شافعیہ فی المدینہ شیخ سید محمد زکی برزنجی متوفی ۱۳۹۵ھ تھے۔

تصانیف کا کافی ذخیرہ آپ کی یادگار ہیں اور مختلف علوم وفنون پر مشتمل ہیں اکثر مطبوعہ ہیں۔ چنانچہ تصانیف مبارکہ کے اسماء درج ذیل ہیں:

1- النهار السلسبيل فى شرح أسماء التنزيل للبيضاوى
2- المصطلح فى ايضاح ألفية المصطلح۔ (یہ امام سیوطی رحمہ اللہ المتوفی ۹۱۱ھ کی کتاب ''الفیۃ'' کی شرح ہے۔)
3- هداية الراشد الى كفاية العابد
4- هدية المريد فى التصوف (نامکمل)
5- رسالة فى الجهر البسملة هدية العارفين لعلامة بغدادى
6- القول السديد فى جواب رسم الامام والتجويد
7- القول المختار فى تجاجت الجنّة والنّار
8- القول المختصر فى ترجمة الحافظ ابن حجر
9- القول المرضى فى الفرق بين الصلاة والسّلام والترضّى
10- القول فيهن هو بمسجد المدينة هو الراتب الأول
11- الكواكب المضية فى شرح بعض ابيات الجزرية
12- مختصر النواقض على النواقض لميرزا مخدوم
13- مرقاة الصعود فى التقسيم اوائل العقود
14- المقامة السنية فى توضيح اعتراض الحامى الخمرية
15- المنباك فى دخان التنباك
16- النبراس للازاحة الواسواس الخناس
17- نشر اللواء فى نصر الأولياء
18- نصاب الصفار

19- نقى الريب فيماورد من لذب الاكتمال و كراهة نتف الشيب
20- الصافى عن الكدر فى أحاديث القضاء والقدر
21- الصاوى على صبح فاتحة البيضاوى
22- ضوء الوهاج فى قصة الأسراء والمعراج
23- لم السيل على حاطب ليل
24- العافية فى شرح الشافية
25- العقاب الهادى فى البحث مع السادى
26- عين التسنيم فى الحكم التصلية والتسليم
27- غاية الاعتذار فى الجمع فى لحضر لذوى
28- فتح البر بشرح المحرر الرافعى
29- الفصول فى ترجمة عبدالرسول اعنى والده
30- خلق الصبح فى الحسن والقبح
31- الفوز والظفر بضهم آيتى الوصية فى السفر
32- قدح الزند فى رد جهالات اصل شرهند
33- الميزانى فى بيان افصان الزانى
34- قضاية العابد فى مختصر هداية الراشد
35- الترجيح التصحيح لصلوٰة التسبيح
36- الترغيم والترخيم لمنكر التعظيم والتفخيم
37- تصقيل لوح الايمان بتنزية عرش الرحمٰن
38- خالص التلخيص مختصر تلخيص المفتاح
39- دفع التعويل على لقع التاويل
40- رجل الطاوزس على شرح القاموس للفيروز آبادى
41- رفع الاشتباه عن كلام الأشتباه

42- رفع الأصر عن معنی کونه ﷺ أميالم ينطق بالشعر
43- رفع اللبس عن ترك مسح الرأس من أحد وضوآت الخمس
44- السنا والسنوت فی احکام القنوت
45- السيبل فی اعراب حسبنا اللّٰه و نعم الوكيل
46- السيف الصقيل فی أذكار القول الثقيل
47- السيف المسلول علی القاضی سرول شرحان علی الفية المصطلح
48- شرح الخارق و جرح المارق
49- الصارم الهاشم لدماغ محمد هاشم
50- ارشاد الأواه الی معنی حديث (من قرأ حرفاً من كتاب اللّٰه)
51- الاشاعة لاشراط الساعة (اسی کا ترجمہ فقیر اویسی غفرلہٗ نے کیا ہے)
52- الأعجوبة فی أعمال المكتوبة
53- الاغادة المصبحة علی مانعی الاشارة بالمسبحة
54- الهام الصواب لاولی الالباب
55- الاهتداء فی الجمع بين أحاديث الابتداء
56- أيقاظ ذوی الانتباه لفهم الاشتباه الواقع لابن نجيم فی الأشباه
57- بغية الطالب لايمان ابی طالب (ایمان ابی طالب کے متعلق مصنف رحمہ اللہ کی اپنی تحقیق ہے جو جمہور علماء کے خلاف ہے۔ اویسی غفرلہٗ)
58- التابيد والعول
59- تحصيل الآمال بتعريف العمال معرف بيوت الاموال
60- النوافض للروافض
61- سداد الدين و سداد الدين فی اثبات النجاة والدرجات للوالدين تحت الطيع (وغیرہ وغیرہ)

آپ کی علمی تصانیف کی کثرت دلیل ہے کہ آپ بہت بڑے محقق اور پایہ کے عالم

تھے، مولوی زکریا کاندھلوی دیوبندی نے آپ کی اسی کتاب الاشاعۃ لاشراط الساعۃ پر حواشی لکھے اور آپ کے بلند پایہ محقق اور علامہ ہونے کا اعتراف کیا اور تصنیف کے حاشیہ پر لکھا کہ آپ کی تقریباً 90 تصانیف ہیں، لیکن جب دیکھا کہ ان کے عقائد تو علمائے اہلسنّت بریلوی کی تائید کرتے ہیں اور آپ کے نام میں بھی محمد بن عبدالرسول لکھا ہوا ہے تو دن دہاڑے ڈاکہ مار دیا کہ آپ کا نام یوں بدل ڈالا محمد بن رسول تا کہ یہ ثابت نہ ہو کہ یہ بریلوی مسلک کے مؤید و موثق ثابت ہوتے ہیں۔ لیکن

دروغ گو را حافظ نباشد

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کو ختم کرتے وقت خود لکھا ''محمد بن عبدالرسول الخ'' ہم اس نسخہ کا عکس پیش کر رہے ہیں کہ جس سے وہابیوں نجدیوں نے کتاب الاشاعۃ نقل کر کے شائع کی اور اس کا عکس بھی جس میں انہوں نے خیانت کی تا کہ ناظرین یقین کریں کہ کتابوں میں اشاعت کے وقت خیانت کرنا ان کا مردود مشغلہ ہے اور انہوں نے یہ طریقہ یہودیوں سے سیکھا ہے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف: ''التحقیق الجلی فی مسلک شاہ ولی'' مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز کراچی۔

کتاب الاشاعۃ لاشراط الساعۃ کے سرورق پر محشی اور ناشر نے مصنف کے نام میں یوں تحریف کی ہے: **عکس**

عکس طباعت

الاشاعۃ

لاشراط الساعۃ

محمد بن رسول البرزنجي الحسيني

محمد زكريا الكاندهلوي

حسين محمد علي شكري

دار المنهاج للنشر والتوزيع

جدة - المملكة العربية السعودية

هاتف: ٦٣٢٠٠١ - هاتف فاكس: ٦٣٢٠٣٩٢

ص ب ٣٩٤٠٩ جدة ٢١٤١٦

الطبعة الأولى ١٤١٧هـ = ١٩٩٧م

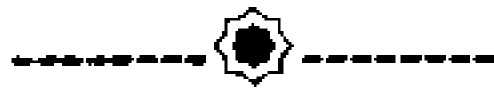
الاشاعۃ لاشراط الساعۃ کے مصنف نے کتاب کے اختتام پر اپنا نام یوں رقم فرمایا ہے:

عکس

ونعوذ بالله من الزيغ والضلال والغلو في المقال والحمد لله على كل حال والصلاة على حائز قصبة الكمال في الغدو والآصال وعلى آله وصحبه خير صحب وآل، وغفر الله لنا ولوالدينا وآبائنا وإخواننا طيناً ودينا وسلباً وقلباً ولجميع أمة محمد ﷺ آمين.

قال مؤلفه الفقير إلى الله تعالى محمد بن عبد الرسول بن عبد السيد العلوي الحسيني الموسوي الشهرزوري البرزنجي ثم المدني عفى الله عنه اتفق ختمها يوم الأربعاء بين الصلاتين حادي عشر شهر الله الحرام ذي القعدة من شهور سنة ١٠٧٦هـ بالمدينة النبوية بمنزله بالزقاق المعروف بالوبقة حامداً ومصلياً مستغفراً محسبلاً محوقلاً داعياً بالمغفرة للمسلمين والمسلمات.

جعلها الله ذريعة ليوم المعاد بجاه سيد العباد آمين. وصلى الله تعالى سيدنا ومولانا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين آمين.



اسماء القیامة

قاعدہ ہے کہ کسی شے کی عظمت اس کے ناموں کی کثرت سے ہوتی ہے۔اور قیامت کے اسماء ابنِ کثیر نے البنایہ والنہایہ صفحہ ۲۵۵، ۲۵۶ جلد اوّل میں 80 سے زائد گنوائے ہیں۔فقیر یہاں صرف قرآنِ مجید سے ثابت شدہ اُسماء لکھتا ہے وہ یہ ہیں:

1- الساعة۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِیَةٌ لَّا رَیْبَ فِیْهَا۔(پ۲۴ المؤمن ۵۹)

''بیشک قیامت ضرور آنے والی ہے اس میں کچھ شک نہیں''۔

2- یوم البعث۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى یَوْمِ الْبَعْثِ فَهٰذَا یَوْمُ الْبَعْثِ۔(پ۲۱ الروم ۵۶)

''بیشک تم رہے اللہ کے لکھے ہوئے میں اُٹھنے کے دن تک تو یہ ہے وہ دن اُٹھنے کا''۔

(تفسیر خزائن العرفان میں ہے: یعنی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے سابق علم میں لوحِ محفوظ میں لکھا اسی کے مطابق تم قبروں میں رہے۔(یوم البعث) جس کے تم دنیا میں منکر تھے۔ اویسی غفرلہٗ)

3- یوم الدین۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔(پ۱ الفاتحہ ۳)

''روزِ جزا کا مالک''۔

4- یوم الْحَسْرَةِ۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاَنْذِرْهُمْ یَوْمَ الْحَسْرَةِ۔(پ۱۶ مریم ۳۹)

''اور انہیں ڈر سناؤ پچھتاوے کے دن کا۔

5- الدار الآخرة۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِیَ الْحَیَوَانُ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ۔ (پ۲۰ العنکبوت ۶۴)

''اور بیشک آخرت کا گھر، ضرور وہی سچی زندگی ہے کیا اچھا تھا اگر جانتے''۔

6- یوم التناد۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنِّیْ اَخَافُ عَلَیْکُمْ یَوْمَ التَّنَادِ۔ (پ۲۴ المؤمن ۳۲)

''میں تم پر اس دن سے ڈرتا ہوں جس دن پکار مچے گی''۔

7- دار القرار۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِیَ دَارُ الْقَرَارِ۔ (پ۲۴ المؤمن ۳۹)

''اور بے شک وہ پچھلا ہمیشہ رہنے کا گھر ہے''۔

8- یوم الفصل۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

هٰذَا یَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِیْ کُنْتُمْ بِهٖ تُکَذِّبُوْنَ۔ (پ۲۳ الصافات ۲۱)

''یہ ہے وہ فیصلہ کا دن جسے تم جھٹلاتے تھے''۔

9- یوم الجمع۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَتُنْذِرَ یَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَیْبَ فِیْهِ۔ (پ۲۵ الشوریٰ ۷)

''اور تم ڈراؤ اکٹھے ہونے کے دن سے جس میں کچھ شک نہیں''۔

10- یوم الحساب۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِیَوْمِ الْحِسَابِ۔ (پ۲۳ ص ۵۳)

''یہ ہے وہ جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے حساب کے دن''۔

11- یوم الوعید۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ ذٰلِکَ یَوْمُ الْوَعِیْدِ۔ (پ۲۶ ق ۲۰)

''اور صور پھونکا گیا، یہ ہے وہ وعدۂ عذاب کا دن''۔

12- یوم الخلود۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اُدْخُلُوْهَا بِسَلَامٍ ذٰلِکَ یَوْمُ الْخُلُوْدِ۔ (پ۲۶ ق ۳۴)

''ان سے فرمایا جائے گا جنت میں جاؤ سلامتی کے ساتھ یہ ہمیشگی کا دن ہے''۔

13- یوم الخروج۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ۔ (پ۲۶ ق۴۲)

"جس دن چنگھاڑ سنیں گے حق کے ساتھ یہ دن ہے قبروں سے باہر آنے کا"۔

14- الآزفة۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ۔ (پ۲۷ النجم ۵۷)

"پاس آئی پاس آنے والی"۔

15- الواقعة۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ۔ (پ۲۷ الواقعہ ۱)

"جب ہولے گی وہ ہونے والی"۔

16- الحاقة۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلْحَآقَّةُ o مَا الْحَآقَّةُ o وَمَآ اَدْرٰكَ مَا الْحَآقَّةُ o (پ۲۹ الحاقہ ۱-۳)

"وہ حق ہونے والی کیسی وہ حق ہونے والی اور تم نے کیا جانا کیسی وہ حق ہونے والی"۔

17- الطامة الکبری۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى۔ (پ۳۰ النازعات ۳۴)

"پھر جب آئے گی وہ عام مصیبت سب سے بڑی"۔

18- الصاخہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ۔ (پ۳۰ عبس ۳۳)

"پھر جب آئے گی وہ کان پھاڑنے والی چنگھاڑ"۔

19- القارعة۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلْقَارِعَةُ مَا الْقَارِعَةُ۔ (پ۳۰ القارعہ ۱/۲)

"دل دہلانے والی کیا وہ دہلانے والی"۔

یہ وہ اسماء ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں صراحت کے ساتھ مذکور ہیں، باقی 80 تک ہم عمداً ذکر نہیں کرتے کہ اس سے عام قارئین کا کوئی فائدہ نہیں ہاں اہلِ علم کیلئے بہت بڑا علمی

زخیرہ ہے وہ خود ہی البنایہ کا مطالعہ فرمالیں۔

الساعۃ کی لغوی وشرعی تحقیق:

ساعۃ لغت میں رات کا کوئی حصہ، اس کی جمع ساعات وساع ہے آج کے عربی عرف میں گھنٹہ اور گھڑی کو کہتے ہیں۔

عرف شرع میں وہ گھڑی جس میں قیامت قائم ہوگی یہ مبہم تعریف ہے اس کی وجہ میں لکھا گیا ہے کہ ساعت کو اس لیے ساعت کہتے ہیں کہ اس میں حساب جلدتر ہوگا یا اس لیے کہ وہ اچانک واقع ہوگی چنانچہ اس وقت نفخ صور سے اچانک تمام مخلوق فنا ہو جائے گی۔

(الاشاعۃ صفحہ ۷۴،۷۵)

حضرت علامہ محمود آلوسی بغدادی رحمہ اللہ التوفی ۱۲۷۰ھ صاحب روح المعانی نے بہترین تحقیق فرمائی ہے وہ یہ کہ الساعۃ فی الأصل اسم لمقدار قلیل من الزمان غیر معین وعلی عند المنجمین جزء من أربعه و عشرین جزء من اللیل والنهار۔ و تطلق فی عرف الشرع علی یوم موت الخلق و علی یوم قیام الناس لرب العالمین و فروها بیوم القیٰمة۔ (روح المعانی صفحہ ۱۶ پارہ ۹)

ساعۃ اصل زمانہ کی ایک معمولی مقدار غیر معین کا نام ہے اور اہلِ نجوم کے نزدیک چوبیس گھنٹوں کا ایک گھنٹہ عرف شرع میں خلق کی موت اور لوگوں کا اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری کا نام ہے۔

خلاصہ یہ کہ مخلوق کی فناء کی گھڑی ہے جو نفخ صور اولیٰ سے ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی حاضری نفخ صور ثانی سے ہوگی اور ان دونوں کے درمیان کا فاسلہ چالیس سال ہے اور ان دونوں وقتوں کی تفصیل بالخصوص نفخ صور تک کی تفصیلی حالات اسی کتاب میں قارئین پڑھیں گے۔ اس کے باوجود بھی اگر کوئی کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے وقوع کا کوئی علم نہیں یہ اس کی سفاہت و حماقت ہے۔ اس کے متعلق فقیر نے تفصیل سے کئی رسائل لکھے ہیں۔ مثلاً بر عه الساعة فی علم الساعة اور طلوع الشمس فی علوم الخمس اور تصانیف میں بھی بہت طویل مضمون سپردِ قلم کیا ہے۔ اور اسی تصنیف ''قیامت کی نشانیوں'' میں بھی بحث آرہی ہے۔

تصنیفات الساعۃ

یہ بھی با قاعدہ ہے جو مسئلہ اہم ہوتا ہے اس پر علماء کرام کی متعدد تصانیف ہوتی ہیں۔ اس موضوع پر بھی کتب مختلفہ تصنیف ہوئیں چند نام مع مصنف ملاحظہ ہوں۔

1- الفتن۔ از: الحافظ نعیم بن حماد الخزاعی رحمہ اللہ المتوفی ۲۲۸ھ

2- النهایه با الفتن و الملاحم۔ از: ابن کثیر المتوفی ۷۷۴ھ

نوٹ: اگر چہ یہ علیحدہ تصنیف نہیں لیکن چونکہ ضخیم باب ہے اسی لیے اسے ایک علیحدہ تصنیف لکھا گیا ہے ۔

3- الاشاعة لاشراط الساعة۔ از: علامہ سید محمد بن عبد الرسول برزنجی رحمہ اللہ المتوفی ۱۱۰۳ھ (جس کا خوبصورت ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں ہے)

4- الاذاعه لما کان وما یکون بین یدی الساعة۔ از: نواب صدیق حسن خان بھوپالی قنوجی (وہابی غیر مقلد) المتوفی ۱۳۰۷ھ۔

سب کو معلوم ہے کہ مسئلہ کلی جزی مشہور ہے ہم اہلسنّت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب کلی کے قائل ہیں اسی کو ہم ما کان وما یکون سے تعبیر کرتے ہیں۔ بھوپالی نے مستقل تصنیف سے ہماری ہمنوائی کی لیکن صرف لفظاً۔

5- قیامت نامہ (فارسی)۔ از: حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی رحمہ اللہ المتوفی ۱۲۲۳ھ/ ۱۸۱۷ء بن حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ المتوفی ۱۱۷۶ھ۔ (اس کا اردو ترجمہ بنام ''علاماتِ قیامت'' کے نام سے چھپا ہے)

6- اتحاف الساعه بما جاء فی الفتن والملاحم والاشراط الساعة۔ از: حمود تویجری نجدی

7- اشراط الساعة۔ از: یوسف بن عبد اللہ الوابل نجدی

نوٹ: آخر الذکر یہ دونوں نجدی وہابی ہیں انہوں نے بعض مقامات پر تشریح حدیث میں

خیانت کی ہے مثلاً حضور ﷺ نے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا اس سے تمام محدثین نے نجد مراد لی ہے۔لیکن انہوں نے کہا کہ اس سے عراق وغیرہ مراد ہے یہ عظیم خیانت ہے۔اس کی تردید و تحقیق کیلئے فقیر کی الحقائق فی الحدائق شرح حدائق بخشش جلد ۱۳ (مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز، کراچی) میں پڑھیے۔

8- اس موضوع پر فقیر کی بھی ایک تصنیف مطبوعہ ہے بنام "علاماتِ قیامت" (مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز، کراچی)

اور بھی بکثرت رسائل اس موضوع پر مطبوعہ ہیں اور کتب احادیث میں باب الفتن میں بھی قیامت کی نشانیاں مفصل بیان ہوئی ہیں۔

اشـــراط شرط (بالتحریک) کی جمع بمعنی علامات اور شرط بمعنی علامت یعنی شے کے اوائل۔ یہ دو قسم ہے: (1) صغریٰ۔ (2) کبریٰ۔ صغریٰ وہ علامات جو قیامت سے پہلے ظاہر ہوں گی اور طویل زمانہ تک رہیں گی ان کی کوئی خاص قسم نہیں بلکہ کئی قسمیں مثلاً علم کا اٹھ جانا۔ جہالت کا چھا جانا وغیرہ وغیرہ۔ اور کبریٰ وہ علامات ہیں جو قیامت سے پہلے واقع ہوں گی اور وہ خاص خاص ہیں مثلاً ظہور مہدی وخروج دجال ونزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ وغیرہ لیکن مصنف رحمہ اللہ نے بہترین ترتیب لکھی ہے۔اور غالباً یہ ترتیب اس کتاب کے علاوہ کسی اور کتاب میں مفقود ہے۔

(1) ظاہر ہو کر ختم شد۔ (2) ظاہر ہو کر بڑھتی جائے گی اور مسلسل جاری رہے گی یہاں تک علامات کبریٰ سے جا کر ٹکرائیں گی۔

مصنف رحمہ اللہ کی یہ ترتیب ان کی اپنی ایجاد ہے اور خوب ہے جیسا کہ کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ تسبیح کے دانہ کی طرح ایک ایک علامت ترتیب وار واقع ہو رہی ہے۔اس طرح سے یہ یقین کامل ہوتا ہے کہ حضور سرورِ عالم دانائے غیوب ﷺ دیکھ دیکھ کر نشانیاں بیان فرما رہے ہیں۔

علم الساعة الصاحب الشفاعه ﷺ:

اس بحث کو تفصیل سے لکھنے کا پروگرام نہ تھا کیونکہ خود الاشاعة لاشراط الساعة اس

موضوع کی دلیل ہے اور کچھ حوالہ جات فقیر نے قیامت کی نشانیاں ترجمہ الاشاعۃ میں لکھ دیئے ہیں لیکن ایک مجبوری سے یہ بحث لکھنی پڑی وہ یہ کہ فقیر نے الاشاعۃ لاشراط الساعۃ کو جب مدینہ پاک سے خریدا تو ساتھ ہی ایک اور ضخیم کتاب الاشاعۃ کے نام سے اسی کتاب گھر میں نظر آئی تو وہ بھی خرید لی، شومئی قسمت کہ وہ نجدی مذہب کے مطابق نکلی اس نے مقدمہ میں اس پر بڑے زیادہ زوردار دلائل سے ثابت کیا کہ حضور سرور عالم ﷺ کو قیام قیامت کا علم نہ تھا فقیر کی غیرت نے اجازت نہ دی کہ اس کا رَدّ نہ لکھوں چونکہ میرے ترجمہ "الاشاعہ لاشراط الساعۃ" کا مقدمہ ضروری تھا اسی لیے دیگر ضروری بحثوں کے ساتھ اس بحث کو بھی قدرے تفصیل سے لکھ رہا ہوں۔

وما توفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم و صلی اللّٰہ علی حبیبہ الکریم الامین و علی آلہ الطیبین و اصحابہ الطاهرین۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر اپنے پیارے حبیب کریم ﷺ کیلئے علمِ غیب کے عطا کا اظہار فرمایا ہے ان میں اکثر آیات فقیر نے اپنی تصنیف غایۃ المامول فی علم الرسول (مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور) میں لکھ دی ہیں یہاں صرف ایک آیت مع تفاسیر پر اکتفاء کرتا ہے۔

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔

(پ ۲۹ الجن ۲۶)

"غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے"۔

فائدہ: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے الغیب کی نسبت اپنی طرف کر کے اپنے تمام غیب کے عالم ہونے کا بیان فرمایا ہے اور اس کے بعد اپنے خاص رسول کو غیب کا علم عطا فرمانے پر علیٰ غیبہٖ فرمایا ہے تو غیبہٖ ضمیر کا مرجع الغیب رکھا ہے۔ اور الغیب، الف لام جنس کا ہے یہ تو ثابت ہو گیا کہ الغیب سے جب تمام غیوب کا عالم ہونا خدا تعالیٰ نے اپنے لیے بیان فرمایا ہے تو پھر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ غیبہٖ کا مرجع الغیب ہوا تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ وہ اپنے خاص رسول کو

کل غیبوں کا علم عطا فرما دیتا ہے۔ جب کل غیبوں کا علم اپنے خاص رسول کو عطا فرمارہا ہے تو کیا اس میں قیامت کا علم نہ ہوا؟ قیامت کا علم بھی انہی غیوب میں داخل ہے۔

چنانچہ سراج الہند حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ المتوفی ۱۲۳۹ھ اسی آیت کے ماتحت فرماتے ہیں:

آنچہ بہ نسبت ہمہ مخلوقات غائب است غائب مطلق است مثل وقت آمدن قیامت و احکام تکونیہ و شرعیہ باری تعالٰی در ہر روز و ہر شریعت و مثل حقائق ذات و صفات اوتعالٰی علٰی سبیل التفصیل ایں قسم راغیب خاص اوتعالٰی نیز نامند فلا یظھر علٰی غیبہ احداً پس مطلع نمی کند بر غیب خاص خود ہیچکس را مگر کسے راکہ پسندمی کند و آں کس رسول باشد خواہ از جنس ملک و خواہ از جنس بشر مثل حضرت مصطفٰی علیہ السلام اور اظہار بعضے از غیب خاصہ خود می فرماید۔ (تفسیر عزیزی سورۃ الجن)

ترجمہ ''جو چیز تمام مخلوقات سے غائب ہو وہ غائب مطلق ہے جیسے قیامت کے آنے کا وقت اور روزانہ اور ہر شریعت کے پیدائشی اور شرعی احکام اور جیسے خدا کی ذات و صفات بر طریق تفصیل اس قسم کو رب کا خاص غیب کہتے ہیں۔ پس اپنے خاص غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ اُس کے سوا جس کو پسند فرمالے اور وہ رسول ہوتے ہیں خواہ فرشتے کی جنس سے ہوں یا انسان کی جنس سے جیسے حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم اُن پر اپنے بعض خاص غیب ظاہر فرماتا ہے''۔

انتباہ: حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ علمائے بریلوی و دیوبندی بلکہ خطۂ ہند کے استاذ الکل اور تیرہویں صدی کے مجدد اور بالاتفاق سراج الہند ہیں بلکہ ایک انگریز جب خطۂ ہند کی سیر کو آیا تو واپس جاکر ہندوستان کی رپورٹ میں لکھا کہ ہندوستان میں نے دو عجوبے دیکھے:

1- ایک قبر (خواجۂ خواجگاں حضور خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی سنجری اجمیری رحمہ اللہ المتوفی ۶ رجب المرجب ۶۳۳ھ) جو تمام مملکت ہند پر بادشاہی کر رہی ہے۔

2- ایک عالم دین جو تمام ہندوستان میں ہر مکتبہ فکر کے علماء کا استاذ ہے یعنی حضرت شاہ

عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ۔

فائدہ: حضرت شاہ صاحب کی تفسیر عزیزی سے صاف واضح ہوگیا کہ عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ سے خدا تعالیٰ کے خاص غیب مراد ہیں جو کسی پر ظاہر نہیں فرماتا۔ لیکن اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ رسولوں میں جن کو پسند فرمالیتا ہے انہیں اس خاص غیب سے مطلع فرمادیتا ہے۔ تو خاص غیب سے مراد قیامت کے آنے کا وقت بھی ہے۔ تو ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیامت آنے کے وقت سے بھی مطلع فرمادیا ہے۔

دوسرا حوالہ متقدمین مفسرین کا ملاحظہ ہو:

حضرت علامہ علاء الدین علی بن محمد خازن شافعی رحمہ اللہ المتوفی ۷۲۵ھ صاحبِ تفسیر خازن اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں:

الا من یصطفیه لرسالته و نبوته فیظهر علٰی ما یشاء من الغیب حتی یستدل علٰی نبوته بما یخبر به من المغیبات فیکون معجزة له۔

''خدا جس کو اپنی رسالت اور نبوت کیلئے منتخب کرے اور جس پر وہ چاہے اُس پر وہ غیب کا اظہار فرمادیتا ہے تاکہ ان مغیبات سے جن کی وہ خبر دیتے ہیں ان کی نبوت پر کچھ دلیل پکڑی جائے اور یہ ان کا معجزہ ہوتا ہے''۔

فائدہ: اس تفسیر سے بھی واضح ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ رسولوں میں جس کو پسند فرمالیتا ہے اُنہیں غیب کا علم عطا فرمادیتا ہے اور یہ غیب خاص ہے۔ جس میں قیامت کا علم ہونا بھی شامل ہے۔

قیامت کی آمد کے متعلق قرآنِ کریم کی بے شمار آیات اور احادیث کثیرہ میں اس قدر اشارات موجود ہیں کہ ان کا احصاء (شمار) مشکل ہے جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور سرورِ کونین ﷺ کو قیامت کے متعلق پورا علم خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا ہے۔ جس کی تفصیل اسی کتاب میں لے آئے گی۔

انتباہ: حضور ﷺ باوجود جاننے کے بعض امور کے کتمان (چھپانے) پر مامور تھے اور بعض کے اظہار (ظاہر کرنے) پر مامور تھے۔ بعض اسرارِ الٰہیہ خواص کو بتائے گئے اور عوام سے چھپائے گئے اور بعض اسرار سر بمہر رکھ دیے گئے کہ جو ان کے اہل ہوں وہ معلوم کرلیں

اور نا اہل کی چشم سے پوشیدہ ہی رہیں۔ مثال کے طور پر قرآن مجید میں حروف مقطعات کو ہی لے لیجئے۔ ان کے مطالب سے راسخون فی العلم ہی آگاہ ہیں اور دوسرے ان رموز سے واقف نہیں۔ جیسا کہ شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۵۲ھ نے بھی مدارج النبوت میں تحریر فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک علم ایسا عطا کیا گیا ہے جو کسی کو نہیں دیا گیا کیونکہ اس کے کتمان کا حکم دیا گیا ہے اس لیے کہ کسی اور سے یہ برداشت نہیں ہو سکتا۔

تفصیل فقیر کے رسالہ ''علم حضرت یعقوب علیہ السلام'' مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور میں پڑھیے۔

خلاصہ یہ کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو باعلامِ خداوندی وقوع قیامت کا علم حاصل ہے۔ اگر حضور سرورِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے علم سے بے علم خیال کیا تو قرآن کی کئی آیات و احادیث صحیحہ کا انکار لازم آتا ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ بعض امور ایسے ہیں جو کہ عام نہیں بیان کیے جاتے جس میں ایک خاص وقوع قیامت ہے اگر اس کا وقت عوام کو معلوم ہو جائے تو مقصد قیامت قائم نہیں رہتا۔ اس کے باوجود منکرین بضد ہیں، ہمیشہ سے ہر بد مذہب کی عادت رہی ہے کہ آیاتِ قرآنیہ واحادیث پر اپنا پچولگا کر لکھیں گے تاکہ ناظرین سمجھیں کہ یہ مسئلہ قرآن سے ثابت ہوا ہے۔ اس مسئلہ میں عموماً دوسرے منکرین یہ آیات پیش کرتے ہیں:

1- يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ ثَقُلَتْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ يَسْئَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنْهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ (پ۹ الاعراف آیت ۱۸۷)

''تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں کہ وہ کب کو ٹھہری ہے تو فرماؤ اس کا علم تو میرے رب کے پاس ہے اسے وہی اس کے وقت پر ظاہر کرے گا بھاری پڑ رہی ہے آسمانوں اور زمین میں تم پر نہ آئے گی مگر اچانک تم سے ایسا پوچھتے ہیں گویا تم نے اسے خوب تحقیق کر رکھا ہے تم فرماؤ اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے لیکن بہت لوگ جانتے نہیں''۔

فائدہ: اس آیت میں سائلین سے مراد یہود ہیں جیسا تفاسیر میں اس کا شانِ نزول مروی ہے کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ اگر آپ نبی ہیں تو ہمیں بتایئے کہ قیامت کب قائم ہوگی کیونکہ ہمیں اس کا وقت معلوم ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو قیامت کا وقت نہ بتایا اس لیے کہ قیامت کے وقت کا بتانا رسالت کے لوازم سے نہیں ہے جیسا کہ تم نے قرار دیا اور اے یہود! تم نے جو اس کا وقت جاننے کا دعویٰ کیا یہ بھی غلط ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو مخفی کیا ہے اور اس میں اس کی حکمت ہے۔ اس کے اخفاء کی حکمت تفسیر روح البیان میں ہے کہ بعض مشائخ اس طرف گئے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو باعلام الٰہی وقتِ قیامت کا علم ہے اور یہ حصر آیت کے منافی نہیں۔

لطیفہ: یاد رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب پر طعن و تشنیع منافقین کی عادت میں ہے چنانچہ مروی ہے کہ غزوۂ بنی مصطلق سے واپسی کے وقت راہ میں تیز ہوا چلی چوپائے بھاگے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ مدینہ طیبہ میں رفاعہ کا انتقال ہو گیا اور یہ بھی فرمایا کہ دیکھو میرا ناقہ کہاں ہے؟ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی منافق اپنی قوم سے کہنے لگا ان کا کیسا عجیب حال ہے کہ مدینہ میں مرنے والے کی خبر دے رہے ہیں اور اپنا ناقہ معلوم ہی نہیں کہ کہاں ہے؟ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا یہ قول بھی مخفی نہ رہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق لوگ ایسا ایسا کہتے ہیں اور میرا ناقہ اس گھاٹی میں ہے اس کی نکیل ایک درخت میں الجھ گئی ہے چنانچہ جیسا فرمایا تھا اسی شان سے وہ ناقہ پایا گیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (تفسیر کبیر بحوالہ تفسیر خزائن العرفان)

انتباہ: آیت ہذا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے قیام سے بے خبر کہنا اسی منافقت کی ایک علامت ہے ورنہ اسے ظاہر نہ کرنا اور یہودیوں کے سوال پر نہ بتانا لاعلمی کی دلیل نہیں یہ مبنی بر حکمت ہے جیسے یہودیوں نے روح کی حقیقت کا سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ بتایا تو اس سے آپ کی لاعلمی کی دلیل خود یہودیوں نے بھی نہیں بنائی بلکہ الٹا اسے آپ کی نبوت کی دلیل سمجھا۔ اس کی تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف "غایة المامول فی علم الرسول" مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور۔

2- يَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا۔ (پ۲۲ الاحزاب ۶۳)

''لوگ تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ اُس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے اورتم کیا جانو شاید قیامت پاس ہی ہو''۔

فائدہ: اس آیت میں بھی وہی بات ہے کہ چونکہ قیامت کے وقت کا مخفی رکھنا ضروری ہے۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجائے وقت بتانے کے انہیں نصیحت فرمادی کہ اس بات کے پوچھنے کی بجائے اس کے لیے تیاری کرلو۔

قاعدہ: اسلامی قاعدہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کسی شے کے جاننے کے باوجود مبنی بر حکمت اس کا علم اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیتے ہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرعون نے سوال کیا کہ

قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ۔

(پ۱۶ طٰہٰ ۵۱/۵۲)

''بولا اگلی سنگتوں (قوموں) کا کیا حال ہے کہا ان کا علم میرے رب کے پاس ایک کتاب میں ہے''۔

ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام گذشتہ لوگوں کے حالات سے باخبر تھے لیکن نہیں بتایا بلکہ اس کا علم اللہ تعالیٰ کی طرف سپرد کیا تو اسی قاعدہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہودیوں اور کافروں کے سوالات پر وہی فرمایا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

3- يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا۔ (پ۳۰ النازعات ۴۲/۴۴)

''تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں کہ وہ کب کیلئے ٹھہری ہوئی ہے تمہیں اس کے بیان سے کیا تعلق تمہارے رب ہی تک اس کی انتہا ہے''۔

فائدہ: یہاں وہی بات ہے کہ سائلین کفار تھے اور سب کو معلوم ہے کہ کفار مکہ دل لگی اور مذاق کے طور پر قیامت کا دن اور تاریخ وغیرہ پوچھتے تھے۔ ان کے متعلق یہ آیت کریمہ اتری

جس میں حضور ﷺ کو بتانے سے منع فرمایا گیا۔ ورنہ مسلمانوں کو حضور ﷺ نے قیامت کا دن تاریخ، مہینہ بتا دیا کہ عاشورہ کے دن بروز جمعہ ہوگی، اور قیامت کی بے شمار علامات بتائیں جس کی تفصیل اسی کتاب ''قیامت کی نشانیاں'' میں قارئین پڑھیں گے۔

قاعدہ: اس قسم کے سوالات کرنے والے یہود و کفار و مشرکین ہوتے ہیں اور کفار و مشرکین سوال مقصد کے حل کیلئے نہیں پوچھتے تھے ان کا مقصد صرف اور صرف حضور ﷺ کو اذیت پہنچانا ہوتا اسی لیے آپ ﷺ نے ایسے سائلین کو جواب دینے کے بجائے دوسری طرف اپنا چہرۂ انور پھیر لیا اور یہ قاعدہ الاتقان للسیوطی رحمہ اللہ میں ہے اور فقیر نے احسن البیان فی اصول تفسیر القرآن جلد دوم، مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز، کراچی میں مفصل لکھا ہے۔

قاعدہ: اس قسم کی آیات مکیہ ہیں اور حضور سرورِ عالم ﷺ نے مکہ والوں کو ایسی تفصیلات بتائی ہی نہیں بلکہ اہلِ مدینہ ان میں اہلِ کتاب تھے اور ان کی کتابوں میں حضور ﷺ کی صفات مندرج تھیں اور یہاں ماننے والوں کی اکثریت تھی اسی لیے جو باتیں آپ نے مکہ والوں پر ظاہر نہیں فرمائیں وہ اہلِ مدینہ پر منکشف فرمائیں اس کی تفصیل بھی ہم نے اپنی کتاب ''احسن البیان'' میں عرض کر دی ہے۔

قاعدہ: اہلِ اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے وقوعِ قیامت کے علم سے نوازے گئے چند حوالہ جات حاضر ہیں:

1- علامہ ابراہیم باجوری قدس سرہٗ شرح قصیدہ بردہ شریف میں اسی کے متعلق فرماتے ہیں:

لم یخرج النبی ﷺ من الدنیا الا بعد أن اعلمه اللّٰه تعالٰی بهذه الأمور الخمسة۔

''حضور ﷺ دنیا سے تشریف نہ لے گئے بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان پانچوں کا علم عطا فرما دیا''۔

2- حضرت علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی رحمہ اللہ المتوفی ۱۲۲۳ھ تفسیر صاوی میں آیت یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ کے تحت فرماتے ہیں:

المعنی غیره تعالٰی فلا ینافی ان رسول اللّٰه ﷺ لم یخرج من الدنیا

حتیٰ اطلعہ ما کان وما یکون وما ھو کائن ومن جملۃ علم الساعۃ۔

''معنی یہ ہے کہ قیامت کا علم خدا کے سوا کوئی نہیں دے سکتا۔ پس یہ آیت اس کے خلاف نہیں کہ نبی کریم ﷺ دنیا سے تشریف نہ لے گئے یہاں تک کہ ان کو تمام گزشتہ وآئندہ واقعات پر مطلع فرمادیا جن میں قیامت کا علم بھی ہے''۔

فائدہ: صاحبِ تفسیرِ صاوی کی عبارت سے واضح ہو گیا کہ حضور سیدِ عالم ﷺ کو قیامت کا علم ہے کہ کب آئے گی۔

3- شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۵۲ھ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے ماتحت فرماتے ہیں:

''مراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل ہیچکس ایں ہارا نداند وآنہار از امور غیب اند کہ جز خدا کسے آنرا نداند مگر آنکہ وے تعالیٰ از نزد خود کسے را بوحی والہام مطلع کند''۔

ترجمہ: ''مراد یہ ہے کہ ان امورِ غیب کو بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے عقل کے اندازے سے کوئی نہیں جان سکتا کیونکہ ان کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا مگر وہ جس کو اللہ اپنی طرف سے وحی یا الہام سے بتادے''۔

4- جلال الملۃ والدین علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ المتوفی ۹۱۱ھ روض النضیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں:

اما قولہ ﷺ الا ھو ضمعنی بانہ لا یعلمھا أحد بذاتہ ومن ذاتہ الا ھو لکن قد تعلم باعلام اللہ تعالیٰ فان ثمہ من یعلمھا۔

''نبی کریم ﷺ نے یہ جو فرمایا ہے کہ ان پانچ غیبوں کو کوئی نہیں جانتا۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ بذاتِ خود اپنی ذات سے انہیں اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے مگر خدا کے بتائے سے کبھی ان کو بھی ان کا علم ملتا ہے''۔

5- حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ المتوفی ۱۰۱۴ھ المرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث و خمس لا یعلمھن کے تحت فرماتے ہیں:

فمن ادعٰی علم شیءٍ منھا غیر مسندٍ الٰی رسول اللّٰہ ﷺ کان کاذباً فی دعواہ۔

ترجمہ ''پس جو شخص ان پانچوں میں سے کسی چیز کے علم کا دعویٰ کرے حضور ﷺ کی طرف بغیر نسبت کیے ہوئے، تو وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے''۔

6- علامہ شنوائی جمع النہایہ میں اسی حدیث کے متعلق فرماتے ہیں:

قد ورد ان اللّٰہ تعالٰی لم یخرج النبی ﷺ حتی اطلعه اللّٰہ علٰی کلّ شیٔ۔

ترجمہ ''بیشک وارد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو دنیا سے خارج نہ کیا، یہاں تک کہ ہر چیز پر مطلع کر دیا''۔

7- سیدی احمد مالکی غوث الزمان سید شریف عبدالعزیز مسعود کتاب الابریز میں فرماتے ہیں:

ھو ﷺ لا یخفٰی علیه شیءٌ من الخمس المذکورة فی الأیة الشریفة و کیف یخفٰی علیه ذٰلک و الأقطاب السبعة من أمته الشریفة یعلمونھا وھم دون الغوث فکیف بالغوث فکیف بسید الأولین والأخرین الذی ھو السبب کل شیء ومنه کل شیٔ۔

ترجمہ ''حضور اکرم ﷺ پر ان پانچ علوم مذکورہ میں سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں اور حضور ﷺ پر یہ امور کیونکر مخفی ہو سکتے ہیں حالانکہ آپ کی اُمت شریفہ کے سات قطب ان کو جانتے ہیں۔ پس غوث کا کیا پوچھنا۔ پھر حضور سید الاولین والاخرین ﷺ کا کیا کہنا جو ہر چیز کے سبب ہیں جن سے ہر چیز ہے''۔

8- حضرت علامہ احمد جیون جونپوری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۱۳۰ھ اسی آیت کے ماتحت فرماتے ہیں:

ولک ان تقول أن علم ھٰذہ الخمسة وأن لا یعلمھا أحدٌ الا اللّٰہ لکن یجوز أن یعلمھا من یشاء من محبیه و أولیاء بقرینة قوله تعالٰی ان اللّٰہ علیھم خبیر بمعنی المخبر۔ تحت آیت ان اللّٰہ عندہ علم الساعة۔ (تفسیراتِ احمدیہ)

ترجمہ ''اور تم یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ ان پانچوں کو اگرچہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا

لیکن یہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں اور محبوبوں میں سے جس کو چاہے مطلع فرمادے اس قول کے قرینہ سے کہ اللہ جاننے والا ہے اور بتانے والا ہے''۔(خبیر بمعنے مخبر)

9- علم عقائد کی معتبر کتاب ''شرح المقاصد'' میں آیت عَالِمُ الْغَیْبِ تا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھا:

الخامس من الاعتراضات المعتزلة المنكرين لكرامة الاولياء۔ الامن قوله تعالٰى علم الغيب فلا يظهر علٰى غيبه أحداً الا من ارتضٰى من رسول اللّٰه الرسل من بين المرتضين باطلاع على الغيب فلا يطلع غيرهم وان كانوا أولياء مرتضين۔ والجواب من أهل السّنة أن الغيب ههنا ليس العموم بل مطلق أو معين هو وقت وقوع قيامة بقرينة السباق ولا يبعد أن يطلع عليه بعد الرسل من الملٰئكة او الرّسل فيصح الاستثناء متصلا۔

(شرح المقاصد جلد ۲ صفحہ ۱۲۵ از: علامہ تفتازانی رحمہ اللہ المتوفی ۷۹۱ھ)

ترجمہ: ''معتزلہ جو اولیاء کرام کی کرامات کے منکر ہیں وہ کہتے ہیں کہ آیتِ مذکورہ الامن ارتضی من رسول سے صرف رُسل کیلئے علمِ غیب ثابت ہوسکتا ہے اولیاء اللہ کیلئے نہیں۔تو اہلسنّت کی طرف سے جواب یہ ہے کہ یہاں غیب سے مراد عام غیب نہیں بلکہ مطلق یا معین علم وقوع قیامت ہے کیونکہ یہاں سے آیت شریفہ قیامت کے ذکر میں چلی آرہی ہے لہٰذا بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ بعض رُسل و ملائکہ یا رسولوں میں سے مطلع فرمادے غیب پر۔پس استثناء متصل صحیح ہوا''۔

فائدہ: شرح المقاصد کی عبارت سے واضح ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے بعض ملائکہ اور پسندیدہ رسول کو وقوع قیامت کا علم فرمادیا ہے دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ زمانہ قدیم کے اہلسنت اور معتزلہ دونوں فریق اس بات پر متفق تھے کہ آیت میں استثناء الامن ارتضٰی کا متصل ہے اور انبیاء کرام کیلئے علمِ غیب عطائی کا قول صحیح ہے اور علمِ وقوع قیامت بھی ان میں جس کو چاہتا

ہے اس کو اس کا معنی مطلع فرما دیتا ہے۔ گویا اس زمانہ کے خوارج سے معتزلہ درجہا بہتر تھے۔

انتباہ: معتزلہ ایسا گمراہ فرقہ گزرا جو مرزائیوں سے بھی بدتر، اسی فرقہ کی دیوبندی وہابی بھی مذمت کرتے ہیں لیکن وہ تھے ان کی طرح پکے موحد بلکہ ان سے بھی بڑھ کر مگر یہ فرقے معتزلہ کا نام سن کر کانپ جاتے ہیں باوجود یہ کہ وہ اتنے بڑے گمراہ تھے۔

10- حضرت علامہ احمد قسطلانی رحمہ اللہ المتوفی ۹۱۱ھ نے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

ولا یعلم متی تقوم لساعۃ احد الامن ارتضی من رسول فانہ یطلع علی من یشاء من غیبہ والولی تابع لم یاخذ۔

(ارشاد الساری شرح البکاری جلد ا صفحہ ۶۸)

ترجمہ: ''اور نہیں جانتا کوئی کہ قیامت کب ہوگی مگر رسولوں میں جس کو چن لیتا ہے پس بیشک اس کو مطلع فرما دیتا ہے جس کو چاہے اس غیب پر اور ولی بھی تابع اس سے یہ علم ماخوذ کر لیتے ہیں''۔

ان تمام دلائل سے آفتاب کی طرح روشن ہو گیا ہے کہ حضور ﷺ کو وقوع قیامت کا علم ہے ان عبارات کے علاوہ اور بھی بہت لکھا جا سکتا ہے لیکن جنہیں میں نہیں مانتا کا مرض ہوا اس کا کیا علاج؟

حدیث جبرائیل علیہ السلام:

نجدی وہابی نے اشراط الساعۃ میں حضور ﷺ سے قیامت کی لاعلمی کیلئے حدیث جبریل علیہ السلام سے بھی استدلال کیا ہے اس سے نتیجہ نکالا کہ ماالمسئول الخ سے ثابت ہوا کہ نہ جبریل جانتا ہے نہ محمد ﷺ کہ قیامت کب قائم ہوگی اور ساتھ ہی یہ الزام بھی لگایا کہ حضور ﷺ کو یہ علم نہ تھا کہ یہ آنے والا جبریل ہے وغیرہ وغیرہ۔ اب سوال ملاحظہ ہو۔

سوال: سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: مجھے قیامت کے متعلق خبر دیجئے؟ تو فرمایا: **ما المسئول عنھا باعلم من السائل** یعنی اس بارے میں ہم سائل سے زیادہ جاننے والے نہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ آپ کو قیامت کا علم نہیں۔

اجمالی جواب: یہ دلیل بھی محض لغو ہے دو وجہ سے ایک یہ کہ اس میں حضور ﷺ نے

اپنے جاننے کی نفی نہیں کی بلکہ زیادتی علم کی نفی کی۔ ورنہ فرماتے: لَآ اَعْلَمُ۔ میں نہیں جانتا۔ اتنی دراز عبارت کیوں ارشاد فرمائی؟ اس کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ اے جبریل! اس مسئلہ میں میرا اور تمہارا علم برابر ہے کہ مجھ کو بھی خبر ہے اور تم کو بھی اس مجمع میں نہ پوچھ کر راز ظاہر کرانا مناسب نہیں۔ دوسرا یہ کہ جواب سن کر حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: فَاَخْبِرْ عَنْ اَمَارَاتِهَا تو قیامت کی نشانیاں ہی بتا دیجئے اس پر حضور ﷺ نے چند نشانیاں بیان فرمائیں کہ اولاد نافرمان ہوگی اور کمینے لوگ عزت پائیں گے وغیرہ وغیرہ جس کو قیامت کا بالکل علم ہی نہ ہو۔ اس سے ان کے نشان پوچھنا کیا معنی؟ نشان اور پتہ تو جاننے والے سے پوچھا جاتا ہے۔

تفصیلی جواب:

حضور علیہ السلام نے قیامت قائم ہونے کا دن بتایا۔ مشکوٰۃ باب الجمعہ میں ہے:

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ۔

''قیامت قائم نہ ہوگی مگر جمعہ کے دن''۔

کلمہ اور بیچ کی انگلی ملا کر فرمایا:

بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ۔

''ہم اور قیامت اس طرح ملے ہوئے بھیجے گئے ہیں''۔ (مشکوٰۃ باب خطبہ یوم الجمعہ)

یعنی ہمارے زمانہ کے بعد بس قیامت ہی ہے اور اس قدر علاماتِ قیامت ارشاد فرمائیں کہ ایک بات بھی نہ چھوڑی۔ آج میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ ابھی قیامت نہیں آسکتی کیونکہ نہ ابھی دجال آیا نہ حضرت مسیح و مہدی نہ آفتاب مغرب سے نکلا۔ ان علامات نے قیامت کو بالکل ظاہر فرما دیا پھر قیامت کا علم نہ ہونے کے کیا معنی؟ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ سن نہ بتایا کہ فلاں سن میں قیامت ہوگی۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ پاک میں سن مقرر ہی نہ ہوئی تھی۔ سن ہجری عہدِ فاروقی میں مقرر ہوئی کہ ہجرت تو ربیع الاوّل میں ہوئی مگر سن ہجری کا آغاز محرم سے ہوتا ہے۔ بلکہ اس زمانہ میں قاعدہ یہ تھا کہ سال میں جو کوئی اہم واقعہ ہوا اس سے سال منسوب کر دیا۔ سال فیل، سال فتح، سال

حدیبیہ وغیرہ۔ تو سن ہجری کس طرح بتایا جا سکتا تھا۔ اس دن کے علامات وغیرہ سب بتا دیئے اور جوذات اس قدر تفصیلی علامتیں بیان کرے وہ بے علم کس طرح ہوسکتی ہے؟ نیز ہم نے اسی کتاب قیامت کی نشانیاں میں تفصیل سے لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے قیامت تک کے من وعن واقعات بیان کر دیئے۔ اب کیسے ممکن ہے کہ قیامت کا علم نہ ہو۔ کیونکہ دنیا ختم ہوتے ہی قیامت ہے اور حضور ﷺ کو یہ بھی علم ہے کہ کون سا واقعہ کس کے بعد ہوگا جیسا کہ ''قیامت کی نشانیاں'' ترجمہ ''الاشاعة لاشراط الساعة'' میں ترتیب وار پڑھیں گے اور مصنف الاشاعة لاشراط الساعة نے جس طرح مرتب کی ہے دنیا کے لمحات بعینہ اسی طرح گزر رہے ہیں اور گزریں گے۔ کتاب کے مطالعہ سے اندازہ بلکہ یقین ہوگا کہ حضور ﷺ دنیا کے حالات ایسے ترتیب وار بیان فرما رہے ہیں گویا آپ کے سامنے کتاب رکھی ہے اور آپ اس کے اوراق پڑھ کر ہمیں سنا رہے ہیں اور مصنف کا کمال ہے کہ ان بکھرے موتیوں کو کیسے احسن اسلوب سے ہار کی طرح تیار فرمایا ہے۔ (جزاہ اللہ خیر الجزاء)

حضور سرورِ عالم ﷺ نے دنیا کے خاتمہ کا آخری واقعہ بیان کر کے فرمایا کہ اس واقعہ کے بعد نفخ صور اولی ہوگا پھر دوسرا صور پھونکا جائے گا تو حساب و کتاب کیلئے قبروں سے اٹھنا ہوگا۔ دونوں کو قرآن نے بیان کر دیا ہے۔

وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ ۝ (پ۲۰ النمل ۸۷)

ترجمہ ''اور جس دن پھونکا جائے گا صور تو گھبرائے جائیں گے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں مگر جسے خدا چاہے اور سب اس کے حضور حاضر ہو کر عاجزی کرتے''۔

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ۔ (پ۲۳ یٰسین ۵۱)

''اور پھونکا جائے گا صور جبھی وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف دوڑتے چلیں گے''۔

بلکہ آپ نے تو ان دو نفخوں کا درمیانی فاصلہ بھی بیان فرما دیا۔

كما قال عليه السلام ما بين النفختين اربعون عاماً۔ (بخاری)

''دونوں نفخوں کا درمیانی فاصلہ چالیس سال ہے''۔

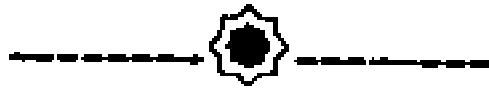
اس کے باوجود پھر بھی کسی کو انکار ہے تو اس کی بدقسمتی ہے۔

وما علینا الا البلاغ۔

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور پاکستان یکم صفر ۱۴۲۴ھ



عرضِ مصنف

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

امابعد! میں نے حضرت حافظ جلال الدین ابوالفضل عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ کا کتاب، شرح الصدور بشرح احوال الموتی فی القبور (جو کہ آپ نے حالات برزخ پر مشتمل لکھی) لکھا ہوا خطبہ دیکھا جس میں آپ نے واضح طور کہا کہ اگر موت نے مہلت دی تو اس کتاب کے بعد علاماتِ قیامت کے بیان میں ایک کتاب لکھیں گے دوسری ایسی کتاب لکھیں گے جس میں مرنے کے بعد اُٹھنے اور قیامت اور صفۃ الجنۃ والنار کا مکمل بیان ہوگا (ان شاء اللہ) اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کی توفیق بخشے۔ (آمین)

میں نے دیکھا کہ آپ (علامہ سیوطی رحمہ اللہ) نے مرنے کے بعد اٹھنے اور اس کے مابعد کے حالات پر مشتمل ایک کتاب ''البدور السافرہ فی احوال الآخرہ'' لکھی۔ لیکن اشراط الساعہ (علاماتِ قیامت) پر مشتمل امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی تصنیف نہیں دیکھی گئی تالیف نہ فرمانے یا تالیف کے بعد اس کے منعدم ہو جانے یا کسی اور وجہ سے میرا ارادہ ہوا کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے ارادے کے مطابق، میں ایسی کتاب لکھوں جو قیامت کی نشانیوں پر مکمل وکامل ہو اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی دو کتابوں ''شرح الصدور'' اور ''البدور السافرہ'' کے مابین برزخ ثابت ہو یا ان دونوں کا مقدمہ ہی ہو۔ اللہ تعالیٰ پر توکل اور اس سے استعانت کے بعد کتاب ''الاشاعۃ لأشراط الساعۃ'' کا آغاز کر ہی دیا۔

علاماتِ قیامت:

ان کا ذکر قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات میں مُصَرح ہے:

1- اِقۡتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمۡ وَهُمۡ فِيۡ غَفۡلَةٍ مُّعۡرِضُوۡنَ۔ (پ ۱۷ الانبیاء ۱)

''لوگوں کا حساب نزدیک اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہیں''۔

فائدہ: اس کی تفسیر میں حضرت صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ

علیہ المتوفی ۱۳۶۷ھ نے لکھا کہ یعنی حساب اعمال کا وقت روزِ قیامت قریب آ گیا اور لوگ ابھی تک غفلت میں ہیں (شانِ نزول) یہ آیت منکرین بعث کے حق میں نازل ہوئی جو مرنے کے بعد زندہ کیے جانے کو نہیں مانتے تھے اور روزِ قیامت کو گزرے ہوئے زمانہ کے اعتبار سے قریب فرمایا گیا کیونکہ جتنے دن گزرتے جاتے ہیں آنے والا دن قریب ہوتا جاتا ہے۔ (خزائن العرفان)

2- وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا۔ (پ۲۲ الاحزاب ۶۳)

"اور تم کیا جانو شاید قیامت پاس ہی ہو"۔

یعنی کسی کو کیا معلوم کہ قیامت کب قائم ہوگی؟ (شانِ نزول) مشرکین تو تمسخر و استہزاء کے طور پر رسولِ کریم ﷺ سے قیامت کا وقت دریافت کرتے تھے گویا کہ ان کو بہت جلدی ہے اور یہود اس کو امتحاناً پوچھتے تھے کیونکہ توریت میں اس کا علم بھی رکھا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو علم عطا فرمایا۔ (خزائن العرفان)

فائدہ: اس میں جلدی کرنے والوں کو تہدید اور امتحاناً سوال کرنے والوں کا اسکات اور ان کی دہن دوزی کی ہے۔

ازالہ وہم:

اہلسنت کا مذہب ہے کہ نبی پاک ﷺ کو باعلام الٰہی قیامت کا علم ہے چونکہ اسے مخفی رکھنے میں حکمت تھی اسی لیے اظہار نہیں فرمایا۔ تفسیل دیکھئے فقیر کا رسالہ "برء الساعۃ فی علم الساعۃ" (مطبوعہ عطاری پبلشرز، کراچی)

3- فَهَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا۔ (پ۲۶ محمد ۱۸)

"تو کاہے کے انتظار میں ہیں مگر قیامت کے کہ ان پر اچانک آ جائے کہ اس کی علامتیں تو آ ہی چکی ہیں"۔

انتباہ: ان آیات میں ایک آیت سے اشارہ ہوتا ہے کہ قیامت کا علم حضور سرورِ عالم ﷺ کو بھی نہیں چہ جائیکہ اولیاء کرام کو ہو اس کا اجمالی جواب اوپر مذکور ہوا کچھ تفصیل عرض کر دی جائے تاکہ منکرین کمالات مصطفیٰ ﷺ کیلئے عوام کو بہکانے کی گنجائش نہ رہے۔

علم الساعة لصاحب الشفاعة صلی اللہ علیہ وسلم

یَسْئَلُوْنَکَ کَاَنَّکَ حَفِیٌّ عَنْھَا۔ (پ۹ اعراف ۱۸۷)

''تم سے ایسا پوچھتے ہیں گویا تم نے اسے خوب تحقیق کر رکھا ہے''۔

اس آیت کے تحت علماء مفسرین کے ارشادات درج ذیل ہیں:

1- تفسیر صاوی میں عارف صاوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۲۳ھ نے لکھا:

وانه یعجیب الایمان به ان النبی ﷺ لم ینقتل من الدنیا حتی اعلمه اللّٰه و جمیع المغیبات التی تحصل فی الدنیا والاخرة فهو یعلمها کما هی عین یقین لما ورد رفعت لی الدنیا فاتا انظر فیها کما انظر الی کفی هذه وورد انه اطلع لی الجنة وما فیها والنار وما فیها و غیر ذالك مما تواترت الاخبار ولا کن امر بکتمان بعضها۔

ترجمہ ''ایمان ضروری ہے کہ نبی کریم ﷺ دنیا سے منتقل ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے دنیا سے منتقل ہونے سے پہلے وہ تمام غائب چیزیں بتا دیں جو دنیا اور آخرت میں آیا کہ ہمارے سامنے دنیا پیش کی گئی۔ پس ہم اس میں اس طرح نظر کر رہے ہیں جیسے اپنے اس ہاتھ میں، یہ بھی آیا ہے کہ ہم کو جنت اور وہاں کی نعمتوں اور دوزخ اور وہاں کے عذابوں پر اطلاع دی گئی علاوہ ازیں اور متواتر خبریں ہیں لیکن بعض کے چھپانے کا حکم دیا گیا''۔

2- علامہ علی بن محمد خازن شافعی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۲۵ھ نے لکھا:

(عبارت کا ترجمہ) ''یعنی یہ لوگ آپ سے اس طرح پوچھتے ہیں گویا آپ ان پر بڑے مہربان ہیں اور آپ ان کو بتا ہی دیں گے حالانکہ یہ اسرار الٰہی میں سے ہے اغیار سے چھپانا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو قیامت کا علم ہے مگر اظہار کی اجازت نہیں''۔

3- صاحب تفسیر صاوی نے دوسرے مقام پر لکھا:

انما وقت السوال والا فلم یخرج نبینا علیه السلام حتی اطلعه الله علی جمیع المغیبات ومن جملتها الساعة۔

معنی یہ ہیں کہ قیامت کا علم خدا کے سوا کوئی نہیں دے سکتا۔ پس یہ آیت اس کے خلاف نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف نہ لے گئے یہاں تک کہ رب تعالیٰ نے ان کو سارے اگلے پچھلے واقعات پر مطلع فرمادیا۔ ان میں سے قیامت کا علم بھی ہے۔

5- حضرت علامہ اسمٰعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۱۳۷ھ نے تفسیر روح البیان میں لکھا:

و لیس من شرط النبی أن یعلم الغیب بغیر تعلیم من اللہ تعالیٰ۔

''اور نبی کی شرائط میں سے یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر بتائے غیب جانے''۔

تعین قیام الساعۃ:

علاوہ ازیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اجمالی نقشہ بتایا یہاں تک کہ دن اور مہینہ بھی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت قائم ہونے کا دن بتایا۔ مشکوۃ باب الجمعۃ میں ہے:

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ۔

''قیامت قائم نہ ہوگی مگر جمعہ کے دن''۔

کلمہ اور بیچ کی انگلی ملا کر اجمالی طور پر فرمایا:

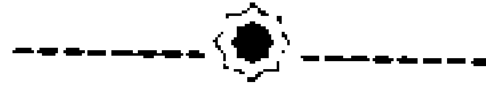
بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةَ کَهَاتَیْنِ۔

''ہم اور قیامت اس طرح ملے ہوئے بھیجے گئے ہیں''۔ (مشکوۃ باب خطبہ یوم الجمعہ)

فائدہ: یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے زمانہ کے بعد بس قیامت ہی ہے آپ نے اس قدر علاماتِ قیامت ارشاد فرمائیں کہ ایک بات بھی نہ چھوڑی۔ آج ہم قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ ابھی قیامت نہیں آسکتی کیونکہ نہ ابھی دجال آیا نہ حضرت مسیح و مہدی علی نبینا علیہما السلام نہ آفتاب مغرب سے نکلا۔ ان علامات نے قیامت کو بالکل ظاہر فرمادیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیامِ قیامت کو جانتے تھے زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ سنہ نہ بتایا کہ فلاں سنہ میں قیامت ہوگی۔ ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں سنہ مقرر ہی نہ ہوئی تھی۔ سنہ ہجری عہدِ فاروقی میں

مقرر ہوئی کہ ہجرت تو ربیع الاول میں ہوئی مگر سنہ ہجری کا آغاز محرم سے ہوتا ہے۔ بلکہ اس زمانہ میں قاعدہ یہ تھا کہ سال میں جو کوئی بھی اہم واقعہ ہوا اس سے سال منسوب کر دیا جاتا مثلاً سال فیل، سال فتح، سال حدیبیہ وغیرہ۔ تو سنہ ہجری کس طرح بتایا جاسکتا تھا۔ لیکن آپ نے قیامت کی علامات وغیرہ سب بتا دیئے اور جو ذات اس قدر تفصیلی علامتیں بیان کرے وہ بے علم کس طرح ہو سکتی ہے؟

جیسا کہ اس کتاب ''الاشاعۃ لاشراط الساعۃ'' کے مطالعہ سے معلوم ہوگا۔



وجہ تصنیف

قیامت کے بارے میں احادیث مبارکہ بے شمار ہیں بعض کا ذکر ان شاء اللہ آگے آئے گا چونکہ دنیا بقاء کیلئے نہیں بنائی گئی یہ فانی جہان ہے دار البقاء والاقامہ نہیں بلکہ منازل آخرت کی یہ ایک منزل ہے تاکہ اس میں آخرت کا توشہ تیار کیا جائے (جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: "اَلدُّنْیَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَة" دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اویسی غفرلہٗ) اس میں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری اور اس کے لقاء کی تیاری کی جائے یہ خود اپنے مٹنے اور چلے جانے کی خبر دیتی ہے اسی لیے علماءِ کرام کا فرض ہے کہ وہ اس کی نشانیوں کو بیان کریں اور وہ احادیث واخبار عوام کو بتائیں گا ہے گا ہے نہیں، بار بار، ممکن ہے انہیں سن کر عوام گناہوں سے بچ جائیں اور ان کے قلوب نرم پڑ جائیں اور غفلت کی نیند سے بیدار ہوں اور غلطی سے پہلے مہلت کو غنیمت سمجھیں۔

مجھے یہی شوق ہوا کہ اس کے بارے میں بسط سے لکھوں اگر چہ بعض باتیں مکرر آجائیں نہ اس کی طرف جو اختصار سے کام لیتے ہوئے چند اوراق پر اکتفاء کرے یہی میرا مقصد کہ غافلوں کی غفلت دور کرنا اور عقلمندوں کیلئے تذکیر ہے اور اپنے لیے اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی اور دار القرار کیلئے توشہ بناؤں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ میری نیت میں اخلاص پیدا فرمائے اور میری محنت کو بار آور فرمائے اعمال کا دارومدار نیات پر ہے اور ہر ایک کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی میری کاوش سے عوام اہل ایمان کو نفع دے اور مجھے اور میرے آباؤ اجداد و اولاد حقیقی و اسلامی سب کو بخشے۔

آمین بِجَاہِ النَّبِیِّ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ﷺ وَآلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

اس کتاب کا نام میں نے "الاشاعۃ لِاَشْرَاطِ السَّاعَۃِ علامات قیامت" کی اشاعت رکھا۔

(اور فقیر اویسی غفرلہٗ نے اس کے ترجمے کو "قیامت کی نشانیاں" کے نام سے موسوم کیا۔)

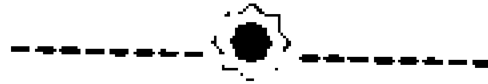
نوٹ: یہ نام مولانا حافظ عبدالکریم صاحب قادری اویسی نے تجویز کیا ہے) باوجود علمی پونجی کی کمی کے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ سے شفاعت کی امید ہے۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى نَبِيِّهِ الْكَرِيْمِ الْاَمِيْنِ وَ عَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ۔

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور، پاکستان ۹ شوال المکرم ۱۴۲۳ھ بروز ہفتہ



مقدمۃ الکتاب

میں (مصنف) کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے میدان میں گھومتا ہوں موضوع سے پہلے ایک مقدمہ ضروری ہے وہ یہ کہ قیامت کا معاملہ سخت اور اس کی ہولناکیاں زیادہ اور سفر اس کا بعید ہے بس! اسی دن میں اللہ تعالیٰ نے اولین وآخرین کے بارے میں فیصلہ فرماتا ہے اہلِ ایمان کو جزاء اور کافروں کو سزا سنائے گا مخلصین ومنافقین کے درمیان امتیاز فرمائے گا چنانچہ قرآنی آیات ملاحظہ ہوں:

1- ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ۔ (پ۱۲ ہود ۱۰۳)

''وہ دن ہے جس میں سب لوگ اکٹھے ہوں گے اور وہ دن حاضری کا ہے''۔

فائدہ: یعنی اس روز آسمان اور زمین والے سب حاضر ہوں گے۔

2- وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ۔ (پ۲۷ القمر ۴۶)

''اور قیامت نہایت کڑوی اور سخت کڑوی''۔

3- سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَا الثَّقَلٰنِ۔ (پ۲۷ الرحمٰن ۳۱)

''جلد سب کام نبٹا کر ہم تمہارے حساب کا قصد فرماتے ہیں اے دونوں بھاری گروہ (یعنی جن وانسان)''۔

یاد رہے کہ وہ (قیامت) اچانک ہی آئے گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَقَدِ اسْتَاثَرَ بِعِلْمِهَا وَلَمْ يُعَلِّمْهَا اَحَدًا مِنْ خَلْقِهٖ اَوْ عَلَّمَهَا النَّبِيَّ ﷺ وَنَهَاهُ عَنِ الْاَخْبَرِ بِهَا تَهْوِيْلًا لِشَاْنِهَا وَتَعْظِيْمًا لِاَمْرِهَا۔

(الاشاعۃ لاشراط الساعۃ صفحہ ۵۲ مطبوعہ دار المنہاج جدہ، سعودی عرب)

قیامت کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص فرمایا کسی کو اس کا علم نہیں دیا اور وہاں نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم عطا فرمایا لیکن اس کے اظہار سے منع کیا اس کی ہولناکیوں کی وجہ سے اور اس کے امر کی عظمت کے باعث۔

اضافہ اویسی غفرلہ:

فقیر نے عربی عبارت مع ترجمہ لکھ دیا ہے تا کہ یقین ہو کہ مذہب حق وہی ہے جو امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۴۰ھ نے بیان فرمایا ہے یہی اسلاف صالحین کا مذہب ہے جو اس مسلک کے خلاف ہے وہ باطل ہے۔

قیامت کے بارے میں بہ نسبت دوسرے امور کے زیادہ اہتمام کیا گیا ہے اور اس کا ضرر، نفع سے زیادہ ہے یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نشانیاں اور علامات بکثرت بیان فرمائی ہیں اس سے پہلے قریبی بعیدی فتنوں کی خبریں دی ہیں تا کہ ہر دور کے لوگ اس کے خطرات سے پُر حذر رہیں اور اعمالِ صالحہ عمل میں لا کر اس کیلئے تیار رہیں شہوات ولذات میں منہمک نہ ہو جائیں۔

قاعدہ: علاماتِ قیامت تین اقسام پر مشتمل ہیں:

1- ظاہر ہو کر ختم ہو گئیں یہ علامات بعیدہ کہلاتی ہیں۔

2- ظاہر ہو کر ختم نہیں ہوئیں بلکہ ہر دور میں زائد اور تکمیل کے مراحل میں ہیں یہاں تک کہ منزل مقصود تک پہنچیں۔

3- یہ علامات قریبہ اور کبیرہ کہلاتی ہیں کہ ان کے مکمل ہونے پر قیامت قائم ہو جائے گی۔ اور ان کا ایک دوسری کے بعد سلسلہ ایسے ہے جیسے تسبیح کے دانے کہ جس کا دھاگہ ٹوٹ جائے تو باری باری ہر دانہ ایک دوسرے کے پیچھے آئے گا۔

ہم ان سہ اقسام کو علیحدہ علیحدہ ابواب میں بیان کریں گے الحمد للہ جو ترتیب میں (مصنف) نے بیان کی ہے اپنے پہلے اور معاصرین میں کسی کی تصنیف میں نہیں ہے امید ہے ترتیب کے مطابق ہر بات آسانی سے ذہن نشین ہوگی اور نہ صرف عوام بلکہ خواص کیلئے ان شاء اللہ تعالیٰ نفع بخش ثابت ہوگی۔

مآخذ الکتاب

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف
1	فتح الباری شرح البخاری	حافظ امام ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ
2	الدر المنثور، الخصائص الکبریٰ	حافظ امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ
		و جمع الجوامع والعرف الوردی وللثانی الکشف
3	تاریخ المدینہ (وفاء الوفاء وخلاصۃ الوفاء بجواہر العقدین)	الامام الشریف (سید) نور الدین علی سمہودی متوفی ۹۷۵ھ
4	تصانیف علی المتقی	امام علی المتقی متوفی ۹۷۵ھ

نوٹ: اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت علامہ متقی عبدالوہاب کی جملہ تصانیف

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف
5	تخریج المصابیح	حافظ مناوی متوفی ۱۰۰۳ھ
6	القناعہ	حافظ سخاوی متوفی ۹۰۲ھ

نوٹ: ان کے علاوہ اور بھی بہت سی کتب اسلاف سے اخذ کیا گیا ہے جن کا ذکر اپنے مقام پہ آئے گا۔ (انشاءاللہ)

انتباہ: اس تصنیف کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ اہلِ اسلام اپنے نبی پاک ﷺ کی احادیثِ مبارکہ یاد کرلیں اس امید پر ان کی برکت سے شفاعتِ حبیبِ خدا ﷺ نصیب ہو، اسی لیے آپ دیکھیں گے کہ ہم احادیثِ مبارکہ آسان طریقے سے بیان کریں گے اور بعض اوقات ان کا تکرار بھی ہوگا ان کی تخریج میں بھی اس سے بے خبر آدمی کو گمان ہوگا کہ تکرار لازم آرہا ہے اور وہ معیوب ہے۔ حالانکہ ہم نے یہ تکرار صرف دو مقام پر ذکر کیا وہ بھی بوجہ مناسبت کے ہم نے انتباہ کردیا تاکہ کوئی بدگمانی میں مبتلا ہو کر گناہ کا مرتکب نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ۔ (پ ۲۶ الحجرات ۱۲)

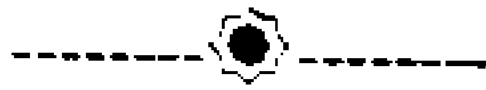
''بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے''۔

اضافہ از اویسی:

تفسیر خزائن العرفان میں ہے:

مسئلہ: مومن صالح کے ساتھ بُرا گمان ممنوع ہے اس طرح اس کا کوئی کلام سن کر فاسد معنی مراد لینا باوجود یہ کہ اس کے دوسرے صحیح معنی موجود ہوں اور مسلمان کا حال ان کے موافق ہو یہ بھی گمان بد میں داخل ہے۔ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے فرمایا گمان دو طرح کا ہے ایک وہ کہ دل میں آئے اور زبان سے بھی کہہ دیا جائے یہ اگر مسلمان پر بدی کے ساتھ گناہ ہے دوسرا یہ کہ دل میں آئے اور زبان سے نہ کہا جائے یہ اگرچہ گناہ نہیں مگر اس سے دل خالی کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ: گمان کی کئی قسمیں ہیں ایک واجب ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان رکھنا، ایک مستحب وہ یہ کہ مومن صالح کے ساتھ نیک گمان ایک ممنوع حرام وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بُرا گمان کرنا اور مومن کے ساتھ بُرا گمان کرنا ایک جائز وہ یہ کہ فاسق معلن کے ساتھ ایسا گمان کرنا جیسے افعال اس سے ظہور میں آتے ہوں۔ (اویسی غفرلہ)



اَلْبَابُ الْاَوَّل

فِی الْاَمَارَاتِ الْبَعِیْدَۃِ الَّتِی ظَھَرَتْ وَ انْقَرَضَتْ وَھِیَ کَثِیْرَۃٌ

باب اول

وہ بڑی نشانیاں جو ظاہر ہو کر ختم ہو گئیں اور یہ بھی بکثرت ہیں

وہ بڑی نشانیاں جو ظاہر ہو کر ختم ہو گئیں اور یہ بھی کثرت ہیں۔

(1) وصال رسول صلی اللہ علیہ وسلم

1- حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچے گی تو تم اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مصیبت کو یاد کیا کرو کیونکہ یہ تمام مصائب سے عظیم تر ہے۔ (رواہ ابن سعد)

2- سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے میرے بعد کوئی مصیبت پہنچے تو وہ اپنے دل کو میری مصیبت سے تسلی دے کیونکہ میرے کسی امتی کو کوئی بھی مصیبت پہنچے گی تو وہ میری مصیبت سے بڑھ کر نہ ہو گی۔

(روہ الطبرانی فی الاوسط)

3- سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کا ذکر کر کے فرمایا کہ ہائے وہ عظیم مصیبت کہ اس کے بعد ہمیں جو مصیبت پہنچی ہے وہ آسان محسوس ہوئی جب (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کی مصیبت) کو ہم یاد کرتے ہیں۔ (رواہ البیہقی)

فائدہ: حدیث صحیح میں ہے کہ ہم نے ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کی مٹی سے ہاتھ بھی صاف نہیں کئے تھے کہ ہمارے قلوب میں اجنبیت محسوس ہونے لگی۔

تبصرہ اویسی:

یعنی وصال شریف کے بعد نئے فتنے اور نئے انداز شروع ہو گئے جن سے قلوب میں انقباض محسوس ہوتا تھا۔ (اویسی غفرلہ)

اضافہ اویسی غفرلہ:

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا سے رخصت ہونا واقعی ایک عظیم آزمائش ہے (لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ (معاذ اللہ) آپ مر کر مٹی ہو گئے) (جیسا کہ تقویۃ الایمان، میں لکھا ہے) بلکہ اہل حق کا عقیدہ ہے۔

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے مگر ایسی کہ فقط آنی ہے

پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات — مثل سابق وہی جسمانی ہے
روح تو سب کی ہے زندہ ان کا — جسم پر نور بھی روحانی ہے
اوروں کی روح ہو کتنی ہی لطیف — ان کے اجسام کی کب ثانی ہے
پاؤں جس خاک پر رکھ دیں وہ بھی — روح ہے پاک ہے نورانی ہے
اس کی ازواج کو جائز ہے نکاح — اس کا ترکہ تقسیم ہے جو فانی ہے
یہ ہیں حی ابدی ان کو رضا — صدق وعدہ کی قضا مانی ہے

(حدائق بخشش، حصہ دوم)

اس میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ نے عقیدہ حیات الانبیاء کے ساتھ دلائل بھی قائم فرمائے ہیں۔

صرف اس غزل کیلئے فقیر کی شرح حدائق بخشش کا مطالعہ فرمایئے۔ (اویسی غفرلہ)

احادیث مبارکہ:

فقیر تبرکاً چند احادیث ''حیوۃ الانبیاء'' عرض کرتا ہے:

1- عن النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مررت بموسی لیلۃ اسری بی عند الکثیب الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہ (رواہ مسلم)

حضور نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: جس رات مجھے معراج کرائی گئی میں کثیب احمر کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو وہ اپنی قبر انور میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ المتوفی ۱۰۵۲ھ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

''و ازیں جا معلوم می شود کہ حیات انبیاء حیات حسی دنیاوی است نہ بمجرد بقاء ارواح''۔ (مدارج النبوت، جلد۲، صفحہ۴۴۸)

''اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات دنیوی اور حسی حیات ہے صرف روح کے باقی رہنے کا نام نہیں''۔

یہی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

"حیات انبیاء متفق علیہ است ہیچ کس را در وی خلاف نیست حیات جسمانی و دنیاوی حقیقی"۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۱، صفحہ ۵۷۴)

"انبیاء کرام کی حیات پر سب کا اتفاق ہے کسی ایک شخص کا بھی اس مسئلہ میں اختلاف نہیں ہے اور یہ حیات جسمانی دنیاوی حقیقی ہے"۔

2- انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لابی الدرداء اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ۔ (ابن ماجہ نیل الاوطار، جلد ۳، صفحہ ۲۸۲)

"نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے نبی زندہ ہیں انہیں رزق بھی دیا جاتا ہے"۔

امام زرقانی رحمہ اللہ المتوفی ۱۱۲۲ھ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

رواه ابن ماجة برجال ثقاة عن ابی درداءِ مرفوعاً

"ابن ماجہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے حدیث مرفوع ایسے راویوں سے بیان کی ہے جو سارے کے سارے ثقہ ہیں"۔

3- قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الانبیاء احیاء فی قبور ھم یصلون۔

(مسند ابویعلیٰ موصلی، جلد ۶، صفحہ ۱۴۷)

"نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سارے نبی زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں"۔

فائدہ: اس حدیث کے متعلق محدثین کی آراء ملاحظہ فرمائیے۔

1- حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ المتوفی ۱۰۵۲ھ فرماتے ہیں:

ابو یعلی بنقل ثقات از روایت انس ابن مالك آورده۔

(مدارج النبوت، جلد ۲، صفحہ ۴۴۷)

"یعنی ابویعلیٰ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ثقہ راویوں کی حدیث بیان فرمائی"۔

2- علامہ ہیثمی رحمہ اللہ المتوفی ۸۰۷ھ فرماتے ہیں:

رواہ ابو یعلی و البزار رجال ابی یعلی ثقات۔ (مجمع الزوائد، جلد ۸، صفحہ ۲۱۷)

''اس حدیث کو ابو یعلی نے روایت کیا ہے اور یعلی کے سارے راوی ثقہ ہیں''۔

3- علامہ سمہودی رحمہ اللہ المتوفی ۹۱۱ھ فرماتے ہیں:

''اس حدیث کو ابو یعلی نے ثقہ راویوں سے روایت فرمایا ہے''۔

4- حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ المتوفی ۹۱۱ھ فرماتے ہیں:

''یہ صحیح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انبیاء کرام زندہ ہیں نمازیں بھی ادا فرماتے ہیں''۔

قاضی شوکانی المتوفی ۱۲۵۰ھ نے اسی حدیث کے متعلق لکھا ہے:

وقد ثبت فی الحدیث ان الانبیاء احیاھم فی قبورھم یصلون۔

(نیل الاوطار، جلد ۳، صفحہ ۲۸۲)

''یہ بات حدیث سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں نمازیں بھی ادا فرماتے ہیں''۔

5- غیر مقلد نواب صدیق حسن خان بھوپالی المتوفی ۱۳۰۸ھ لکھتا ہے:

انہ صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ بعد موتہ کما فی قبورھم یصلون۔

''بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں''۔

بقدر کفایت اتنا کافی ہے، تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف ''حیاۃ الانبیاء اور شرح حدائق بخشش''۔ (اویسی غفرلہ)

(2) امیر المومنین سیدنا عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت

1- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اس فتنہ کے بارے میں پوچھا جو سمندر کی طرح موجیں مارے گا عرض کی یا امیر المومنین رضی اللہ عنہ آپ پریشان نہ ہوں آپ کے اور اس فتنے کے درمیان ایک بند دروازہ ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ وہ دروازہ

کھلے گا یا توڑا جائے گا؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی بہتر تھا کہ ذالک امری ان لا یغلق تالا نہ لگایا جاتا۔ (رواہ البخاری)

فائدہ: اسی میں ہے کہ دروازہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی مراد ہیں۔

-2 حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوگئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں کہیں لے جانے کا اشارہ فرمایا، تو عرض کی اے فتنہ کے قفل! میرا ہاتھ چھوڑ دیجئے۔ (رواہ الطبرانی بسند رجالہ ثقات)

-3 اسی روایت میں ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہیں کوئی فتنہ نہ پہنچے گا جب تک یہ تمہارے درمیان ہیں اور اشارہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف فرمایا۔ (رواہ الطبرانی)

-4 حضرت قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ اپنے بھائی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب فرمایا۔ عرض کی کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ کا وہاں سے گزر ہوا تو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ھذا اغلق الفتنۃ" یہ فتنے کے (دروازہ کا) قفل ہیں یعنی جب تک یہ تمہارے درمیان زندہ رہیں گے تمہارے اور فتنہ کے درمیان شدید بند دروازے کی مانند رہیں گے۔ (رواہ البزار)

-5 حضرت مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی زوجہ مکرمہ بی بی ام کلثوم بنت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لائے تو بی بی صاحبہ رو رہی تھیں آپ نے ان سے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ: اس یہودی یعنی حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ آپ ابواب جہنم کا ایک باب ہیں۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کو یہودی غصہ سے کہا ورنہ وہ یہود کے بڑے علماء میں سے تھے لیکن اب تو اسلام قبول کر چکے تھے۔ لیکن بی بی صاحبہ نے یہ الفاظ غصہ سے فرمائے یہ بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا کے اپنے شوہر گرامی سے محبت کی علامت ہے جیسا کہ ماہرین نفسیات جانتے ہیں۔ یاد رہے کہ شیعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سیدہ ام کلثوم

رضی اللہ عنہا کے نکاح کے منکر ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ انہیں یہ پٹی ذاکرین اور جاہل واعظین نے پڑھائی ہے ورنہ ان کے اہل علم اور مجتہدین کو اس میں اختلاف نہیں۔ فقیر نے اس موضوع پر ایک رسالہ "قطف الثمر فی نکاح ام کلثوم بعمر" لکھا ہے اس میں فقیر نے کتب شیعہ سے متعدد حوالہ جات سے نکاح ثابت کیا ہے۔ (الحمد للہ علی ذالک اویسی غفرلہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سن کر فرمایا ماشاء اللہ (وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ چاہے گا) اس کے بعد آپ باہر نکلے اور حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کو بلوا کر ان کے قول کے متعلق دریافت فرمایا، حضرت کعب نے عرض کی اے امیر المؤمنین! مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! آپ ماہ ذوالحجہ کے اختتام پر پہلے ہی (وفات پا جائیں گے اور) جنت میں داخل ہوں گے آپ نے فرمایا یہ کیا ہے کبھی جنت میں اور کبھی آگ میں؟ حضرت کعب نے عرض کی کہ ہم نے اپنی کتابوں میں آپ کے متعلق یہ لکھا دیکھا ہے کہ عمر جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر کھڑے ہو کر لوگوں کو جہنم میں گرنے سے روکتے رہیں گے جب آپ کا وصال ہو جائے گا پھر وہ لوگ جہنم میں جا گریں گے۔ (رواہ الخطیب فی الرواۃ عن مالک)

6- حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو علم تھا کہ کون ہے؟ فرمایا ہاں انہیں ایسا (یقینی) علم تھا کہ جیسے ہم سب کو علم ہے کہ کل دن کے بعد رات ہوگی اور میں بھی جو حدیث آپ حضرات کو بیان کر رہا ہوں (یہ مغالطے نہیں) بلکہ یقینی روایت ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو ہم ڈرتے تھے کہ عمر سے اس بارے میں دریافت کریں ہم نے حضرت مسروق سے گذارش کی تو انہوں نے پوچھا؟ تو فرمایا (کس نے مسروق یا حذیفہ نے؟) دروازہ کون ہے؟ فرمایا (کس نے حضرت مسروق نے یا حضرت عمر نے) دروازہ عمر ہیں۔

وجہ تشبیہ:

ان احادیث مبارکہ کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رضی اللہ عنہ کی مدت زندگی کو مضبوط قلعہ سے تشبیہ دی ہے کہ اس میں اہل اسلام سکون سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذات کو اسی قلعہ کے دروازے سے تشبیہ دی ہے۔ حدیث شریف میں

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ ان کی وفات طبعی موت سے ہوگی یا شہید کیے جائیں گے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لائق ہے کہ وہ دروازہ مغلق (بند) نہ ہو کیونکہ دروازہ جب موجود ہو تو کھلنے کے بعد پھر بند ہونے کا احتمال ہے بخلاف اس کے کہ اسے توڑا جائے کیونکہ دروازہ جب ٹوٹ گیا تو پھر اُسے قفل (یعنی تالے) سے بند کرنے کا سوال کیسا۔

ازالۂ وہم:

یہ دروازہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ذات کے سوا کسی اور کا ہونا ضروری ہے کیونکہ دروازہ دشمن کو قلعہ میں داخل ہونے سے روکتا ہے اور ظاہر ہے کہ کوئی فتنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ظاہر نہیں ہوا کیونکہ آپ کا وجود فتنہ کے ظہور سے مانع تھا لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانۂ حیات میں ہی فتنہ نے سر اُٹھایا تھا اور اسی فتنہ میں ہی آپ شہید ہوئے اگر دروازے سے حضرت عثمان مراد ہوتے تو وہ فتنہ ان کی زندگی میں ظاہر نہ ہوتا۔ ہماری تقریر سے علامہ زرکشی رحمۃ اللہ علیہ کے اس اشتباہ کا ازالہ ہوا کہ آپ نے فرمایا: واقعتاً فتنے کا وجود گواہی دیتا ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ فتنے کا دروازہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہوں کیونکہ فتنہ کا وجود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا موجب بنا کیونکہ آپ کی شہادت کلمہ (اسلام) میں افتراق کا سبب بنی۔

جواب: اس وہم کے دور ہونے کی وجہ ظاہر ہے۔ اور افتراق کا سبب جیسا کہ

شہادت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ:

ابن شہاب سے ابن سعد نے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم تھا کہ کوئی غیر مسلم نوجوان مدینہ میں داخل نہ ہو یہاں تک کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ (کوفہ کے حاکم) نے آپ کو خط لکھا کہ کوفہ میں ایک نوجوان (غیر مسلم) بہت بڑا کاریگر ہے آپ اجازت دیں تاکہ وہ مدینہ پاک میں رہ کر اپنی کاریگری کے جوہر دکھلائے اس کی کاریگری کی کئی قسمیں ہیں اس سے لوگوں کو فائدہ ہوگا۔ وہ لوہے کا کام خوب جانتا ہے، نقاش ہے، تعمیرات کا بڑا ماہر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسے اعلیٰ کاریگر (غیر مسلم) کو مدینہ پاک میں اقامت کی اجازت دے

دی اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اس کاریگر کو بھیج دو۔

تعارف غیر مسلم نوجوان کا:

وہ نوجوان کافر مجوسی تھا اسے ابو لؤلؤ کہتے تھے بہت بڑا خبیث آدمی تھا، جب کسی چھوٹے بچے کو دیکھتا تو اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر روتا اور کہتا کہ اہل عرب نے میرا جگر چبالیا ہے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اس سے ہر ماہ ایک سو درہم، ایک روایت میں ایک سو بیس درہم اور بعض روایت میں چار درہم روزانہ لیا کرتے۔

شہادت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا سبب:

ایک دن یہ نوجوان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اپنے مالک کی شکایت کی کہ وہ مجھ سے زیادہ خراج وصول کرتا ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا تو کون کون سے کام کا ماہر ہے؟ اس نے اپنے بہت سے کاریگریوں کے نام بتائے آپ نے فرمایا تیری کمائی کے مقابلہ میں یہ محصول اتنا زیادہ نہیں ہے یہ سن کر وہ نوجوان ناراض ہو کر بڑبڑاتا ہوا لوٹا۔

ایک روایت میں ہے آپ نے اس سے پوچھا کیا کام کرتے ہو؟ نوجوان نے عرض کی چکیاں بناتا ہوں باقی کاریگریاں نہ بتائیں۔ آپ نے فرمایا اس پر کتنی لاگت آتی ہے اس نے لاگت بتائی آپ نے فرمایا کتنے دام میں اسے بیچتے ہو؟ اس نے وہ بھی بتایا آپ نے فرمایا تیرا آقا تجھ سے اتنا زیادہ محصول وصول نہیں فرما رہا ہے جس سے تجھ پر بوجھ ہو (بلکہ یہ تیری کاریگری کے مقابلہ میں معمولی محصول ہے) فلہٰذا جاؤ جو کچھ تجھ سے تیرا مالک مانگتا ہے اسے ادا کرو۔ جب لوٹنے لگا تو اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک چکی مجھے بھی بنا دو۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اس سے پوچھا "کیا یہ سچ نہیں کہ تو کہتا ہے کہ میں ایسی چکی بنا سکتا ہوں جو ہوا سے چل سکے"۔ یہ سن کر نوجوان نے غصہ کے انداز میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا اس وقت آپ کے پاس ایک جماعت بیٹھی تھی پھر غصہ کے لہجہ میں کہا میں آپ کیلئے ایسی چکی بناؤں گا جس کا ہر شخص چرچا کرے گا، پھر جب وہ نوجوان چلا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس جماعت کی طرف متوجہ ہوئے جو آپ کے پاس بیٹھی تھی اور فرمایا کہ اس غلام نے مجھے بھی دھمکی دی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ نوجوان نے کہا ہاں جناب کیلئے ایسی چکی بناؤں گا جس کی شہرت شہر میں چار دانگ ہوگی (وہ چلا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس جماعت سے فرمایا جو آپ کے پاس بیٹھی تھی کہ ابھی اس غلام نے مجھے دھمکی دی ہے) روایت میں ہے اس نے کہا جناب کیلئے ایسی چکی تیار کروں گا جس کی شہر شہر میں شہرت ہوگی یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ چوکنا ہوئے اس وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم آپ کے پاس بیٹھے تھے ان سے فرمایا آپ نے اس کی بات سے کیا سوچا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے امیر المؤمنین! اس نے آپ کو دھمکی دی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے میں ۔ ۔ سمی بھانپ لیا ہے کہ اس نے جو کچھ کہا، اس کا ارادہ بد ہے۔

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ حج کیلئے تشریف لے گئے۔ وادی محصب میں پہنچ کر آرام کرنے کیلئے چادر سرہانہ بنا کر لیٹ گئے۔ اس وقت چاند کی چاندنی جوبن پر تھی آپ کو بھلی لگی کہ چاند کیسے خوب چمک رہا ہے آپ نے دعا کی اے اللہ تعالیٰ! میری رعایا بڑھ گئی ہر علاقے میں مسلمان پھیل گئے اب مجھے اپنے پاس بے چارگی اور بے کاری کی حالت سے پہلے بلالے پھر حج کی فراغت کے بعد آپ مدینہ طیبہ واپس تشریف لائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خواب اور اُس کی تعبیر:

واپسی پر آپ نے خواب دیکھا کہ سرخ مرغ نے آپ کی ناف اور سینہ کے درمیان دو یا تین ٹھونگے ماری ہیں۔

بی بی اسماء بنت عمیس ام عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ (جو تعبیر کی ماہرہ تھیں) نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہہ دو کہ آپ کو ایک عجمی آدمی شہید کرے گا۔

شہادت کیلئے قاتل کی کاروائی:

حضرت ابورافع سے مروی ہے کہ ابولؤلؤۃ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا غلام تھا وہ چکیاں بناتا تھا آپ اس سے اس کا محصول صرف چار درہم روزانہ لیتے تھے۔ ایک دن یہی ابولولوۃ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے امیر المؤمنین! مغیرہ رضی اللہ عنہ

میرے سے زیادہ محصول وصول کرتے ہیں آپ اسے فرمایئے کہ وہ اس میں مجھے رعایت دے۔آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ کا خوف کر اپنے مالک کو وہی ادا کر جو وہ مانگتے ہیں۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نیت یہ تھی کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ ان سے ملیں گے تو وہ اُن سے بات کریں گے تو وہ اس سے تخفیف کر دیں گے۔(رواہ ابو یعلیٰ و ابن حبان و الحاکم و البیھقی)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غلام کے بارے میں حضرت مغیرہ سے بات کی اور اس کیلئے خیر و بھلائی کی وصیت بھی فرمائی لیکن نوجوان کو معلوم نہ ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر غصہ کر کے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عدل وانصاف سوائے میرے دنیا بھر کیلئے ہے۔ اس پر اس نے آپ کی شہادت کا منصوبہ دل میں بنایا واپس جاتے ہی اس نے ایک خنجر تیار کیا جس کی دو دھاریں تھیں اسے تیز کر کے زہر سے بجھایا یہ خنجر تیار کر کے وہ ''ھُرمُزان'' (یہ ایک شخص کا نام ہے) کے پاس آیا اور کہا کیسا ہے یہ خنجر اس نے کہا خوب ہے تو نے اس سے جس پر بھی وار کیا کامیاب رہا اسے قتل کر کے چھوڑا۔

شہادت کا واقعہ:

ابو لؤلؤۃ تیار ہو کر صبح کی نماز کے وقت مسجد نبوی شریف میں آ گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عادت کریمہ تھی کہ صبح کی نماز کیلئے لوگوں کو بیدار کرنے کیلئے درہ لے کر نکلتے تھے کہ جب اقامت ہوتی تو فرماتے:

''اَقِیْمُوْا صُفُوْفَکُمْ اپنی صفیں سیدھی کرلو''۔آپ حسب عادت صفیں سیدھی کرا رہے تھے ابو لؤلؤہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے پہلی صف میں کھڑا ہو گیا آپ نے تکبیر اُولیٰ کہی تو ابو لؤلؤۃ نے آپ کو خنجر کے تین وار کیے۔

1- کاندھے پر۔

2- کمر پر۔

3- ناف کے نیچے پہلو کے درمیان۔

اس پر باریک جھلی پھٹ گئی اور آپ کی شہادت واقع ہو گئی۔اس سے لوگوں میں چیخ و پکار کا شور برپا ہوا۔اس نے تیرہ (۱۳) افراد کو زخمی کیا جن میں سے سات (۷) شہید ہو گئے۔

ایک نمازی نے ابو لؤلؤۃ کے سر پر برنس (بڑی ٹوپی) پھینکی پھر اُسے اپنی گرفت میں کر لیا۔

ایک روایت میں ہے کہ ابولؤلؤۃ نے دودھاری خنجر کو تیار کیا اسے گھر کے کونہ میں سحر سے پہلے چھپا رکھا تھا، وہ اسی طرح چھپا رہا یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صبح کی نماز کیلئے بیدار کرنے کیلئے گھر سے باہر نکلے جب آپ ابولؤلؤۃ کے قریب پہنچے تو اس نے آپ پر حملہ کر دیا اور تین وار کئے ان میں سے ایک ناف کے نیچے تھا پھر اہل مسجد پر حملہ کیا سوائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گیارہ آدمیوں پر وار کئے پھر اپنے خنجر سے خودکشی کر لی۔

ایک روایت میں ہے کہ جب ابولؤلؤۃ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا تو پھر اس نے دیکھا کہ اسے لوگوں نے گھیر لیا تو خودکشی کر لی۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو کہو وہ نماز پڑھائیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بہت زیادہ خون بہہ گیا تو آپ پر غشی طاری ہوگئی صبح تک آپ کی یہی کیفیت رہی افاقہ ہوا تو لوگوں کو دیکھ کر فرمایا کیا نماز ہوگئی؟ عرض کی گئی ہاں۔ آپ نے فرمایا اس کا اسلام (کامل) نہیں جس نے نماز ترک کی۔ پھر آپ نے وضو کا پانی منگوایا وضو کر کے نماز ادا فرمائی اور فرمایا مجھے کس نے قتل کیا عرض کی گئی ابولؤلؤۃ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے غلام نے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میرا قاتل وہ نہیں جو مجھ پر قیامت میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس سجدہ کی وجہ سے حجت کرے، جو اس نے کیا، عربی کوئی ایسا نہیں جو مجھے قتل کرتا کیونکہ میں ان سے اسلام کی وجہ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے پینے کیلئے نبیذ منگوایا اور پیا تو وہ آپ کے زخم سے نکل گیا بعض نے کہا نبیذ نکلا بعض نے کہا بلکہ خون نکلا، پھر آپ نے دودھ منگوا کر پیا تو وہ بھی آپ کے زخم سے باہر نکل گیا۔

مجلس شوریٰ برائے خلافت:

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یقین ہو گیا کہ میرا وصال ہو جائے گا تو آپ نے خلافت کے بارے میں چھ بزرگوں کی مجلس مشاورت قائم فرمائی وہ چھ حضرات یہ ہیں۔

1- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
2- حضرت علی رضی اللہ عنہ

3- حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ
4- حضرت زبیر رضی اللہ عنہ
5- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ
6- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ۔

آپ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ان کا مشیر بنایا لیکن وہ مستقل طور پر شوریٰ کے ممبر نہ تھے پھر تین دن کی مہلت دی اور آپ نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ وہ نماز پڑھائیں پھر فرمایا:

1- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
2- حضرت علی رضی اللہ عنہ
3- حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ
4- حضرت زبیر رضی اللہ عنہ
5- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ
6- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

کو بلاؤ اور آپ نے انہیں وصیت فرمائی پھر جب آپ کے پاس موجود لوگ چلے گئے تو فرمایا کہ اگر حضرت اجلح (گنجا آپ بال خوب منڈوا دیتے، یہ پیار سے فرمایا) یعنی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دیں تو وہ انہیں سیدھے راستے پر چلائیں گے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کی اے امیر المؤمنین! تو آپ کو کس چیز نے روکا ہے؟ یعنی آپ انہیں منتخب کر کے خلیفہ مقرر فرما دیجئے۔ فرمایا میں اس بار خلافت کو زندگی میں اور بعد از وصال اُٹھانا ناپسند سمجھتا ہوں۔ (رواہ ابن سعد وابی الحارث وابونعیم فی "الحلیہ" واللالکائی فی "السنۃ")

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وصال سے قبل کا حال:

ابومطر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب آپ پر ابولؤلؤۃ نے حملہ کیا آپ گھر پر پہنچائے گئے، میں نے انہیں روتا دیکھ کر پوچھا اے امیر المؤمنین! آپ کو کس شے نے رلایا ہے؟ فرمایا کہ مجھے

آسمان کی خبروں نے رلایا ہے کہ نا معلوم میں جنت میں لے جایا جاؤں گا یا دوزخ میں ۔(معاذ اللہ) میں نے کہا اے امیر المؤمنین! آپ کو مژدہ ہو کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بارہا یہ فرماتے سنا تھا کہ اہل جنت کے سردار دو بوڑھے ہیں ۔(1) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ (2) حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور یہی دونوں سب سے زیادہ انعام یافتہ ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اے علی رضی اللہ عنہ آپ اس کے گواہ ہیں کہ میں جنتی ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں آپ کیلئے جنت کا گواہ ہوں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے فرمایا: اے حسن! تم بھی گواہ ہو اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی پر گواہی دو کہ بے شک عمر اہل جنت سے ہے۔ (رواہ ابن عساکر)

حضرت علی کی حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے عقیدت کا اظہار:

حضرت ابو اوفی بن حکیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا اس روز میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضری کا پختہ ارادہ کر کے ان کے دروازے پر پہنچا میری طرح دوسرے لوگ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر سے باہر آپ کی تشریف آوری کے منتظر تھے پس تھوڑی دیر بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر سے باہر تشریف لائے اور آتے ہی سر مبارک جھکایا پھر سر اٹھا کر فرمایا: ''لِلّٰہِ دَرُّ بَاکِیَۃِ عُمَرَ'' عمر رضی اللہ عنہ کے رونے والیوں کیلئے انعام ہو۔ اور کہا: ''وَاعُمَرَاہُ مَاتَ نَقِیَّ الثَّوْبِ بَرِیْئًا مِنَ الْعَیْبِ وَاعُمَرَاہُ صَدَّقْتُ أَصَابَ وَ اللّٰہِ ابْنُ الْخَطَّابِ خَیْرَھَا وَنَجِیْ مِنْ شَرِّھَا ذھب بالسُّنَّۃ و أبقی الفتنۃ دانقتہ''۔ ہائے عمر ٹیڑھوں کو سیدھا کرنے، مضبوط کرنے والے اچھوں، ہائے عمر پاک صاف کپڑوں والے ہر عیب سے پاک، ہائے عمر سنت لے گئے اور فتنہ چھوڑ گئے۔ میں تصدیق کرتا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھلائی کو پایا اور شر سے نجات حاصل کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: میں اس قوم (صحابہ) میں تھا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے تھے آپ کو تختہ پر رکھا گیا میں نے ایک شخص کو اپنے پیچھے دیکھا جس نے اپنی کہنیاں میرے کاندھوں پر رکھ کر دعا مانگی: ''اے عمر! اللہ آپ پر رحمت فرمائے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے دونوں دوستوں (حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) کی

رفاقت نصیب فرمائے گا کیونکہ میں بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن چکا ہوں آپ فرمایا کرتے تھے "کنت و ابوبکر و عمر" میں ہوں اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہما) وَانْطَلَقْتُ وَاَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَرُ میں اور ابوبکر وعمر (رضی اللہ عنہما) چلے۔ مجھے امید ہے اللہ تعالیٰ آپ کو ان کے ساتھ رکھے گا۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے۔ (رواہ البخاری)

فائدہ: اور روایت بخاری میں ہے کہ حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا کہ صحابہ کرام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تختہ پر لٹا کر کفناتے تھے ان کے جنازہ اٹھانے سے پہلے ان کی نماز جنازہ پڑھتے اور دعائیں مانگتے رہے اور میں بھی انہی میں سے تھا ان سے مجھے کوئی خوف نہ ہوا انہی میں ایک مرد کہ جس نے میرے کاندھے پر ہاتھ رکھا میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے رحمت کی دعا مانگ رہے تھے اور کہتے تھے آپ نے میرے لئے اپنے بعد محبوب تر کوئی ایسا آدمی نہیں چھوڑا جو اعمال صالحہ میں آپ جیسا ہو بخدا مجھے یقین ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے دونوں دوستوں کے ساتھ کردے گا اور یہ بھی مجھے یقین ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بار ہا سنتا تھا کہ آپ نے فرمایا: ذَهَبْتُ اَنَا وَ اَبُوْبَکْرٍ وَّ عُمَرُ میں اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما گئے اور "دخلت انا و ابو بکر و عمر" میں اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما داخل ہوئے خرجت انا و ابو بکر و عمر میں اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما باہر نکلے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

ان روایات سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین رضی اللہ عنہما کی کتنی یگانگت اور یکجہتی تھی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس یگانگت و یکجہتی کے نہ صرف قائل تھے بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھرپور محبت بھی کرتے تھے۔

وصالِ عمر ایک حادثہ عظیم تھا:

حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ کی شرح بخاری میں ہے کہ "ان الشمس کسفت یوم مات عمر رضی اللہ عنہ، و ان الارض اظلمت، فجعل الصبی یقول لامہ یا اماہ اقامت القیامۃ" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جس دن وفات پائی تو سورج گرہن ہوا اور زمین پر تاریکی چھا گئی اور ہر بچہ اپنی ماں سے کہتا کہ کیا قیامت آ گئی؟ ماں جواب دیتی "لا یا

بنی ولکن قتل عمر رضی اللہ عنہ ''نہیں بیٹے قیامت تو قائم نہیں ہوئی لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

جنات کا نوحہ:

آپ کے وصال سے تین دن قبل یہ اشعار پڑھے:

أبعد قتيل بالمدينة أظلمت

له الأرض تهتز العضاة بأسوق

کیا مدینہ پاک میں شہید کی شہادت کے بعد زمین پر تاریکی چھا گئی اور درخت پنڈلیوں سمیت لرزتے ہیں۔

جزی اللّٰه خيراً من، امام و باركت

يد اللّٰه في ذاك الأديم الممُزق

اللہ تعالیٰ ہمارے امام (عمر رضی اللہ عنہ) کو جزا دے اور اس بکھری ہوئی ادھوری زمین پر قدرت ایزدی کی برکتیں ہوں۔

فمن يسع أويركب جناحي نعامة

ليدرك ماقدمت بالأمس يُسبق

تو کے وسعت و طاقت ہے یا شتر مرغ پر سواری کر کے اسے حاصل کر کے اسے حاصل کر سکیں جو کل گذرا ہوا اور سبقت کر گیا۔

قضيت أمور ثم غادرت بعدها

بوانق في اكمامها لم تفتق

اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے امور پورے ہو چکے اس کے بعد مصائب اپنے ہاتھ پھیلا کر آئے جن سے چھٹکارا اور نجات نہیں ہو سکتی۔

وما كنت أخشى أن يكون مماته

بكف سبنتي أزرق العين مُطرق

مجھے تو اس کا وہم و گمان تک نہ تھا کہ ان کی (عمر رضی اللہ عنہ) ایک دلیر نیلگوں آنکھوں

والے رات کو اچانک آنے والے ہاتھوں موت واقع ہوگئی۔

یوم وصال سیدنا عمر رضی اللہ عنہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا تو ان کے جنازہ کو لے کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ پر آئے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے السلام علیکم کہہ کر حجرہ پاک میں دفنانے کیلئے اجازت طلب کی۔ امیر المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا بے شک انہیں میرے حجرہ میں دفن کر دو۔ پھر انہیں اپنے دونوں رفیقوں کے ساتھ دفنایا گیا۔

مجلس شوریٰ کی تفصیل:

حضرت عمر کے دفنانے کے بعد مجلس کے اراکین ایک جگہ جمع ہوئے اور مندرجہ ذیل گفتگو فرمائی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: معاملۂ خلافت کسی تینوں کے سپرد کر دو۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: میں خلافت کا معاملہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کرتا ہوں،

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: میں یہ خلافت کا معاملہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سونپتا ہوں،

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے سپرد کرتا ہوں، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تم دونوں میں کون ہے جو اس سے بیزار ہے تم میں سے جو بھی چاہے ہم اسی کو خلیفہ مقرر کر دیں اللہ تعالیٰ بھی اسی پر راضی ہے اور اسلام کا تقاضا بھی یہی ہے ان میں سے فی نفسہ جو بھی افضل ہو وہی اس کا مستحق ہے شیخین (یعنی حضرت علی و حضرت عثمان رضی اللہ عنہما) اس بارے میں خاموش رہے پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ حضرات اس معاملہ کو میری رائے پر چھوڑنے کو تیار ہیں. بخدا میں تمہارے سب سے افضل کو سپرد کرنے میں کوتاہی نہیں کروں گا۔ حضرت زبیر و سعد رضی اللہ عنہما نے کہا ہمیں منظور ہے ان دونوں شیخین میں سے ایک یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کا اعلان کر کے فرمایا آپ کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ داری بھی ہے اور اسلام لانے میں بھی آپ سب سے مقدم ہیں اگر آپ کو امیر مقرر

کروں تو آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم کہ تم عدل وانصاف سے کام لو گے اور اگر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کروں تو تم کو ماننا پڑے گا اور ان کی اطاعت کرنی ہوگی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے انہیں بھی وہی کہا جو مذکور ہوا۔ جب یہ عہد و پیمان مستحکم ہو گیا تو کہا اے عثمان! ہاتھ لایئے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے بیعت کی اس کے بعد حضرت علی نے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اس کے بعد اہل دار نے بیعت کی۔

فائدہ: طبرانی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اس مسئلے میں تمام صحابہ اور تمام اہل مدینہ بزرگ شخصیات کے پاس فرداً فرداً تشریف لے گئے ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ نکلا جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کو قبول نہ کیا ہو پھر حضرت عبدالرحمٰن نے حضرت علی رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ میں نے اہل مدینہ سے پوچھا ہے سب نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کو قبول کیا ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہٗ:

اس جملہ بیان سے واضح ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت حق اور باجماع صحابہ ہے یہاں تک کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی اس اجماع میں شریک ہیں اور شیعہ فرقے کے لوگ محض تعصب سے اس اجماع کا انکار کر رہے ہیں۔

ردِ شیعہ:

ان تمام احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تمام لوگوں سے محبوب ترین شخصیت تھی یونہی حضرت علی، حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو محبوب تر تھے، اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر خلافت اجلح (گنجے) کے سپرد کریں گے۔ الخ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو خلافت کیلئے اولیٰ ظاہر کرنے کے باوجود پھر بھی آپ کو خلیفہ نہ بنانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کو معلوم تھا کہ خلیفہ سے کئی ایسے امور سرزد ہوتے ہیں کہ جس پر خلیفہ جوابدہ ہوتا ہے علاوہ ازیں آپ کو آنے والے فتنوں کا بھی علم تھا کہ ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو من حیث الخلیفہ دوچار ہونا پڑے گا اسی لئے حضرت

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو فرمایا کہ ان کیلئے ان فتنوں کو میں زندگی میں برداشت کر سکتا ہوں نہ بعد وفات۔ یہ اس وقت فرمایا جب آپ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سوال کیا کہ آپ امور خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو کیوں نہیں سپرد کر دیتے۔؟

بہتانات شیعہ:

ہماری اس تقریر سے ثابت ہوا کہ فرقہ شیعہ کا یہ محض کذب وافتراء ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابولؤلؤۃ کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے شہید کرنے کے بارے میں ساز باز کر رکھی تھی بلکہ ابولؤلؤۃ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم سے شہید کیا تھا۔ (معاذ اللہ) اور شیعہ یہ بھی کہتے ہیں کہ خلافت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دور رکھا جائے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اندرونی طور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یقین دہانی کرا رکھی تھی وغیرہ وغیرہ اس کے علاوہ بھی دیگر بہت سے جھوٹ اور بہتانات شیعوں نے گھڑ رکھے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں ذلیل کرے کہاں سے اور کیسے حق سے روگردانی کرتے ہیں اور کیسے کیسے بہتانات تراشتے ہیں۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

(3) شہادت امیر المؤمنین سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ

1- حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم فتح مکہ میں ایک شخص کو قتل کر کے فرمایا کہ آج کے بعد کوئی قریشی قتل نہ کیا جائے گا سوائے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے، ان کے قاتل کو قتل کروا گر تم اسے قتل نہ کر سکے تو پھر تم بھیڑ بکریوں کی طرح قتل کیے جاؤ گے۔ (رواہ البزار والطبرانی)

2- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آج کل حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ محصور ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ عنقریب فتنہ و اختلاف ہوگا یا فرمایا کہ اختلاف و فتنہ ہوگا۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اس وقت کیا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر امیر اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ رہنا لازم ہے یہ فرما کر حضرت عثمان کی طرف اشارہ فرمایا۔ (رواہ الحاکم والبیہقی، حاکم نے اس کی تصحیح کی)

3- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا کر سرگوشی (راز داری کی بات) فرمائی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رنگ متغیر ہوتا جا رہا تھا۔ جب یوم الدار (یعنی جن دنوں باغیوں نے آپ کو گھر میں محصور کر رکھا تھا) پیش آیا تو ہم نے کہا کیا ہم ان سے جنگ نہ کریں؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک عہد لیا اس وجہ سے آج میں اس پر صبر کر رہا ہوں۔ (رواہ ابن ماجہ والحاکم وابو نعیم اور اس کی امام بیہقی نے تصحیح کی)

4- حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دن ہوگا چادر لپیٹنے والے مرد پر لوگ ہجوم کریں گے وہ ان سے بیعت لے رہا ہوگا اور ان کی بیعت میں شامل ہونے والے جنتی ہوں گے پھر میں نے وہ دن دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دھاری دار چادر میں لپیٹے ہوئے ہیں اور لوگ آپ کی بیعت کر رہے ہیں۔ (رواہ الحاکم وصححہ) (اویسی غفرلہٗ کہتا ہے کہ یہ علم غیب کے ثبوت میں کیسی روشن دلیل ہے اور عقیدۂ صحابی بھی نہ بھولئے۔)

5- حضرت مُرّہ بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ مستقبل کے فتنہ کا ذکر فرما رہے تھے کہ وہ فتنہ عنقریب ہونے والا ہے اتنے میں ایک مرد کپڑا سر پر ڈالے ہوئے گذرے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص ہدایت پر ہوگا حضرت مرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ سے میں یہ بات سن کر اٹھا اس شخص کو دیکھا تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ (رواہ الترمذی وابن ماجہ)

6- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں قمیص پہنائے گا یعنی خلافت عطا فرمائے گا پس اگر منافقین تجھ سے قمیص اتارنے کا ارادہ کریں تو اس قمیص کو نہ اتارنا۔ (رواہ الترمذی وابن ماجہ)

7- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو فرمایا: عنقریب میرے بعد اللہ تعالیٰ تمہیں خلافت سے نوازے گا اور منافقین تم کو خلافت سے ہٹانے کی کوشش کریں گے تو تم اس سے دستبردار نہ ہونا ان دنوں تم روزے سے رہنا

میرے پاس آ کرافطار کرنا۔ (رواہ ابن عدی وابن عساکر)

8- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فتنوں میں سے پہلا فتنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہے اور آخری فتنہ دجال کا خروج ہے۔

فائدہ: ابن عساکر نے اضافہ کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! جو دل میں ذرہ برابر بھی شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کو محبوب رکھتے ہوں گے وہ ضرور دجال کے تابع ہوں گے اگر انہوں نے اس کا زمانہ پایا اگر زمانہ نہ پایا تو وہ دجال پر قبر میں ایمان لائیں گے۔

تبصرہ اویسی غفرلہٗ:

ان روایات میں علم غیب کے ثبوت کے علاوہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دشمنوں کیلئے وعید شدید ہے، فقیر نے گستاخوں کے انجام بد میں بکثرت واقعات لکھے ہیں، یہاں ایک واقعہ ہدیۂ ناظرین ہے۔ ایک صاحب فرماتے ہیں میں شام میں تھا اور میں نے ایک آدمی کی آواز سنی وہ آگ سے واویلا کر رہا تھا میں اس کے پاس گیا اور دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اور پیر کٹے ہوئے ہیں اور دونوں آنکھوں سے اندھا منہ کے بل گرا پڑا ہے میں نے اس سے دریافت کیا اس نے کہا میں ان لوگوں میں سے ہوں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر گھس گئے تھے۔ میں جب ان کے قریب گیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ چلائیں تو میں نے ان کے منہ پر طمانچہ مارا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تجھے کیا ہوا ہے خدا تیرے ہاتھ اور پیر کاٹے اور تیری...... دونوں آنکھوں کو اندھا کرے اور تجھ کو آگ میں ڈال دے۔ مجھے ڈر لگا اور نکل بھاگا اور یہ حال ہے جو تم دیکھ رہے ہو صرف آگ کا انتظار باقی ہے۔ (یعنی جہنم)

شہادتِ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا سبب اور اس پر تنقیدیں

1- سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مصر کی گورنری محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی لیکن مصر سے آنے والوں نے راستہ میں ایک غلام کو دیکھا کہ اونٹنی پر سوار مصر کو جا رہا ہے۔ اس سے انہوں نے حال پوچھا تو اس نے کوئی جواب نہ دیا تو انہوں نے اس کے سامان کو

کھولا اس میں خط نکلا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے تھا کہ مصر کے گورنر کو قتل کر دو۔ اس کے بعد محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ چار ہزار بدمعاش کو لے کر مدینہ شریف پہنچے ان سب کا سردار ابن عدیس وابن تمیم وغیرہما تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے خط اور غلام کے متعلق پوچھا تو آپ نے لاعلمی ظاہر فرمائی۔ انہوں نے خیال کیا کہ مروان کی کاروائی ہے چنانچہ انہوں نے خط کو پہچان لیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروان کیلئے کہا کہ وہ ہمارے سپرد فرمادو۔ آپ نے اس سے انکار کردیا پھر مصریوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خلافت سے ہٹادیا جائے آپ سے عرض کی گئی آپ نے فرمایا کہ میں خلافت سے دستبردار نہیں ہوتا کیونکہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تمہیں قمیص پہنائے گا اور منافقین اتارنا چاہیں تو نہ اتارنا یعنی خلافت سے دستبردار نہ ہونا، حدیث اوپر گذری ہے جب بلوائیوں نے مدینہ منورہ میں آکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مخالفت کا آغاز کیا آپ مسجد نبوی شریف میں آکر نماز پڑھاتے تو ایک ماہ تک باغی آپ کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے جس دوران آپ کو شہید کیا گیا اس وقت آپ نے جمعہ پڑھایا تو باغیوں نے آپ پر پتھراؤ کیا آپ منبر سے نیچے گر پڑے اور نماز نہ پڑھا سکے اسی روز نماز حضرت ابو اسامہ بن سہل رضی اللہ عنہ نے پڑھائی باغیوں نے انہیں روک دیا اس کے بعد نمازیں کبھی عدیس پڑھاتا اور کبھی کنانہ بن بشر۔ اس پر دس دن گذرے اور اہل اسلام کو کبھی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ علیحدہ نماز پڑھاتے اور اکثر حضرت علی رضی اللہ عنہ پڑھاتے اور اسی دوران حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز عید بھی پڑھائی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو باغیوں نے دس دن محاصرہ میں رکھا بعض روایت میں چالیس دن ہے۔

تطبیق الروایات:

اصل محاصرہ تو چالیس روز تھا تیس دن تو نرم تھا کہ آپ مسجد نبوی شریف میں نماز کیلئے تشریف لاتے تھے باقی دس دن محاصرہ سخت کردیا کہ نہ صرف نماز سے منع کردیا بلکہ آپ پر پانی بھی بند کردیا۔ دوران محاصرہ انصار رضی اللہ عنہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آئے عرض کی کہ آپ چاہیں تو ہم دوبارہ اللہ تعالیٰ کے مددگار بن جائیں (یعنی جس طرح جب

حضور ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے ہم نے ان کی اور مسلمانوں کی مدد کی اور انصار اللہ کہلائے اسی طرح دوسری مرتبہ آپ کی مدد کر کے انصار اللہ بن جائیں) آپ نے فرمایا کہ مجھے کوئی ضرورت نہیں اور مجھے اپنے حال پہ رہنے دو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے عہد لیا تھا میں اسی پر قائم ہوں اور صبر کر رہا ہوں۔ اسی دوران حضرت علی، بنی ہاشم رضی اللہ عنہم کو لے کر آئے اور فرمایا: اے امیر المؤمنین! ہم آپ کی مدد کیلئے حاضر ہوئے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی برأت:

حضرت علی و بنو ہاشم رضی اللہ عنہم نے حاضر ہو کر مذکورہ بالا گفتگو کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سنا فرمایا: کہ جس کیلئے میری ذمہ داری ہے وہ میری شہادت سے رکا رہے۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا عمامہ اتار کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کے صحن میں پھینک کر فرمایا:

"ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ"۔

(پ۱۲، الیوسف آیت ۵۲)

''یوسف نے کہا یہ میں نے اس لئے کیا کہ عزیز کو معلوم ہو جائے کہ میں نے پیٹھ پیچھے اس کی خیانت نہ کی اور اللہ دغابازوں کا مکر نہیں چلنے دیتا''۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر ظلم کی داستان:

باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پینے کا پانی بند کر دیا تو حضرت علی نے حضرت امام حسن و امام حسین و حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ چند نوجوان بنو ہاشم سے دے کر پانی کی تین مشکیں بھجوائیں اور وہ بلوائیوں کے آگے کھڑے ہو گئے باغیوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ اس سے حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما زخمی ہو گئے اور ان کے چہرے اقدس لہولہان ہو گئے بہر حال ان حضرات نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک پانی پہنچا دیا۔ باغیوں نے بنو ہاشم رضی اللہ عنہم اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی ہمت دیکھی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے سے ہٹ کر آپ کے گھر کی چھت پر چڑھ کر آپ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آپ کے بہت سارے غلام موجود تھے وہ بلوائیوں کو مانع ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ جو اپنی تلوار کو نیام میں کر لے تو وہ آزاد ہے یعنی آپ نے انہیں دفاع سے منع کیا۔

فائدہ: بلوائیوں میں محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ بھی تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے اپنی اسلامی خدمات و دیگر مناقب بیان کئے اور فرمایا کہ تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ تمہیں فلاں فلاں میری خدمات یاد ہیں یا نہیں ہو اس نے کہا یاد ہیں حضرت عثمان نے محمد بن ابی بکر کو مذکورہ بالا گفتگو کے بعد فرمایا اگر تمہارے والد گرامی امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمہاری یہ حالت دیکھتے تو انہیں کتنا برا لگتا، یہ سن کر محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ تو باہر نکل گئے لیکن دوسرے لوگ آئے ایام تشریق کے وسط میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا اور آپ قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول تھے یہ حادثہ ۳۵ھ میں واقع ہوا اور اس وقت آپ کی عمر مبارک اٹھاسی (۸۸) سال تھی۔ بعض نے اس سے زیادہ بعض نے اس سے کم بتائی۔

دیدارِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

1- جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اسی شب آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی آپ نے فرمایا: ''اے عثمان! آج ہمارے ساتھ افطار کرنا''۔ اسی لئے شہادت کے دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ روزے سے تھے اور بحالت روزہ ہی آپ کی شہادت ہوئی۔

نائلہ زوجۂ عثمان رضی اللہ عنہ کا بیان:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت نائلہ بنت فرافصہ زوجۂ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہوئے تو روزہ رکھ لیا شام کے وقت افطار کیلئے بلوائیوں سے پانی مانگا تو انہوں نے پانی نہ دیا تو آپ نے پیاس میں ہی رات گذار دی۔ سحر کے وقت فرمایا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے چھت پر کھڑے ہوئے نظر آئے اور آپ کے ہاتھ مبارک میں پانی کا بھرا ہوا پیالہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمان! اسے پی لو میں نے سیر ہو کر پیا پھر فرمایا اور پی لو میں نے اتنا پیا کہ میرا پیٹ پانی سے بھر گیا۔ (رواہ ابن منیع فی مسندہ)

بے خبر ہو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے؟:

مہاجر بن حبیب فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہم کے ہاں اس وقت پیام بھیجا جب آپ محصور تھے وہ آئے تو انہیں فرمایا کہ: اپنا سر اٹھا کر اسی

دریچہ کو دیکھئے کیونکہ اسی دریچہ سے رسول اللہ ﷺ نے آج رات مجھے جھانک کر فرمایا کہ اے عثمان! چاہو تو میں تمہارے لئے دعا مانگوں اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے چاہو تو میرے پاس آ کر افطار کرو میں نے آپ ﷺ کے ہاں افطار کو اختیار کیا پھر اسی دن آپ شہید ہوئے۔

(روی الحارث بن ابی اسامہ فی مسندہ)

2- حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاں محصوری کے دوران حاضر ہوا، فرمایا: اے میرے حبیب! مرحبا (خوش آمدید) میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی دریچہ میں دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا: اے عثمان! تمہیں باغیوں نے محصور کر رکھا ہے۔ میں نے کہا ہاں فرمایا تمہیں پیاسہ چھوڑ رکھا ہے۔ میں نے کہا ہاں، اس پر آپ ﷺ نے پیالہ میری طرف بڑھایا اس میں پانی تھا میں نے اسے سیر ہو کر پیا۔ یہاں تک کہ اس کی ٹھنڈک اپنے پستانوں اور کاندھوں کے درمیان میں پاتا ہوں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ بھی فرمایا کہ اگر چاہو تو تم ان پر مدد کیے جاؤ اور اگر چاہو تو تم آج میرے ہاں افطار کرو، میں نے آپ ﷺ کے ہاں افطار کرنا اختیار کیا۔ چنانچہ اسی دن آپ شہید کر دیئے گئے۔ (تنویر الحلک للسیوطی عن منزیل الشبہات)

ہاتف غیبی:

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو میں نے غیبی آواز سنی کہا جا رہا تھا، اَبْشِرْ یَا ابْنَ عَفَّانَ بِرَوْحٍ وَّرَیْحَانٍ اَبْشِرْ یَا ابْنَ عَفَّانَ بِرَبٍّ غَیْرِ غَضْبَانَ اَلْبِشْرُ یا ابن عفّان بغفرانٍ وَّرِضْوَانٍ۔ روح وریحان سے اے عثمان آپ کو بشارت ہو، اور یہ بھی کہ تم پر تمہارا رب ناراض نہیں راضی ہے، اے ابن عفان! آپ کو غفران ورضوان کی بشارت ہو۔ میں نے توجہ کی تو کوئی بھی نظر نہ آیا۔ (رواہ ابونعیم)

دفن کے وقت ملائکہ کرام کی حاضری:

حضرت خثعم بن حبیش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو رات کے وقت دفن کیا تو ہمیں ایک بہت بڑی جماعت نے گھیر لیا ہم پریشان ہو گئے قریب تھا کہ ہم منتشر ہو جاتے منادی نے ندا دی کہ پریشان نہ ہوں کام میں لگے رہو ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دفنانے

کیلئے تمہارے ساتھ شرکت کیلئے حاضر ہوئے ہیں۔ حضرت ابن خنیش رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ بخدا! وہ آنے والے لوگ ملائکہ کرام تھے۔ (رواہ الطبرانی وابونعیم)

مدفن سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہادت کے بعد حش کوکب (جگہ کا نام ہے) میں تین دن تک بلا نماز جنازہ پڑے رہے یعنی آپ پر نماز جنازہ نہ پڑھی جاسکی یہاں تک کہ ہاتف غیبی نے آواز دی کہ انہیں دفنا دو نماز جنازہ پڑھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رحمت میں لے لیا ہے۔ (رواہ ابونعیم)

باغیوں کا انجام:

باغیوں کے سردار عبدالرحمٰن بن عدیس البلوی اور کنانہ بن بشر تھے یہی خوارج کے کرتا دھرتا تھے اور دوسرے مصری لوگ تھے ان کے ساتھ چند بدمعاش بھی مصر سے آئے۔ عبدالرحمٰن مذکور اور اس کے ساتھی جبل لبنان میں سال دو سال کے بعد قتل کر دیئے گئے۔

علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''يَخْرُجُ أُنَاسٌ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُقْتَلُوْنَ فِي جَبَلِ لُبْنَانَ'' (رواہ السیوطی فی ''الخصائص'')

''ایک قوم خروج کرے گی وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے۔ وہ جبل لبنان میں قتل کر دی جائے گی''۔

نوحہ جنات:

حضرت عثمان بن مرہ نے اپنی والدہ سے روایت کی فرماتی ہیں کہ میں نے جنات کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر نوحہ سنا جو مسجد نبوی شریف پر تین راتیں نوحہ کرتے رہے۔ ان کے نوحہ میں سے چند اشعار یہ ہیں۔

لیلة الحصبة اذ یرمون بالصخر الصلاب

ثم جاءو ابکرة یبغون صقرا کالشهاب

زینھم فی الحی واك مجلس فكاك الرقاب

(رواہ ابونعیم)

1- شب حصبہ میں جب کہ ان پر سخت پتھر (باغی) پھینکتے تھے۔

2- پھر صبح کے وقت شکرا (مراد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کو آگ کی چنگاریوں کا نشانہ بناتے تھے۔

3- انہیں محلے میں اس کام پر ابھارا حالانکہ وہ مجلس تو گردنیں اڑانے والی تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی غمگینی:

جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اپنی زمین مملوکہ کی دیکھ بھال کیلئے تشریف لے گئے تھے آپ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خبر ملی تو آپ مدہوش ہو گئے گھر واپس آئے تو حضرت امام حسن کو طمانچہ مارا اور حضرت عبد اللہ بن جعفر و حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کو سخت ڈانٹا اور فرمایا کہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا کیا تم زندہ: تھے؟ (مر گئے تھے) انہوں نے معذرت کی ہمیں اس کا علم نہ ہوا۔ باغیوں نے چوری چھپے کاروائی کی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ:

صحیح حدیث میں ہے کہ حضرت عثمان نے دریچہ سے جھانک کر حضرت علی رضی اللہ عنہما کو فرمایا کہ اے ابوالحسن! کیا نہیں دیکھ رہے ہو مجھ پر کیا حادثہ سوار ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوعبداللہ! صبر کیجئے بخدا میں اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور نہ تھا جب ہم سب (آپ بھی) جبل احد پر تھے جبل احد متحرک ہوا اور ہم سب جبل کے اوپر تھے، حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّهٗ لَيْسَ عَلَيْكَ اِلَّا نَبِيٌّ اَوْ صِدِّيْقٌ اَوْ شَهِيْدٌ" اے احد! ٹھہر جا تجھ پر نبی علیہ السلام ہیں یا صدیق ہے یا شہید ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بخدا تم شہید ہو گے اور میں بھی آپ کے بعد شہید ہوں گا اور حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما بھی شہید ہوں گے۔

صحابہ کرام شہید ہوئے:

صحیح حدیث میں ہے ان میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے یعنی حضرت علی و حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ تو بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت کی نوید سن چکے آپ کے متعلق ایسی شہادت (گواہی) تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دیتے ہیں خوارج نے کہا کہ ان کی بات درست ہے لیکن اے علی! رضی اللہ عنہ تم نے حالات بگاڑے آپ نے فرمایا: تم پر حیف ہے جس کا یہ حال ہو وہ کیسے حالات بگاڑ سکتا ہے۔

فائدہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ دوسروں پر بھی ایسی باتیں ہوئیں یہ باغی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جس طرح کہہ رہے تھے یونہی خوارج نے بھی کہی جب خوارج نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر خروج کیا اس وقت بہت سے صحابہ کرام شہید ہوئے خوارج نے ان کی شہادت کی گواہی دی لیکن ساتھ یہ بھی کہا کہ اے علی! رضی اللہ عنہ یہ حالات تم نے ہی بگاڑے۔

(4) جنگ جمل

1- حضرت علی و حضرت طلحہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: کیا تم علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہو یا نہیں؟ یاد رکھو کہ عنقریب تم ان پر خروج کرو گے اور اس وقت تم ان کیلئے ظلم کرنے والے ہو گے۔ (رواہ الحاکم)

2- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے فرمایا تمہاری ایک کا کیا حال ہوگا جب اسے حوأب (جگہ کا نام) کے کتے بھونکیں گے۔ (رواہ احمد)

3- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے فرمایا: تم میں سے کون ہے جو بہت زیادہ بالوں والے اونٹ پر سوار ہو کر سیر کرے گی یا فرمایا کہ: گھر سے اتنا دور باہر جائے گی یہاں تک کہ اسے حوأب کے کتے بھونکیں گے اور اس کے دائیں بائیں بہت سے لوگ شہید ہو رہے ہوں گے بڑی مشکل سے وہ نجات پا سکیں گے۔ (رواہ ابن ابی شیبہ والبزار بسند رجالہ ثقات ورواہ الحاکم)

انتباہ: علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۰۸ھ نے "حیوۃ الحیوان" میں لکھا ہے کہ ابن دحیہ

نے فرمایا کہ ابن العربی (ابوبکر مالکی رحمۃ اللہ علیہ) پر تعجب ہے کہ اس نے "العواصم و القواصم" (کتاب) میں اس حدیث کا انکار کیا اور فرمایا کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں حالانکہ یہ حدیث تو پو پھٹنے سے زیادہ روشن ہے۔

فائدہ لغۃ الحدیث:

حدیث مذکور میں لفظ الادب واقع ہوا ہے اس کی تحقیق یہ ہے کہ اس کا پہلا لفظ ہمزہ مفتوحہ دوسرا لفظ دال مہملہ، ساکنہ تیسرا لفظ باء اولی مفتوحہ، چوتھا آخری لفظ بھی باء ہے بمعنی وہ اونٹ جس کے جسم پر بال زیادہ ہوں اس سے اظہار تضعیف مدنظر ہے ایک روایت میں ہے۔
"صاحبة الجمل الادبب" بکثرت بالوں والے اونٹ والی بی بی یعنی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔

فائدہ: طائی نے "شرح التسہیل" میں لکھا کہ الادیب کافلك الادغام علی غیر القیاس ہے حوأب کی مناسبت سے اسے غیر مدغم پڑھا گیا ہے۔

4- حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ عنقریب تمہارے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان حادثہ ہونے والا ہے عرض کی پھر تو میرے جیسا اور زیادہ شقی کون ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا نہیں ہے ہاں جب یہ حادثہ پیش آئے تو تم انہیں امن کے مقام پر پہنچانا۔ (رواہ احمد والطبرانی)

5- طاؤس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج سے فرمایا تم میں سے کون ہے جس پر بھوکیں گے ایسے اور ایسے، تو ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تعجب سے ہنس دیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حمیرا! کہیں وہ تو ہی نہ ہو۔ (رواہ نعیم بن حماد فی "الفتن")

6- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض امہات المؤمنین کے خروج کا ذکر فرمایا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہنس دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حمیرا! ذرا خیال کریں وہ تم نہ ہو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ: جب تم ان کے کسی امر میں متولی ہو جاؤ تو ان سے نرمی کرنا۔ (رواہ الحاکم وصححہ البیہقی)

7- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: اگر تمہیں بیان کروں کہ بعض امہات المؤمنین ایک چھوٹے سے لشکر کو ساتھ لے کر تمہارے ساتھ جنگ کریں گی تو تم میری تصدیق نہیں کرو

گے سب نے کہا سبحان اللہ! ایسی عجیب بات کی تصدیق کون کرسکتا ہے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، حمیرا رضی اللہ عنہا ایک چھوٹے سے لشکر کو لے کر تمہارے پاس تشریف لائیں گی، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ خبر دی لیکن آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سفر غزوہ جمل سے پہلے فوت ہو چکے تھے۔ (رواہ الحاکم وصححہ والبیہقی)

فائدہ: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ خود بھی علم غیب کا عقیدہ رکھتے ہیں دوسروں کو اس کی دعوت دیتے ہیں لیکن بوجہ ایک عجیب واقعہ ہونے سے لوگ تعجب کرتے ہیں لیکن یہ تعجب حقیقت بن گئی جب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا تب وہ حقیقت سامنے آئی تو تعجب کرنے والے بھی مان گئے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے منکر بے شک انکار کرتے رہیں لیکن جب مریں گے آنکھوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا یقین کریں گے لیکن اس وقت کا ماننا کام نہ آئے گا۔ (اویسی غفرلہٗ)

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

(حدائق بخشش حصہ اول)

تذکرہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ:

آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے...... آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت جلیل القدر صحابی اور خصوصی راز دان تھے...... یہی وجہ ہے کہ آپ ''صاحب سرِّ رسول اللہ'' کے لقب سے مشہور ہیں...... آپ کے والد ماجد کا نام حسلی یا حسیل اور لقب یمان تھا...... بنو عبس قبیلہ سے تعلق تھا۔

(الاستیعاب، جلد ۱، صفحہ ۱۰۴)

دونوں باپ بیٹا اسلام قبول کرنے مدینہ منورہ آرہے تھے، اتفاق سے اس وقت جنگ بدر کا موقع تھا اور قریش مکہ، بدر کی جانب بڑھ رہے تھے، راستے میں انہیں پکڑ لیا گیا اور کہا، تم محمد کے ہاں جارہے ہو؟ انہوں نے کہا، ہمارا ارادہ فقط مدینہ منورہ جانے کا ہے...... بالآخر کفار نے آپ کو اس شرط پر رہا کر دیا کہ تم ہمارے خلاف لڑائی میں حصہ نہیں لوگے...... حضرت حذیفہ اور ان کے والد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس وقت مسلمانوں کی تعداد

انتہائی قلیل تھی ایک ایک فرد کی بے حد ضرورت واہمیت تھی، مگر آپ ﷺ نے انہیں جنگ میں شریک ہونے سے روک دیا اور فرمایا:

انصر فانفي لهم بعهدهم و نستعين الله عليهم۔ (صحیح مسلم، کتاب الجہاد باب الوفاء بالعہد)

''تم (مدینہ منورہ) واپس چلے جاؤ ہم کفار سے کیے گئے عہد کا پاس کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمارا مددگار ہے''۔

مردم شماری:

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے مردم شماری کیلئے آپ کی ڈیوٹی لگائی، اس وقت مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی تعداد سات سو اور اطراف واکناف عالم کے مسلمانوں کو شامل کر کے مجموعی تعداد پندرہ سو تھی۔ (بخاری، کتاب الامام الناس، مسلم کتاب الجہاد)

منافقین کی خصوصی پہچان:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے خصوصی اسرار کی تعلیم دے رکھی تھی۔ (بخاری)
نیز آپ کو تا قیامت مستقبل کے واقعات پر اطلاع حاصل تھی...... آپ فرماتے ہیں:

لقد حدثني رسول الله صلى الله عليه وسلم بما كان وما يكون حتى تقوم الساعة

(تہذیب التہذیب، جلد ۲، صفحہ ۲۲۰)

منافقین کے بارے میں آپ کو خاص پہچان حاصل تھی، جب کوئی جنازہ آتا تو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ معلوم کرواتے، اگر حذیفہ جنازہ میں شامل ہوتے تو نماز جنازہ پڑھا دیتے، ورنہ شریک نہ ہوتے۔ (اسد الغابہ / الاستیعاب / عمدۃ القاری، جلد ۱۶، صفحہ ۲۴۷)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے عُمّال کے بارے میں آپ سے دریافت فرماتے کہ ان میں کوئی منافق تو نہیں ہے؟ (اسد الغابہ، جلد ۱، صفحہ ۳۹۱)

جنگی خدمات:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اُحد، خندق اور بعد کی جنگوں میں رسول اللہ ﷺ کی معیت میں شرکت کی۔ (طبقات ابن سعد، جلد ۷، صفحہ ۳۱۷)

غزوۂ احزاب کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کفار کے حالات معلوم کرنے کیلئے بھیجا تھا...... رات کے وقت سخت آندھی اور شدید سردی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من یاتینی بخبر القوم جعله الله معی یوم القیامة (اسد الغابہ، جلد ۱، صفحہ ۳۹۱)

''کون ہے جو جا کر کفار کی سرگرمیوں اور عزائم کی خبر لائے؟ ایسے شخص کو قیامت کے روز میری معیت نصیب ہوگی''۔

صحابہ میں سے کوئی بھی یہ بھاری ذمہ داری قبول کرنے کیلئے تیار نہ ہوا...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جملہ تین مرتبہ دہرایا، چوتھی مرتبہ آپ نے حضرت حذیفہ کا نام لے کر انہیں جانے کا حکم دیا تعمیل حکم میں چل دیے، آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''بلا کی سردی تھی، مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی برکت سے یوں محسوس ہوا، جیسے گرم پانی میں چل رہا ہوں، حالات کا جائزہ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تب سردی کا احساس ہوا''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر کا ایک حصہ ان پر اوڑھا دیا اور صبح تک قرب وحضوری کے مزے لیتے رہے...... نماز کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہہ کر بیدار فرمایا:

قم یا نومان۔ ''سونے والے اب جاگ جایئے''۔ (مسلم جلد ۲، صفحہ ۱۰۷، حلیۃ الاولیاء، صفحہ ۳۵۴)

دور فاروقی میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے نہاوند کی جنگ میں شرکت کی اور امیر لشکر نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جھنڈا اپنے ہاتھ میں اٹھالیا...... ۲۲ھ میں ہمدان، رے اور دینور آپ کے ہاتھوں فتح ہوئے...... (الاستیعاب جلد ۱، صفحہ ۱۰۴)

گورنر مدائن:

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے انہیں مدائن کا گورنر مقرر فرمایا، آپ کو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ پر کتنا اعتماد تھا، اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کسی شخص کو جب بھی کوئی عہدہ تفویض فرماتے تو اس کے بارے میں مکمل ہدایات وہاں کے لوگوں کے نام تحریر فرماتے مگر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:

''لوگو! ان کی اطاعت کرنا اور جو کچھ یہ طلب کریں، انہیں دیا جائے''......

آپ مدائن میں اس سادگی سے داخل ہوئے کہ گدھے پر سوار تھے اور بڑی بے نیازی سے دونوں ٹانگیں ایک جانب لٹکائے چلے جا رہے تھے۔ عمائدین شہر آپ کے استقبال کیلئے منتظر تھے، وہ ہرگز اندازہ نہ کر پائے کہ یہی ہمارے گورنر ہیں۔ کافی دیر انتظار کے بعد انہیں شہر کے لوگوں نے بتایا کہ گورنر محترم تو شہر میں پہنچ بھی چکے ہیں۔ لوگ دوڑ کر ان سے جا ملے اور آپ سے ان کی ضروریات کے بارے میں دریافت کیا: سلنا ماشئت۔ "حکم فرمائیں، کیا چاہیے؟"

فرمایا: اپنے لئے کھانا اور گدھے کیلئے چارہ۔ اس کے علاوہ جب تک یہاں ہوں اور کچھ نہیں چاہیے۔ (صفۃ الصفوۃ جلد ا، صفحہ ۲۵۰)

کچھ عرصہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ بلوا بھیجا، آپ خود راستے میں کسی مقام پر چھپ کر بیٹھ گئے تا کہ معلوم کر سکیں کہ حذیفہ اپنے ساتھ مدائن سے کیا کچھ کما کے لا رہے ہیں۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ یہ تو جس حال میں گئے تھے، اسی طرح خالی ہاتھ واپس لوٹ رہے ہیں، تو بڑھ کر انہیں گلے لگا لیا اور فرمایا:

اَنْتَ اَخِیْ وَاَنَا اَخُوْکَ۔

"آپ میرے بھائی اور میں آپ کا بھائی ہوں"۔

(صفۃ الصفوۃ جلد ا، صفحہ ۲۵۰/اسد الغابہ جلد ا، صفحہ ۳۹۲)

خدا خوفی:

خدا خوفی اور دنیا سے بے رغبتی کا یہ عالم تھا، فرماتے:

"دل چاہتا ہے کہ دنیا کے جھمیلوں سے بچ کر دروازہ بند کر کے بیٹھ جاؤں اور کسی کو نہ ملوں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو جاؤں"۔

(صفۃ الصفوۃ جلد ا، صفحہ ۲۵۱)

نماز خشوع و خضوع سے ادا فرماتے۔ ایک مرتبہ نماز میں ہچکیاں بندھ گئیں، فارغ ہوئے تو وہاں قریب ہی ایک شخص کو موجود پایا، فرمایا، جو کچھ دیکھا ہے کسی کو ہرگز نہ بتانا۔

(صفۃ الصفوۃ جلد ا، صفحہ ۲۵۱)

وصال:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ۳۵ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے وصال سے چالیس راتوں کے بعد وصال فرمایا۔ وصال کے وقت روتے روتے ہچکیاں لے رہے تھے، لوگوں کے پوچھنے پر فرمایا، مجھے دنیا سے جانے کا کوئی افسوس نہیں، میں موت کو بے حد پسند کرتا ہوں روتا اس لئے ہوں کہ مجھے پتہ نہیں، اللہ مجھ سے راضی ہے یا ناراض؟ (اسد الغابہ، جلد ا، صفحہ ۲۹۳)

یہ آپ کی انتہائی عاجزی اور خدا خوفی تھی، ورنہ انہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے روز اپنے قرب کا مژدہ جاں فزا عنایت فرما چکے تھے۔ دم نزع زبان پر یہ الفاظ تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ اَنِّیْ اُحِبُّکَ فَبَارِکْ لِیْ فِیْ لِقَائِکَ۔ (اسد الغابہ جلد ا، صفحہ ۳۹۲)

''اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں تجھ سے بہت محبت کرتا ہوں، سو، وصال اور اپنی ملاقات کو میرے لئے باعث برکت بنادے''۔

پھر جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی

تیرہ سو سال بعد جسم صحیح سالم تھا:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہما کے مزارات جس جگہ اب ہیں، پہلے اس سے چند فرلانگ کے فاصلے پر تھے، پھر ایک ایمان افروز واقعہ پیش آیا۔ عراق کے بادشاہ فیصل کو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے خواب میں حکم دیا کہ مجھے اور میرے ساتھی عبداللہ بن جابر کو یہاں سے منتقل کر کے قریب ہی کسی دوسرے مقام پر دفن کیا جائے، کیونکہ ہماری قبروں میں پانی کی نمی پہنچ چکی ہے۔ بادشاہ اسے شاید وہم اور خواب کی بات سمجھا مگر اگلی رات دوبارہ زیارت ہوئی اور وہی حکم ملا، بادشاہ نے مصروفیت یا بے پرواہی کے باعث اسے اہمیت نہ دی۔ پھر مفتی اعظم عراق کو یہی خواب آیا اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دو راتوں سے شاہ کو کہہ رہے ہیں مگر اس نے تعمیل نہیں کی، لہٰذا آپ ہماری منتقلی کا اہتمام کریں۔ مفتی اعظم، بادشاہ کو ملے اور طے پایا کہ عید الاضحیٰ کے دن مزارات کھولے جائیں گے۔

اخبارات میں اعلان شائع ہوا تو عالم اسلام میں یہ خبر بجلی کی سی تیز رفتاری سے پھیل گئی،

چونکہ یہ حج کا موقع تھا، اس لئے شاہ عراق کو مختلف ممالک کی طرف سے درخواست کی گئی کہ یہ عمل چند روز کیلئے موخر کر دیا جائے، تا کہ حجاجِ کرام بھی اس تقریب میں شریک ہوسکیں۔ اسی طرح حجاز، ترکی، مصر، شام، لبنان، افریقہ اور ہندوستان وغیرہ ممالک سے متعدد افراد نے بزریعہ تار تقریب میں شمولیت کی خواہش کا اظہار کیا، چنانچہ مزید دس دن بڑھا دیئے گئے۔

طے شدہ تاریخ کو عالم اسلام کے اطراف واکناف سے آئے ہوئے لاکھوں مشتاقانِ دید کا ایک جم غفیر ''سلمان پارک'' میں جمع ہوگیا۔ اس موقع پر ایک جرمن فلم ساز کمپنی نے بڑے بڑے بوسٹر نصب کر کے ان پر 30X20 کی گئی اسکرینیں لگا دیں تا کہ دور کھڑے لوگ آسانی سے تمام کاروائی دیکھ سکیں۔

لاکھوں افراد کی موجودگی میں مزارات کو کھولا گیا تو معلوم ہوا کہ ان میں پانی پہنچ چکا ہے۔ صحابہ کرام کے مبارک جسم، بال اور کفن صحیح وسالم تھے، جنہیں دیکھ کر یہی محسوس ہوتا ہے کہ یہ بالکل ترو تازہ ہیں اور انہیں وصال فرمائے ابھی چند گھنٹے گزرے ہیں۔ عجب بات یہ ہے کہ ان کی آنکھوں میں زندوں سے بڑھ کر ایک خاص پر اسرار قسم کی چمک تھی۔

ان حضرات کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے کی کسی کو ہمت نہ تھی۔

اس موقع پر ایک ماہر چشم جرمن ڈاکٹر بھی موجود تھا، جو اس ساری کاروئی کو بڑی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا، آنکھوں کی چمک دیکھ کر دنگ رہ گیا اور بے ساختہ آگے بڑھ کر، مفتی اعظم عراق کا ہاتھ تھام لیا اور کہا اس سے بڑھ کر اسلام کی حقانیت اور صحابہ کرام کی عظمت کا اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے، آیئے مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان کریں۔ اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ و اشھد ان محمدا عبدہٗ و رسولہ۔ علاوہ ازیں متعدد افراد اور خاندانوں نے اسلام قبول کیا۔ (ملکی اخبارات وجرائد)

ان صحابہ کرام کو سیدنا سلمان فارسی کے قریب مزارات میں منتقل کرنے کیلئے ان کے مبارک جسموں کو اسٹریچر پر رکھا گیا اور ان کے ساتھ لمبے بانس باندھے گئے، ہزاروں افراد کو کندھا دینے کی سعادت حاصل ہوئی......

یہ اگلے زمانہ کا واقعہ یا افسانہ نہیں، بلکہ اسی صدی کی زندہ حقیقت ہے۔ یہ ایمان افروز

واقعہ ۱۹۳۲ء کا ہے۔ جو اس وقت کے اخبارات میں شائع ہوا اور لاکھوں افراد نے مشاہدہ کیا تھا۔ (اویسی غفرلہ)

جنگ جمل کا سبب:

حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ المتوفی ۸۵۲ھ نے فتح الباری شرح البخاری میں فرمایا کہ حضرت عمر بن شبہ نے کتاب ''اخبار البصرۃ'' میں جنگ کا مفصل واقعہ لکھا ہے میں (مصنف) اس کا خلاصہ لکھتا ہوں اور اس پر اکتفاء کرتا ہوں جسے انہوں نے سند صحیح یا حسن تحریر فرمایا ہے۔

جنگ جمل کا مختصر حال:

ہم یہاں پر جنگ جمل کا مختصر حال لکھتے ہیں ہوا یوں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے شہادت کے دوسرے دن لوگ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، سفیان الثقفی کے ساتھ مسجد نبوی شریف میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک جماعت حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاں جمع ہے۔ ابوجہم بن حذیفہ نے کہا اے علی المرتضیٰ! رضی اللہ عنہ آپ نے دیکھا یہ لوگ کیوں جمع ہوئے آپ نے کوئی بات نہ کی گھر جا کر ثرید تناول فرمایا اور اس کے بعد فرمایا ہمارے چچازاد کو شہید بھی کر دیا گیا اور اس کے ملک پر قبضہ کرنے کی سازشیں ہو رہی ہیں یہ کہہ کر آپ مسجد نبوی سے باہر نکلے تو بازار مدینہ میں آپ کے ہاں لوگ جمع ہو گئے اور عرض کی ہاتھ بڑھائیں ہم آپ کی بیعت کریں آپ نے فرمایا اتنی جلدی کیا ہے؟ بیعت خلافت بعد مشورہ طے ہوگا۔ بعض نے کہا کہ جب لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خبر شہروں میں پھیلائی تو پھر کوئی بھی خلافت کیلئے مقرر نہ ہو سکے گا اور اختلاف امت اور فتنہ و فساد کا سیلاب بند نہ ہو سکے گا۔ فلہٰذا یہاں پر اور جلد تر یہ مسئلہ خلافت طے ہو جائے، اشتر نے فوراً آپ کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کی دوسرے لوگوں نے بھی بیعت کر لی، آپ نے بیت المال کی طرف جا کر اسے کھولا۔ لوگوں نے جب آپ کی بیعت کا حال سنا تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو تنہا چھوڑ کر چلے گئے اور اس بارے میں کسی کیلئے بیعت مناسب نہ سمجھی نہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور نہ کسی دوسرے کو۔ آپ نے حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو

بیعت کی اطلاع دی تو انہوں نے آپ کی بیعت کر لی لیکن انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت پر پریشانی ہوئی اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو قتل کر دیا جائے۔

معذرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کے مطالبہ کا کوئی جواب نہیں دیا اس کی وجہ ظاہر ہے کہ قاتلین غیر معلوم تھے آپ اس انتظار میں تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ورثاء اس بارے میں کوئی درخواست کریں یہ دونوں (حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہما) نے آپ سے عمرہ کرنے کی اجازت چاہی آپ نے ان سے کچھ عہد و معاہدہ کر کے اجازت دے دی۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مطالبہ کا اعادہ کیا:

یہ دونوں (حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہما) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص پر یہ تینوں متفق ہو گئے ان دنوں یعلی بن امیہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے صنعاء کا حاکم مقرر تھا اور یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نظروں میں عظیم الشان شخصیت تھی ذاتی طور پر مالدار بھی تھے وہ بھی حج کیلئے آئے ہوئے تھے انہوں نے ان دونوں حضرات کی چار ہزار روپے وغیرہ سے اعانت کی اور ستر قریشیوں کو ان کے ساتھ ملایا اسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کیلئے اونٹ خریدا اس کا نام عسکر تھا اس کی قیمت اسی (۸۰) دینار تھی۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اظہار خدشہ:

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو کہا کہ میرے امتحان کا وقت آ گیا کہ جس کی لوگ زیادہ اطاعت کرتے ہیں یعنی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور جس کی سب سے زیادہ لوگوں پر ہیبت ہے یعنی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور جن کی لوگوں پر سب سے زیادہ گرفت ہے یعنی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور جس کا لوگوں پر سب سے زیادہ اثر ہے یعنی یعلی بن امیہ کے مقابلہ کیلئے میری آزمائش ہے۔ (اللہ تعالیٰ خیر کرے)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مع لشکر کی میدان جنگ کی طرف روانگی:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مع حامیان جنگ مکہ معظمہ سے بصرہ کی طرف روانہ ہو گئیں یہاں تک کہ وہ بنو عامر کے کسی کنوئیں کے نزدیک پہنچے تو یہاں کتے بھونکنے لگے، ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا یہ کون سا پانی کا کنواں ہے؟ عرض کی گئی الحواب (بروزن کوکب یعنی بفتح المہملہ وسکون الواو اس کے بعد ہمزہ آخر میں باء)

فائدہ: قاموس میں ہے کہ یہ جگہ ہے بصرہ میں علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۰۸ھ نے فرمایا یہ نہر ہے بصرہ کے قریب۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق عقیدہ:

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حواب میں کتوں کے بھونکنے پر واپسی کا ارادہ فرمایا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی آپ بصرہ ضرور چلیں مسلمان آپ کی زیارت کریں گے تو ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان کی آپس میں صلح کرا دے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

اس سے ثابت ہوا کہ جنگ جمل کی اصل غرض و غایت صلح تھی جنگ مقصود نہ تھی۔ اویسی غفرلہ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں تو بہر حال اور ضرور واپس لوٹتی ہوں کیونکہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا کہ وہ حال کیا ہوگا جب تمہاری یعنی ازواج مطہرات میں سے کسی کو حوأب کے کتے بھونکیں گے۔ (رواہ احمد وابو یعلی والبزار والحاکم والبیہقی)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

یہی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے عقیدہ کا اظہار ہے کہ جیسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہ آج اپنے کانوں سے سن رہی ہیں اور آنکھوں سے دیکھ رہی ہیں۔

بصرہ میں مع لشکر ام المومنین رضی اللہ عنہا کا پہنچنا:

جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بنو عامر کے مقام تک پہنچیں اور کتے بھونکنے لگے تو اس وقت بھی ام المومنین رضی اللہ عنہا نے وہی فرمایا جو مذکور ہوا پھر آپ کو وہی کہا گیا جو اوپر مذکور ہوا۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ردعمل:

جب یہ حضرات بصرہ میں پہنچے تو اہل بصرہ متعجب ہوئے اور ان سے پوچھا کہ کیسے آنا ہوا؟ فرمایا کہ ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کیلئے آئے ہیں اور ان لوگوں سے توبہ کا مطالبہ ہے جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ظلم کیا۔ ان حضرات نے آتے ہی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ ابن احنف کو معزول کر کے بصرہ پر قبضہ کر لیا، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سنا کہ یہ حضرات بصرہ میں پہنچ گئے ہیں اور بصرہ پر قبضہ کر لیا ہے تو آپ نے ۹۰۰ سوار لے کر مقام ذی قار میں نزول اجلال فرمایا آپ کو یہ خبر بھی پہنچی کہ اہلِ بصرہ حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں یہ بات حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کو ناگوار ہوئی آپ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں تم اہل بصرہ پر ضرور غالب آؤ گے اور حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہما قتل ہوں گے۔ آپ نے فوراً اپنے صاحبزادہ حضرت حسن اور حضرت عمار رضی اللہ عنہما کو اہل کوفہ کی طرف بھیجا تاکہ وہ انہیں جنگ کیلئے کوچ کرنے کا کہیں یہ دونوں حضرات (حضرت حسن و حضرت عمار رضی اللہ عنہما) کوفہ پہنچ کر جامع مسجد میں تشریف لے جا کر منبر پر رونق افروز ہوئے حضرت حسن رضی اللہ عنہ منبر کے اوپر کے حصہ پر اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ نیچے والے حصہ پر بیٹھے حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ہمیں بھیجا ہے تاکہ ہم تمہیں کوچ کیلئے کہیں تمہیں معلوم ہے ہماری اماں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بصرہ میں تشریف لائی ہیں بخدا! میں یہ تمہیں سچ کہہ رہا ہوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور سرور عالم رضی اللہ عنہ کی دنیا و آخرت میں زوجہ محترمہ ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہماری آزمائش فرمائی ہے کہ ظاہر ہو جائے کہ اللہ کی اطاعت کرتے ہیں یا سیدہ رضی اللہ عنہا کی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا حکم یاد دلاتا ہوں اس شخص کے بارے میں کہ جو حق کی نگرانی کرتا ہے وہ کوچ کرے تمہیں اختیار ہے اگر میں مظلوم ہوں تو اللہ تعالیٰ میری مدد

فرمائے گا اگر میں ظالم ہوں تو میری گرفت فرمائے گا۔ بخدا یہ طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما وہی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے میری بیعت کی پھر انہوں نے عہد شکنی کی ہے نہ میں مال جمع کرنے والا ہوں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے حکم کو بدلنے والا ہوں۔

لشکر علی رضی اللہ عنہ کی جنگ جمل کیلئے روانگی:

حضرت حسن و حضرت عمار رضی اللہ عنہما کی تقریر سن کر بارہ ہزار کا لشکر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدد کیلئے کوفہ سے روانہ ہوا جب حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ جمل کا تہیہ کر چکے تو آپ کے پاس قیس بن سعد بن عبادہ اور ابن الکواء حاضر ہوئے اور عرض کی اے حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ جنگ کیلئے تشریف لائے تو کیا آپ کے پاس کوئی وصیت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ جنگ جمل کرنا یا آپ کی اپنی رائے ہے۔

تقریر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

ان کا سوال سن کر آپ نے فرمایا بخدا جب میں سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے والا ہوں تو اب میں سب سے پہلا آپ پر کذب بیانی کا گناہ کرنے والا نہیں۔ اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کوئی بخدا عہد نہیں لیا لیکن یاد رہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال با کمال اچانک نہیں ہوا اور نہ ہی آپ شہید کئے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض وصال میں چند دن اور راتیں گذاریں۔ (اور آپ نے اس بارے میں کوئی بات ارشاد فرمائی اور نہ ہی اس جنگ کے بارے میں کوئی وصیت فرمائی بس اتنا تھا کہ) جب بھی مؤذن آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر نماز کیلئے عرض کرتا تو آپ فرماتے: "ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں" مجھے نماز پڑھانے کیلئے بھی نہیں فرمایا حالانکہ آپ مجھے میرے گھر میں دیکھتے رہتے اور میں آپ سے اسی دوران کہیں باہر نہیں گیا اگر مجھے کوئی وصیت فرماتے تو میں بدل و جان وصیت کو بجا لاتا یہاں تک کہ آپ کی ازواج مطہرات سے ایک زوجہ مکرمہ نے (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) کیلئے امامت کے حکم پر) عرض کی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رقیق القلب ہیں جب وہ خود کو آپ کے مقام (مصلی) پر دیکھیں گے تو لوگوں کو قرأت نہ سنا سکیں گے فلہٰذا نماز کی امامت کیلئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایئے تاکہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں آپ نے اپنی زوجہ

مکرمہ کو فرمایا تمہارا حال سیدنا یوسف علیہ السلام کے زمانہ کی عورتوں جیسا ہے۔

بیعت علی با اصحابہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم:

جب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو آپ نے ہمارے دینی امور کا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو متولی بنایا ہم نے اپنی دنیا کا بھی انہیں متولی تسلیم کیا میں نے مسلمانوں کے ساتھ ان کی بیعت کی اور میں (حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے ان کی بیعت کا پورا حق ادا کیا ان کے بعد میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور ان کی بیعت کا پورا حق ادا کیا ان کے بعد میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور ان کی بیعت کا پورا حق ادا کیا لوگوں نے تجاوز کر کے انہیں شہید کر دیا اور میں ان قاتلین سے علیحدہ رہا پھر اہل اسلام نے مجھے اپنے امور کا متولی مقرر کیا اگر دین میں خرابی کا خطرہ نہ ہوتا تو میں کبھی بیعت نہ لیتا۔ لیکن اس بارے میں ایسے لوگوں نے چھلانگ لگا دی جنہیں میری طرح سبقت اسلامی نصیب نہیں اور نہ ہی میری جیسی قرابت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حصے میں آئی ہے اور نہ ہی میرے جیسا علم انہیں حاصل ہے اس سے ان کی مراد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ تقریر سن کر سب نے کہا، آپ نے سچ فرمایا۔

حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما سے جنگ پر سوال کا جواب:

لوگوں نے کہا (حضور آپ کی تقریر سے ہماری تسلی و تشفی ہو گئی) لیکن آپ اپنے دونوں ساتھیوں (حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما) سے جنگ کے بارے میں ارشاد فرمایئے حالانکہ وہ تو آپ کے بدر، حدیبیہ اور احد کے غزوات کے ساتھی ہیں اور دین اسلام و ہجرت میں آپ کی طرح سبقت کرنے والے ہیں آپ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے فرمایا انہوں نے مدینہ منورہ میں میری بیعت کی اور بصرہ میں آ کر خلعت بیعت اتار ڈالی، اگر کوئی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلعت بیعت اتارتا تو یقیناً ہم اس سے بھی جنگ کرتے اس طرح کوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلعت اتارتا تو بھی ہم اس سے ضرور جنگ کرتے۔

حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہم کی رپورٹ:

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تین دن تک مسلسل سمجھاتے رہے تیسرے دن آپ کی خدمت

میں حضرت حسن و حسین و عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہم سخت زخم خوردہ ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین مختلف علاقوں میں پھیل گئے ہیں اور ہر جگہ لشکر تیار کر رکھے ہیں ہمیں خطرہ ہے کہ وہ ہمیں شہید نہ کر ڈالیں اور باقاعدہ جنگ کی صورت نہ اختیار کر لیں ہمیں ان کے لشکریوں کے بچوں نے گالیاں دیں اور پتھراؤ کیا ان کے ساتھ ان کے غلام (نوکر) وغیرہ مل گئے پھر بیوقوف لوگ بھی ان کے ساتھ ہو گئے (آپ اس کی کوئی چارہ جوئی فرمائیں)

تقریر علی رضی اللہ عنہ واظہار عقیدہ غیب:

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے صورت حال سن کر دوگانہ (نفل) پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی اس کے بعد اپنے لشکر سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ اگر تم لوگوں پر غلبہ پا جاؤ تو پھر ان میں سے بھاگنے والوں کا پیچھا نہ کرنا اور نہ ان کے زخمیوں پر ہاتھ اُٹھانا ہے۔ دیکھو جنگ برتن میں ڈال کر تمہارے سامنے کر دی گئی ہے۔ اسے سمیٹنے کی کرو۔ جو بچ جائے گا وہ ان کے وارثین کا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے پکار کر فرمایا: اے زبیر! رضی اللہ عنہ تم میرے پاس آ جاؤ تمہارے لئے امان ہے اور ساتھ ہی فرمایا: تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کیا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے نہیں سنا تھا (اس وقت تیرا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں فرمایا تھا کہ اے زبیر رضی اللہ عنہ تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جنگ کرے گا اور تو ظالم ہو گا۔ پھر وہ (علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) تم پر غلبہ پا جائے گا۔

تبصرہ اویسی غفرلہٗ:

یہی غیبی خبر ہے جو پورے وثوق سے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بطور اتمام حجت حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو یاد دلا رہے ہیں۔

جواب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ:

آپ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ آپ وہ بات بتا رہے ہیں جسے زمانہ نے میرے ذہن سے اتار دیا تھا یقیناً میں تمہارے ساتھ ہرگز قتال نہیں کروں گا۔ اس پر آپ

کے صاحبزادہ نے کہا کہ اپ جنگ کیلئے تو نہیں آئے آپ تو صلح کیلئے آئے ہیں فلہٰذا قسم کا کفارہ یہ ہے کہ غلام آزاد کریں اور جنگ سے ہاتھ اٹھالیں اور وہ غلام آزاد کر کے جنگ کے خیال سے پیچھے ہٹ گئے۔

جنگ جمل اور اس کا انجام:

جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ جنگ ناگزیر ہے اور صلح سے مایوس ہوئے تو دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ دونوں لشکروں سے نکل گئے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر نے غلبہ پایا اس جنگ میں جانبین سے تیرہ ہزار شہید ہوئے اور اسی جنگ میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گئے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ موت کے نزغہ میں:

ثور بن مجزأۃ کہتے ہیں کہ میں جنگ جمل میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ پر اس وقت گزرا جب آپ کی زندگی کے چند لمحات باقی تھے مجھے دیکھ کر فرمایا: تم کون ہو؟ میں نے کہا میں امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لشکری ہوں آپ نے فرمایا ہاتھ بڑھایئے میں آپ کے ساتھ بیعت کرتا ہوں میں نے ہاتھ بڑھایا تو میری بیعت کر کے فرمایا کہ یہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بیعت ہے اس کے بعد ان کی روح پرواز کر گئی۔ میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو آ کر خوشخبری سنائی تو نعرہ تکبیر بلند فرمایا یعنی کہا: ''اللہ اکبر'' پھر فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ جنت میں داخل ہوگا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت ان کے گلے میں ہو گی، اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کر کے تجدید بیعت فرمائی۔ (رواہ الحاکم)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جنگ جمل کے بعد:

جنگ جمل کی فتح کے بعد عبد اللہ بن یزید بن ورقاء الخزاعی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ اونٹ پر کجاوے میں تشریف فرما تھیں عرض کی اے ام المؤمنین! آپ کو یاد ہوگا کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ مجھے اس بارے میں کیا حکم فرماتی ہیں؟ آپ نے فرمایا تھا کہ حضرت علی

المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا دامن مت چھوڑنا یہ سن کر ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا خاموش ہو گئیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عقیدت:

عبداللہ بن یزید نے لشکریوں کو کہا کہ اونٹ کی کونچیں کاٹ دو پس انہوں نے آپ کے اونٹ کی کونچیں کاٹ دیں تو آپ کے بھائی محمد بن ابی بکر اور ایک شخص اترے اور ہودج کو اُٹھایا پھر اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دیا اور ہودج تیروں کی بارش سے قنفد (ایک چھوٹا سا جانور جو باہر سے کانٹے دار ہوتا ہے) ہو گیا تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی آپ کو تو کوئی تکلیف نہیں پہنچی فرمایا نہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی اور عمار رضی اللہ عنہ کو فرمایا آپ رضی اللہ عنہا کیلئے قبہ تیار کرو چنانچہ قبہ تیار ہوا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے السلام علیکم عرض کر کے پوچھا اے میری ماں آپ کیسی ہیں؟ آپ نے فرمایا خیریت سے ہوں، عرض کی اللہ تعالیٰ آپ کو بخشے اس کے بعد بڑے بڑے لوگ اور اعلیٰ شخصیات ام المؤمنین صاحبہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام اور خیریت کا عرض کرتے رہے۔

اعدائے عائشہ رضی اللہ عنہا کو درے مارے گئے:

جب رات ہوئی تو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا بصرہ کو تشریف لے گئیں آپ کے ساتھ آپ کے بھائی تھے اور عبداللہ خلید کے گھر میں قیام فرمایا یہی گھر بصرہ میں سب سے بڑا تھا، اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے صفیہ بنت الحارث ابن طلحہ العبدری کے گھر میں رات بسر فرمائی یہ صفیہ ام طلحۃ الطلحات کے نام سے مشہور تھیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فتح کے بعد تین دن بصرہ کے کھلے میدان میں قیام رکھا اسی دوران آپ سے لوگوں نے تجدید بیعت کی یہاں تک کہ زخمیوں نے بھی، آپ نے بصرہ کی حکومت ابوبکرہ کے سپرد فرمائی انہوں نے انکار کیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کیلئے اشارہ فرمایا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو مقرر فرما دیا۔ پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حضور حاضر ہو کر ملاقات کی اجازت چاہی تو انہوں نے اجازت دے دی آپ نے السلام علیکم عرض کیا ام المؤمنین

نے وعلیکم السلام کہہ کر فرمایا مرحبا (خوش آمدید) اسی دوران کسی نے کہا، اے امیر المؤمنین! دروازے پر دو ایسے مرد کھڑے ہیں جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذمت کر رہے ہیں آپ نے قعقاع بن عمرو کو فرمایا کہ ان میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے مارو اور انہیں کپڑوں سے ننگا کر دو۔ (یعنی اضافی کپڑے اتار دو تا کہ سختی زیادہ محسوس ہو)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مدینہ شریف کی طرف شان وشوکت کے ساتھ روانگی:

جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بصرہ سے مدینہ طیبہ جانے کا ارادہ فرمایا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہلوا بھیجا کہ آپ کو جس طرح کی سواری اور زاد راہ و دیگر جتنی ضروریات ہوں پیش کروں اور فرمایا کہ آپ کے لشکر سے جو لوگ بچ گئے ہیں وہ بھی جہاں جس مقام پر جانا چاہیں ان کیلئے بندوبست کر دوں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روانگی کے وقت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اہل بصرہ کی مشہور چالیس خواتین کو روانہ فرمایا اور آپ کے بھائی محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ جانے کا حکم فرمایا۔

روانگی کے دن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ دروازے پر حاضر ہوئے اور دوسرے لوگ بھی، بی بی صاحبہ کجاوا میں سوار ہو کر دار سکونت سے باہر نکلیں اور تمام لوگوں کو الوداع کے ساتھ دعاؤں سے نوازا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فرمایا بیٹا آئندہ ہم میں کوئی بھی ایک دوسرے سے نہ الجھے اور فرمایا، بخدا میرے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے درمیان پہلے سے ہی ایسی وابستگی تھی جیسے کسی عورت کے اپنے زوج کے گھر والوں سے ہوتی ہے۔ بیشک علی اخیار میں سے ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کی اماں آپ نے سچ فرمایا بخدا ہمارے درمیان ایسی ہی وابستگی تھی جیسے آپ نے فرمایا ہے۔ لوگو! سن لو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تمہارے نبی کریم علیہ السلام کی دنیا و آخرت میں زوجہ مکرمہ ہیں، اس کے بعد میلوں تک الوداع کرنے کیلئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ساتھ رہے اور پھر بقیہ دن کے سفر کیلئے اپنے بیٹوں کو ساتھ بھیجا۔

نوٹ: یہ تمام بیان حافظ عماد الدین ابن کثیر کا اپنی تاریخ میں درج کردہ ہے ہم نے اس کی تلخیص پیش کی ہے۔

ادب واحترام علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ برائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

یہ تمام ادبی کاروائی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب واحترام کے تحت کی اور غیبی خبر پر اظہار عقیدہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ''اذا کـــان ذلك فاردها الی مأمنها'' جب یہ حادثہ پیش آئے تو اسے (عائشہ رضی اللہ عنہا کے مقام پر پہنچانا اور ساتھ ہی ان کے حقوق کی ادائیگی بھی فرمائی کیونکہ آپ بنص قرآن جملہ اہل ایمان کی ماں ہیں۔ رضی اللہ عنہا

اسی لئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نہایت ہی نرمی اور لطف وکرم سے کام لیا نہ تو بی بی صاحبہ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا اور نہ انہیں کسی قسم کی زجروتوبیخ کی بلکہ نہایت ہی عزت و احترام کے ساتھ واپس بھیجا۔ ام المؤمنین بجائے مدینہ منورہ جانے کے مکہ معظمہ میں رہیں یہاں تک کہ اسی سال حج کر کے واپس مدینہ طیبہ میں تشریف لائیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا علم غیب پر عقیدہ:

جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بصرہ سے واپس ہونے لگے تو ان کے پیچھے عمرو بن جرموز ہو لیا اور راستہ میں انہیں شہید کر دیا اور وہی تلوار لے کر بارگاہِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں پہنچا آپ نے اس سے تلوار لے کر غور سے دیکھا اور فرمایا کہ بہت بڑے دکھ کی بات ہے جسے صاحب تلوار نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ سے نقاب کشائی کی ہے یعنی بہت بڑا کام کیا ہے۔ اس کے بعد ابن جرموز نے کہا کہ مجھے اپنی بارگاہ میں حاضری کی اجازت بخشیں تھوڑی دیر کے بعد ابن جرموز کو اجازت بخشی اس نے آ کر کہا کہ میں ہی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا قاتل ہوں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (اے پاگل) تو ابن صفیہ کے قتل پر فخر کر رہا ہے تیرا ٹھکانہ تو جہنم ہے کیونکہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ حواری رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے، میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا کہ، قَاتِلُ ابْنِ صَفِيَّةَ فِي النَّارِ، ابن صفیہ رضی اللہ عنہ کا قاتل دوزخی ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہٗ:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ کتنا راسخ ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ باوجود یہ کہ مخالفین

میں سے تھے اور ان کے قاتل کو شہید کرنے پر شاباش دینے کی بجائے جہنم کی نوید سنا رہے ہیں یہ کتنا پیارا عقیدہ ہے جو اہلسنت (بریلوی) کے حصہ میں آیا۔ (الحمد للہ)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نصیحت:

عمر بن طلحہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمایا مرحبا اے میرے بھائی کے بیٹے میں نے جو تمہارا مال جنگ میں سمیٹا تھا وہ اپنے قبضہ کیلئے نہ تھا اس سے جو تمہارا مال ہے وہ لے جائیں، سمیٹا اس لئے تھا کہ بے وقوف لوگ لوٹ کر نہ لے جائیں۔ یاد رکھیں کہ مجھے امید ہے کہ میں اور طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم ان لوگوں سے ہیں جن کیلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ۔ (پ ۱۴، الحجر، آیت ۴۷)

''اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ کینے تھے سب کھینچ لئے آپس میں بھائی ہیں تختوں پر روبرو بیٹھے''۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کوفہ کو واپسی:

بصرہ کے علاقہ پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حاکم مقرر کر کے آپ کوفہ کو واپس ہو گئے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے عقیدت:

(ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے) حضرت عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں میں کون زیادہ محبوب تھا؟ آپ نے فرمایا، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ انہوں نے عرض کی تو پھر آپ نے ان پر خروج کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا: تیرے باپ نے تیری ماں سے نکاح کیوں کیا؟ حضرت عروہ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر سے تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میرا خروج بھی قضا و قدر کے مطابق تھا۔

جنگ جمل کا افسوس:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے کہا گیا یوم الجمل آپ نے فرمایا کہ لوگ تو یوم الجمل کہتے ہیں لیکن مجھے افسوس ہے کہ جیسے دوسرے لوگ اس جنگ میں شامل نہیں ہوئے کاش! میں بھی شامل نہ ہوتی اب میری آرزو تو یہی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دس

بیٹے عبدالرحمن بن الحارث بن ہاشم جیسے پیدا ہوتے اس سے بہتر ہے کہ میں جنگ جمل میں شریک نہ ہوتی۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

یہ اہلسنّت کی ترجمانی ہے کہ مشاجرات صحابہ کرام حق ہیں لیکن ان میں سے بعض مصیب تھے اور بعض مخطی لیکن ہر ایک کے ساتھ نیک عقیدت ضروری ہے مثلاً جنگ جمل میں حق پر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ تھے اور دوسرے حضرات جن میں ام المومنین رضی اللہ عنہا بھی ہیں وہ خطاء پر لیکن یہ خطاء اجتہادی ہے اسی لئے ان میں کسی پر سوء ظنی جہنم کا ٹکٹ خریدنا ہے۔

علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ

''ایک قوم ہلاک ہونے والی خروج کرے گی ان کی قائد عورت ہوگی ہاں ان کی قائد جنت میں جائے گی''۔ (رواہ البزار والبیہقی)

فائدہ: اس میں ام المومنین رضی اللہ عنہا کی طرف اشارہ ہے اور ہلاک ہونے والوں سے مراد صرف باغی ہیں نہ کہ جو خطاء اجتہاد میں مبتلا ہوئے جیسے حضرت طلحہ و زبیر وغیرہما رضی اللہ عنہما۔ (اویسی غفرلہ)

صاف سینے:

ابو البختری سے پوچھا گیا کہ اہل جمل پر کیا فتویٰ ہے کیا وہ مشرک ہیں؟ فرمایا نہیں وہ شرک سے دور ہیں۔ کہا گیا اور منافق ہیں؟ فرمایا منافق وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو بہت کم یاد کرتے ہیں اور اہل جمل اکثر اہل ذکر تھے۔ کہا گیا تو پھر وہ کیا ہیں؟ فرمایا وہ ہمارے بھائی ہیں ہمارے ساتھ بغاوت کی۔ (اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے)

(یہی اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ غزوۂ جمل کی قائد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بہشت میں ہیں اور باغی شرارتی دوزخ میں اور جن مجتہدین کا اجتہاد مبنی بر خطاء ہے اور وہ صحابی ہیں تو بہشتی ہیں باقی خدا جانے اور وہ۔)

(5) غزوۂ صفین

1- صحیح حدیث میں ہے کہ دو بڑے گروہ جنگ کریں گے اور ان کے درمیان بہت بڑا قتال ہوگا حالانکہ دونوں کا ایک ہی دعویٰ ہوگا۔

2- حضرت عطاء بن السائب رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے بے شمار راویوں نے بتایا کہ (ملکِ شام کے قاضیوں میں سے ایک قاضی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے امیر المؤمنین! بتایئے سورج اور چاند آپس میں نہیں ٹکراتے اور چاند ان کے ساتھ نصف ونصف ہیں آپ نے فرمایا تیری رائے کس کے ساتھ ہے کہا چاند کے ساتھ کہ اسے سورج پر غلبہ حاصل ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَ النَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَا اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً۔

(پ ۱۵، بنی اسرائیل آیت ۱۲)

''اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا تو رات کی نشانی مٹی ہوئی رکھی اور دن کی نشانیاں دکھانے والی''۔

یہ دلیل دے کر قاضی صاحب کو فرمایا چلا جا یہاں سے اور بخدا آئندہ ہمیشہ کیلئے میرے کسی محکمہ میں کام نہ کرنا حضرت عطاء نے فرمایا کہ میں نے بعد کو سنا کہ وہ قاضی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور صفین میں مارا گیا۔

فائدہ: یہ فراست حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہے کہ آپ نے قبل از صواب وخطاء کو ظاہر فرمادیا۔

(اویسی غفرلہٗ)

جنگ صفین کا سبب مختصراً:

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوگئی تو آپ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ آپ بھی میری بیعت قبول کرلیں جیسے دوسرے مسلمانوں نے کی ہے اور اپنے عہدہ سے فارغ ہوجائیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شام کے حاکم عرصہ سے چلے آرہے تھے یعنی حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں مسلسل شام کے حاکم مقرر

رہے انہیں امید تھی کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی انہیں شام کا حاکم برقرار رکھیں گے۔ لیکن

غلط بود آنچہ من پنداشتم۔

''وہ غلط نکلا جو میرا گمان تھا''۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا احسن مشورہ:

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو شام کی حکومت سے ہٹانے سے پہلے بیعت کا فرمایا جائے جب وہ بیعت قبول کرلیں پھر جو چاہیں فرمائیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بہت افسوس ہے اگر مجھے اجازت ہوتی کہ منافقت اسلام میں جائز ہے تو میں بھی کرگزرتا لیکن اہل قرآن (قرآن پر ایمان رکھنے والوں) کیلئے اللہ تعالیٰ راضی نہیں کہ وہ منافقت کریں۔

خروج حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا سبب:

جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنی معزولی اور بیعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خط پہنچا تو قسم کھا کر فرمایا کہ میں یہ حکومت شام) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد نہیں کرسکتا، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مصر کے حاکم تھے انہیں بھی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے معزول کردیا اس کے بعد ان دونوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر خروج کا تہیہ کرلیا۔

علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم امیر معاویہ و عمرو بن العاص کو اکٹھا بیٹھا دیکھو تو ان کو ایک دوسرے سے علیحدہ کردو حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو کہیں اکٹھا بیٹھا دیکھ کر ان کے درمیان بیٹھ گئے۔ (رواہ الطبرانی)

تبصرہ اویسی غفرلہٗ:

اس روایت میں غیبی خبر تو ہے ہی لیکن صحابی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ بر علم غیب بھی نہ بھولئے کہ انہوں نے کس طرح غیبی خبر پر عقیدہ کا عملی اظہار کیا۔

قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کا مطالبہ:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جنگ جمل سے فراغت پا کر کوفہ واپس آ کر جریر بن عبداللہ البجلی کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج کر فرمایا کہ جیسے دوسرے مسلمان میری خلافت میں داخل ہو چکے ہیں آپ بھی ہو جایئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا۔ انہیں ابو مسلم الخولانی نے فرمایا کہ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خلافت کے بارے میں جھگڑا کر رہے ہیں کیا آپ ان سے افضل ہیں یا ان کی مثل ہیں؟ انہوں نے کہاں نہیں بلکہ مجھے یقین ہے کہ وہ افضل ہیں لیکن تمہیں معلوم نہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم ہو کر شہید ہوئے اور میں ان کا چچازاد ہوں اور متولی بھی ہوں میں ان کے خون کے بدلہ کا مطالبہ کرتا ہوں۔ تم انہیں کہو کہ وہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کو ہمارے حوالے کر دیں یہی بات اہل شام نے کہی۔ ابو مسلم الخولانی کو حضرت امیر معاویہ نے یہی پیغام دے کر حضرت علی کے پاس بھیجا کہ امیر معاویہ عثمان رضی اللہ عنہما کے خون کا بدلہ مانگتا ہے اور وہ ان کا ولی اور چچازاد ہے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے وہی فرمایا کہ پہلے وہ میری بیعت قبول کر لیں جیسے دوسروں نے قبول کر لی ہے پھر وہ دم عثمان رضی اللہ عنہ کا مطالبہ کریں۔

غزوہ صفین کا آغاز:

اس کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جنگ کیلئے تیاری کرنے لگے شام سے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ سے چل کر صفین میں جمع ہوئے۔ سخت جنگ ہوئی تیس ہزار مسلمان شہید ہوئے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر نے اپنی کمزوری دیکھی تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف قرآن پاک بھیجو اور انہیں کہو کہ فیصلہ بحکم کتاب اللہ ہو۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مان جائیں گے۔

چنانچہ یونہی کیا گیا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مان لیا اور فرمایا کتاب اللہ کا فیصلہ ماننے کے ہم زیادہ حقدار ہیں یہ سن کر چند قراء (علماء) جو بعد میں خوارج ہو گئے یعنی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر سے نکل گئے انہوں نے کہا اے امیر المومنین! ہم انہیں اتنی مہلت دینا نہیں چاہتے ہم تو ان کے ساتھ تلواروں سے حملہ کریں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ خود فیصلہ فرمائے گا سہل بن حنیف نے انہیں کہا لوگو! خود لڑائی ترک کر دو بالآخر پنچائتی فیصلہ پر اتفاق ہو گیا۔

پنچائتی فیصلہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارادہ ہوا کہ اپنا نائب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بنائیں یہ ارادہ بدل کر حضرت ابوموسیٰ کو حکم بنایا کیونکہ اہل کوفہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حکم بنانے پر راضی نہ تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو حکم مقرر فرمایا، دونوں نے اتفاق کرلیا کہ دونوں (علی و معاویہ رضی اللہ عنہما) کو معزول کردیا چونکہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ہوشیار آدمی تھے اسی لئے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ پہلے تم اعلان کرو۔ انہوں نے اعلان کیا کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت سے معزول کرتا ہوں اس پر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر فرمایا کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معزول کردیا ہے میں حکومت پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کرتا ہوں۔ اس پر لوگوں میں شور برپا ہوا اور موسیٰ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص کو برا بھلا کہا کہ تم نے دھوکہ کیا (بات کچھ طے ہوئی اور اعلان کچھ اور ہوا) اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شام کو چلے گئے۔

دوبارہ جنگ کی تیاری لیکن نہ ہوسکی:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شام والوں سے دوبارہ جنگ کی تیاری کی لیکن خوارج کا معاملہ آڑے آگیا پھر ۳۹ھ میں اہل شام سے جنگ کا ارادہ فرمایا لیکن عراقیوں کی آراء میں اختلاف کی وجہ سے تیاری نہ ہوسکی ۴۰ھ میں جدوجہد کی گئی اس کا امیر لشکر قیس بن سعد بن عبادہ مقرر ہوا چالیس ہزار آدمیوں نے مرنے مارنے پر بیعت کی اسی دوران حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں یونہی تھا، یہ جنگ نہ ہوسکی۔

علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عروہ بن رویم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں آپ کے ساتھ کشتی لڑنا چاہتا ہوں اس پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے کہا میں تیرے ساتھ کشتی لڑتا ہوں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لَنْ يُّغْلَبَ مُعَاوِيَةُ اَبَدًا" معاویہ کبھی مغلوب نہ ہوگا۔ کشتی لڑی گئی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اعرابی کو پچھاڑ دیا۔

عقیدہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

غزوہ جمل، صفین کے دن سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ حدیث اگر مجھے یاد آجاتی تو میں کبھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ نہ کرتا۔ (رواہ ابن عساکر)

تبصرہ اویسی غفرلہٗ:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خود کو حق پر مانتے تھے تو جنگ لڑی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے سامنے اپنی حق فہمی کو قربان کر رہے ہیں لیکن چونکہ آپ حق پر تھے اسی لئے آپ کو یہ حدیث ذہن سے اتر گئی یا آپ کو پہنچی ہی نہ تھی۔

شہدائے صفین جنتی:

1- یزید بن اصم فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ صفین کے مقتولین کا کیا فیصلہ ہے؟ فرمایا: ہمارے اور ان کے مقتول جنت میں ہیں یہ فیصلہ میرے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوگا۔

2- میتب بن تحیہ نے کہا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے صفین کے مقتولین کی طرف لے گئے پہلے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے مقتولین پر کھڑے ہو کر فرمایا اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے اس کے بعد اپنے لشکر کے مقتولین پر کھڑے ہوئے اور ان کیلئے بھی اسی طرح دعا فرمائی۔ میں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین! پہلے آپ نے قتل کر دینے کو حلال قرار دیا اب ان پر رحم کی دعا مانگ رہے ہیں۔ فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ نے ہمارے قتل کرنے کو ان کیلئے گناہوں کا کفارہ بنا دیا ہے۔

3- حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا ہم میں اور ان میں جو صرف رضائے الٰہی کیلئے جنگ (صفین) میں شریک ہوا ہم قیامت میں اکٹھے آئیں گے۔ اسے سعید بن منصور نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔ (اویسی غفرلہٗ)

عجیب روایت:

ایک آدمی نے ابوزرعہ رازی کے پاس آکر کہا کہ مجھے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے

بغض ہے، انہوں نے کہا کیوں؟ عرض کی اس لئے کہ اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حق جنگ کی۔ فرمایا: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا رب رحیم رب ہے اور اس کا بالمقابل (حضرت علی رضی اللہ عنہ) بھی کریم رحیم ہے تو پھر تو اُن کے درمیان کیسے جگہ پا سکتا ہے؟ (ابن عساکر)

(6) خوارج یعنی نہروان کی جنگ

-1 حضرت مخنف بن سلیم نے کہا کہ ہم حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کی کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں مشرکین سے جنگیں لڑیں اب آپ مسلمانوں سے لڑ رہے ہیں؟ (یعنی خوارج سے) آپ نے فرمایا کہ ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین گروہوں سے جنگ لڑنے کا حکم فرمایا ہے۔

(i) ناکثین (2) قاسطین (۳) مارقین۔

ناکثین و قاسطین سے تو جنگیں لڑی جا چکی ہیں اب ہم انشاء اللہ تعالیٰ مارقین سے جنگ لڑ رہے ہیں۔ (رواہ احمد)

فائدہ: ناکثین عہد توڑنے والے، ان سے حضرت طلحہ وزبیر اور ان کے رفقاء رضی اللہ عنہم مراد ہیں۔ قاسطین حد سے تجاوز کرنے والے، ان سے حضرت امیر معاویہ اور ان کے رفقاء مراد ہیں (رضی اللہ عنہم)۔ مارقین حق سے روگردانی کرنے والے، ان سے خوارج مراد ہیں۔ (اویسی غفرلہٗ)

-2 ایک روایت ابی الصادق میں مخنف بن سلیم سے مروی ہے کہ ہمارے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد لیا تھا کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر ناکثین کے ساتھ جنگ لڑئیں ہم نے ان سے جنگ لڑی یعنی اہل جمل سے اور ہم سے عہد لیا کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر قاسطین سے جنگ لڑیں تو ہم ان کی طرف متوجہ ہیں یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی طرف اور ہمارے سے عہد لیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر مارقین سے جنگ کریں۔ (اور میں انہیں بھی زیادہ دور نہیں دیکھتا)

-3 الموفقیات میں حضرت زبیر بن بکار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس وقت وصیت فرمائی جب آپ کو ابن ملجم نے تلوار کا وار کیا فرمایا مجھے رسول اللہ

ﷺ نے اس اختلاف امت کی خبر دی جو آپ کے بعد برپا ہوگا۔ اور مجھے حکم فرمایا کہ ناکثین، مارقین اور قاسطین کے ساتھ جنگ کرنا اور اس کی بھی خبر دی جو مجھے حال ہی میں مصیبت پہنچی ہے یعنی ابن ملجم کا حملہ اور مجھے یہ بھی خبر دی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کا بیٹا بادشاہ ہوں گے اس کے بعد عنان حکومت مروان سنبھال لیں گے اور وہ پشت در پشت بادشاہی کریں گے یہ حکومت چلتی چلتی بنو عباس تک پہنچے گی اور مجھے وہ مٹی بھی دکھائی جس پر امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوگی۔

4- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ اس کی (یعنی ایک منافق) کی نسل سے ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جو کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہوں گے نہایت ہی احسن لہجہ میں قرأت کریں گے لیکن قرآن ان کے حلقوم سے تجاوز نہ کرے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے وہ اہل اسلام کو شہید کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے اگر تم انہیں پاؤ تو ان کو ایسے قتل کرنا جیسے عاد و ثمود کی قوم قتل کی گئی۔

فائدہ: اس حدیث کو امام بخاری، ابوداؤد، احمد، عبدالرزاق اور سعید بن منصور نے روایت کیا ہے۔ (اویسی غفرلہ)

5- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے مذکورہ روایت بیان کر کے فرمایا کہ وہ قوم تمام مخلوق انسانی اور جانوروں سے بدتر ہوں گے۔

فائدہ: اس حدیث کو امام مسلم، احمد، دارمی اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اویسی غفرلہ۔

6- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس طرح روایت کر کے فرمایا کہ انہیں قتل کر دو اور ان کے قتل میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس خوش قسمت کیلئے قیامت کے دن اجر و ثواب ہے جو انہیں قتل کرے گا۔

فائدہ: اس حدیث کو امام بخاری اور مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں، ابوداؤد نے اپنی سنن میں، نسائی نے سنن الکبریٰ میں، احمد نے ''المسند'' میں عبدالرزاق نے ''المصنف'' میں طبرانی نے ''الصغیر'' میں روایت کیا ہے۔ اویسی غفرلہ

7- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے انہوں نے اضافہ فرمایا کہ مبارک ہو

اسے جو انہیں قتل کرے یا جسے وہ شہید کریں ان کی علامت یہ ہے کہ وہ کتاب اللہ کی دعوت دیں گے لیکن ان کا وہ مقصد نہ ہو گا جو کتاب اللہ کا ہے بلکہ ان کا مقصد کچھ اور ہو گا (جیسے ہم اپنے دور میں دیکھ رہے ہیں کہ اس گروہ سے تعلق رکھنے والے بڑے زور وشور سے پکار رہے ہیں الجہاد، الجہاد لیکن جو مقصد ہے وہ دُنیا جانتی ہے اس موضوع کی تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف ''وہابی دیوبندی کی نشانی'' مطبوعہ، مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں اویسی غفرلہ) جوان سے جنگ کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تر ہو گا ان کی ایک نشانی سرمنڈانا ہے۔

8- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح ہے آپ نے اضافہ فرمایا کہ اگر وہ لشکر جو ان پر حملہ کر کے ان کا کام تمام کرے گا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق فیصلہ فرمایا ہے تو وہ ہرگز اپنی کاروائی سے پیچھے نہ ہٹیں ان کی ایک علامت یہ ہے کہ ان کے لشکر میں ایک ایسا مرد ہو گا اس کا ایک عضو تو ہو گا لیکن اس کا ہاتھ نہ ہو گا یعنی پستان جیسی شے اس کے ہاتھ پر ہو گی اور اس کے اسی عضو پر پستان جیسا گوشت کا ٹکڑا ہو گا اور اس پر سفید بال ہوں گے) اسے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور اسے قتل کر کے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ جس کام کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سالوں پہلے نوید سنائی۔ تفصیل کیلئے دیکھئے'' وہابی دیوبندی کی نشانی'' جو کہ مطبوعہ ہے۔ (اویسی غفرلہ)

9- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فرقہ حق سے نکل کر مسلمانوں سے لڑے گا اس فرقہ کو وہ گروہ قتل کرے گا جو حق کے زیادہ قریب ہو گا۔

تحقیق مصنف در بارہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

میں (مصنف کتاب) کہتا ہوں کہ اس میں دلیل ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی اسلام سے خارج نہ ہوئے بلکہ فسق کا ارتکاب بھی نہ کیا کیونکہ وہ مجتہد تھے ہاں وہ اپنے اجتہاد میں خطا پر تھے اور حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی حق کے قریب تر تھے کیونکہ آپ ہی ہیں جنہوں نے خوارج کو قتل کیا اور ابن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت میں تصریح ہے کہ خوارج کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ قتل کریں گے (مزید تفصیل فقیر کی

تصنیف ''خوارج اور ان کے ہمنوا'' میں مطالعہ فرمائیں۔ اویسی غفرلہ)

فائدہ: خوارج کے بارے میں ان گنت احادیث وارد ہیں۔

خوارج سے جنگ کے مختصر حالات:

جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء اور حضرت امیر معاویہ اور ان کے رفقاء رضی اللہ عنہم نے فیصلہ دو حکیمین پر چھوڑا تو چند قراء، خوارج، نے کہا کہ حضرت علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کافر ہو گئے (العیاذ باللہ) (آج بھی ان کے ہمنوا وہابی نجدی دیوبندی وغیرہ وہی بولی بول رہے ہیں کہ ان کے سوا باقی جملہ اہل اسلام کافر و مشرک اور بدعتی ہیں) امیر المؤمنین سے جدا ہو کر حرورا (بستی) میں دس ہزار کے قریب یہ لوگ جمع ہوئے اور ان کی تعداد تیرہ ہزار سے انیس ہزار کے درمیان تھی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو مصالحت کیلئے بھیج کر فرمایا: تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم تم اپنے خلیفہ کے پاس واپس آجاؤ لیکن یہ بتاؤ ان پر ناراض کیوں ہوئے ہو کیا انہوں نے اموال غنیمت صحیح تقسیم نہیں کیا یا کوئی فیصلہ غلط فرمایا انہوں نے کہا ہم ظاہر کریں تو فتنہ و فساد کا خطرہ ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا عام گمراہی کے فتنہ میں نہ پڑو اس فتنہ کے خطرہ سے جو آنے والے سال میں واقع ہو۔ (شاید وہ واقعہ ہو یا نہ ہو)

خوارج کا عزم:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تقریر سن کر بعض تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاں واپس آگئے لیکن اکثر اپنی ضد پر ڈٹ گئے اور کہا کہ ہم اپنے موقف پر قائم ہیں اگر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پنچائتی (تحکیم) پر قائم ہیں تو ہم ان کے خلاف ایسے جنگ کریں گے جیسے اہلِ شام کے خلاف صفین میں جنگ کی تھی اگر انہوں نے تحکیم کو توڑ دیا تو پھر ہم ان کے ساتھ مل کر جنگ کریں گے، یہ کہہ کر نہر کی جانب چل پڑے اور نہر پار کر کے ایک گروہ ان سے جدا ہو گیا اور اس نے لوگوں کو قتل کرنا شروع کر دیا تو ان کے ساتھیوں نے کہا ہم اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے علیحدہ نہیں ہوئے تھے کہ اہل اسلام کو قتل کریں۔

خوارج سے جنگ کا منظر:

جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خوارج کی کاروائی کا علم ہوا تو آپ اس وقت شام کی طرف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ کیلئے تیار ہو رہے تھے لیکن خوارج کی وجہ سے رک گئے اور اپنے رفقاء کو فرمایا کہ کیا تم دشمن (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) سے جنگ کیلئے چلو گے یا پہلے ان کا کام تمام کرلیا جائے جو ہمارے لشکر سے نکل کر ہمارے ساتھ جنگ پر آمادہ ہیں سب نے کہا ہم ان کی طرف یعنی خوارج کی طرف لوٹیں گے۔ آپ نے فرمایا: ان سے لڑنے کیلئے بیعت کا ہاتھ بڑھاؤ۔ سب نے بیعت کی۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے غیبی خبر دی:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جنگ سے پہلے فرمایا کہ بخدا ہمارے صرف دس شہید ہوں گے اور ان کے صرف دس بچ نکلیں گے۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا جیسے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ (یہی اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ اولیاء اللہ کو بھی بذریعہ الہام و کشف غیب پر آگاہی ہوتی ہے۔ (اویسی غفرلہ)

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا علم غیب کیلئے اظہار عقیدہ:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب خوارج کا کام تمام کر چکے تو فرمایا خوارج کے مقتولین میں ایسی صفات کے شخص کی تلاش کرو۔ تلاش بسیار کے باوجود وہ نہ ملا آپ نے فرمایا تلاش کرو وہ ضرور ہوگا چنانچہ دوسری بار تلاش کے بعد وہ شخص مل گیا جس کی نشانیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی تھیں۔ ایک شخص نے کہا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَبَادَهُمْ وَاَرَاحَنَا مِنْهُمْ۔

''سب تعریف اللہ کیلئے جس نے خوارج کو تباہ کیا اور ہمیں راحت و سرور سے مسرور فرمایا''۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ ایسا نہیں یعنی تباہ نہیں بلکہ ابھی وہ باپوں کی پشتوں میں وہ ماؤں کے پیٹوں

میں نہیں آئے ان کے آخری چور ڈاکو ہوں گے۔

خوارج ہر زمانہ میں:

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چند لوگ جانب مشرق (نجد وغیرہ) سے نکلیں گے قرآن خوب پڑھیں گے لیکن ان کے حلقوم سے قرآن تجاوز نہ کرے گا (یعنی صرف لفظی تلاوت ہوگی اور اندر سے قرآن کے خلاف (عقائد و طریقے) ظاہر کریں گے) جب ان کا ایک گروہ ایک دور میں ختم ہوگا تو دوسرے دور میں دوسرا نام لے کر نکلے گا یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ "دجال" کے ساتھ نکلے گا۔

مسئلہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جسے حروریہ (خوارج) نے قتل کیا وہ شہید ہے۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خوارج سے جنگ کی تو آپ سے پوچھا گیا کہ وہ کافر ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ تو کفر سے بھاگتے تھے، پھر سوال ہوا کہ کیا وہ منافق ہیں؟ فرمایا منافقین تو اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت کم کرتے ہیں یہ تو ذکر الٰہی بہت زیادہ کرتے ہیں پوچھا گیا تو پھر وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ فتنہ میں مبتلا ہوئے اس پر وہ اندھے بہرے ہو گئے۔

خوارج کے ہمنواؤں کی نشاندہی:

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خوارج کے بقایا فرقے یہ ہیں:

(1) قرامطہ (2) انہی میں سے باطنیہ (3) اسماعیلیہ (آغا خانی وغیرہ) ان کے فتنے بہت مشہور ہیں جنہوں نے بے شمار خلق خدا کو ہلاک و تباہ کیا اور بہت بڑے شہروں کو برباد کیا اس کے متعلق اشارہ آئے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

فائدہ: آغا خانی اور بوھری فرقے کے عقائد اور ان کے خلاف اہلِ اسلام کی رائے کیلئے ملاحظہ فرمائیں آغا خانی اور بوھری دھرم" فتاویٰ برکاتیہ کی روشنی میں، مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز کراچی۔

(7) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کیلئے خلافت سے دستبردار ہونا

-1 حضرت سفیان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی مدینہ پاک میں واپسی کے بعد میں حاضر خدمت ہوا اور عرض کی اے مومنوں کے ہلاک کرنے والے (نُعیم کہتے ہیں) یہ سفیان ان میں سے تھے جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے قول سے دلیل پکڑتے تھے جو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ دن اور راتیں نہیں گزریں گی یہاں تک کہ اس امت کا ایک ایسے مرد پر اتفاق ہوگا جو بڑی پیٹھ والا اور موٹے حلقوم والا ہوگا کھائے گا تو سیر نہ ہوگا اور وہ معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں اب مجھے معلوم ہوا کہ جو امر الٰہی واقع ہونا تھا واقع ہو گیا۔ (رواہ نعیم)

-2 حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد گرامی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ دن اور راتیں نہیں گذریں گی یہاں تک کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بادشاہ بنیں گے۔ (رواہ الدیلمی)

انتباہ: حدیث شریف میں لفظی معنی مراد نہیں بلکہ مجاز ہے کہ وہ شخص شدید قوت والا ہوگا ملک پر قابض ہو جائے گا حقیقی معنی میں رکھنا بھی جائز ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمائی کہ "اَنْ لَا یُشْبِعَ اللّٰہُ بَطْنَہ" اللہ تعالیٰ اس کے پیٹ کو سیری نہ کرے۔

-3 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو بلاؤ۔ میں نے عرض کی وہ کھانا کھا رہے ہیں اس طرح بلاوے پر میں نے جواب دیا۔ تیسرے بلاوے پر میرے جواب کے بعد فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس کا پیٹ طعام سے نہ بھرے" چنانچہ ہمیشہ تک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ طعام سے نہ بھرا جا سکا یعنی بسیار خوری کے باوجود بھوکے رہتے تھے۔ (رواہ مسلم والبیہقی، فی الخصائص الکبریٰ للسیوطی)

تبصرہ اویسی غفرلہٗ:

اس حدیث کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مذمت میں پیش کیا جاتا ہے حالانکہ فضیلت ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کیلئے بددعا نہیں بلکہ ان کیلئے خیر کی دعا ہے، کیونکہ طعام کھانے میں لذت ہے اور لذت ایک نعمت ہے لیکن جب پیٹ بھر جائے اور اس کی مقدار سے انسان آگے بڑھے تو بدہضمی کا شکار ہو جاتا ہے جو اس کیلئے مصیبت ہے لیکن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کیلئے اس مصیبت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے راحت و رحمت بنا دیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جتنا چاہیں کھائیں نہ انہیں بدہضمی ہو گی اور نہ قیامت کا حساب، بخلاف دوسروں کے کہ ان کیلئے زائد از ضرورت پر بدہضمی اور قیامت کا حساب۔

فائدہ: اس کی تحقیق ابی سفیان بن معاویہ عن صرف العنان مزید فقیر کے رسالہ ”صرف العنان عن معاویۃ بن ابی سفیان“ (زیر طبع) میں پڑھیے۔ اویسی غفرلہ

فائدہ: سلیمان بن عبدالملک بنوامیہ کا بادشاہ بھی ایسے ہی تھا کہ کھاتے کھاتے سیر نہیں ہوتا تھا۔

تبصرہ اویسی غفرلہٗ:

اس سے ہمیں کیا اس کیلئے جواب کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ صحابی تو نہیں ہم صحابیوں کی اس لئے طرفداری کرتے ہیں کہ وہ حبیب کبریا کے یار ہیں اور قاعدہ ہے کہ یار کا یار بھی پیارا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کو تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پیارے تھے کیونکہ وہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ صرف یار تھے بلکہ قریبی رشتہ دار (کہ ان کی بہن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں تھی) بھی تھے اور بھی بیشمار اسلامی فضائل و مناقب سے معمور تھے، تفصیل دیکھئے۔ ”فضائل امیر معاویہ“ زیر طبع میں۔ (اویسی غفرلہ)

مصنف کتاب کا پیارا جواب:

مصنف رحمۃ اللہ علیہ اوپر کا مقولہ مذکورہ لکھ کر فرماتے ہیں ممکن ہے، حدیث شریف سے بھی عبدالملک مراد ہو۔

4- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب تم دیکھو کہ حکومت ابن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے سپرد ہوگئی تو تم مکہ معظمہ کو چلے جاؤ۔

5- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں میری امت کے امور سپرد فرمائے گا خیال کرنا تم کس طرح کام چلاؤ گے حضرت ام حبیبہ (امیر معاویہ کی ہمشیرہ) ام المومنین رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا واقعی میرے بھائی کو بادشاہی عطا ہوگی؟ آپ نے فرمایا ہاں اس کی بادشاہی میں خوشیاں ہی خوشیاں ہوں گی ملک سرسبز و شاداب ہوگا۔ (رواہ ابن عساکر)

تبصرہ اویسی غفرلہٗ:

جو لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مذمت کرتے ہیں بعض بدقسمت اہلسنت بھی ان مذمت کرنے والوں میں شامل ہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل پر بھی نگاہ اور علم غیب کا عقیدہ بھی نہ بھولیئے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس وقت سے مجھے یقین ہو گیا تھا کہ میں ضرور اس امر میں مبتلا کیا جاؤں گا۔ کیونکہ اس ذات کے منہ سے جو بات نکلی وہ ہو کر رہتی ہے۔ (رواہ احمد)

عقیدہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ:

یہ صحابی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو منجانب اللہ غیب کا علم بھی ہے اور اختیار بھی ہے اویسی غفرلہٗ

انتقال حکومت کا سبب:

جب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خوارج کے ساتھ جنگ سے فراغت پائی تو آپ کا (ملک) شام کو جانے کی تیاری کا پروگرام تھا جیسے پہلے گذرا۔ اسی دوران ۱۷ رمضان المبارک کو آپ کی شہادت واقع ہوگئی آپ نماز صبح کیلئے دولت کدہ سے باہر تشریف لائے تو آپ کو سب سے بڑے بدبخت یعنی عبدالرحمٰن ابن ملجم نے شہید کر دیا اس نے تلوار کو زہر آلود کر رکھا تھا آپ کی پیشانی پر وار کر کے دماغ تک تلوار کی دھار پہنچا دی یہ واقعہ شب جمعہ

رمضان ۴۰ھ میں ہوا۔ اس کے بعد خلافت کیلئے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے کیلئے ہزاروں کا لشکر (جو پہاڑوں جیسے معلوم ہوتے تھے) لے کر ملک شام کی طرف چلے اسی غرض سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ملک شام سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے لیکن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عامر و حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ کو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہما کی طرف صلح کیلئے بھیجا۔ (یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نیک نیتی کی دلیل ہے)

شرائط صلح:

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے خون کی حفاظت کرتے ہوئے خلافت سے دستبردار ہو کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کرتا ہوں لیکن ہم بنو عبدالمطلب مال سے مالا مال ہیں یعنی جود وسخا کے عادی ہیں اور اپنے تابعدار کی بھی وسعت دیکھنا چاہتے ہیں یہ ہماری فطرت ہے ہم قلت مال کو نہیں دیکھتے اس امت کا کئی بار خون بہہ چکا یعنی شامی و عراقی خوب لڑے بھڑے انہوں نے ایک دوسرے کے خون خوب بہائے اب سوائے درگذر اور عدم انتقام کے کوئی چارہ نہیں۔

فائدہ: ان فرستادگان (حضرت ابن عمر و حضرت ابن سمرہ رضی اللہ عنہما) نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو عرض کی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، آپ کے سامنے ایسی ویسی شرائط پیش کرے اور آپ سے مطالبات منوائے اور کوئی ایسا سوال کرے جو آپ کے حل کرنے کا نہ ہو تو، آپ نے فرمایا پھر تمہارا کیا خیال ہے عرض کی ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

جواب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ:

آپ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو جواباً کہا کہ آپ جیسے فرمائیں گے ویسے ہی ہوگا آپ کی ہر شرط پوری کروں گا بلکہ سفید کاغذ بھیج دیا اور نیچے اپنی مہر لگا دی اور عرض کی آپ جو چاہیں لکھیں مجھے کسی قسم کا انکار نہ ہوگا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے چند شرائط لکھیں اور وہ یہ ہیں:

1- کوفہ کا بیت المال ہمارا ہے۔

2- دار ابی جرد کا خراج ہمارے لئے ہوگا۔

3- حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد خلافت میرے بھائی حسین رضی اللہ عنہ کے سپرد کی جائے گی۔

ایک روایت میں ہے:

4- مسلمانوں کو عام اجازت ہو کہ وہ جنہیں چاہیں جس علاقہ کا حاکم مقرر کریں۔

5- اہل عراق کے در پے نہ ہونا اور نہ ان سے کسی قسم کا انتقام لیا جائے گا۔

شرائط تسلیم کر لی گئیں تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے خلافت سے دستبرداری کے اظہار کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔

تقریر امام حسن رضی اللہ عنہ:

جب بیعت قبول ہوگئی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے امام حسن رضی اللہ عنہ منبر پر رونق افروز ہو کر تقریر فرمایئے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا:

اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہمارے پیارے بزرگوں کے صدقے ہدایت بخشی اور ہمارے آخری آدمی کی برکت سے تمہارے خون کی حفاظت فرمائی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے میرے ساتھ خلافت کا جھگڑا کھڑا کیا حالانکہ خلافت کا حق دار میں ہوں اور میں خلافت سے اس لئے دستبردار ہو رہا ہوں کہ مسلمانوں کا خون محفوظ ہو جائے اس کا اجر اللہ تعالیٰ سے چاہتا ہوں اور بس۔

علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی تقریر سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے گواہی دی کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے سنا کہ میرا یہ بیٹا سید (سردار) ہے یہ عنقریب مسلمانوں کی دو بہت بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا جن کے درمیان بہت بڑا کشت وخون ہوتا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کو امام بخاری، ابوداؤد، نسائی، احمد، ابن حبان، بزار، حمیری، طیاسی، ابن ابی شیبہ، اسحاق، معمر، خطیب، ابونعیم، ابوعمر الدانی، دولابی، حاکم، طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ (اویسی غفرلہٗ)

تبصرہ اویسی غفرلہٗ:

اس حدیث شریف سے علم غیب کے علاوہ ذیل کے اختلافی مسائل حل ہوئے۔

1- حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی مذمت کرنے والوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھایا کہ یہ تو میرے بیٹے کا بہترین کارنامہ ہے اسی لئے وہ تو سیادت کا مستحق ہے نہ کہ مذمت کے لائق۔

2- حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں جماعتوں، جماعت امام حسن و جماعت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کو مسلمانوں فرمایا جو لوگ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بغض میں انہیں اور ان کے حامیوں کو کافر کہتے ہیں وہ ہوش کے ناخن اتاریں۔ اویسی غفرلہٗ

خوشی کا اظہار:

اس صلح کے بعد اس سال کا نام سنۃ الجماعۃ (جماعت حق کا سال) اس لئے کہ اس سال لڑنے بھڑنے والے مسلمان آپس میں شیر وشکر ہوئے اور ان کے درمیان قتل و غارت سے تمام مسلمان مامون و محفوظ ہوئے۔

تقریر سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

حارث نے فرمایا کہ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ صفین سے واپس ہوئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ وہ ہمیشہ کیلئے تو حاکم نہیں رہیں گے تو ایسی عجیب باتیں بیان فرماتے کہ جو پہلے کبھی نہ فرمائی تھیں اور ایسی احادیث سناتے جو کبھی نہ بیان کی گئیں ان میں سے ایک یہ فرمایا: اے لوگو! امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت سے کراہت نہ کرو بخدا اگر تم انہیں نہ پاؤ گے تو لوگوں کے سروں کو کندھوں سے حنظل کی طرح نیچے گرتے دیکھو گے (یہ فراست سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد کیا ہوگا؟ جس پر واقعات کربلا وغیرہ شاہد ہیں۔ بعض باتوں کی تفصیل آنے والے اوراق میں آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ (اویسی غفرلہٗ)

(8) بنوامیہ کی حکومت

ان میں یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ اور اس کے بعد والے جن کے دور خلافت میں بہت بڑے فتنے کھڑے ہو گئے ان فتنوں کو کالی رات سے تشبیہ دی جا سکتی ہے کہ جیسے سیاہ راتیں بڑی مشکل سے کاٹی جاتی ہیں یزید اور اس کے بعد والوں کے اکثر کا یہی حال رہا۔

1- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مبغوض ترین بنو امیہ و ثقیف اور بنو حنیفہ تھے یہ بھی اکثریت پر محمول کیا جائے۔

2- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جب بنوامیہ چالیس مرد ہو جائیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اپنا تابعدار (غلام) بنائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے مال کو نحل (عطیہ اور غنیمت) اور کتاب اللہ کو مال جمع کرنے کا ذریعہ بنالیں گے۔

فائدہ: اس حدیث کو امام حاکم ،طبرانی اور نعیم نے روایت کیا ہے۔ (اویسی غفرلہٗ)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مال بلاخوف کھائیں گے اور کتاب اللہ کو پھینکنا شروع کر دیں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ بنوابی العاص کی تعداد جب تیس (30) مردوں کو پہنچے گی تو وہ دین اسلام میں مداخلت شروع کر دیں گے۔

''نہایہ'' میں فرمایا الخول کا معنی ہے کسی شخص کے غلام اور پیروکار اس کا واحد خائل اور یہ لفظ واحد کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔جس سے مراد غلام یا لونڈی ہے۔اور یہاں یہ دوسرا معنی مراد ہے۔

علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم

3- ابن المواہب فرماتے ہیں کہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا تو آپ کے ہاں مروان حاضر ہوا اور عرض کی اے امیر المؤمنین! میری ضرورت پوری کر دیجئے میں بہت بڑا عیالدار ہوں میں دس بچوں کا باپ اور دس بھتیجوں کا چچا ہوں اور دس بھائیوں کا بڑا بھائی ہوں۔ جب مروان چلا گیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تخت پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

کے ساتھ بیٹھے تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابن عباس! تمہیں معلوم ہوگا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بنوالحکم (مروانی) کے گھر کے افراد دس ہو جائیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے مال کو آپس میں اپنی دولت اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اپنا تابعدار اور کتاب اللہ کو دھوکہ بنالیں گے جب وہ چار سو ننانوے ہو جائیں تو ان کی تباہی پہلی کھجور کے کھانے سے بھی جلد ہوگی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہاں بخدا مجھے یاد ہے۔

4- مذکور ہے کہ مروان نے اپنی ضرورت کیلئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں اپنے بیٹے عبد الملک کو بھیجا اس نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ضرورت پیش کی جب عبد الملک واپس لوٹا تو حضرت امیر معاویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ اے ابن عباس! آپ کو یاد ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مروان کا نام لے کر فرمایا کہ یہ چار جابر بادشاہوں کا باپ ہے۔ (رواہ البیہقی)

5- حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ ہر امت پر آفت نازل ہوتی رہی اور اس امت کی آفت بنوامیہ ہے۔

فائدہ: اسے ابونعیم نے ''الفتن'' میں نقل کیا ہے، اس کی سند میں ایک راوی جو یبر ہے جس کیلئے امام دارقطنی اور نسائی نے فرمایا کہ وہ متروک الحدیث ہے۔ (اویسی غفرلہ)

6- عمران بن جابر الجعفی (یہ وفد کے افراد میں سے ایک فرد ہے) نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ''بنوامیہ کیلئے ویل (خرابی) ہے یہ تین بار فرمایا''

فائدہ: اسے دیلمی نے مسند الفردوس میں روایت کیا۔ (اویسی غفرلہ)

7- محمد بن کعب القرظی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم اور اس کی اولاد پر لعنت فرمائی سوائے ان کے جوان میں صالحین ہیں اور وہ بہت تھوڑے ہیں۔

8- عمرو بن مرہ الجہنی کہتے ہیں حکم ابن ابی العاص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی آپ نے اس کی آواز پہچان کر فرمایا سانپ یا سانپ کے بچے کو آنے دو اللہ تعالیٰ اس پر لعنت بھیجے اور اس پر جو اس کی پشت سے پیدا ہو سوائے ان کے کہ ان میں سے اہل

ایمان میں وہ تھوڑے ہیں۔ (یہ حدیث مستدرک للحاکم میں ہے۔ اویسی غفرلہ)

فائدہ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اور ان جیسوں کے استثناء کیلئے ہے ورنہ مروانی اکثر دنیا میں تو برگزیدہ سمجھے جائیں گے لیکن آخرت میں ذلیل تر ہیں، مکار، دغاباز، ان کی دنیا میں بہت بڑی عزت وعظمت ہوگی لیکن ان کیلئے آخرت میں کچھ نہیں۔

9- زہیر بن الاقمر فرماتے ہیں کہ حکم بن ابی العاص نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا آپ کی باتیں قریش کو جا کرسنا تا یعنی چغل خور تھا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اور اس پر جو بھی اس کی پشت سے تا قیامت پیدا ہوں گے (مگر جن کا پہلے سے استثناء ہوا)

10- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے منبر پر بیٹھ کر فرمایا کہ مجھے اس گھر محترم (کعبہ) اور شہر محترم (مکہ معظمہ) کے رب کی قسم ہے حکم بن ابی العاص اور اس کی تمام اولاد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ملعون ہیں۔

11- نیز آپ نے طواف کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے اسی مکان کے رب کی قسم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم بن ابی العاص اور اس کی اولاد پر لعنت بھیجی یعنی مروان کا باپ اور اس کی جملہ اولاد (سوائے صالحین کے)۔

12- حضرت ابو یحییٰ نخعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں حضرت امام حسن، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کے درمیان بیٹھا تھا مروان انہیں گالی دے رہا تھا حضرت امام حسن امام حسین رضی اللہ عنہما کو اس کے جواب دینے سے روکتے تھے، مروان نے کہا تمام اہلِ بیت (حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اس کے تمام گھر والے) ملعون ہیں اس پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے غضب ناک ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تم پر لعنت کی جب کہ تو باپ کی پشت میں تھا۔

فائدہ: یہ حدیث طبرانی فی الکبیر میں ہے۔ (اویسی غفرلہ)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کی زبان سے تیرے باپ پر

لعنت کی جب کہ تو اپنے باپ کی پشت میں تھا۔

13- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے بنوالحکم میرے منبر کو بندروں کی طرح روندر ہے ہیں۔

(الحدیث رواہ ابو یعلی و الحاکم و البیھقی)

14- حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں بنوامیہ کو اپنے منبر پر دیکھا تو آپ کو برا لگا اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ یہ دنیا ہے جو انہیں دی جائے گی۔ اس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔ (رواہ البیھقی)

15- حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوامیہ کے ایک ایک (مرد) کو اپنے منبر پر خطبہ پڑھتے دیکھا تو آپ کو برا لگا اس پر آیت نازل ہوئی۔

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (پ۳۰، الکوثر آیت ۱)

''اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں''۔

اور یہ آیت نازل ہوئی:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ o وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ o لَيْلَةُ الْقَدْرِ o خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ o (پ۳۰، القدر)

''بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اُتارا اور تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے، شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے''۔

فائدہ: حضرت قاسم بن الفضل رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نے بنوامیہ کی حکومت کا اندازہ لگایا تو وہ ہزار ماہ سے نہ زائد ہے نہ کم۔ (رواہ الترمذی والحاکم والبیھقی)

16- زہری وعطاء خراسانی سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم (والد مروان) کو فرمایا کہ گویا میں تیری اولاد کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ میرے منبر پر چڑھتے اترتے ہیں۔ (رواہ البیھقی)

17- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو حکم بن ابی العاص گذرا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کی صلب میں جو کچھ ہے اس سے میری امت کی ہلاکت وتباہی ہے۔

18- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنو امیہ کے جبابرہ (ظالموں) میں سے ایک جابر (ظالم) کی میرے اس منبر پر نکسیر پھوٹ پڑے گی، چنانچہ عمرو بن السعید بن العاص کی نکسیر منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر پھوٹی اور اس کا خون منبر پر بہا یہاں تک کہ منبر کی سیڑھیوں تک پہنچا۔

19- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں شام کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت ابوالحسن (علی رضی اللہ عنہ) تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا میرے قریب ہو جایئے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوتے گئے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے مابین کوئی نہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا منہ مبارک ان کے کان سے ملا کر راز کی باتیں فرماتے رہے، جب حضرت ابوالحسن (علی رضی اللہ عنہ) نے گھبرا کر سر اٹھایا پھر کسی دروازہ کھٹکھٹانے والے نے اپنی تلوار سے دروازے پر دستک دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اسے ایسے پکڑ کر لاؤ جیسے بکری کو دودھ دوہنے والے کے پاس لایا جاتا ہے ہم نے دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حکم بن ابی العاص کے کان پکڑے ہوئے لاتے ہیں اور اس کا کان لٹکا ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر تین بار لعنت کی پھر فرمایا ایک کونے میں بیٹھ جا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بہت سے انصار و مہاجرین حاضر ہوئے پھر آپ نے اسے بلا کر فرمایا: لعنت ہو تجھ پر پھر فرمایا: عنقریب یہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والا ہے اور اس کی پشت سے بڑے فتنے اٹھیں گے یہاں تک کہ ان کا دھواں آسمان تک پہنچے گا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یہ تو لاشے ہے اور ذلیل ترین انسان ہے کیا اس سے ایسے ہوگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں اس وقت تمہارے بعض اس کے ساتھی ہوں گے"۔

حکم بن ابی العاص یعنی مروان کے باپ کی شہر بدری:

اس کے بعد حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم بن ابی العاص کو طائف کی طرف شہر بدر کر دیا اس نے بقیہ زندگی طائف میں گذاری اسے حضرت ابوبکر صدیق نے لوٹایا نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہما

نے لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں اسے واپس مدینہ پاک میں بلالیا۔

فائدہ: یہ ان امور میں سے ایک امر ہے جس کی بنا پر آپ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) پر تنقید ہوئی وہی آپ کی شہادت کے سبب بنے۔

فائدہ: اس پر اعتراضات کے جوابات کیلئے فقیر کا رسالہ "عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کے جوابات" زیر طبع میں مطالعہ فرمائیں۔ (اویسی غفرلہٗ)

ویسے بنوامیہ کی دولت بمعہ سلطنت کا تقاضا بھی یہی تھا کہ فسادات و مظالم کا دور دورہ ہو اب چند فتنوں کا مختصراً حال لکھا جاتا ہے۔

زمانۂ یزید پلید کے واقعات

یزید کے زمانہ میں جو امور واقع ہوئے ان میں سے ایک حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت بھی ہے۔

1۔ شہادتِ امام حسن رضی اللہ عنہ:

اس کا سبب یہ ہوا کہ یزید نے امام حسن رضی اللہ عنہ کی زوجہ جعدہ کندیہ کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنے شوہر محترم کو زہر کھلا دے تو وہ اس سے نکاح کرے گا اور اس کیلئے ایک لاکھ درہم خرچ کرے گا۔ اس نے یونہی کیا جس سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ چالیس دن تک بیمار رہے، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے بڑی کوشش کی کہ زہر کھلانے والے کا نام بتائیں لیکن آپ نے انکار کردیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ ہی اس سے انتقام لے گا (فرمایا) زہر کا یہ حال ہے کہ میرے جگر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے ہیں اور مجھے معلوم بھی ہے کہ میں کہاں سے ڈسا گیا ہوں۔ اس سے آپ کا اشارہ یزید کی طرف تھا اور میں آپ کو قسم دے کر کہتا ہوں کہ آپ اس بارے میں کچھ نہ کرنا، اور آپ کو قسم دے کر کہتا ہوں کہ میری وجہ سے ایک قطرہ خون بھی نہ بہانا۔

تقریر امام حسن رضی اللہ عنہ:

آپ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ کوفہ کے لوگوں کی باتوں میں نہ آنا وہ آپ کو ذلیل کریں گے اور آپ کو بے وطن کریں گے۔ بخدا میں دیکھ رہا ہوں کہ ہم میں اب نبوت

ختم ہے تو خلافت بھی، میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت لے لی ہے کہ وہ مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفنانے دیں انہوں نے اجازت دے دی ہے ان سے اس بارے میں عرض کرنا لیکن مجھے خطرہ ہے کہ یہ قوم یعنی بنوامیہ آپ کو اس سے (یعنی میری وہاں تدفین سے) روکیں گے اگر وہ روکیں تو ان سے مزاحمت نہ کرنا مجھے اپنی امی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے قریب جنت البقیع میں دفن کر دینا۔ اس فرمان کے چالیس دن کے بعد آپ کا وصال ہو گیا۔ اکثر اس پر ہیں کہ وہ سن ۵۰ ھ تھا۔

تدفین پر مزاحمت:

جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا آپ اپنے معاہدہ پر قائم ہیں؟ فرمایا: ہاں مجھے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی قدر و منزلت ہے اسی لئے مجھے کوئی انکار نہیں۔ اس وقت مروان حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مدینہ طیبہ کا حاکم تھا وہ اور بنوامیہ میں سے اس کے رفقاء مانع ہوئے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے رفقاء نے ہتھیار اٹھا لئے اور کہا ہم مروان اور اس کے ساتھیوں سے لڑیں گے، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے امام حسین رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ آپ اپنے بھائی کے سب سے پہلے ترک وصیت نہ بنیں انہوں نے آپ کو وصیت کی تھی کہ آپ میری وجہ سے جنگ نہ کریں گے۔ اتنا منت سماجت کی کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو واپس لوٹا کر گھر لے آئے اس کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو جنت البقیع میں آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔

جعدہ کا مطالبہ:

امام حسن رضی اللہ عنہ کی تدفین کے بعد جعدہ نے یزید کے پاس آدمی بھیج کر وعدہ پورا کرنے کا مطالبہ کیا، لیکن یزید نے انکار کر دیا اور جعدہ سے نکاح نہ کیا۔

ازالۂ وہم:

جعدہ کے بارے میں مشہور ہے کہ اس نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دیا لیکن تعجب ہے کہ یہ

روایات کہاں تک صحیح مانی جاتی ہیں جب کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے پیارے بھائی امام حسین رضی اللہ عنہ کے بار بار پوچھنے پر تاوصال نہ بتایا پھر باقی لوگوں کو کیسے معلوم ہو گیا۔ (اویسی غفرلہ)

2-شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ:

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے یزید کے بارے میں فرمایا اے معاذ! یاد رکھ کہ پانچ (5) خلفاء کی گنتی پوری ہو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یزید کے بارے میں فرمایا اللہ تعالیٰ اسے برکت نہ دے حسین کی موت کی خبر مجھے دی گئی ہے اور مجھے اس کی شہادت گاہ کی مٹی بھی دکھائی گئی ہے اور اس کے قاتل کی بھی اطلاع دی گئی ہے مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! جس قوم میں حسین کی شہادت ہوئی اور اس کیلئے انہوں نے رکاوٹ نہ کی تو اللہ تعالیٰ ان کے سینے اور دل ایک دوسرے کے خلاف کر دے گا اور ان پر شرارتی لوگوں کو مسلط کر دے گا اور وہ آپس میں بھی مختلف گروہ ہو جائیں گے۔

فائدہ: مصنف کتاب نے فرمایا کہ اس میں ان لوگوں کی مذمت ہے جنہوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور آپ کو اپنے وطن سے نکال کر دشمن کے حوالے کر دیا اور دشمنوں سے آپ کا دفاع بھی نہ کیا۔

فائدہ: (حدیث شریف میں ہے) آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فراخ دلی پر افسوس ہے کہ خلیفہ کے بعد خود ساختہ خلیفہ مقرر ہوا اور میری اولاد تو شہید ہو جائے اور نااہل کو خلافت سپرد کی جائے۔

دس خلفاء کی خبر:

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاذ! رضی اللہ عنہ جب دس خلفاء ہوں گے پھر فرمایا ولید فرعون کا نام ہے (یعنی وہ اس جیسا ہوگا) وہ شرائع اسلام کو ڈھائے گا اس کے خون سے اس کے اپنے گھر والوں کا کوئی ایک ہاتھ دھوئے گا (الحدیث) (یعنی اسے اپنے گھر والوں میں سے کوئی قتل کرے گا)

نوٹ: یہ حدیث طبرانی فی الکبیر میں ہے اور پھر ان کے حوالے سے ''مجمع الزوائد'' میں ہے۔

(اویسی غفرلہ)

فائدہ: جب دس خلفاء تک نوبت پہنچے گی اس سے مراد یہ ہے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سمیت دس خلفاء ہوں گے تو اس وقت اس حدیث میں ولید بن عبدالملک مراد ہو سکتا ہے کیونکہ خلفاء کی فہرست یوں ہے خلفاء راشدین (1) سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (2) سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ (3) سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ (4) سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ (5) سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہم (6) یزید (7) یزید کا بیٹا معاویہ رضی اللہ عنہ (8) ابن الزبیر رضی اللہ عنہ یا مروان (9) عبدالملک (10) ولید بن عبدالملک۔

احتمال دیگر:

اگر دس سے بعد کے خلفاء مراد ہیں اور ولید سے مراد ولید بن یزید بن عبدالملک ہے اس لئے ولید کے بعد سلیمان اور اس کے بھائی نے ملک کی باگ ڈور سنبھالی پھر گنتی میں دو یہ اور (3) عمر بن عبدالعزیز اور (4) یزید، (5) ہشام یہ دونوں عبدالملک کے بیٹے ہیں ان کے بعد والے ملا کر نو (9) ہوں گے تو (10) ولید بن یزید ہے۔ اور دوسرے احتمال کی تائید حدیث کے الفاظ "یبوء بدمه رجل من اهل بیته" (یعنی اس کے خون سے اس کے گھر والوں سے کوئی ایک ہاتھ رنگے گا) سے ہوتی ہے اس لئے کہ اس ولید کو اس کے چچا زاد یزید بن ولید نے قتل کیا اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "سل اللہ سفیه فلا اغماد له" اللہ تعالیٰ اپنی تلوار کا منہ کھول دے گا پھر اس کے بعد سے نیام میں مشکل ہو جائے گا سے تائید ہوتی ہے اس لئے اس پر ان کا آپس کا اختلاف بڑھ گیا انہی کے دور میں بنو امیہ پر بنو عباس نے غالب ہو کر ان سے ملک چھین لیا۔ اسی لئے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر ولید بن یزید کی حکومت ثابت ہو جائے تو حدیث میں عاشر سے یہی ولید مراد ہے ورنہ ولید بن عبدالملک مراد ہے۔

علم غیب:

کئی طرق سے مروی ہے جس کے بعض طرق کی امام حاکم نے تصحیح فرمائی ہے وہ یہ کہ حضرت جبریل علیہ السلام اور ایک روایت میں بارش کا فرشتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوں گے اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس علاقہ (کربلا) کی مٹی بھی دکھائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مٹی ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے سپرد فرما دی اور انہیں غیبی

خبر دی کہ، حسین کی شہادت کے دن یہ مٹی خون سے تبدیل ہو جائے گی چنانچہ ایسے ہی ہوا جیسے نبی ﷺ نے فرمایا، پھر آپ ﷺ نے اُسے سونگھا تو فرمایا۔ رِیْحُ کَرْبٍ وَبَلَاء (دکھ درد اور بلا کی بو) ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

اسی نسبت سے اس دھرتی کا تا حال کربلا نام ہے یہ کرب وبلا کے بعد مخففاً کربلا ہے فقیر نے اس کربلا کی تاریخ میں رسالہ لکھا ہے۔ تفصیل اسی میں پڑھیے بنام "سرزمین کربلا"۔
(زیر طبع، اویسی غفرلہ)

امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا سبب:

جب امام حسن رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو اہل شام سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت کرائی پھر جب آپ حج کرنے آئے تو اہل حجاز کے مہاجر وانصار رضی اللہ عنہم سے یزید کی بیعت لینی چاہی تو سب نے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر آپ کو اس میں دلی رغبت ہے تو پھر آپ جانیں اور آپ کا کام اگر مشورہ ہے تو پھر اہل اسلام کی رائے پر چھوڑیے۔ (چونکہ یہ کام سیاست کے طور تھا ورنہ ہو سکا)

یزید پلید کی حکومت اور امام حسین رضی اللہ عنہ:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا تو ملک شام و دیگر ممالک سے یزید کی بیعت لی گئی یزید نے اپنا حاکم مدینہ منورہ بھیج کر حکم دیا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ سے خصوصیت سے بیعت لی جائے امام حسین رضی اللہ عنہ یزید کے ظلم کے پیش نظر بیعت سے انکار کرتے ہوئے حاکم کے پہنچنے سے پہلے ہی مکہ معظمہ چلے گئے اور مکہ معظمہ پہنچے تو آپ کو اہل کوفہ نے پیغام بھیجا کہ آپ کوفہ میں تشریف لائیے ہم سب آپ کی بیعت کریں گے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ کو کوفہ جانے سے روکا بلکہ ان کا دھوکہ سمجھایا اور آپ کے والد گرامی کو شہید کرنے کی مثال بھی دی پھر آپ کے بھائی امام حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ ناروا سلوک بھی بتایا لیکن امام حسین رضی اللہ عنہ نے ان کا مشورہ نہ مانا پھر انہوں نے کہا کہ اگر جانا ہے تو اکیلے جایئے اہل وعیال کو ساتھ نہ لے جائیں آپ

نے ان کی یہ بات بھی نہ مانی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما رو پڑے اور فرمایا "واحسیناہ حسین کیلئے افسوس"۔ یہی مشورہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی دیا لیکن ان کا مشورہ بھی قبول نہ فرمایا اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دے کر فرمایا: "شہید کو اللہ کی امان میں دے رہا ہوں"۔ یونہی آپ کو ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے بھی روکا بلکہ اہل مکہ میں کوئی ایسا نہ تھا جو آپ کی کوفہ کی روانگی کے وقت غمگین نہ ہوا ہو۔

فائدہ: دوسرے بزرگوں کی طرح امام محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی کوفہ کی طرف روانگی پر بہت سخت صدمہ پہنچا اور اتنا روئے کہ آپ کے سامنے رکھا ہوا تھال آنسوؤں سے پر ہو گیا۔

امام مسلم رضی اللہ عنہ کی کوفہ کو روانگی:

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کوفہ جانے سے پہلے امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہما کو روانہ فرمایا تا کہ اہل کوفہ سے بیعت لیں۔ امام مسلم رضی اللہ عنہ کوفہ پہنچے تو بارہ (۱۲) ہزار یا اس سے بھی زائد کوفیوں نے امام مسلم کی بیعت کی یزید کو معلوم ہوا تو اس نے ابن زیاد کو بھیجا تا کہ وہ آپ کو شہید کر دے چنانچہ اہل کوفہ نے امام مسلم رضی اللہ عنہ کو گرفتار کرا کے انہیں شہید کرا دیا اور بیعت کرنے والے متفرق ہو گئے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کی کوفہ روانگی:

امام مسلم رضی اللہ عنہ کو بھیجنے کے بعد حالات سے بے خبری پر خود بھی کوفہ کیلئے چل پڑے راستہ میں آپ کو فرزدق (شاعر) ملا اس سے اہل کوفہ کے متعلق پوچھا تو اس نے صاف کہا:

قُلُوْبُ النَّاسِ مَعَكَ
وَسُيُوْفُهُمْ مَعَ بَنِيْ اُمَيَّةَ
وَالْقَضَاءُ يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ

اہل کوفہ کے قلوب تو آپ کے ساتھ ہیں، لیکن ان کی تلواریں بنوامیہ کے ساتھ، تقدیر آسمان سے اترتی ہے (وہی ہوگا جو منظور خدا ہوگا، اویسی غفرلہ)

جب امام حسین رضی اللہ عنہ قادسیہ کے قریب پہنچے تو کسی نے آپ کو کوفہ کے ناگفتہ بہ حالات سنائے اور شہادت امام مسلم رضی اللہ عنہ کی خبر دی اور واپس لوٹ جانے کی گذارش کی لیکن امام مسلم بن عقیل کے بھائیوں نے کہا آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم آپ واپس نہ ہوں یہاں تک کہ ہم امام مسلم کا بدلہ لیں یا شہید ہو جائیں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہاری شہادت کے بعد ہمیں بھی جینے کا کوئی مزہ نہ آئے گا یہ کہہ کر آپ چل پڑے راستے میں آپ کو ابن زیاد کا لشکر ملا وہ آپ کو کربلا لے گیا اس نے آپ کے مقابلے کیلئے بیس ہزار جنگی جوان تیار کر رکھے تھے جب وہ لشکر امام حسین رضی اللہ عنہ کے قریب آیا آپ کو کہا کہ یہاں کربلا میں اتریئے ہمیں ابن زیاد کا اسی طرح کا حکم ہے اور یہ بھی حکم ہوا ہے کہ ہم آپ سے یزید کی بیعت لیں آپ نے فرمایا مجھے مہلت دو میں یزید سے خود بات کروں گا لیکن ابن زیاد نہ مانا اور کربلا میں اترنے پر مجبور کر دیا۔

جنگ چھڑ گئی:

امام حسین رضی اللہ عنہ کو ابن زیاد نے جتنا مجبور کیا کہ آپ یہاں کربلا میں ہی ٹھہریں آپ نے انکار کر دیا اس پر جنگ چھڑ گئی اکثر جنگی آپ کو خط لکھنے والے اور آپ کی بیعت کرنے والے تھے اللہ تعالیٰ شہید کرنے والوں پر لعنت کرے اور آپ کو رسوا و ذلیل و خوار کرنے والوں کو سو بار رسوا کرے۔ کیونکہ انہوں نے اہلِ بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذاتی مفاد پر فدا کر دیا اللہ تعالیٰ انہیں ذلیل و خوار کرے کیسے دھوکہ باز و دغاباز تھے اور کیسے کمینے ذلیل ترین تھے۔

کوفیوں سے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ناراضگی کا اظہار:

اسی لئے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بخدا اگر میرے بس میں ہو تو اے کوفیو! تمہیں شامیوں کے ہاتھ دینار کے بجائے درہم میں بیچ ڈالوں تمہارے دس ایک درہم میں بکیں۔

مقابلہ لشکر امام حسین رضی اللہ عنہ:

آپ اتنی بڑی تعداد (کثیر لشکر) سے مقابلہ کیلئے تیار ہو گئے اس وقت آپ کے ساتھ اپنے اہل و عیال سمیت اسی (80) سے زائد چند افراد تھے۔ آپ مقابلہ میں مضبوط ہو کر

ڈٹ گئے اور اگر وہ ان پر پانی بند نہ کرتے تو کبھی بھی ان پر غالب نہ آ سکتے تھے اور جنگ شروع ہوگئی آپ کے پچاس آدمی شہید ہو گئے تو آپ نے اعلان فرمایا کہ کوئی ہے جو حریم رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرے اس پر یزید بن الحارث آپ کے نانا کی شفاعت کی امید میں ابن زیاد کے لشکر سے نکل کر میدان میں اترا اور ابن زیاد کے لشکر کے ساتھ لڑتا ہوا شہید ہو گیا۔ تمام لشکر شہید ہو گیا (سوائے پردہ دار خواتین اور سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے) صرف آپ اکیلے رہ گئے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ میدان جنگ میں:

جب آپ کا لشکر شہید ہو گیا تو آپ بنفس نفیس میدان جنگ میں اترے آپ نے ان پر اپنے چچا حضرت حمزہ اور اپنے باپ حضرت علی رضی اللہ عنہم جیسا حملہ کیا یہاں تک کہ ان کے بے شمار بہادروں کو تہ تیغ کیا لیکن چونکہ وہ کثیر تعداد تھے اس لئے آپ کو گھیرے میں لے لیا اور آپ کی حریم کے درمیان حائل ہو گئے۔ آپ نے پکار کر فرمایا کہ اپنے نوجوانوں، پاگلوں کو ہماری بیبیوں سے دور رکھنا لوگو! انہیں روکو کہیں یہ بیبیوں پر حملہ نہ کر دیں۔ آپ بدستور ان سے لڑتے رہے یہاں تک کہ سخت زخمی ہو کر گرے آپ کو اکتیس تیر چبھے اور چوبیس زخم آئے اس کے باوجود آپ کو پیاس نے بھی ستایا آپ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے اس پر ظالموں نے آپ کا سر مبارک تن سے جدا کر دیا آپ کی شہادت دسویں محرم یوم عاشوراء ۶۱ ھ میں ہوئی۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون)

امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک ابن زیاد کے سامنے:

جب قاتل لعین آپ کا سر مبارک کاٹ کر ابن زیاد لعین کے سامنے لایا تو اس نے بڑے سرور میں یہ اشعار پڑھے۔

أَوْقِرْ رِكَابِيْ فِضَّةً وَذَهَباً
اِنِّيْ قَتَلْتُ مَلِكاً مُحَجَّباً
قَتَلْتُ خَيْرَ النَّاسِ أُمّاً وَأَباً
وَخَيْرَهُمْ اِذْ يَنْسِبُوْنَ نَسَباً

''بھر چاندی اور سونے کے تھال بے شک میں نے بادشاہ کو قتل کیا ہے میں نے ماں باپ کے اعتبار سے لوگوں کے سب سے بہتر کو شہید کیا کیونکہ بہتر وہی ہوتا ہے جو بہتر نسب سے منسوب ہو''۔

یہ اشعار پڑھ کر ابن زیاد نے قاتل حسین کے سر کو قلم کرنے کا حکم دیا اور کہا جب تو نے جان لیا کہ وہ ایسے ہیں تو پھر انہیں شہید کیوں کیا۔

شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے بعد کا منظر:

ظاہر یہ ہے کہ ابن زیاد نے قاتل امام حسین رضی اللہ عنہ کو اس لئے قتل کرایا کہ اس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی، اشعار میں مدح کیوں کی اس لئے قتل نہیں کیا کہ اس نے انہیں شہید کیوں کیا (کیونکہ وہ تو یہی چاہتا تھا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا جائے، اویسی غفرلہٗ) چنانچہ یہ امور ہمارے قول کی دلیل ہیں۔ (1) امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک ایک طشت میں رکھ کر آپ کے دندان مبارک پر چھڑی مارتا رہا (2) آپ کے ناک مبارک میں چھڑی کرتا تھا آپ کے دندان مبارک اور مسوڑھوں کے حسن پر تعجب کرتا تھا۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رو کر فرمایا کہ امام حسین اہل بیت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ مشابہ تھے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل ابن زیاد کے سامنے:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن زیاد! امام حسین رضی اللہ عنہ کے دانتوں سے چھڑی ہٹا لے خدا کی قسم! کہ میں نے بارہا دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم امام حسین رضی اللہ عنہ کے دونوں لبوں کے درمیان بوسہ دیتے تھے اور فرمایا: میں تمہیں اس سے بڑھ کر امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک اور فضیلت سناتا ہوں جس سے تو جل بھن جائے گا، میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے امام حسن رضی اللہ عنہ دائیں ران پر اور امام حسین رضی اللہ عنہ کو بائیں ران مبارک پر بٹھا کر اپنا ہاتھ مبارک دونوں کے سر مبارک پر رکھ کر فرمایا: ''اے اللہ! میں نے انہیں تیرے اور نیک لوگوں کے سپرد کیا'' اے ابن زیاد! دیکھ کیسی پیاری امانت تیرے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ابن زیاد سے اس کا بدلہ لیا اور خوب لیا۔

ابن زیاد کا انجام بد:

امام ترمذی نے سند صحیح سے روایت کیا کہ جب ابن زیاد قتل کیا گیا تو اس کا سر امام حسین رضی اللہ عنہ والی جگہ پر رکھا گیا تو ایک غیبی اژدہا آیا۔ لوگ اسے دیکھ کر بھاگ گئے تو وہ مجمع کو چیرتا ہوا سیدھا ابن زیاد کے سر تک پہنچ کر اس کے منہ میں داخل ہوتا اور اس کے نتھنوں سے نکلتا تھا کبھی نتھنوں میں داخل ہو کر منہ سے نکلتا تھا اس طرح اس نے تین بار ایسے ہی کیا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک:

جب قصر امارت (گورنر ہاؤس) کوفہ میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک لایا گیا تھا اس وقت ابن زیاد نے کہا سر کو ڈھال پر رکھ کر میری دائیں جانب رکھو تمام لوگ اس کے دائیں بائیں دو قطاروں میں تھے اس نے کہا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مع اس کے رفقاء کے نیچے اتار دو اور انہیں شام روانہ کرنے کیلئے تیار کرو، آل حسین رضی اللہ عنہ کے بچے اونٹوں پر رسیوں سے جکڑ کر باندھ دو اور خواتین کے پردے ہٹا دو اور دوسروں سے دو پٹے اتارو، اور یزید کے پاس بھیج دو۔ (اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے)

غیبی آواز:

جب امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر اور دوسرے قیدیوں کو لے کر پہلی منزل طے ہوئی تو سر مبارک لے جانے والوں نے ایک غیبی ہاتھ دیکھا جو خون سے رنگا ہوا ہے اس پر یہ لکھا تھا۔

أَتَرْجُوْ أُمَّةٌ قَتَلَتْ حُسَيْنًا
شَفَاعَةَ جَدِّهٖ يَوْمَ الْحِسَابِ

جس امت نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا، کیا وہ اس کے نانا جان رضی اللہ عنہ کی یوم حساب میں شفاعت کی امید رکھتی ہے۔

"این خیالست و محالست و جنون"

یہ آواز اور شعر سن کر سارے لوگ بھاگ گئے اور سر مبارک چھوڑ گئے لیکن ابن زیاد و یزید کے خوف سے واپس آئے اور سر مبارک پھر اٹھا کر ملک شام کی طرف چلے جب سر مبارک

یزید کے پاس پہنچا تو خواتین اہل بیت رضی اللہ عنہم کو جامع مسجد (اُموی۔ دمشق) کے قریب اس جیل خانے میں رکھا گیا جہاں دوسرے قیدیوں کو رکھا جاتا ہے۔

شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے بعد کا منظر:

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن آسمان نے خون کے آنسو بہائے یزیدیوں کے برتن خون سے بھر گئے اور سورج گرہن ہوا تاریکی چھا گئی یہاں تک کہ لوگوں کو گمان ہوا کہ قیامت قائم ہوگئی اور اس تاریکی میں آسمان کے ستارے نظر آئے ستارے ایک دوسرے پر گرے پانی خون سے تبدیل ہوگیا۔ تین دن تک دنیا تاریک رہی۔

شہدائے کربلا:

امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ کے بھائی، بیٹے اور امام حسن کے بیٹے اور اولاد جعفرو عقیل سے انیس (19) نفوس شہید ہوئے۔

امام حسن بصری رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی:

آپ نے فرمایا کہ آج کے بعد روئے زمین سے شبیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کیلئے اُٹھ گیا اور لوگوں نے یہ اشعار پڑھے۔

عینی ابکی بعبرة و عویل — و اندبی ان ندبت آل الرسول

تسعة منهم لصلب علی — قد أبیدوا و تسعة لعقیل

"اے آنکھ آنسو بہا اور خوب رو اور ندبہ کرنا چاہتی ہے تو آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر خوب ندبہ کر، نو (9) تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے شہید ہوئے اور نو (9) حضرت عقیل کی اولاد سے" (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

(9) حرہ کی جنگ

1- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے مدینہ پاک میں جنگ ہوگی وہ حالقہ ہے یہ

میں نہیں کہتا کہ وہ سر مونڈنے والی ہے بلکہ دین کو مٹانے والی۔ اسی لئے تم مدینہ پاک سے نکل جانا اگرچہ ایک برید کے فاصلہ پر (رواہ ابن شیبہ)

-2 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرب کیلئے افسوس ہے ایک شر سے جو عنقریب واقع ہوگا تقریباً ۶۰ھ میں اس وقت امانت غنیمت اور صدقہ سمجھا جائے گا، گواہی جان پہچان کی وجہ سے دی جائے گی اور فیصلہ خواہش نفسانی پر کیا جائے گا۔ (رواہ الحاکم)

-3 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ دعا کرتے تھے اے اللہ! مجھے سن ساٹھ ۶۰ھ اور لڑکوں کی حکومت میں زندہ نہ رکھنا ان کا اشارہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی طرف تھا کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے چھوکروں سے ہوگی (ان کا حاکم یزید ہوگا) (رواہ البخاری)

-4 حضرت ایوب بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس حرہ (شرقیہ) میں میری امت میں میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد سب سے برگزیدہ لوگ شہید ہوں گے۔

-5 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حرہ زہرہ (حرہ شرقیہ) میں میری امت کے برگزیدہ لوگ شہید ہوں گے۔

-6 حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں دینی عدل وانصاف قائم رہے گا، سب سے پہلا مرد بنو امیہ میں سے اس میں رخنہ ڈالے گا

-7 حضرت ابو العالیہ (تابعی) فرماتے ہیں کہ ہم ملک شام میں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے فرمایا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا پہلا مرد جو میری سنت میں تبدیلی کرے گا وہ بنو فلاں (یعنی بنو امیہ) سے ہوگا حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے پوچھا وہ میں تو نہیں فرمایا نہیں۔

(کیونکہ یہ یزید امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھائی جلیل القدر صحابی تھے اور دوسرا یزید حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا یہی ننگ اسلاف ہے اور یہاں حدیث میں یہی مراد ہے۔ اویسی غفرلہ)

-8 حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا معاملہ ہمیشہ عدل وانصاف پر قائم رہے گا یہاں تک کہ اس میں سب سے پہلا آدمی

جو رخنہ ڈالے گا وہ بنو امیہ کا ایک فرد ہوگا اسے یزید کہا جائے گا۔ (رواہ ابو یعلی)

9- حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلا شخص جو میری سنت کو تبدیل کرے گا وہ بنو امیہ میں سے ہوگا اسے یزید کہا جائے گا۔ یعنی اس کا نام یزید ہوگا۔

فائدہ: اسے رویانی نے اپنی ''مسند'' میں ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ان روایات کو ہمارے دور کے یزید پرست فرقے غور سے پڑھ کر اپنے انجام بد کی فکر کریں (وما علینا الا البلاغ) یزید کی خباثت کی تفصیل فقیر کے رسالہ ''شہادت حسین وشرارت یزید'' مطبوعہ، مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور، کا مطالعہ کریں۔ (اویسی غفرلہٗ)

واقعہ حرہ کا مختصر حال:

جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اکابر اھل الحجاز رضی اللہ عنہم سے یزید کی بیعت کا ارادہ فرمایا یعنی ابن عمر وابن عباس وعبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم وغیرہ وغیرہ کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ یزید کی بیعت قبول کریں انہوں نے کوئی جواب نہ دیا پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک لاکھ درہم حضرت ابن عمر کو بھیجے تو آپ نے اسے وصول فرمایا (لیکن بیعت قبول نہ کی) پھر انہوں نے دوبارہ آدمی بھیجا تاکہ یقینی جواب لے کر آئے اس نے کہا آپ یزید کی بیعت کیوں قبول نہیں فرماتے آپ نے فرمایا وہ لاکھ درہم اسی کا معاوضہ ہے تو سن لو کہ جو کچھ تم نے بھیجا ہے کہ میرے دین کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں، میں بیک وقت دو امیروں کی بیعت ہرگز نہیں کر سکتا۔

پھر حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی طرف آدمی بھیجا، تو انہوں نے سخت جواب دیا حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بھی اسی طرح سخت جواب دیا۔ اس سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یقین ہوگیا کہ اہل حجاز یزید کی بیعت نہ کریں گے اور نہ وہ اس سے راضی ہوں گے تو اس معاملہ سے خاموش ہو گئے۔

ا معاویہ رضی اللہ عنہ کی وصیت:

جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو اپنے بیٹے یزید سے کہا کہ میں نے تمام

شہر چھان ڈالے اور لوگوں کو تیری بیعت کیلئے تیار کیا لیکن مجھے اہل حجاز سے تمہارے متعلق خطرہ ہے ان کے ہاں سے اگر تمہیں اشکال ہو تو ان کی طرف مسلم بن عقبہ کو بھیجنا کیونکہ وہ میرا آزمایا ہوا آدمی ہے اور میں اسے اپنا خیر خواہ سمجھتا ہوں۔

خلافت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما:

جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا اور امام حسین رضی اللہ عنہ (خلافت کے حق دار تھے اس طرح امام حسن رضی اللہ عنہ کو صلح نامہ لکھ دیا گیا) ان کے ساتھ جو ہوا (تو آپ کی شہادت کے بعد) حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے یزید کے خلاف جھنڈا بلند کیا اور مکہ معظمہ میں اقامت پذیر ہوئے اہل مدینہ بھی ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے ہمنوا ہو گئے انہوں نے بھی یزید کی بیعت توڑ دی اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کر لی حالانکہ اس سے پہلے یزید کی بیعت قبول کر لی تھی اب نہ صرف بیعت توڑ دی بلکہ جتنے بنوامیہ میں سے لوگ مدینہ منورہ میں مقیم تھے انہیں گھروں میں بند کر دیا۔ مروان نے یزید کی طرف پیغام بھیجا کہ اس وقت ہم (بنوامیہ) مدینہ منورہ میں محصور ہیں اور پینے کا پانی ہم پر بند ہے ہائے فریاد رس۔

یزید کا اہل مدینہ پر حملہ:

تو یزید نے مروان کے پیغام کے بعد مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کیلئے مسلم بن عقبہ المری کو بارہ ہزار (12) کا لشکر دے کر بھیجا اور کہا کہ پہلے انہیں تین دن بیعت کی دعوت دینا اگر قبول کر لیں تو ٹھیک ورنہ ان سے جنگ کرنا جب تم غالب ہو جاؤ تو تین دن تک اسے لشکر کیلئے مباح کر دینا ان کے زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا اور جو شکست خوردہ ہیں ان کا پیچھا کرنا وغیرہ وغیرہ، مسلم بن عقبہ نے مدینہ منورہ میں ذوالحجہ ۶۳ھ میں پہنچ کر جنگ کا اعلان کر دیا۔

اہل مدینہ کی حفاظتی تدبیر:

اس وقت مدینہ منورہ میں انصار کے امیر عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ اور قریش کے عبداللہ بن مطیع اور باقی جملہ قبائل کے معقل بن سنان الاشجعی رضی اللہ عنہم تھے انہوں نے مدینہ منورہ کے ارد گرد خندق کھودی۔ اہل شام اہل مدینہ کی اس تدبیر سے گھبرا گئے اور جنگ نہ

کرنے کا ارادہ کر لیا کہ جنگ انہیں نا گوار گزری لیکن بنو حارثہ نے شامیوں کی ایک قوم کو خندق کی جانب مدینہ پر حملہ کرنے کا موقع دے دیا اہل مدینہ نے جب مدینہ شہر کے اندرون نعرہ ہائے تکبیریں سنیں تو انہیں اپنے اہل کا خوف ہو گیا اور جنگ کا ارادہ ترک کر کے خندق کو چھوڑ کر مدینہ منورہ کی طرف واپس لوٹ آئے یہی ان کی شکست تھی۔

مدینہ منورہ میں لوٹ مار ریاض الجنۃ اور مسجد نبوی میں یزیدی خباثتیں:

مسلم بن عقبہ خبیث نے فتح کے بعد اعلان کر دیا کہ مدینہ منورہ میں تین دن تک جو کچھ چاہو کرو۔ یہ سن کر بد باطن لشکری مردوں کو قتل کرتے رہے اور عورتوں سے زنا کرتے رہے ان کو عبداللہ بن مطیع معارض ہوئے تو سات بیٹوں سمیت شہید ہو گئے ان کا سر یزید خبیث کے پاس بھجوایا گیا ان کے علاوہ قریش کے بڑے بڑے سات سو سے زائد شہید ہوئے اور دوسرے عوام موالی اور غلام اور بچے عورتیں دس ہزار سے زائد شہید کیے گئے۔ ان ظالموں نے بچوں کو قید کر لیا اور عورتوں سے زنا کیا اس زنا سے ایک ہزار عورتیں حاملہ ہوئیں جو اولاد ان سے پیدا ہوئی ان کا اہل مدینہ نے اولاد الحرہ نام رکھا۔

ان خبیث ظالموں نے مسجد نبوی کے ستونوں سے گھوڑے باندھے اور ریاض الجنۃ میں گھوڑے دوڑتے پھرتے رہے اور روضہ رسول ﷺ اور منبر شریف کے درمیان پیشاب اور لید کرتے رہے اور تین دن تک مسجد نبوی ویران پڑی رہی کوئی بھی اس میں نماز نہ پڑھ سکا۔

زندہ نبی کریم ﷺ کی روضہ اقدس میں نماز باجماعت:

حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہ ان دنوں مسجد نبوی میں (روضہ اقدس کے قریب) چھپ گئے وہ ان دنوں قبر انور سے اذان و اقامت کی آواز سنتے تھے یزیدی لوگ آپ پر ہنستے اور کہتے تھے اس مجنوں کو دیکھو قبر (روضہ رسول ﷺ) میں نماز پڑھ رہا ہے، اس کی وجہ یہ ہوئی کہ یزیدی خبیث حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کو تلاش کرتے ہوئے کہ وہ بیعت کریں کہ طاعت اللہ اور معصیت اللہ میں یزید کے عبد و غلام ہیں جیسا کہ دوسرے لوگوں نے بیعت کی، آپ نے فرمایا: میں اس کی بیعت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ اور سنت ابو بکر و سنت عمر رضی اللہ عنہما پر پورے

اترنے کی شرط پر کروں گا یہ سن کر لشکر کے سردار نے کہا اسے شہید کردو۔ بعض نے کہا چھوڑو اسے یہ تو مجنوں ہے اسی لئے آپ کو چھوڑ دیا گیا اور آپ موت سے بچ گئے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے گھر لوٹ مار اور ان کی تذلیل و توہین:

بہر حال جو بھی یزید کی اس طرح بیعت کرنے سے انکار کرتا تو اس کے قتل کا حکم دے دیا جاتا۔ ایک خبیث گروہ صحابی رسول حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے گھر میں گھس گیا جتنا مال و متاع ان کے ہاتھ میں لگا تمام لوٹ لیا۔ اس کے بعد دوسرا گروہ آپ کے گھر میں آیا جب گھر میں کچھ نہ پایا تو آپ کو الٹا کر آپ کی داڑھی مبارک کے تمام بال نوچ لئے۔

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ محفوظ رہے:

یزیدی لشکر حضرت علی بن الحسین رضی اللہ عنہ یعنی امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے درپے آزار اس لئے نہ ہوئے کہ یزید خبیث نے انہیں کہہ دیا تھا کہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے درپے آزار نہ ہونا کیونکہ وہ اہل مدینہ کی کاروئی میں شامل نہیں ہوئے۔

فائدہ: مسلم بن عقبہ کا نام اس وقت سے مسلم کی بجائے مُسرف رکھا گیا کیونکہ اس نے قتل وفساد کی حدیں توڑ دیں۔

حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ پر حملہ کا یزیدی علم:

مدینہ منورہ سے فارغ ہو کر خبیث مسلم بن عقبہ، حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کی طرف مکہ معظمہ روانہ ہوا کیونکہ یزید خبیث نے اسے کہہ دیا تھا کہ جب تم مدینہ منورہ کے فساد فتنہ سے فراغت پاؤ تو مکہ معظمہ جا کر ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کا کام تمام کرنا۔ مسلم بن عقبہ خبیث اسی دوران بیمار ہو کر مکہ معظمہ کے راستہ میں مر گیا چونکہ نہایت درجہ کا جاہل و گمراہ تھا اور اسے اپنی جہالت وضلالت پر یقین تھا اسی لئے مرتے وقت کہا۔ اے اللہ تعالیٰ میں نے شہادت ان لا الہ الا اللہ کے سوا کوئی نیکی نہیں کی لیکن میں اہل مدینہ کے قتل سے پر امید ہوں کہ مجھے بخش دیا جائے گا اگر اس عمل کے باوجود بھی میں دوزخ میں داخل ہوا تو مجھ سے زیادہ بد بخت اور کوئی نہ ہوگا۔ پھر حُصین بن نُمیر کو پکار کر کہا کہ یزید خبیث (امیر المؤمنین) نے تجھے میرے بعد میرا نائب

مقرر کرنے کا حکم کیا تھا اس لئے لشکر کو لے کر فوراً ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہو جاؤ کہا کہ مجانیق (فلاخین) مکہ کے ارد گرد نصب کرنا اور اس نے کہا کہ اگر وہ کعبہ معظمہ کی پناہ لیں، تو کعبہ معظمہ پر تیروں کی بارش کر دینا۔

کعبہ معظمہ کی بے حرمتی:

تو وہ چل پڑا اور جا کر مکہ کا محاصرہ کیا اور چونسٹھ (64) دن مکہ معظمہ پر نہ صرف محاصرہ رہا بلکہ جنگ جاری رہی یزیدی لشکر بیت اللہ پر فلاخین کے ذریعہ تیر برساتے رہے ایک بدبخت نے تیر کے سر پر چنگاری باندھ کر کعبہ معظمہ کی طرف ہوا میں لہرایا چنگاری کے ذریعہ بیت اللہ جل گیا (پناہ بخدا) اسی دوران خبر پہنچی کہ یزید مر گیا۔

ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کا یزیدی لشکر پر غلبہ:

اہل مکہ واہل مدینہ سب نے مل کر شامی یزیدی لشکر پر حملہ کیا تو شامی یزیدی ذلیل وخوار ہو کر بھاگنے لگے ان میں کوئی ایسا نہ تھا جو سواری پر بیٹھ کر سر جھکا کر نہ بھاگ رہا ہو، انہیں بنوامیہ کہتے ہمیں اپنے ساتھ ملک شام کو لے چلو چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ یزید کا تمام لشکر بھاگ کر شام پہنچ گیا۔ اس طرح ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کو فتح حاصل ہوئی حجاز میں انکی بیعت کی گئی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تخت نشینی:

حجاز کے علاوہ باقی اطراف کے لوگوں نے معاویہ بن یزید رضی اللہ عنہ کی بیعت کی وہ صالح انسان تھا اس میں دین بھی تھا اور عقل بھی۔ اس میں وہ چالیس دن ٹھہرا اور کہا گیا کہ پانچ ماہ اور کچھ دن پھر اس نے اپنے آپ کو خلافت سے معزول کر دیا۔

معاویہ بن یزید رضی اللہ عنہ کی تقریر دلپذیر:

بہت سی روایات میں مذکور ہے کہ حضرت معاویہ بن یزید نے اپنے لئے بڑے غور وخوص کے بعد خلافت سے دستبرداری کا فیصلہ کیا اور پھر منبر پر رونق افروز ہوئے اور کافی دیر خاموش بیٹھنے کے بعد گویا ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی بہتر سلیقہ سے حمد وثنا کی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوب مدح سرائی کی پھر فرمایا: اے لوگو! تمہیں معلوم ہوا کہ مجھے تمہارے اوپر حکومت کرنے کا کوئی

شوق نہیں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ حکومت کا بوجھ سخت بھاری ہے اور اس کا بوجھ اٹھانا میرے لئے سخت مشکل ہے اور یہ بھی مجھے معلوم ہے کہ تم لوگ ہمارے خاندان سے خوش نہیں بلکہ اس سے نفرت کرتے ہیں کیونکہ ہم تمہاری وجہ سے آزمائے گئے اور تم لوگ بھی ہمارے سبب سے، پہلے تو میرے جد (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) اس معاملہ میں اپنے سے اولیٰ (افضل) انسان سے جھگڑے (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے) کیونکہ آپ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت (رشتہ داری) تھی اور عظیم فضائل والے اور اسلام میں سابق تھے قدر و منزلت میں تمام (یعنی اکثر) مہاجرین میں سب سے افضل تھے اور دریادل اور بہت بڑے بہادر اور علم کے بحر زخار تھے اور ایمان لانے میں اول تھے اور مہاجرین میں قدر و منزلت میں اشرف اور صحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سب سے مقدم تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد اور داماد اور بھائی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لخت جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ان کا نکاح کر دیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا داماد اور اپنے اختیار سے چنا اور اپنے اختیار سے اپنی لختِ جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ان کی زوجہ بننے کا شرف بخشا وہ سبطین حسنین رضی اللہ عنہما کے والد گرامی تھے اور وہ دونوں (حسنین کریمین رضی اللہ عنہما) اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار اور اس امت کی افضل شخصیات تھے۔ اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت نصیب تھی وہ فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے شجرۂ طیبہ کی دو کلیاں تھیں۔ میرے دادا (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) نے جو کچھ کیا تمہیں اس کا علم ہے اور تم بھی ان کے معاون رہے یہ بھی تم خوب جانتے ہو تم اس سے بے خبر نہیں ہو یہاں تک ان کے جملہ امور سمٹ کر رہ گئے (اور وہ فوت ہو گئے) پھر تقدیر ربانی آئی۔

وہ اپنے اعمال کے ساتھ اپنی قبر کے حوالے ہیں اور انہوں نے وہ پایا جوان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا وہ اس نے دیکھ لیا جس پر سوار ہوا اور زیادتیاں کیں۔ پھر خلافت (حکومت) یزید کی طرف منتقل ہوئی پھر وہ خواہشات نفسانی میں اس طرح مبتلا ہوا جیسے ان کے والد گرامی مبتلا، (یہ ناصحانہ گفتار ہے) اس سے غلط فہمی نہ ہونی چاہئے۔

یزید کی مذمت بیٹے کے منہ سے:

یزید میرا باپ اپنے برے اعمال میں اور اس کا حد سے تجاوز کرنا مشہور ہے۔ وہ خلافت (حکومت) کا اہل نہ تھا اس نے اللہ تعالیٰ کی بغاوت میں کسر نہ چھوڑی اور اس نے یہ شرارت کی

کہ اہل بیت رسول اللہ ﷺ کی اولاد کی عزت وعظمت خاک میں ملادی اسے مہلت نہ ملی اور اب اس کی خبر بھی ختم شد، وہ اپنے اعمال سیئہ کے ساتھ اور قبر اس کی خود خبر لے گی اور اپنے خطاؤں میں مرتہن ہے۔اس کے گناہ اس کے اوراس کے تابعداروں کے سر پر ہیں اسے وہ ملا جو اس نے عمل کیا اور اب وہ نادم ہوگا اب اسے ندامت کام نہ آئے گی ہمیں غم وحزن پہنچ رہا ہے یہ اس کا دیا ہوا ہے۔نامعلوم اس نے کیا کہا اور اس کیلئے کیا کہا جارہا ہے کیا وہ اپنی برائی کی سزا نہ پائے گا کیا اسے اس کے اعمال کی سزا نہ ملے گی یہی میرا یقین ہے کہ وہ ضرور سزا پائے گا۔

پھر معاویہ بن یزید کا عبرت نے گلا گھونٹ دیا اور وہ کافی دیر تک روتا رہا اور چیخ چیخ کر روتا تھا پھر کہا کہ میں اس قوم (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے حواری اور یزید اور اس کے حواری) کا تیسرا ہوں راضی ہونے والوں سے مجھ پر ناراض ہونے والے،غصہ کرنے والے زیادہ ہیں اور میں تمہارے گناہوں کے بوجھ اٹھانے کا حامل نہیں اور اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کے ہار میرے گلے میں نہ ڈالے اور میں تمہاری غلطیاں لے کر اسے نہ ملوں یہ (حکومت) تمہارا کام ہے اسے مجھ سے لے لو جسے مناسب سمجھو اسی کو اپنا حاکم مقرر کردو اور میں نے بیعت کو اتار کر تمہارے گلے میں ڈال دیا ہے۔والسلام (اب تم جانو اور تمہارا کام)

مروان بول پڑا:

مروان اس وقت منبر کے نیچے بیٹھا تھا کہا کہ یہ اے ابولیلیٰ (معاویہ)! کیا یہ سنت عمر ہے (معاویہ ثانی رضی اللہ عنہ) نے فرمایا دفع ہو کیا تو مجھے دھوکہ دینا چاہتا ہے میں نے تمہاری خلافت (حکومت) سے کچھ نہیں چکھا کہ جس کی کڑواہٹ کا مزہ حلق میں محسوس کروں مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور کے لوگوں میں آج ایک تو دکھاؤ۔علاوہ ازیں جن کو شوریٰ (مجلس میں شامل کیا وہ بھی بہتر لوگ تھے اور جنہیں شامل نہیں وہ بھی نیک لوگ تھے وہ اس معاملہ میں ظلم کرنے والے نہ تھے (شوریٰ قائم کی تو خوب شد) اگر خلافت (حکومت) مال غنیمت تھی تو بھی میرے باپ نے اس میں خیانت اور گناہ کا ارتکاب کیا اگر وہ سراسر شر تھی اسے وہی کافی ہے جو اسے قبر میں ملا۔

معاویہ ثانی رضی اللہ عنہ کی ماں بول پڑی:

آپ منبر سے نیچے اترے تو آپ کے پاس آپ کے رشتہ دار اور آپ کی ماں آئی اور ماں نے کہا کاش! تو حیض ہی میں ہوتا یعنی کچا بچہ پیدا ہو کر ہی مر جاتا تجھ سے آج میں یہ تمیں نہ سنتی۔ آپ نے فرمایا: امی بخدا میں بھی یہی چاہتا ہوں اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر رحم نہ فرمائے تو پھر میں حکومت سنبھال سکتا ہوں لیکن اس نے مجھ پر رحم فرمایا ہے اسے لئے میں حکومت سے دستبردار ہوں۔

معاویہ ثانی رضی اللہ عنہ کے استاذ پر شامت:

بنوامیہ نے آپ کے استاذ **عمرو المقصوص** کو کہا کہ یہ ساری تیری کاروائی ہے تو نے اسے یہی پٹی پڑھائی ہے اور تو نے ہی مذکورہ بالا باتوں کی تلقین کی ہے تو نے ہی اسے خلافت (حکومت سے روکا ہے اور تو نے اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد رضی اللہ عنہم کی محبت و عشق کے جام پلائے ہیں اور تو نے ہی اسے برانگیختہ کیا ہے کہ وہ ہمیں ظلم جیسے قبیح عمل سے داغ دار بتائے۔ استاذ صاحب نے فرمایا: خدا کی قسم میں نے اسے اس قسم کی کوئی تعلیم نہیں دی اس کی اپنی فطرت ہے جس پر وہ مجبور ہو کر بولتا رہا اس کے دل میں حُبِّ علی رضی اللہ عنہ کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے میرا اس میں کوئی قصور نہیں بنوامیہ نے استاذ صاحب کی ایک نہ سنی انہیں پکڑ کر زندہ درگور کردیا (یعنی دفن کردیا) اسی حالت میں وہ فوت ہوئے۔ (انا للّٰہ و انا الیہ راجعون)

وفات معاویہ ثانی رضی اللہ عنہ:

آپ خلافت (حکومت) کا پٹہ اتار پھینکنے کے چالیس دن بعد فوت ہوئے، بعض نے نوے راتیں بتائیں اس وقت ان کی عمر تیئس سال (23) تھی بعض نے کہا اکیس سال (21) بعض نے کہا بیس سال (20) بعض نے کہا اٹھارہ سال (18)۔ (انا للّٰہ و انا لیہ راجعون)

فائدہ: جب معاویہ ثانی رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو عرض کی گئی آپ کسی کو اپنا خلیفہ مقرر فرمائیں آپ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ جب میں نے اس کی حلاوت چکھی ہی نہیں پھر خواہ مخواہ کیوں اس کے کڑوے گھونٹ گلے میں اتاروں۔

آپ نے اپنے پیچھے کوئی اولاد نہیں چھوڑی اس پر اللہ تعالیٰ ابرارِ رحمت نازل فرمائے اور اس پر رحم فرمائے۔ (آمین)

یزید کے غلیظ کارنامے:

-1 حضرت ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح الهمزیه" میں فرمایا کہ اس میں تعجب کیا ہے کہ یزید نے قبیح ترین گناہوں کا ارتکاب کیا اور تقویٰ کی تمام حدیں توڑ کر فسق و فجور کا بازار گرم کیا اس سے بڑھ کر اور فسق و فجور کا وقوع غیر ممکن نظر آتا ہے بلکہ

-2 امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے تو صراحۃً کافر کہا آپ کی پرہیز گاری اور علم پر اعتماد کیا جائے تو انہوں نے یہ فیصلہ ان فیصلوں سے صادر فرمایا ہے جو ان کے علم و ورع کا تقاضا ہے جیسے ان کے ہاں ثبوت مضبوط ہوگا دوسروں کو نہ پہنچا ہو تو وہ معذور ہیں جیسے امام غزالی وغیرہ رحمۃ اللہ علیہ۔

-3 ابن العربی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں مبالغہ کیا اور فرمایا کہ یزید نے تو امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے دادا (ابوسفیان رضی اللہ عنہ) کی تلوار سے شہید کیا ہے (معاذ اللہ) اور اس نے اسی نہج پر بغاوت کی کیونکہ اکثر کا قول یہی ہے اور مختار مذہب بھی یہی ہے کہ اسے اس کے والد گرامی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ مقرر کیا اور اسے مشروط بالشرط بھی نہ کیا۔

(لیکن یہ قول قابل قبول نہیں اس کی تفصیل گذشتہ اوراق میں بھی درج ہے اور حاشیہ پر مختصراً عرض کی گئی ہے اور مفصل بحث فقیر نے "الرفاهية في الناهية عن ذم معاوية" زیر طبع تصنیف میں لکھی ہے۔ اویسی غفرلہٗ)

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت حق:

یہ بات تسلیم کرنی پڑے گی کہ یزید کے والد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت سپرد کی اس کے بعد ان کی خلافت حق ہے۔ کیونکہ ان کی خلافت پر تمام لوگوں کا اتفاق ہوگیا تھا۔ ہاں امام حسین رضی اللہ عنہ کا یزید کو نہ ماننا یزید کی نااہلی کی وجہ سے تھا اور یہ بھی ثابت نہیں کہ حاکم ظالم کے خلاف علم بلند نہ کیا جائے۔ علاوہ ازیں یزید کی حکومت پر اجماع بھی نہیں اس کی بیعت قبول کرنا نہ کرنا مبنی بر اجتہاد تھا اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کا

تقاضا تھا کہ اس کی بیعت نہ کی جائے بلکہ واجب تھا کہ اسے خلیفہ (حاکم) نہ مانا جائے۔ کیونکہ اس کے ظلم کی داستان اظہر من الشمس ہے اور اس کے قبائح سننے سے تو کان بہرے ہونے لگتے ہیں اور یزید کی بیعت منعقد نہیں ہوئی تھی تو امام حسن رضی اللہ عنہ نے دوسرے اکابر کی طرح واضح کر دیا کہ یزید خلافت کا اہل نہیں ہے۔

خلاصہ یہ کہ یزید کافر نہ سہی ظالم فاسق بزور باز و حکومت پر قبضہ کرنے والا تو ہے اور خلیفہ کیلئے احکام وعدالت کا علم ضروری ہے اور یزید ان باتوں سے کورا تھا یعنی جاہل مطلق تھا وغیرہ۔

سوال: امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فاسق خلیفہ (حاکم) کو معزول نہ کیا جائے؟

جواب: یہ اس کیلئے ہے جب وہ خلیفہ (حاکم) مقرر ہو جائے یہاں وہ صورت نہیں بلکہ یزید کا فسق تو بیعت سے پہلے ہی ظاہر و باہر تھا۔

تغلب یزید اور خلافت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ:

یزید کو تغلب حاصل ہوا تو شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ اور واقعہ حرہ کے بعد۔ کیونکہ اس وقت خلافت کے اکثر مستحق وصال فرما چکے تھے علاوہ ازیں اہل مکہ نے یزید کی بیعت نہیں کی وہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کر چکے تھے وہ تو یزید بلکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جنگ پر اصرار کرتے تھے حضرت امیر معاویہ (ثانی) رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد اکثر اہل آفاق نے حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کر لی تھی حجاز و یمن، مصر، عراق و تمام مشرق جملہ بلاد الشام کے عوام حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کیلئے منظم ہو چکے یہاں تک کہ دمشق میں بھی سوائے بنو امیہ کے ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت قبول کر لی گئی ہاں بنو امیہ کے بندوں نے بھی بیعت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے انکار کیا تھا اور ایسے لوگ یعنی منکرین بیعت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما اکثر فلسطین میں مقیم تھے اور بعض تو بیعت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کیلئے تیار ہو گئے تھے یہاں تک کہ خود مروان مکہ معظمہ میں تیار تھا کہ وہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کرے اسے بنو امیہ نے روک کر کہا ہم تیرے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں مروان اور اس کے اطاعت گزار دمشق روانہ ہو گئے اور ضحاک بن قیس (جو ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی طرف سے دمشق میں بیعت لیتا تھا) کے ساتھ مڈبھیڑ ہو گئی ضحاک قتل کر دیئے گئے اور مروان نے ملک شام پر غلبہ پالیا پھر وہ مصر کو روانہ ہو کر ابن الزبیر

رضی اللہ عنہما کے حاکم کو محاصرہ میں لے لیا یہاں تک کہ ربیع الآخر ۶۵ھ میں مصر پر قبضہ کر لیا وہ خود اسی سال فوت ہو گیا۔ اس نے حکومت اپنے بیٹے عبدالملک کے سپرد کی۔ عبدالملک نے آپ کی حکومت کو وسعت دی وہ مستقل طور پر شام و مصر اور مغرب کا بادشاہ ہو گیا۔ حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے پاس یمن وحجاز وعراق اور مشرق رہ گئے۔ ہاں اس دور میں مختار بن ابی عبید نے کوفہ پر قبضہ جما رکھا تھا وہ اہلِ بیت کے مہدی کیلئے دعوت دیتا تھا، وہ کہتا تھا کہ مہدی محمد ابن الحنفیہ رضی اللہ عنہ ہیں انہوں نے مجھے اسی کام پر مقرر کیا ہے اس نے دو سال یہ کام سر انجام دیا۔ اس کی سرکوبی کیلئے مصعب بن زبیر اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے مصر سے روانہ ہوئے اور اس کا محاصرہ کیا یہاں تک کہ اسے رمضان میں ۶۷ھ میں قتل کر دیا۔ اب تمام عراق حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے قبضہ میں آ گیا ۷۱ھ تک حکومت کرتے رہے، اسی سال عبدالملک مصعب پر چڑھ دوڑا اور ان سے جنگ کر کے انہیں جمادی الاولیٰ ۷۱ھ میں شہید کر دیا اب تمام عراق عبدالملک کے قبضہ میں آ گیا، حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کے پاس صرف حجاز و یمن رہ گئے۔

شہادت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ:

حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے مقابلہ کیلئے عبدالملک نے بدبخت حجاج بن یوسف ثقفی کو بھیجا اس نے آپ کا ۷۳ھ میں محاصرہ کیا یہاں تک کہ جمادی الاولیٰ ۷۳ھ میں حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے آپ کی مجموعی مدت خلافت نو سال اور کچھ اوپر ہے۔

شاہان بنو امیہ:

حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد تمام ملک عبدالملک کے قبضہ میں تھا اس کے بعد اس کا بیٹا ولید پھر سلیمان پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ پھر یزید بن عبدالملک پھر ہشام بن عبدالملک یہ تمام سوائے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے عبدالملک کی اولاد ہیں حضرت عمر (ثانی) رضی اللہ عنہ اس کے بھائی عبدالعزیز کے صاحبزادہ ہیں ہشام کے بعد اس کے بھائی کا بیٹا ولید بن یزید پھر اس کے چچا کا بیٹا یزید بن ولید۔ اسے اس نے قتل کر دیا پھر مروان الحمار بن محمد بن مروان اس کے مرنے پر اس کا بھائی ابراہیم اس پر مروان نے غلبہ پایا اس کے

دور میں بنوامیہ زوال پذیر ہوئے ملک پر بنوعباس نے قبضہ کرلیا۔

اضافہ اویسیہ:

مروان الحمار اسے اس لئے کہتے ہیں کہ یہ خارجیوں کے مقابلہ میں اس کے گھوڑے کا نمدہ کبھی خشک نہ ہوا اور جنگ کی صعوبات کو ہنسی خوشی برداشت کرتا۔ عربی میں کہاوت مشہور ہے "فلان اصر من الحمار" اسی بنا پر اس کا لقب الحمار ہے۔ جب وہ مروان الحمار قتل ہوا تو اس کا سر کاٹ کر عبداللہ بن علی کے سامنے لایا گیا اس نے حکم دیا ایک طرف رکھ دو چنانچہ ایک جگہ رکھا گیا کچھ دیر کے بعد ایک بلی آئی اور اس نے اس کی زبان نکال کر کھالی عبداللہ بن علی نے دیکھ کر کہا عجب رنگ ہیں زمانے کے (تاریخ الخلفاء للسیوطی، اویسی غفرلہٗ)

(10) واقعہ حرہ کے بعد مدینہ پاک کی ویرانی

1- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل مدینہ مدینہ پاک سے نکل جائیں گے حالانکہ اس وقت مدینہ بہت زیادہ آباد ہوگا آدھا پھولوں سے لدا ہوا آدھا پھلوں سے۔ عرض کی گئی انہیں کون نکالے گا فرمایا: بُرے حاکم۔ (رواہ ابن شیبہ)

2- ایک دن حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جبل احد پر چڑھے مدینہ پاک کو متوجہ ہو کر فرمایا: افسوس اس بستی پر اس کے اہل اسے چھوڑ جائیں گے حالانکہ اس وقت وہ پھلوں سے بھرپور ہوگا۔
(رواہ احمد برجال الصحیح)

3- شریح بن عبید نے کعب کیلئے ایک کتاب پڑھی جس میں لکھا تھا کہ اہل مدینہ پر ایک وقت آئے گا جو انہیں ڈرائے گا جس کی وجہ سے وہ مدینہ پاک کو چھوڑ جائیں گے یثرب ویران ہو جائے گا بلیاں ریشمی قالینوں پر پیشاب کریں گی انہیں ڈرانے والا کوئی نہ ہوگا اور لومڑیاں بازاروں میں دندناتی بھاگتی پھریں گی انہیں کسی شے کا خطرہ نہ ہوگا۔
(رواہ ابن شیبہ)

4- مدینہ پاک کو تم لوگ چھوڑ جاؤ گے حالانکہ اس وقت حسین ترین شہر ہوگا یہاں تک کہ اس میں کتے یا بھیڑیئے داخل ہو کر پیشاب کریں گے یعنی مسجد نبوی کے بعض

ستونوں پر۔(الموطا)

5- روایت ابن شیبہ میں ہے تو وہ مسجد نبوی کے ستونوں اور منبر پر پیشاب کریں گے۔

تقریر علامہ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۵۴۴ھ:

آپ نے فرمایا کہ یہ عصرِ اول میں ہو چکا کیونکہ مدینہ پاک کو حسین ترین حالت میں چھوڑا گیا تھا کہ اس وقت دین و دنیا کے لحاظ سے حسین ترین شہر تھا۔ دین کے لحاظ سے یوں کہ مدینہ پاک میں بہترین عمارت اور شہر میں توسیع کی گئی تھی (لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ قرب قیامت میں ہوگا، اس کی تحقیق آتی ہے)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۷۶ھ کی تقریر:

آپ نے فرمایا کہ مختار یہ ہے کہ مدینہ پاک کی مذکورہ بالا کیفیت قربِ قیامت میں ہوگی۔

امام سمہودی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ میں تحقیق:

حضرت سید سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ مدینہ (وفاء الوفاء) میں فرمایا کہ مدینہ پاک کی ویرانی متعدد بار ہوئی۔

1- ابن شیبہ نے روایت کی کہ اہلِ مدینہ، مدینہ پاک کو چھوڑ جائیں گے پھر واپس لوٹ آئیں گے پھر نکل جائیں گے پھر اس کے بعد واپس نہیں آئیں گے۔

2- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ اہلِ مدینہ، مدینہ شریف سے نکل جائیں گے پھر واپس آکر اسے آباد کریں گے۔ مدینہ پاک بڑا آباد ہوگا اس میں مکانات تعمیر ہوں گے پھر لوگ یہاں سے نکل جائیں گے اس کے بعد ہمیشہ کیلئے واپس نہیں آئیں گے۔

فائدہ: ظاہر یہ ہے کہ جو علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس سے ترک اول مراد ہے۔ جیسا کہ واقعہ حرہ کے بعد ہوا جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اہل مدینہ کو برے حاکم نکالیں گے وہاں آخری ترک مدینہ کا زمانہ قرب قیامت میں ہوگا۔

مصنف کتاب کی تحقیق:

میں کہتا ہوں کہ ترک مدینہ آخری کی تائید شرح کی مذکورہ بالا روایت سے ہوتی ہے کہ

فرمایا حضور ﷺ نے کہ اہل مدینہ کو ایسا حادثہ پیش آئے گا جو انہیں خوب گھبراہٹ میں ڈال دے گا یہاں تک کہ وہ مدینہ پاک کو چھوڑ کر چلے جائیں گے، یہ خروج آخری زمانہ میں ہوگا لیکن بیت المقدس کی ہجرت کیلئے بغرض جہاد ہوگا نہ کہ کوئی خوف یا خطرہ سے ہوگا۔

دور سفیانی:

مدینہ منورہ سے خروج سفیانی (بادشاہ) کے دور میں بھی ہونا ممکن ہے۔ وہ بھی ظالم حکمرانوں میں سے ایک ہے، اور وہ قرب قیامت میں ہوگا۔

نتیجہ: جب مدینہ منورہ سے خروج متعدد بار ثابت ہو گیا اب روایات میں تطبیق آسان ہے کہ کہا جائے کہ مدینہ پاک سے تین بار خروج ہوگا لیکن حدیث پاک میں صرف دو بار کا ذکر ہے تو وہ بطور ایجاز و اختصار ہے۔

خلاصہ: خروج از مدینہ یزید پلید کے دور میں ہوا اور یہ اس خبیث کے قبائح میں سے ایک ہے۔ اس کا دوبارہ واقع ہونا ضروری ہے وہ آخری زمانہ ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ میں تصریح آئی ہے اس ترک ثانی کا تفصیلی ذکر قسم ثالث (باب ۳) میں آئے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

بنو مروان کے فتنے:

1- حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت۔

2- کعبہ معظمہ کا ہدم (گرایا جانا)

3- حجاج کو والی بنا دیا گیا جس نے ظلماً ایک لاکھ چوبیس ہزار نفوس کو شہید کر دیا یہ گنتی اس کے سوا ہے جو انہوں نے جنگوں میں بے تحاشہ خلقِ خدا کو ذبح کیا (مارا)۔

4- صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت کی اہانت کی جس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے ان میں سے ایک جلیل القدر صحابی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں اور منجملہ ان کے ظلم سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بیدردی سے شہید کرنا ہے کہ زہر آلود نیزہ اس کی طرف ــــ ن کے سر مبارک پر مارا جس سے وہ شہید ہوئے۔ وغیرہ وغیرہ۔

ظاہر ہے کہ یہ حجاج بن عبد الملک کی برائیوں میں سے ایک برائی تھی۔ کیونکہ حجاج اس وقت عراق وحجاز کا گورنر تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فراست (علم غیب):

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے ایک مرد سے فرمایا کہ تو نہیں مرے گا جب تک تو ثقیف قبیلہ کے ایک نوجوان کو نہ دیکھے گا۔ عرض کی گئی وہ ثقفی جوان کون ہے؟ فرمایا کہ جہنم کا بہت سا حصہ اس کیلئے نامزد کیا جائے گا اسے کہا جائے گا یہی تیرا ٹھکانہ ہے وہ جوان ثقفی بیس سال یا اس سے زائد حکومت کرے گا دنیا کا کوئی جرم نہ ہوگا جس کا وہ مرتکب نہ ہوا ہوگا۔ یہاں تک کہ کوئی جرم باقی رہ بھی گیا اور اس کے اور جرم کے درمیان کوئی دروازہ ہوگا تب بھی وہ اسے توڑ کر اس جرم کا ضرور ارتکاب کرے گا۔ جو اس کے ماتحت ہوگا اسے وہ اپنے عصا سے قتل کرے گا۔ (رواہ البیہقی فی الدلائل)

فائدہ: اس سے حجاج بن یوسف ظالم مراد ہے۔ (اویسی غفرلہٗ)

11- ان فتنوں میں سے حضرت زید بن علی (زین العابدین) بن الحسین رضی اللہ عنہم کی شہادت پھر انہیں سولی پر لٹکانا اور پھر جلانا ہے اور آپ کے صاحبزادہ حضرت یحیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت بنی مروان وخلفاء کے زمانہ میں ہوئی اور ان کا (بے تحاشا) شراب پینا اور ان کا نشہ کی حالت میں نماز پڑھنا اور لونڈیوں کو محراب میں آگے کھڑا کرنا ان کے علاوہ دیگر قبائح وزمائم ہیں۔

ایک قباحت کا نمونہ

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ تاریخ الخلفاء میں نقل کرتے ہیں کہ ولید بن یزید نے حج کا اس خیال پر عزم کیا کہ کعبہ معظمہ کی چھت پر بیٹھ کر شراب پیئے گا لیکن اپنی مراد کو پہنچنے سے پہلے ہی قتل کر دیا گیا۔

علم غیب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یا فراست عمر رضی اللہ عنہ:

حضرت مسور بن مخرمہ نے فرمایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ کیا وہ نہ ہوگا جو تم لوگ پڑھتے ہو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ دوسری مرتبہ بھی لڑو جیسے تم پہلی مرتبہ لڑے تھے، عرض کی اور ایسا کب ہوگا؟ فرمایا جب بنو امیہ امیر اور مخزوم وزیر ہوں گے (رواہ الخطیب)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

علم غیب نبوی ﷺ کے ناقل حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں اسی پر ان کا بھی عقیدہ ہے وہی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو سمجھا رہے ہیں تو وہی عقیدہ ان کا بھی ہے جسے سن کر سر تسلیم خم کرلیا۔ الحمد للہ! وراثت میں یہی عقیدہ اہلسنت بریلوی کو نصیب ہوا۔ (اویسی غفرلہ)

پہلے گذرا کہ ایسے لوگوں پر رسول اللہ ﷺ کی زبان پر لعنت مذکور ہوئی یہی سلامتی و ورع کا طریقہ ہے، کہ اُن کے بارے میں سکوت کیا جائے اور آدمی اپنے نفس کے عیوب اور ذکر الٰہی میں مشغول رہے ان فتنہ بازوں میں مشغول ہونا ابواب الشیطان میں سے عظیم باب ہے، کسی نے کیا خوب فرمایا:

لعمرك ان في ذنبي لشغلا ۔۔۔ بنفسي عن ذنوب بني أمية

على ربي حسابهم تناهیٰ ۔۔۔ اليه علم ذلك لا اليه

وليس بضائري ما قد أتوا ۔۔۔ اذا ما اللّٰه يغفر مالديه

1- ”مجھے میری عمر کی قسم بنواُمیہ کے گناہوں کی بجائے مجھے اپنے گناہوں کا خیال ہے“۔

2- ”میرے رب پر ان کے حساب کی انتہا ہے اس کا علم اللہ کو ہے نہ کے مجھے“۔

3- ”مجھے اس کا کوئی نقصان نہیں جو کچھ اُنہوں نے کیا اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے جسے چاہے بخش دے“۔

(11) خلفائے بنوالعباس کی دولت وحکومت

1- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا جب اولاد عباس رضی اللہ عنہ کے جھنڈے خراسان کے اوپر سے اٹھیں تو سمجھو کہ وہ اسلام پر رونے کی خبر لائے ہیں جو ان کے جھنڈے تلے آئے گا اسے قیامت میں میری شفاعت نصیب نہ ہوگی۔ (رواہ ابونعیم فی الحلیہ)

2- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مشرق سے بنوالعباس کے جھنڈے نکلیں گے ان کا پہلا بھی ہلاکت میں ہے اور ان کا آخری بھی۔ ان کی مدد نہ کرنا اللہ تعالیٰ ان کی مدد نہ

کرے جو بھی ان کے جھنڈے تلے آئے گا اسے قیامت میں اللہ نار جہنم میں داخل کرے گا خبردار! وہ مخلوق میں شریر ترین لوگ ہیں اور ان کے تابعدار بھی خلق خدا میں شریر ترین مخلوق ہیں انہیں گمان ہوگا کہ وہ مجھ سے ہیں یعنی رسول اکرم ﷺ کے رشتہ دار ہیں مگر وہ میرے رشتہ دار نہیں۔ (رواہ الطبرانی)

یعنی نہ وہ میرے نہ میں ان کا (یہ اکثریت کا فیصلہ ہے ورنہ بنو العباس میں سارے برے نہ تھے ان میں نیک بھی تھے۔ تفصیل کتب تاریخ اسلام میں ملاحظہ فرمائیں، (اویسی غفرلہ)

3- حضرت ثوبان و مکحول رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے اور حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے موصولاً رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

''میرا اور بنو العباس کا کوئی رشتہ (اسلامی و روحانی) نہیں انہوں نے میری امت کا شیرازہ بکھیرا اور ان کے خون بہائے اور انہیں سیاہ لباس پہنایا اللہ تعالیٰ انہیں جہنم کا لباس پہنائے''۔ (رواہ الطبری)

بنو العباس کی فضیلت:

سہروردی وغیرہ نے سند جید کے ساتھ روایت کی کہ حضرت جبریل علیہ السلام سیاہ لباس لے کر اترے اور عرض کی یا محمد (حبیب خدا) ﷺ یہ آپ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد کا لباس ہے۔ تو آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی: اے اللہ! عباس اور ان کی اولاد کو بخش دے (یہ بھی اکثریت پر محمول ہوگا)

ازالہ وہم:

پہلی احادیث کا مقصد یہ ہے کہ اگر بنو العباس کی یقینی طور شرارت ثابت ہو جائے تو وہ اسی کے مستحق ہیں جو مذکور ہوا اور اس حدیث اور اس کی مثل دیگر احادیث سے ان کے پسندیدہ اور نیک لوگ مراد ہیں۔ یہی سب سے عمدہ بات ہے اور اس کے بہت سارے شواہد ہیں۔

بنو عباس کے فتنوں کی فہرست:

بنو العباس کے دور حکومت میں مندرجہ ذیل فتنے ہوئے۔

1- اہلِ مدینہ کا قتل محمد النفس الزکیہ ابن عبد اللہ المحض بن الحسن المثنیٰ ابن الحسن نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت۔

2- ان کے بھائی کے بھائی حضرت ابراہیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی شہادت۔

3- علویوں کی کثیر تعداد حضرات کی شہادت۔

4- منصور عباسی کے دور میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو قید میں ڈالنا۔

5- حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کا زمانۂ ہارون الرشید میں جیل میں وصال فرمانا۔

6- اسلام میں فلسفہ کا داخل کرنا۔

7- معتزلہ کو سر پر چڑھانا زمانہ مامون الرشید میں۔

8- خلق قرآن کے عقیدہ پر بے شمار علمائے حق و آئمہ عظام کو شہید کرنا۔

9- امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ کو خلق القرآن کے مسئلہ پر زمانۂ مامون الرشید اور زمانۂ معتصم اور واثق وغیرہم کے دور میں مارنا۔

10 حکومت عباسیہ میں کلمۂ اسلام یعنی شرائع اسلام پر اتفاق نہ ہو سکا اور ان کی خلافت (حکومت) صاف ستھری نہ تھی۔

حکایت عجیبہ:

سب سے پہلا خلیفہ (بادشاہ) جو مذہب اعتزال سے روگردان ہوا اور سنت و شریعت کی مدد کی وہ خلیفہ المتوکل ہے۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونچے ٹیلے پر رونق افروز ہیں اور آپ کے اردگرد بے شمار مخلوق ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز سے فرما رہے ہیں کہ "خبردار! محمد بن ادریس الشافعی رضی اللہ عنہ تمہارے لئے نفیس علم چھوڑ گئے ان کی اتباع کرو ہدایت پا جاؤ گے" اس خواب کے بعد المتوکل خلیفہ عباسی شافعی المذہب ہوئے اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترویج اور نشر و اشاعت کیلئے بیت المال سے بارہ ہزار دینار مختص کئے۔

انجام خلافت عباسیہ:

بنو عباس ہمیشہ اختلاف کی زد میں رہے یہاں تک کہ ان کا آخری ایام میں صرف نام رہ گیا ان کے بڑے بڑے شہروں پر آل سلجوق قابض ہوئے آخری خلیفہ (بادشاہ) بغداد

میں مستعصم باللہ تھا جسے تاتاریوں نے قتل کیا پھر وہ مصر میں منتقل ہو گئے۔

عباسیہ خلفاء کے کارنامے:

جیسے پہلے عرض کیا گیا ہے بنو العباس کے سارے کام ان کے زمانے میں برے نہ تھے ان میں خوبیاں بھی تھیں، ملاحظہ ہو۔

ان کے زمانے میں علماء کرام کا دور دورہ تھا ہر فن کے ائمہ ان کے دور میں پیدا ہوئے مثلاً تفسیر، حدیث، نحو، لغت، قرأۃ (تجوید) فقہ، کلام، تاریخ وغیرہ وغیرہ کے علمی ستون اور اسلامی ائمہ عباسی دور میں تھے اسی لئے ہارون الرشید مرحوم کے دور کو عروس الدھر (یعنی تمام زمانے کی دلہن) کہا جاتا ہے۔

(مزید تفصیل فقیر کی تصنیف ''شاہان اسلام'' زیر طبع میں مطالعہ فرمائیے۔(اویس غفرلہ)

(12) فتنہ فاطمیہ اوران کا ملک مغرب و مصر پر تین سو سال تک تسلط اور ان کا رفض و تشیع کا اظہار اور ان کا مذہب باطنیہ ملا کی مدد کرنا دین میں الحاد

۳۴۸ھ میں ان کا جزیرہ فطاط پر تسلط ہوا پھر ان سے ۵۶۴ھ میں حضرت صلاح الدین یوسف بن ایوب الملک الناصر نے چھین لیا۔ اللہ تعالیٰ ایوبی سلطان کے روح پر رحمت کی بارش برسائے اور اسلام سے انہیں بہتر جزاء عطا فرمائے۔ (آمین)

بنو فاطمیہ کے فتنوں کی فہرست:

1- الظاہر ابن الحاکم نے ایک محل بنایا اس میں بہترین قالین بچھا کر علماء، فقہاء کو قیام کی اجازت دی۔ لیکن تین سال کے بعد اسے توڑ کر فقہاء کرام و محدثین کو شہید کرا دیا (اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہ کرے اور نہ ہی خلق خدا کو ان پر رحم آئے) (حسن المحاضرہ للسیوطی)

2- اسی الظاہر بن الحاکم نے دو ہزار چھ سو ساٹھ کنیزیں جمع کر کے انہیں خوب سنگار اقیمتی زیورات و پوشاکوں سے مزین کیا اور حویلی کے مضبوط دروازے بنوائے ان کنیزوں کو اس حویلی میں بسایا پھر چھ ماہ کے بعد اس حویلی کے اندر کنیزوں کو زیورات اور

پوشاکوں سمیت جلانے کا حکم دیا۔ (حسن المحاضرہ)

3- ابن ابی حجلہ نے ''السکر دان'' میں لکھا کہ الحاکم نے بے شمار علماء کو شہید کرایا۔

4- اسی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی دینے کا حکم صادر کیا۔

5- نیز حکم صادر کیا کہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (یعنی ان کے نام گالیاں) مساجد اور گلی کوچوں میں لکھی جائیں پھر ایک مدت کے بعد مٹا دیا تمام مٹا کر اس کے بجائے مسجد بنوائی پھر اسی طرح تیار کیا جیسے پہلے تھا۔

6- اسلامی مدارس بنا کر ان میں علماء و مشائخ کو متعین کیا لیکن بدقسمت نے ایک مدت کے بعد انہیں شہید کر دیا اور مدارس مسمار کر دیئے۔

7- ملوخیہ (ایک قسم کی سبزی ہے جو پکا کر کھائی جاتی ہے) کا کھانا حرام قرار دیا یہ بتایا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ملوخیہ پسند تھا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو جرجیر (ایک قسم کی ترکاری ہے جو پانی میں اُگتی ہے) پسند تھی۔

8- رطب (تر کھجور) کی بیع منع کر دی پھر بہت بڑی مقدار میں رطب جمع کر کے اسے آگ لگا دی اس کے جمع کرنے اور آگ لگانے پر پانچ سو دینار خرچ ہوئے۔

9- انگور کی بیع منع کر دی۔

10- پانچ لاکھ شہد سے بھرے ہوئے مٹکے دریا میں ڈلوائے پھر ان تمام گھڑوں کو توڑ دیا۔

11- نصاریٰ و یہود کو جبراً مسلمان بنا کر پھر انہیں اپنے اپنے دین پر واپس لوٹنے کی اجازت دی چنانچہ سات دنوں میں چھ ہزار آدمی مرتد ہوئے۔

12- یہود و نصاریٰ کی عبادت گاہیں تڑوا کر پھر تعمیر کرا دیں۔

13- ربوبیت کا دعویٰ کر کے لکھواتا تھا بسم الحاکم الرحمن الرحیم۔

14- بے شمار جاہل جمع کر رکھے تھے ان پر بہت زیادہ مال خرچ کرتا اور وہ اُسے اللہ کے نام سے پکارتے۔ اور وہ جب اسے دیکھتے تو کہتے یا واحد یا احد یا محی یا ممیت فرقہ باطنیہ میں سے کسی نے اس کیلئے کتاب تصنیف کی اس میں لکھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی روح منتقل ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ میں آئی ہے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روح منتقل ہو کر

اسی الحاکم کی طرف آئی ہے یہ کتاب جامع قاہرہ میں پڑھی پھر اس کتاب کے مصنف کو جبال شام کی طرف روانہ کیا وہ وادی تیم اور ناحیہ میں لوگوں میں اُترا اس نے لوگوں کو اس کی ترغیب دلائی اور ان کو بہت سامال دیا اور ان کیلئے شراب وزنا مباح کیا اور الحاکم کے اعتقاد کی دعوت دی اس نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا۔

فائدہ: تا حال (مصنف کتاب الاشاعۃ الاشراط الساعۃ، کے دور تک) بعض دیہاتوں کے لوگ وادی تیم میں موجود ہیں جو اعتقاد رکھتے ہیں کہ الحاکم واپس لوٹ کر آئے گا اور زمین پر اپنا سکہ جمائے گا یہ ''السکر دان'' کے کلام کا خلاصہ ہے۔

انجام برباد:

بنو فاطمیہ اس طرح اپنے ظلم وستم میں مداومت پر رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایوبی کردوں کے ذریعہ تباہ و برباد کیا پھر یہی لوگ ۶۴۲ھ سے ۶۴۷ھ تک تقریباً دو صدیاں بادشاہی کرتے رہے ان کا آخری بادشاہ توراں شاہ تھا جسے اس کے اپنے تابعدار ترکوں نے قتل کیا پھر انہی جراکسہ نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی ۹۲۲ھ تک انہوں نے حکومت کی پھر ان پر آل عثمان نے غلبہ پا کر تا حال بادشاہی کر رہے ہیں (یعنی مصنف کتاب کے زمانہ تک اس کے بعد اسلامی ممالک مختلف ٹولیوں میں بٹ گئے تا حال وہی رفتار بے ڈھنگی جو پہلے تھی وہ اب بھی ہے۔ (اویسی غفرلہٗ)

(13) فتنۂ قرامطہ اور ان کا دین کی توہین کرنا اور ان کا حرم شریف کو حلال قرار دینا، اس کے متعلق بعد کو اشارہ آئے گا۔ (انشاء اللہ)

فائدہ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ بھی آگے چل کر اختصار سے بیان فرمائیں گے مفصل حالات دیکھئے فقیر کی تصنیف ''فرقے ہی فرقے'' زیر طبع۔ (اویسی غفرلہٗ)

(14) ترک کے ساتھ جنگ اور فتنہ۔ ترک سے یہاں تاتار مراد ہیں

1- نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم مسلمان ایک ایسی قوم

سے جنگ لڑو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے اور یہاں تک کہ تم لوگ ترکوں سے جنگ کرو گے جن کی آنکھیں چھوٹی، چہرے سُرخ اور ناکیں پست ہوں گی گویا ان کے چہرے تہ بہ تہ کھال چڑھائی ہوئی ڈھال ہوں گے۔ (رواہ الستۃ الا النسائی)

2- ایک روایت بخاری شریف میں ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم مسلمان خوز وکرمان کے ساتھ جنگ کرو گے یہ عجمی قومیں ہیں سرخ چہروں والے، ان کی روایت کے ایک لفظ میں ہے کہ وہ چوڑے چہروں والے، جن کی ناکیں پست ہوں گی، جن کی آنکھیں چھوٹی گویا ان کے چہرے تہ بہ تہ کھال چڑھائی ہوئی ڈھال ہوں گے۔

حل لغات:

نعالھم الشعر، ان کے جوتے بال کے ہوں گے۔ سے مراد ہے کہ ان کے ظاہری حصہ پر بال ہوں گے۔

فائدہ: امام بیہقی نے فرمایا کہ قیامت کی یہ نشانی معرض وجود میں آچکی ہے اس لئے کہ خوارج میں سے ایک برادری رب کی طرف سے نکلی اور اہل اسلام نے ان سے جنگ لڑی۔

(ذکرہ السیوطی فی الخصائص الکبریٰ)

فائدہ: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۷۶ھ نے فرمایا کہ ترکوں سے بارہا مسلم افواج کی جنگ ہوچکی ہے۔

اضافہ اویسی غفرلہٗ:

یہ حدیث غیبی خبر پر مشتمل ہے جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا اسی طرح وقوع پذیر ہوا چونکہ یہ واقعہ گزر چکا اس میں شک وگمان کی گنجائش نہیں فلہٰذا یقیناً ماننا پڑے گا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم باذن الٰہی غیبی امور جانتے ہیں۔ (اویسی غفرلہ)

بالوں کے جوتے:

اس میں دو احتمال ہیں۔

1- اور لوگ ایسے جوتے پہنیں گے جن پر بال ہوں گے یعنی نہ رنگے ہوئے چمڑوں لے

جوتے پہنیں گے۔

2- ان کے اتنے بڑے بال ہوں گے جوان کے قدموں کو چھوئیں گے۔

حل لغات:

المناوی المصابیح میں لکھتے ہیں کہ حمرالوجوہ کا مطلب ہے سفید چہرے جن میں سُرخی ملی ہوگی۔ ذلف الانوف بذال معجمہ بمطابق روایۃ الجمہور صاحب المشارق نے فرمایا: یہی معنی برصواب ہے۔ اور یہ مہملہ سے بھی مروی ہے وہ بھی بضم الدال و سکون الام ہے۔ اُدلف کی جمع ہے۔ جیسے اُحمراس کا معنی ہے چھوٹی ناک والے انبطاع کے ہے۔

بعض نے کہا ان کی ناک کٹی درنب گاڑھی ہوگی المجان بفتح المیم و تشدید النون جمع مجن بکسر المیم بمعنی ڈھال المطرقہ بضم المیم و سکون الطاء بعض نے بفتح الطاء و تشدید الرء کہا ہے۔

فائدہ: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلی روایت مشہور ہے اور کتب لغت میں بھی یہی ہے اب معنی یہ ہے کہ ان کے چہرے چوڑے ہوں گے جیسے دوسری روایت میں ہے اور ان کے جبڑے ایسے چوڑے ہوں گے جیسے تہ بہ تہ کھال چڑھائی ڈھال۔

حوز وہ مشہور پہاڑ ہے۔ عراق عجم میں بلاد اہواز میں ہے اسی لئے کہا گیا ہے کہ یہ ان کی ایک قسم میں سے ہیں یعنی یہ بھی ترک سے ہیں جن کا ذکر اوپر ہوا ہے کرمان عجم میں صقع مشہور ہے۔ سخاوی نے فرمایا: بلاد عجم میں خراسان اور بحر الہند کے درمیان ایک آباد شہر کا نام ہے۔

''نہایہ'' میں فرمایا راء سے مروی ہے وہ ارض فارس میں سے ہے۔ اسی کی دارقطنی نے تصویب فرمائی خوز وکرمان بھی مروی ہے بعض نے کہا اگر مضاف ہو تو راء کے ساتھ اگر عطف ہو زا معجمہ کے ساتھ پڑھا جائے۔

4- روایت میں ہے ترک کو چھوڑے رکھو جب تک وہ تمہیں چھوڑے رکھیں اسی لئے کہ سب سے پہلے جو میری امت سے ملک چھینے گا وہ بنو قطورا ہیں۔

فائدہ: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۷۶ھ نے فرمایا: یہ تمام احادیث سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہیں کہ جن صفات سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قوم کی خبر دی ہے وہ انہی صفات سے پائے

گئے اور اہل اسلام نے ان سے بارہا جنگیں لڑیں۔

فائدہ: امام سخاوی علیہ الرحمۃ المتوفی ۹۰۲ھ نے القناعۃ میں لکھا ہے کہ منجملہ ان کے ساتھ جنگوں کے ایک جنگ بنو امیہ کے دور حکومت میں بھی ہوئی ان کے اور مسلمانوں کے درمیان راستے بند تھے اس کے باوجود بھی آہستہ آہستہ ان پر فتح نصیب ہوئی اور ان کے بکثرت قیدی بنو امیہ کے قبضہ میں آئے باوجود یہ کہ وہ سخت قسم کے جنگجو تھے یہاں تک کہ انہی قیدیوں میں معتصم کے لشکر میں اکثر یہی لوگ تھے۔ پھر ایک عرصہ بعد یہی ترک ملک پر قابض ہوئے اور معتصم کے بیٹے المتوکل کو قتل کر دیا۔ یونہی ان کی اولاد میں سے ایک ایک کو قتل کیا یہاں تک کہ مملکت دیلم قائم ہوئی۔

فائدہ: ملوک سامانیہ بھی ترک سے تھے وہ بلاد عجم پر قابض ہوئے پھر ان ممالک پر آل سبکتگین نے غلبہ پایا پھر آل سلجوق نے ان کی حکومت عراق وشام تک پھیل گئی۔ ترک مذکور کے بقایا اتباع شام میں رہے یہی آل زنگی ہیں۔ حضرت سلطان نورالدین زنگی دمشقی شہید رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۵۶۹ھ مراد ہیں۔ (اویسی غفرلہ) اور ان کے باقی تبعین شام میں ہوں گے (یعنی حضرت سلطان نورالدین زنگی شہید دمشقی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۵۶۹ھ مراد ہیں۔ (اویسی غفرلہ) اور ان کے تبعین وہ ایوب کے اہل بیت ہیں اور یہ بھی ترک سے زیادہ ہو جائیں گے پھر مصر، شام اور حجاز کے شہروں میں اُن پر غالب ہو جائیں گے اور آل سلجوق نے پانچویں صدی میں خروج کیا اور ان کے شہروں کو برباد کر دیا اور ان میں لوگوں کو ہلاک کیا۔

پھر بڑی مصیبت تاتاریوں نے چھٹی صدی ہجری میں ڈھائی یہ چنگیز خان کا خروج تھا اور ان کی وجہ سے دنیا آگ سے جل اُٹھی خصوصاً مشرق۔ حتیٰ کہ کوئی ایسا شہر نہ تھا کہ جسے ان کا شر نہ پہنچا ہو، پھر بغداد کی تباہی اور خلیفہ مستعصم کی ہلاکت بھی انہی کے ہاتھوں ہوئی اور بغداد میں بنو عباس کا آخری خلیفہ تھا، شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۹۱ھ نے فارسی قصیدہ میں جن کا مرثیہ کہا ہے جس کا مطلع یہ ہے۔

آسمان را حق بود گر خون بیارد بر زمین
بر زوال ملک مستعصم امیر المومنین

''آسمان کا حق ہے کہ بادشاہ مستعصم پر ٹوٹا جو ۶۵۶ھ میں امیر المؤمنین تھے''۔

شیخ تاج السبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الطبقہ'' میں فرمایا جب سے اللہ تعالیٰ نے دنیا تخلیق فرمائی تا تار کے فتنے سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہ ہوا، پس انہوں نے مسجد کو ویران کیا، مصاحف (قرآن مفید) اور کتب دینیہ کو جلا دیا، لوگوں کو قتل کیا عورتوں کو قیدی بنایا، ان کے پیٹ چاک کر کے ان کی اولاد کو قتل کیا۔

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۰۲ھ نے فرمایا، ان کے باقی لوگ خروج کرتے رہے یہاں تک کہ ان کا آخری امیر تیمور لنگ ہوا جس نے شام کے شہروں کا راستہ اختیار کیا اور اس میں کافی عرصہ رہا اور دمشق کو جلا دیا، یہاں تک کہ اسے بالکل تباہ و برباد کر دیا اور روم اور ہند میں اور ان کے درمیانی علاقوں میں داخل ہوا اور اس کے ظلم و ستم کی مدت طویل ہوئی، یہاں تک کہ مر گیا اور اس کے بیٹے شہروں میں پھیل گئے اور یہ تمام واقعات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کہ ''بے شک سب سے پہلے جو میری امت سے ان کا ملک چھینیں گے وہ بنو قطوراء ہوں گے'' کا مصداق ظاہر ہوئے۔

قنطوراء کا تعارف:

القناعہ میں ہے کہ قنطوراء بالمد والقصر۔ بعض نے کہا کہ قنطوراء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی لونڈی تھی اس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد بکثرت تھی اور ملکوں میں پھیل گئی انہی میں سے ترک مذکور بھی ہیں۔ اسے ابن اثیر نے نقل کر کے اسے بعید قرار دیا اور المجد نے ''القاموس'' میں اس کے ساتھ جزم کیا۔

فائدہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ دجلہ و فرات کے درمیان ایک شہر ہو گا اس میں بنو عباس کا بادشاہ حکومت کرے گا اس شہر میں بہت بڑی خوفناک جنگ ہو گی۔ اور عورتیں قید کی جائے گی اور مرد اپنے ذبح کئے جائیں گے جیسے بھیڑ بکری۔

فائدہ: خطیب کی روایت میں مذکورہ بالا حدیث کا مصداق اسی جنگ کو بتایا گیا ہے اور خطیب نے یہ بھی کہا کہ اس کی سند سخت ضعیف ہے۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ کی تقریر:

آپ نے فرمایا کہ یہ جنگ خطیب کی موت کے دوسو سال سے زائد بعد کو ہوئی اور یہ بات حدیث کی تقویت کا سبب بنتی ہے۔ (الجامع الکبیر للسیوطی)

غیبی خبر:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا گویا میں ترکوں کو دیکھ رہا ہوں جو تمہارے ہاں ترکی گھوڑوں پر آئے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے گھوڑے فرات کے کناروں پر باندھیں گے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ "مناہت الشیخ" میں اہل شام کے ساتھ لاحق ہوں گے گویا کہ میں انہیں دیکھ رہا ہوں اپنے گھوڑے مسجد کے ستونوں سے باندھے ہوئے ہیں۔

فائدہ: امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "القناعہ" میں ہے حاکم صاحب الصحیح نے "مستدرک" میں اس کی سند محمد بن یحییٰ ابی بکر الصولی النحوی تک پہنچا کر لکھا کہ شعراء عرب میں سے ترک کی سب سے پہلی مدح علی بن عباس رومی نے کی وہ لکھتا ہے۔

اِذَا ثبتوا فَسَدٌّ مِنْ حَدِيدٍ
تُخَالُ عُيُوْنُنَا فِيْهَا بِحَارًا
وَاِنْ بَرَزُوْ افَنِيْرَانٌ تَلَظّٰى
عَلَى الْاَعْدَاءِ يضر مُهَا اسْتِعَارًا

"جب ثابت قدم ہو کر سامنے آتے ہیں تو لوہے کی دیوار ہیں، ہماری آنکھیں خیال کرتی ہیں کہ یہ دریا ہیں اور ظاہر ہوتے ہیں تو دشمن کیلئے آگ ہیں جسے بلا تاخیر جلا کر راکھ بنا دیتے ہیں"۔

اضافہ اویسی غفرلہ:

فقیر ایک حدیث مع شرح کا اضافہ کرتا ہے تا کہ اہل ایمان کا ایمان تازہ ہو۔

ایک عجیب جنگ اور نرالی قوم:

عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ يَنْزِلُ اُنَاسٌ مِنْ اُمَّتِيْ بِغَائِطٍ

يُسَمُّوْنَهُ الْبَصْرَةَ عِنْدَ نَهْرٍ يُقَالُ لَهُ دَجْلَةُ يَكُوْنُ عَلَيْهِ جِسْرٌ يَكْثُرُ أَهْلُهَا وَيَكُوْنُ مِنْ أَمْصَارِ الْمُسْلِمِيْنَ وَإِنْ كَانَ فِيْ اٰخِرِ الزمات۔ جَآءَ بَنُوْ قَنْطُوْرَاءَ عِرَاضَ الْوُجُوْهِ صِغَارَ الْاَعْيُنِ حَتّٰى يَنْزِلُوْا عَلٰى شَطِّ النَّهْرِ فيفرق أَهْلُهَا ثَلٰثَ فِرَقٍ فِرْقَةٌ يَأْخُذُوْنَ فِيْ اَذْنَابِ الْبَقَرِ و البرية وَ هَلَكُوْا وَفِرْقَةٌ يَأْخُذُوْنَ لِأَنْفُسِهِمْ وَهَلَكُوْا وَفِرْقَةٌ يَجْعَلُوْنَ ذَرَارِيْهِمْ خَلْفَ ظُهُوْرِهِمْ وَيُقَاتِلُوْنَهُمْ وَهُمُ الشُّهَدَاءُ (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ، جلد۲، صفحہ ۴۶۸)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ ایک پست زمین میں اتر پڑیں گے جس کا نام ''بصرہ'' ہے اس نہر کے پاس جس کو دجلہ کہا جاتا ہے اس نہر کے پاس، اس نہر پر ایک پل ہوگا اور اس شہر کی آبادی بہت زیادہ ہوگی یہ مسلمانوں کے شہروں میں سے ایک شہر ہوگا جب آخری زمانہ آئے گا تو قنطوراء کی اولاد (تاتاری قوم) چوڑے چوڑے چہروں والے، چھوٹی چھوٹی آنکھوں والے حملہ کیلئے آکر اس نہر کے کنارے پڑاؤ کریں گے اس وقت بصرہ والوں کے تین گروہ ہو جائیں گے ایک گروہ تو بیلوں کی دم پکڑے ہوئے بیابانوں میں پناہ لے گا اور یہ سب ہلاک ہو جائیں گے اور ایک گروہ اپنی ذات کیلئے امان لے گا یہ سب بھی ہلاک ہو جائیں گے اور ایک گروہ اپنے بال بچوں کو اپنی پیٹھ کے پیچھے کر کے ان لوگوں سے جنگ کرے گا یہ لوگ ''شہداء'' ہوں گے۔

فائدہ: اس حدیث میں ''قنطوراء کی اولاد سے مراد ترکی اور تاتاری قومیں ہیں قنطورا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی باندی کا نام ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جولڑکے قنطورا کے شکم سے پیدا ہوئے تھے ان کی اولاد میں ترکی اور تاتاری اقوام ہیں۔ (مرقاۃ جلد۵، صفحہ ۱۵۶)

غیبی خبریں:

اس حدیث میں ''بصرہ'' سے مراد شہر بغداد ہے چونکہ زمانہ رسالت میں بغداد آباد نہیں ہوا تھا اور بصرہ بغداد ہی کے قرب و جوار میں ہے اس لیے بغداد کی جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بصرہ کا نام لیا اس جنگ کا مختصر تذکرہ یہ ہے کہ صفر ۶۵۶ ھ میں جب چنگیز خان کا پوتا ہلاکو خان تاتاریوں کا ایک عظیم لشکر لے کر بغداد پر حملہ آور ہوا تو اس وقت بغداد کے مسلمانوں کی تین

جماعتیں ہوگئیں۔ کچھ مسلمان تو اپنے اپنے مال واسباب کو بیلوں پر لاد کر اپنی جان بچانے کیلئے جنگلوں اور بیابانوں میں پناہ لینے کیلئے نکل بھاگے مگر یہ لوگ بچ نہ سکے بلکہ تا تاریوں کی خونخوار فوجوں نے ان سب کو چن چن کر قتل کر ڈالا اور ان کے مال واسباب کو لوٹ لیا اور کچھ مسلمان یعنی خود خلیفہ بغداد مستعصم باللہ اور اس کے ارکان سلطنت اور بغداد کے امراء و شرفاء و علماء نے تا تاریوں سے جان کی امان لے کر قلعہ کا پھاٹک کھول دیا اور باہر نکل آئے مگر قوم تا تار کے بدعہد کفار نے ان سب مسلمانوں کو قتل کر کے ٹکڑے کر ڈالا اور خلیفہ بغداد کو بھی نہایت ہی بے رحمی اور بے دردی کے ساتھ طرح طرح کی ایذا دے کر مار ڈالا۔ اور کچھ شیر دل اور جاں باز مسلمان اس عظیم فتنہ کے سیلاب میں بھی ثابت قدم رہے نہ ان لوگوں نے فرار کیا نہ قوم کفار سے امان کے طلب گار ہوئے بلکہ ان کفار کے مقابلہ میں تلوار لے کر ڈٹ گئے اور اپنے بال بچوں کو اپنے پیچھے کر کے ان کافروں سے جنگ کرنے لگے اور خدا کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے سب کے سب شہادت کے شرف سے سرفراز ہو گئے اور شہر بغداد تباہ و برباد ہو گیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۸۲۰ وغیرہ)

بصرہ:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سینکڑوں برس پہلے جو غیب کی خبر دی تھی وہ حرف بہ حرف صادق ہوئی اور قیامت کی یہ نشانی ظاہر ہو چکی اور جس بصرہ کی خبر دی گئی وہ بھی عالم وجود میں آ گیا اس کا نام حضور نے ارشاد فرمایا اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس شہر کی بنیاد رکھی بصرہ، کوفہ، قاہرہ، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں منصہ شہود پر آئے۔ (اویسی غفرلہ)

(15) نارِ حجاز جس کی روشنی سے بُصری (شام) میں اونٹوں کی گردنیں نظر آئیں اس آگ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیوں پہلے خبر دی

1۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ سرزمین حجاز سے ایک آگ نکلے گی جو مقام بُصری میں اونٹوں کی گردنیں روشن کر دے گی۔ (رواہ البخاری والحاکم فی المستدرک)

تبصرہ اویسی غفرلہٗ:

صحیحین کے الفاظ ہیں۔

لَا یَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَظْھَرُ نَارُ الْحِجَازِ۔

''قیامت قائم نہ ہوگی جب تک حجاز کی آگ ظاہر نہ ہو''۔

فائدہ: شیخ محقق حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہٗ المتوفی ۱۰۵۲ھ جذب القلوب الی دیار المحبوب (تاریخ مدینہ منورہ) میں لکھتے ہیں کہ واقعہ نار حجاز بھی اس شہر مبارک کی کرامت پر دلالت کرتا ہے۔ اس کے وقوع کی ایک حکمت یہ تھی کہ یہ سرزمین رحمت و شفاعت کی جگہ ہے۔ باوجود یہ کہ ظاہر ہوئی اور بجھ گئی اور ظاہر اس لئے ہوئی کہ اس دور میں شریر لوگوں نے لڑائیاں اور دنگا فساد برپا کر رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو عبرت دلانے کیلئے ایسا کیا تاکہ وہ اپنی شرارتوں اور فسادات سے باز آجائیں۔ اور رحمت بھی ظاہر ہے کہ باوجود ہمہ گیر عذاب بن جانے کہ اہل مدینہ بلکہ حرم مدینہ کیلئے امن وسلامتی والی تھی۔

فائدہ: مذکورہ بالا روایت مسند الفردوس میں ہے ایسے ہی کامل بن عدی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَسِیْلَ وَادٍ مِنْ اَوْدِیَةِ الْحِجَازِ بِالنَّارِ تُضِیْ اَعْنَاقُ الْاِبِلِ بِبُصْرٰی۔ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ حجاز کی وادی آگ سے رواں ہوگی جس سے بصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں نظر آئیں گی۔

امام سمہودی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر بقلم مصنف کتاب:

مصنف کتاب نار الحجاز کی روایات مع سندات نقل کرنے کے بعد حضرت امام نور الدین سید علی سمہودی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ کی تقریر کہ آپ تاریخ المدینہ یعنی وفاء الوفاء وخلاصۃ الوفاء میں لکھتے ہیں کہ یہ نار مدینہ پاک میں ظاہر ہوئی اور اس کی شہرت حد تواتر تک مشہور ہے اس سے پہلے ہولناک دھماکے شروع ہوئے یہاں تک کہ اہل مدینہ گھبرا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے پھر ان کی مشکل حل ہوگئی۔

تبصرہ اویسی غفرلہٗ:

امام سمہودی علیہ الرحمہ مصر سے مدینے میں مقیم ہو کر دس سال تک مدینہ پاک کے مفصل حالات لکھتے رہے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف، محبوب مدینہ کا مقدمہ، جلد اول، ترجمہ خلاصۃ الوفاء۔ مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور، اہل مدینہ کا گھبرا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر استغاثہ بتاتا ہے کہ حق مذہب اہلسنت بریلوی ہے اس لئے کہ یہی بریلوی حضرات اسلام کے طریقہ پر ہیں نجدی مذہب اور اس کے ہمنوا مزار پر جا کر استغاثہ کو شرک کہتے ہیں تو بدعتی اور باطل ہیں۔

احمد رجال ثقات کے ساتھ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جب ذوالحلیفہ نظر آیا تو لوگ مدینہ طیبہ کو جلدی کر کے چلے گئے اور رسول پاک ﷺ ذوالحلیفہ میں ٹھہر گئے اور ہم بھی وہاں ٹھہر گئے۔ آپ نے صبح کے وقت ان صحابیوں کیلئے پوچھا جو عجلت کر کے مدینہ شریف کو پہلے چلے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ اب تو مدینہ پاک اور عورتوں کی طرف عجلت کر رہے ہیں لیکن ایک وقت آ رہا ہے جب اُس وقت آج کی اچھی گھڑیاں سمجھیں گے پھر فرمایا:

لَيْتَ شعري متي تخرج نار بارض اليمن من جبل الوراق تضي أعناق الابل ببصري ضوءه كضوء النهار۔

''کاش! جب کہ ارض یمن میں جبل وراق سے آگ نکلے گی جس کی روشنی سے بصری میں اُنٹوں کی گردنیں نظر آئیں گی اور وہ روشنی دن کی طرح روشن ہوگی''۔

سوال: مدینہ کی نار تو حجاز سے مشہور ہے۔ حدیث مذکور میں یمن کا لفظ ہے۔

جواب: اگرچہ مدینہ طیبہ حجاز یہ ہے لیکن امام شافعی نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ یمانی بھی ہے جیسا کہ امام بیہقی نے ان سے نقل کر کے اس پر ایک حدیث بھی روایت کی ہے۔ طبرانی شریف میں حضرت حذیفہ بن اسد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

لا تقوم الساعة حتي تَخْرُجَ نار من رومان اور ركوبة تضي منها اعناق الابل ببصري۔

''قیامت نہ ہوگی یہاں تک کہ آگ رومان یارکوبہ سے نہ نکلے گی جس کی وجہ سے بُصریٰ میں اُنٹوں کی گردنیں نظر آئیں گی''۔

انہی کی روایت حضرت عاصم بن عدی انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس وسیل کہاں ہے؟ (مجمع البحار میں واؤ کے بغیر جس سیل ہے) ہم نے لاعلمی ظاہر کی۔ اس کے بعد ہمارے ہاں سے قبیلہ بنی سلیم کا ایک شخص گزرا ہم نے پوچھا کہاں رہتے ہو؟ اس نے کہا جس وسیل میں۔ میں سنتے ہی اپنے جوتے چھوڑ کر فوراً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گیا اور عرض کی ہم سے آپ نے جس وسیل کے متعلق پوچھا تھا ہم نے لاعلمی ظاہر کی آج ایک شخص وہاں کا مقیم ہمارے ہاں سے گزرا ہے وہ یہ ہے آپ اس سے اس کے متعلق جو چاہیں پوچھیں۔ آپ نے اس سے پوچھا تو کہاں رہتا ہے؟ عرض کی ''جس وسیل'' میں۔

آپ نے فرمایا:

اخرج اهلك منها فانه يوشك ان تخرج منها نار تضى، اعناق الابلِ ببُصرى۔

''اپنے اہل کو یہاں سے لے جا کیونکہ عنقریب آگ نکلے گی۔ جس سے اُونٹوں کی گردنیں بصریٰ میں نظر آئیں گی''۔

رافع بن بشر سلمی نے اپنے والدین سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ

يوشك نار تخرج من حبس سيل تسير سير مطينة الابل تسير النّهار و تقيم الليل۔ (الحدیث)

''قریب ہے کہ آگ جس سیل سے نکلے گی اس کی سیر اُونٹ کی رفتار کی طرح ہوگی وہ دن کو چلے گی اور رات کو ٹھہری رہے گی''۔ (رواہ الطبرانی وابویعلی وامام احمد)

فوائد اویسی غفرلہ:

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۰۷ھ نے فرمایا کہ امام احمد کی روایت کے راوی صحاح کے ہیں سوائے رافع کے۔

جس (بالضم پھر سکون) یہ جگہ حرہ بنی سلیم اور سوارقیہ کے درمیان واقع ہے اور نصر نے فرمایا کہ وہ فتحہ کے ساتھ ہے۔ بنو سلیم کے دو حروں کا ایک ہے۔

احادیث مذکورہ بالا میں جس آگ کا ذکر ہے وہ واقع ہو چکی جو مدینہ طیبہ کو قبلہ کی جانب مشرق سے سواریہ کے طریق سے آئی جس کا بیان تفصیلی آئے گا (ان شاءاللہ) اور یہ بنو سلیم کے بلاد کی جانب ہے۔

بدر بن فرحون نے فرمایا: احیین کی وادی سے یہ نار چلی۔

قطب قسطلانی نے فرمایا یہ آگ مشرق کے جہت سے اس مرحلہ پر ظاہر ہوئی جو مدینہ طیبہ کے قریب ہے جس کا نام الھیلاء کا میدان ہے جو قریظہ کے گھروں کے قریب میں ہے یعنی مدینہ اور احیین کے درمیان واقع ہے پھر مشرق کی جانب بڑھتی ہوئی احیین کے قریب پہنچ گئی۔

سوال: کبھی کسی جگہ کا نام لیا جاتا ہے کبھی کسی کا اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اس کا ابتدائی ظہور اسی جگہ سے ہوا جس کا اشارہ حدیث شریف میں ہے۔ جسے لوگوں نے محسوس نہ کیا یہاں تک کہ محل مذکور تک پہنچی جو کہ یہی انذار کا مقام ہے۔ اس کے بعد مدینہ طیبہ کے قریب پہنچ گئی۔ نارِ حجاز کے ظہور سے چند روز پہلے ہیبت ناک زلزلے آئے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا۔ (پ ۱۵، بنی اسرائیل آیت ۵۹)

''اور ہم ایسی نشانیاں نہیں بھیجتے مگر ڈرانے کو''۔

سوال: یہ عذاب بھری آگ اس مقدس شہر کے قریب میں کیوں واقع ہوئی؟

جواب: اگر کسی دوسرے علاقہ میں ایسی ہیبت ناک آگ کا ظہور ہوتا تو عذاب بن کر امت کو ضرر رساں ہو جاتی اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کے منافی تھا۔ آپ کے شہر کے قریب میں وقوع ہوا تا کہ انذار بھی ہو جائے اور شہر کی برکت کا ظہور بھی۔ جب آگ کا زور پھیلا تو اہل مدینہ کا یہ حال تھا کہ

اَلْتَجَؤُا فی امرها الی نَبِيِّهِمْ المبعوث بالرحمة فصُرِفَت عنهم ذات

الشمال و قابلتھم الرّحمة فکانت بردا و سلاماً و ظھرت برکة تربتہٖ ﷺ فی اُمتہ۔

''آگ کے معاملہ میں اپنے نبی رحمۃ العالمین ﷺ کی طرف پناہ مانگی جس سے وہ آگ بائیں طرف چلی گئی اور اہل مدینہ کو رحمت نصیب ہوئی ان پر آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی ہوگئی اس سے اہل مدینہ پر بلکہ تمام اُمت پر نبی پاک ﷺ کی قبر انور کی برکت ظاہر ہوئی''۔

فائدہ: اہل مدینہ قدیم سے اپنے نبی اکرم ﷺ کو زندہ اور پناہ عالم مانتے چلے آرہے ہیں اب بھی اہل حق آپ کو زندہ اور پناہ کائنات مانتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے — غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے
تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ — میرے چشم عالم سے چھپ نے والے

ایک جگہ مسلمانوں کو سمجھایا کہ

مانگ من مانتی منہ مانگی مرادیں لے گا — نہ یہاں نا ہے نہ منگتا ہے یہ کہنا کیا ہے
(حدائق بخشش حصہ اوّل)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جمیع اہل الشام کی متواتر اطلاع دینے سے (کہ اس نار کا خروج ہوا تھا) ہمیں اس کا علم یقینی ہے۔

سوال: یہ نار حجاز مشہور ہے امام نووی نے شام والوں کی شہادت کیوں بتائی؟

جواب: یہ آگ اِن کے زمانہ کی کوئی اور ہوگی۔

زلزلہ کا آغاز مدینہ پاک میں یکم جمادی الآخرہ ۶۵۴ھ میں ہوا لیکن جھٹکے تھے باوجود مکرر ہونے کے ایک دوسرے کو نہیں پہنچ سکتے تھے۔

آگ حجاز کا قصہ:

ابتداء زلزلہ مدینہ پاک میں یکم جمادی الآخرۃ ۶۵۴ھ میں ہوا یعنی مستعصم کے قتل اور بغداد کی تباہی کے دو سال قبل پہلے معمولی جھٹکے تھے باوجود یہ کہ بار بار آتے لیکن ایک دوسرے تک نہیں پہنچے تھے پھر منگل کے دن شدت اختیار کرلی یہاں تک کہ ان کا کامل

ظہور ہو گیا پھر تیسری تاریخ بدھ کی رات کو تہائی شب کے سخت جھٹکے لگے جس سے لوگ گھبرا گئے اور پھر اسی رات سے مسلسل جمعہ تک جاری رہے۔ ان کی آواز بادل کی گرج سے بھی سخت تھی اور زمین گھومتی تھی اور درو دیوار ہلتے تھے یہاں تک کہ ایک دن میں اٹھارہ بار جھٹکے لگے جیسا کہ قطب قسطلانی نے اپنی ایک کتاب میں بیان کیا جب کہ اس نار کے لیے ایک مستقل کتاب ''جمل الا یجاذفی الاعجاز بنار الحجاز'' لکھی ہے اور وہ اس مکہ مظمہ میں تھے۔ ابو شامہ نے یہ واقعہ قاضی مدینہ سنان کی کتاب سے ان کا مشاہدہ نقل کیا۔

قاشانی وغیرہ نے اس کے عجائبات بیان فرمائے ہیں: کہا کہ جمعہ کے دن شدید جھٹکا تھا کہ مسجد شریف کے مینار ہل گئے اور مسجد کی چھت سے سخت آوازیں سنائی دیتی تھیں۔

قسطلانی نے کہا کہ جمعہ کے دوپہر کے وقت یہ آگ ظاہر ہوئی اس کے ظہور کی جگہ سے لے کر خلائے آسمان میں دھواں پھیل گیا جس کی سخت سیاہی نے اُفق ڈھانپ لیا۔ اور زمین پر اندھیرا چھا گیا گویا رات ہو گئی اور دن کی روشنی بالکل ختم ہو گئی اور مشرق سے آگ کا ایک بہت بڑا شہر نظر آتا تھا۔

آگ کا طول وعرض:

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۶۸ ھ نے فرمایا کہ بدھ کی شب تیسری جمادی الآخرۃ جمعہ کی چاشت تک مدینہ منورہ میں بڑے بڑے زلزلے آئے پھر تھم گئے تین ماہ کے بعد آگ حجاز کی طرف سے ظاہر ہوئی۔ گویا ایک برج دار قلعہ یا وسیع شہر کی مانند تھی جیسے آدمیوں کی جماعت اس کو کھینچ رہی ہے۔ جس پہاڑ سے گزرتی اسے راکھ کر دیتی۔ رانگ کی طرح پگھلاتی، بادل کی طرح گرجتی، دریا کی طرح جوش مارتی اور گویا اس سے سرخ اور نیلی نہریں نکلتی ہیں اور مدینہ منورہ کے قریب پہنچتی ہے اور اس کے ساتھ ایک ٹھنڈی ہوا بھی مدینے کی طرف آتی ہے۔

فوائد: مجھے بعض دوستوں نے کہا ہے کہ اس کی لمبائی آسمان کی طرف پانچ دن کے سفر کے برابر تھی اور میں نے سُنا ہے کہ وہ مکہ معظمہ اور بصری کے پہاڑوں سے دیکھی گئی۔

عارف قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (یہ امام قسطلانی نہیں جو بخاری شریف کے شارح ہیں اس لیے کہ یہ تو ۹۲۲ ھ میں فوت ہوئے یعنی امام سمہودی مصنف وفاء الوفاء و خلاصہ کی موت سے

گیارہ سال بعد۔ بلکہ یہ قسطلانی قطب الدین ابوبکر احمد المکی القسطلانی المتوفی ۶۸۶ھ ہیں، حاشیہ خلاصۃ الوفاء اویسی غفرلہ) نے فرمایا کہ اس کی روشنی کا ظاہر و باطن پر غلبہ تھا۔ مدینہ طیبہ اور حرم پاک میں سورج اس کی روشنی سے متاثر ہوا یہاں تک کہ سورج کی روشنی زمین پر زرد اور سورج کا رنگ سُرخ نظر آتا تھا اور چاند کی چاندنی ماند پڑ گئی۔

ابوشامہ نے فرمایا مجھے ایک معتمد علیہ بزرگ نے فرمایا کہ میں نے اس بزرگ سے سُنا جس نے مدینہ طیبہ میں اس کا مشاہدہ کیا وہ یہ کہ اس کی روشنی پر تیماء میں کتاب لکھی جاسکتی تھی حالانکہ اُس وقت سورج اور چاند کی روشنی تو بالکل ماند پڑ گئی یعنی وہ تو کسوف وخسوف کی زد میں تھے اور ہم نے ان کے کسوف وخسوف کا اثر دمشق میں محسوس کیا اس لیے کہ ان کی روشنی دیواروں پر دھیمی محسوس ہوئی تھی ہم اس واقعہ کی خبر پہنچنے تک حیران تھے کہ واللہ اعلم یہ کیا ماجرا ہے۔

عارف قسطلانی فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے سُنا ہے جس نے خود آنکھوں سے دیکھا کہ وہ آگ جبال سایہ تک نظر آتی تھی اور بعض نے کہا ہے کہ ہم نے اسے تیماو بصری میں ایسے قریب سے دیکھا جیسے اہل مدینہ کو قریب نظر آئی۔

عماد ابن کثیر نے کہا مجھے قاضی القضاۃ صدرالدین حنفی نے بتایا اُنہیں ان کے والد گرامی شیخ صفی الدین مدرس مدرسہ بصری نے فرمایا کہ مجھے آنکھوں سے دیکھنے والے بہت سے دیہاتیوں نے خبر دی کہ اس آگ کی روشنی سے رات کے وقت اونٹوں کی گردنیں دکھائی دیتی تھیں۔ اس سے ہمیں یقین ہوا کہ جس آگ کے متعلق احادیث میں وارد ہے کہ وہ حجاز سے ظاہر ہوگی وہ ظاہر ہوگئی اور حضور سرور عالم ﷺ کے معجزے کا ظہور ہوا جسے آپ نے صدیوں پہلے خبر دی تھی۔

نکتہ: روشنی دور دکھائی گئی تاکہ لوگوں کو خوف خدا پیدا ہو۔

نکتہ: جمعہ کے دن اس لئے ظاہر ہوئی تاکہ معلوم ہو کہ یہ نعمت ہے۔

اگرچہ بظاہر عذاب محسوس ہوتی ہے اس سے خوف خدا رکھنے والے قلوب کو واقعی خوف خداوندی کی نعمت نصیب ہوئی چنانچہ امیر مدینہ کے متعلق منقول ہے۔

حکایت نمبر ۱: عارف قسطلانی ایک معتبر بزرگ سے بیان کرتے ہیں کہ امیر المدینہ نے چند سواروں کو آگ کی حقیقت معلوم کرنے کیلئے بھیجا لیکن وہ آگ کی گرمی و تمازت کی شدت سے قریب جانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ پھر وہ سواریوں کو چھوڑ کر پیدل چل پڑے ان کا بیان ہے کہ جب قریب پہنچے تو دیکھا کہ آگ پہاڑوں جیسی چنگاریاں پھیلا رہی ہے۔ اس کی تیز روشنی کی وجہ سے آگ کی حقیقت سے آگاہی نہ پا سکے۔ واپس لوٹے تو امیر المدینہ خود جانے کیلئے کمر بستہ ہوئے۔ جب انہوں نے ہمت کر کے آگ کے قریب پہنچنے کی جرات کی تو دو تیروں کی مقدار تک حرارت نے آگے نہ آنے دیا بلکہ آگے زمین بھی آگ بنی ہوئی تھی اور اس کے پتھر آگ کی میخیں محسوس ہوتی تھیں اور ان کے نیچے آگ تھی اور ان سے آگ کے شعلے پہاڑوں کی مانند اُٹھ رہے تھے۔ وہاں کے ریت کے ٹیلے آگ سے تبدیل ہو چکے تھے جو بحر مواج کی طرح موجیں مارتے ہوئے پتھر کے بڑے تودے آگ میں گرا رہے تھے اور اس کے شعلوں نے افق آسمان کو تاریکی سے بدل دیا۔ ایسے گمان ہوتا تھا کہ سورج اور چاند کسوف و خسوف کی لپیٹ میں ہیں اور ان کی روشنی آفاق دنیا سے چھین لی گئی ہے۔

حکایت نمبر ۲: جمال مطری اور عارف قسطلانی کی نقل میں تضاد ہے وہ یہ کہ جمال مطری علم الدین سنجر جو عزالدین منیف امیر المدینہ کے آزاد کردہ غلام ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ انہیں ان کے آقا امیر المدینہ نے ایک شخص عربی کے ساتھ بھیجا ہم دونوں سواریوں پر سوار تھے ہمیں امیر کا حکم تھا کہ تم آگ کو قریب سے دیکھنا ہم نے سن رکھا تھا کہ آگ کسی کو اپنے قریب بھٹکنے نہیں دیتی۔ لیکن جب ہم پہنچے تو ہمیں اس کی کوئی گرمی محسوس نہ ہوئی۔ میں سواری سے اُتر پڑا اور بالکل قریب چلا گیا دیکھا کہ وہ تو ہر چھوٹے بڑے پتھروں کو نگل رہی ہے میں نے ترکش سے تیر نکال کر تیر کے نیزے کو آگ میں ڈالا لیکن اس سے مجھے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوئی یہاں تک کہ گرمی کا احساس تک نہ ہوتا تھا۔ البتہ اتنا ہوا کہ نیزے کو آگ کھا گئی لیکن تیر کی لکڑی کو محفوظ رکھا۔

فائدہ: مطری فرماتے ہیں آگ، پتھروں اور پہاڑوں کو ہڑپ کر جاتی لیکن درختوں کو چھوڑ

دیتی تھی۔ (شیخ شاہ عبدالحق محدث قدس سرہ المتوفی ۱۰۵۲ھ نے فرمایا کہ آگ کے متعلق اوقات احوال کے ساتھ ظاہر ہونا بھی نبی علیہ السلام کا معجزہ ہے ایسے ہی اس کا کبھی سرد ہونا اور کبھی گرم ہونا وغیرہ وغیرہ۔)

حرم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام:

مطری فرماتے ہیں اس سے میری سمجھ میں یہ آیا ہے کہ آگ کو حرم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام تھا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام مخلوق کے ہر ذرہ پر فرض ہے۔

قسطلانی کا دوسرا بیان:

عارف قسطلانی فرماتے ہیں کہ جب آگ چلتی تھی تو ہر شے کو پیستی اور ہر خشک و تر درخت اور پتھروں، پہاڑوں کو راکھ بناتی چلی گئی۔ اس کا کنارہ مشرقی (پہاڑوں کے مابین) تھا۔ پہاڑ حائل ہوئے تو ٹھہر گئی اور دوسرا کنارہ شامی تھا وہ حرم کے متصل تھا یعنی جبل وغیرہ اس کی مشرقی جانب جبل اُحد کے ساتھ متصل تھی اور وادی شظاۃ جس کے کنارے میں وادی حمزہ رضی اللہ عنہ ہے، سے چلی تو حرم نبوی کے سامنے آ کر نہ صرف ٹھہری بلکہ بجھ گئی۔

حرم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا مشاہدہ:

حضرت عارف قسطلانی علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک معتبر آدمی سے سُنا ہے کہ وادی میں ایک بڑا پتھر پڑا تھا جس کا نصف حصہ تو حرم کے اندر اور نصف باہر تو آگ میں خاکستر ہو گیا مگر نصف اندر کے حصہ تک جب آگ پہنچی تو بجھ گئی۔

ایک اور جگہ پر لکھتے ہیں کہ: آگ علاقہ شام سے بڑھتی چلی آئی یہاں تک کہ قرب احد شریف میں قرین الارنب میں آ کر نہ صرف رک گئی بلکہ بجھ گئی۔

فائدہ: یہی زیادہ معتمد علیہ اور یہی معجزہ ہونے کے اعتبار سے موزوں تر ہے۔

(اور) ابوشامہ نے قاضی سنان کی کتاب سے جو مشاہدہ نقل کیا ہے وہ بھی اس کی تائید کرتا ہے وہ یہ کہ آگ وادی شظاۃ سے گزر کر جبل اُحد کے بالمقابل ٹھہر گئی اور حرہ عریض کے قریب ٹھہرنے کو تھی (یہاں تک کہ قتیرہ جو کہ حرم مدینہ کو متصل ہے) کے قریب ٹھہری اور حرہ

عریض کے قریب پہنچ کر بجھ گئی (یہ آگ، جمادی الآخرۃ جمعہ کو شروع ہو کر ۲۷ رجب کو ختم ہوئی)اور پھر مشرق کو چلی گئی۔

آگ کی روانی و جوانی:

مورخین لکھتے ہیں کہ وہ آگ وادی میں سیلاب کے ریلے کی طرح رواں دواں تھی۔ اس کا طول چار فرسنگ (۱۲ میل)اور عرض چار میل اور گہرائی آدمی کے ڈیڑھ قد کے برابر تھی۔ جب وہ رواں دواں تھی تو پتھر چونے کی طرح پگھلتے چلے جاتے یہاں تک کہ منتہائے حرہ میں مشرق کی جانب وادی کے نزدیک جمع ہوتے رہے اور جبل وغیرہ کی طرف وادی شظاۃ کے وسط میں آگ سے پگھلتے ہوئے پتھروں کی ایک مضبوط دیوار بن گئی۔

یہ سد سکندری کی طرح نہ تھی اس کے وصف سے زبان عاجز ہے اور اس میں سے کسی انسان کو راستہ ملتا ہے نہ کسی جانور کو۔

فوائد: وہاں پر تا حال دیوار کے آثار موجود ہیں۔

اس دیوار کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ مفسد، ڈاکو اس راستہ سے ساکنان خوباں یعنی مدینہ طیبہ کو تنگ کرتے تھے اس دیوار نے ان کے داخلے بند کر دیئے۔

"مپندار کہ در کار خداوند خطاست۔ زانکہ او ھر چہ کند عین صلاح ست"۔

"یہ گمان بھی نہ کر کہ اللہ تعالی کے کام میں خطا ہے اس لیے کہ وہ جو کچھ کرتا ہے عین صواب (صلاح) ہے۔ (جذب القلوب) جو جس کے نام سے مشہور ہے"۔

عارف قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے بہت سے معتبر بزرگوں کو فرماتے سُنا ہے کہ اس وقت میں نے اس دیوار کو تا پا تو ایک پتھر اُوپر سے نیچے پھینکا۔ زمین اصلیہ تک پہنچے تک ایک طویل تیر کے برابر محسوس ہوا۔

اسی وجہ سے وادی شظاۃ کے دو حصے محسوس ہوتے تھے اور آج اس وادی کی دیوار کے پیچھے سیلاب کا پانی رک جاتا ہے بارشوں کے دوران تا حد نگاہ لمبا چوڑا دریا نظر آتا ہے(دور حاضرہ میں اس کا نام عاقول ہے۔ حاشیہ خلاصۃ الوفاء) اس دیوار کے ٹوٹنے کی غیبی خبر کا بیان (نار حجاز نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اُمت کے ہر فرد نے مانا اور یہ رسول پاک

صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا ثبوت اور مافی الغد میں داخل ہے جب کہ مخالفین کہتے ہیں کہ " خمس لایعلمھن الا اللہ" پانچ علم وہ ہیں جنہیں خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے صدقے بہت سے اولیاء کرام کو ان پانچوں علوم میں سے بہت سے جزئیات سے نوازتا ہے۔ منجملہ انکے ایک یہی واقعہ یعنی نارالحجاز بھی ہے جسے سینکڑوں سال پہلے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا جس کا وقوع ۶۵۴ھ میں المستعصم باللہ (بادشاہ عباسی) کے دور کے قتل اور بغداد کی تباہی کے دو سال قبل ظاہر ہوا۔ چنانچہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب "تاریخ الخلفاء" میں خلیفہ مذکور کے حالات میں لکھا کہ ۶۵۴ھ میں مدینہ طیبہ میں آگ ظاہر ہوئی۔ ابوشامہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس مدینہ منورہ سے جو خطوط (مکاتیب) آئے ان میں تحریر تھا کہ شب چارشنبہ ۳ جمادی الآخر کو یہاں زبردست گرج سنائی دی اور اس کے بعد تھوڑے وقفے سے زلزلے آتے رہے اور زلزلے کے جھٹکوں کی یہ حالت 5 جمادی الآخر تک قائم رہی۔ اس کے بعد مقام حرہ میں قریظہ بن امر کے پاس آگ لگ گئی۔ یہ آگ اتنی شدید تھی کہ مدینہ منورہ میں ہم گھروں میں بیٹھے ہوئے تھے اور ہم کو ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ آگ بالکل ہمارے پاس کسی جگہ لگی ہے۔ اس کے بعد تمام وادیوں میں سیلاب آ گیا اور پانی وادی شظاۃ تک پہنچ گیا ہم لوگ ڈوبنے والوں کی مدد کرنا چاہتے تھے کہ پہاڑ سے لاوا اُبلنے لگا، تیسرالنار اور آنا فاناً یہ پہنچا اس لاوے سے آگ کے پہاڑ بلند ہو رہے تھے اور اس سے اس طرح شرارے نکل رہے تھے جیسے آگ کے مینار کھڑے کر دیئے گئے ہیں۔ اس آگ کی روشنی مکہ معظمہ اور اس کے قرب و جوار تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس موقع پر تمام لوگ جمع ہو کر روضہ مقدس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوئے اور توبہ استغفار کی۔ آگ اور روشنی کا یہ سلسلہ ایک ماہ سے کچھ زیادہ عرصہ تک جاری رہا۔ ذہبی کہتے ہیں کہ آگ کے بارے میں جو کچھ بیان کیا جاتا ہے وہ خبر متواتر کے اعتبار سے بالکل درست ہے۔ اور وہی آگ تھی جس کی خبر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دی ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک سرزمین حجاز سے آگ بلند نہ ہوگی۔ جیسا کہ پہلے گذرا) کتب احادیث میں مفصل موجود ہے۔

عماد بن کثیر کا بیان:

فرمایا کہ مجھے قاضی صدرالدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی انہوں نے فرمایا کہ مجھے میرے والد صفی الدین نے خبر دی آپ اس وقت مدرسہ بصری کے مدرس تھے ان کے علاوہ اور بہت سے اعراب نے خبر دی جو اس وقت بلاد بصری میں موجود تھے کہتے ہیں کہ ہم نے اسی نار کی روشنی سے ان کے اونٹوں کی گردنیں بصری میں دیکھیں جو مصداق ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم (وہ حدیث جو پہلے لکھی جا چکی ہے)

فائدہ: آگ کا مدینہ پاک کو جانب مشرق سے آنا جہت طریق اسوار قیہ وہیں جس وسیل ہے (جس کا ذکر ابتداء میں ہوا) وہ جبل سیل حرہ بنی سلیم اور اسوار قیہ کے درمیان واقع ہے۔

عجائبات:

1- اسی سال ایک عجوبہ یہ ہوا کہ مسجد نبوی جل گئی حالانکہ وہ نار حجاز تو حرم سے باہر بجھ گئی تھی یہ اور طریقے سے آگ لگی تھی۔

2- اسی سال دریائے دجلہ میں زبردست طغیانی آئی جس نے بغداد کے اکثر حصے کو غرق کر دیا اور اس سے وزیر کا محل گر گیا یہ ان کے لیے انذار تھا۔

3- آگ مذکور کے ظہور کے دو سال بعد تاتاریوں نے بغداد میں قیامت صغری بپا کی اور آخری خلیفہ عباسی مستعصم باللہ اور اس کے اہل وعیال اور دیگر اہل اسلام کو تہ تیغ کیا، یہاں تک کہ ایک ماہ چند دن تک تاتاریوں کی تلوار ظلم میں ڈوب کر مسلمانوں کے خون سے رنگین ہوتی رہیں اور اسلامی کتب جانوروں کے پاؤں کے نیچے بچھائی گئیں اور مدرسہ نظامیہ کو جانوروں کی گھاس ڈالنے کی جگہیں بنایا گیا اور وہ جگہیں انیٹوں کے بجائے اسلامی کتب سے تیار کی گئیں بغداد انسانوں سے خالی ہو گیا۔

4- اس پر آگ نے چڑھائی کر دی جس نے دارالخلافہ کو جلا کر راکھ کر دیا اور آگ ایسی پھیلی کہ تمام مکانات جل گئے یہاں تک کہ شاہی محلات راکھ ہو گئے اور والیان بغداد کے مقبرے جل گئے۔

5- بعض دیواروں پر مندرجہ ذیل اشعار عبرت کے لئے کندہ پائے گئے۔

اِنْ تُرِدْ عِبْرَةً فهذى بَنُوْالْعَبَّاس دَارَتْ عَلَيْهِمُ الدَّائِرَاتُ
استبيْحَ الْحَرِيْمُ اِذَا قُتِلَ الْاَحْيَاءُ مِنْهُمْ وَاُحْرِقَ الْاَمْوَاتُ

''عبرت والو! عبرت پکڑو! یہ بنوالعباس ہیں جن پر زمانہ کی گردش ہے ان کے حرم مباح ہوئے جب کہ ان کے زندہ مارے گئے اور ان کے مردے جلائے گئے''۔

بعض نے یہ اشعار کہے:

سُبْحَانَ مَنْ اَصْبَحَتْ مَشِيْنَتُهٗ جَارِيَتُهٗ فِي الْوَرٰى بِمِقْدَارٍ
فِيْ سَنَةٍ اُغْرِقَ الْعِرَاقُ وَقَدْ اُحْرِقَ اَرْضُ الْحِجَازِ بِالنَّارِ

''پاک ہے وہ ذات جس کی مشیت مخلوق پر جاری ہے ایک ہی سال میں عراق کو غرق کر دیا تو ارض حجاز کو آگ نے جلا دیا''۔

پھر بغداد میں موت وفنا کی کثرت ہوئی اور بغداد سے بساطِ خلافت لپیٹ دی گئی ہیں قبل و بعد امر اللہ ہی کیلئے ہے کہ وہی عزت دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور ذلت دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔

نوٹ: یہ علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ کی تاریخ کا خلاصۃ الوفاء سے ماخوذ ہے، مزید دیکھیے فقیر کی تصنیف ''محبوب مدینہ'' جلد اوّل مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور۔ یہ آگ اس آگ کے علاوہ ہے جو آخری زمانہ میں نکلے گی لوگوں کو ان کے محشر کی طرف جمع کرے گی اور انکے ساتھ رات اور دوپہر گذارے گی جس کا بیان انشاء اللہ قسم ثالث میں آئے گا۔

(۱۶) روافض وتشیع کا ظہور اور رافضیوں کا ملک میں ظلم وستم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر لعن وطعن (سب اور لعنت کرنا) یہ عظیم ترین فتنہ اور شدید تر امتحان اور سنتوں کو مٹایا جانا ہے

1- سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

سے کہا اے ابوالحسن! رضی اللہ عنہ یہ بیشک ہے کہ آپ کے تابعدار جنت میں ہوں گے لیکن ایک ایسی قوم پیدا ہوگی۔ جو آپ سے محبت کا دم بھریں گے لیکن اسلام کی تحقیر کریں گے بلکہ اسے چھوڑ دیں گے اور پھینک دیں گے دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے ان کا لقب ''الرافضۃ'' ہوگا اگر تم انہیں پاؤ تو ان سے جنگ لڑو کیونکہ وہ مشرک ہیں۔ (رواہ الدارقطنی)

فائدہ: یہ سند دارقطنی شریف میں مکمل ہے اور ان کا تعارف فقیر نے دارقطنی کی شرح انوار المغنی میں بیان کیا ہے۔ (اویسی غفرلہ)

فائدہ: امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۲۸۵ھ نے اس کی سند پہلی سند کی طرح اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی مثلاً عن ابی جعفر الباقر عن فاطمۃ الصغریٰ عن فاطمۃ الکبریٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

فائدہ: امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس روایت کے ہمارے طرق کثیرہ ہیں یعنی نہایت ہی مضبوط سند ہے فرمایا کہ تمام طرق مع سندات اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم نے کتاب ''مسند فاطمہ'' بالاستیعاب لکھے ہیں۔

انتباہ اویسی غفرلہ:

اس میں شیعہ فرقہ کے لیے بہتر راہ ہدایت کا نمونہ ہے لیکن جس کے تالے خدا بند کرے کون کھولے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا۔ (پ ۲۶ محمد آیت نمبر ۲۴)

''تو کیا وہ قرآن کو سوچتے نہیں یا بعض دلوں پر اُن کے قفل لگے ہیں۔''

اس آیت کی تفسیر میں حکیم الامت مفتی احمد یار نعیمی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۹۱ھ لکھتے ہیں کہ یعنی جن کے دلوں پر نفاق کے قفل لگے ہیں وہ نہ تو قرآن کریم میں تدبر کر سکتے ہیں نہ قرآن کی ہدایت اُن کے دل میں اترتی ہے قفل کھلے تو ہدایت داخل ہو۔ (نور العرفان)

اویسی غفرلہ:

کہتا ہے یہی حال شیعہ و دیگر بد مذاہب کا ہے جیسے وہابی نجدی، دیوبندی وغیرہ وغیرہ۔

2- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح مروی ہے اس میں اضافہ فرمایا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی کیا نشانی ہے؟ فرمایا جمعہ کی نماز کے لئے نہیں آتے اور نہ نماز جماعت کے لیے حاضر ہوتے ہیں اور وہ سلف اوّل صحابہ کرام رضی اللہ عنہ پر طعن وتشنیع کرتے ہیں۔ (رواہ الدار قطنی)

3- سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اور تمہارے ماننے والے جنت میں ہوں گے لیکن تمہارے بعد ایک قوم پیدا ہوگی ان کا ایک لقب خاص ہوگا یعنی انہیں رافضہ (رافضی، شیعہ) کہا جائے گا جب تم انہیں ملو تو انہیں قتل کردو کیونکہ وہ مشرک ہیں۔

حوالہ جات:

رواه الطبرانی و ابونعیم فی الحلیه و الخطیب البغدادی و ابن الجوزی اس کی سند میں محمد بن جمادہ ہے وہ ثقہ ہے لیکن غالی شیعہ ہے اس سے شیخین نے روایت کی ہے اور رواه ابن ابی عاصم فی السنّه سب نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی۔

انتباہ: یہ حوالہ جات مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اسی لئے بیان کئے ہیں تاکہ روایت کو شیعہ پارٹی مان لے اور ایک روایت پر اہلسنّت نے شیعہ ہونے پر اعتراض کرتے ہیں وہ بھی شیعوں کے لیے قابل تسلیم ہونا چاہیے۔ یاد رہے کہ سابق دور میں شیعہ اس پہ بولا جاتا جو محب علی رضی اللہ عنہ ہو یا آپ کو اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم سے افضل مانتا ہو۔ اس سے وہابی و دیوبندی اور منکرین حدیث دھوکہ دے کر اہلسنت کی بعض روایات کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ (تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ ''حدیث ضعیف کی تحقیق'' اویسی غفرلہ)

4- ابن ابی عاصم وابن شاہین نے اس پر اضافہ فرمایا کہ حضرت علی المرتضیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی کیا نشانی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری ایسی تعریف کریں گے کہ جو تم میں نہیں اور میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن و تشنیع کریں گے بلکہ انہیں گالی دیں گے۔

5- ابن بشر اور الحاکم کی روایت ہے کہ وہ تمہاری محبت کا دعویٰ کریں گے اور قرآن

پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔

-6 خیثمہ و للالکانی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے بعد ایک قوم پیدا ہوگی جو ہماری محبت کا دم بھریں گے لیکن وہ ہماری جماعت سے نہیں ان کی نشانی یہ ہے کہ وہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالی بکیں گے۔

-7 لالکائی کی ایک روایت میں ہے کہ ان کا ایک خاص لقب ہوگا، رافضی کے نام سے موسوم ہوں گے اس سے وہ پہچانے جائیں گے وہ ہماری (شیعہ) جماعت میں نہیں ہوں گے ان کی نشانی یہ ہے کہ وہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دیں گے۔

-8 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ آخری زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوگی رافضی نام سے مشہور ہوں گے۔ وہ اسلام کو چھوڑ دیں گے جب تم انہیں دیکھو تو انہیں قتل کردو کیونکہ وہ مشرک ہیں (رواہ احمد وابویعلی و الطبرانی)

انتباہ اویسی غفرلہ:

ہم عوام کو ان کے اور کسی بھی بدمذہب کو قتل کرنے کا حکم نہیں دیتے کیونکہ یہ حکومت کا کام ہے اور حکومت اس طرف توجہ نہ دے تو قیامت میں سربراہ حکومت جواب دہ ہوگا۔

-9 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک قوم پیدا ہوگی وہ اہل بیت کی محبت کا دم بھرے گی ان کا ایک خاص لقب ہوگا یعنی رافضی کہلائیں گے انہیں قتل کرو جہاں انہیں پاؤ۔ (رواہ الطبرانی باسناد حسن)

-10 حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ آخری زمانہ میں ایک قوم ظاہر ہوگی رافضی نام سے موسوم ہوں گے اس لئے کہ وہ اسلام کو چھوڑ دیں گے۔

(رواہ الطبرانی بطریق اہل بیت)

فائدہ: یعنی اس روایت کے تمام راوی اہل بیت ہیں شیعہ حضرات ان کی بھی نہ مانیں تو ان کی بدقسمتی۔ (اویسی غفرلہ)

-11 حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ ہم اہل بیت کے بارے میں دو

گروہ تباہ و برباد ہوں گے:

(i) ہم سے حد سے بڑھ کر محبت کریں گے۔ جیسے شیعہ فرقہ۔

(ii) ہمارے اوپر بہتان وافترا، تراشنے والا (جیسے خوارج اور ان کے ہمنوا فرقے جیسے وہابی اور بعض دیوبندی وغیرہم)۔ (رواہ خشیش وابن ابی عاصم وابی عاصم واصبہانی)

12- ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دو مرد میرے بارے میں ہلاک وتباہ ہوں گے:

(i) ایک وہ جو حد سے بڑھ کر میرا محب ہوگا (جیسے شیعہ) وہ میرے متعلق ایسی باتیں گھڑے گا جو مجھ میں نہیں۔

(ii) میرے ساتھ حد سے زیادہ بغض کرنے والا۔ اسے میرا بغض اس پر مجبور کرے گا کہ مجھ پر افتراء و بہتان تراشے (جیسے خوارج اور نجدی وہابی وغیرہ)۔ (رواہ احمد فی مسندہ)

13- ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

(i) میرے ساتھ ایک قوم (فرقہ) محبت کرے گی (لیکن) حد سے تجاوز کر کے) اسے میری محبت دوزخ میں لے جائے گی۔

(ii) ایک اور قوم (فرقہ) ہوگی جسے میرا بغض جہنم میں لے جائے گا۔ پھر آپ نے دعا مانگی: اَللّٰھُمَّ الْعَنْ کُلَّ مُبْغِضٍ لَّنَا وَ کُلَّ مُحِبٍّ لَّنَا غَالٍ۔ اے اللہ جو لوگ مجھ سے بغض کرتے ہیں ان سب پر لعنت بھیج اور جو میرے ساتھ غلو کر کے محبت کرتے ہیں ان سب پر لعنت بھیج (یعنی تمام خوارج اور ان کے ہمنوا اور تمام شیعہ رافضی اور ان کے ہمنوا)

14- ایک روایت میں ہے کہ آخری زمانہ میں ہر اس شخص (گروہ) کو شہید کیا جائے گا جو حضرت علی و حضرت حسن رضی اللہ عنہما کی رائے پر ہوگا یعنی ان کا تائید کنندہ (جیسے اہلسنت کثرھم اللہ تعالٰی)

15- ایک روایت میں ہے کہ جو بھی امام حسن و سیدنا علی رضی اللہ عنہما کی رائے پر ہوگا اسے شہید کیا جائے گا (اس لئے کہ پیدا ہونے والی قوم (فرقہ) میرے (علی المرتضٰی) کے بارے

میں ایسے حد سے تجاوز کریں گے جیسے نصاریٰ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا، یعنی انہیں خدا کہا یا اس کا بیٹا۔ میری اولاد شہد کی مکھیوں کی طرح ٹوٹ پڑیں گے یعنی ان کی بہت زیادہ اطاعت گزاری کا دم بھریں گے تو صرف دنیا طلبی کے پیش نظر۔

16- محمد بن سوقہ نے روایت کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ یہ امت تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی ان سب سے شریر ترین وہ فرقہ ہوگا جو میری محبت کا دم بھرے گا لیکن وہ ہمارے (عقائد و مسائل) کے خلاف کرے گا۔

17- یہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ اس امت کے آخر دور کے لوگ پہلے دور والوں پر لعنت کریں گے۔

اضافہ اویسی:

اس دور میں ہم اپنے کانوں سے سن رہے ہیں اور کتابوں میں پڑھ رہے ہیں کہ کس طرح صحابہ کرام اور اولیاء عظام کی گستاخیاں تقریری و تحریریں طور پر کی جارہی ہیں۔ خدا کی پناہ۔ (اویسی غفرلہ)

شیعہ (روافض) کے فتنے:

1- اکثر بلاد میں انہوں نے علماء کرام کو شہید کیا بلکہ بدبختوں نے ان کے مزارات اکھیڑ کر ان کی سخت و بیہودہ قسم کی بے حرمتی کی (نجدیوں کی طرح) یہ اس وقت کی بات ہے جب بغداد و لار و شیراز وغیرہ پر قابض ہوئے ان کی مذمت کے لیے اتنا کافی ہے کہ وہ شیراز جو کسی زمانہ میں دار العلم والسنۃ تھا لیکن ان کے دور میں معدن الرفض ہوگیا اور ان کی عبادت و دین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینا تھی اور بس صحابہ کرام کے ساتھ اسلاف وائمۃ المذاہب کو بھی گالی بکتے تھے۔

2- اهل السنت والجماعة کے کسی فرد کو گالی سے معاف نہ کیا خواہ وہ زندہ ہوں یا صاحب وصال اور نہ صرف عام جگہوں میں بلکہ بہ بانگ دہل منبروں اور مساجد کے میناروں پر گالیاں بھونکتے اور دعویٰ کرتے کہ ہم صرف شیعان علی رضی اللہ عنہ و محبان اہل بیت ہیں

حالانکہ نہ وہ شیعان علی رضی اللہ عنہ تھے اور نہ حب اہل بیت سے انہیں کچھ حصہ نصیب تھا۔ کیونکہ محبّ کی علامت محبوب کی اداؤں کی اقتداء واتباع ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زھد فی الدنیا اوڑھنا بچھونا اور اسلام کے قلعے کو مضبوط کرنا تھا نہ کہ توڑنا (اور اُس وقت کے شیعہ ہوں یا آج کل کے دونوں اچھی صفات سے محروم تھے اور ہیں)

فائدہ: حضرتِ امام موسیٰ الکاظم بن علی بن الحسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے والد گرامی سے اور وہ اپنے والد گرامی رضی اللہ عنہم سے ناقل ہیں کہ: اِنَّمَا شِیْعَتُنَا مَنْ اَطَاعَ اللّٰہَ تعالیٰ وَعَمِلَ مِثْلَ اَعْمَالِنَا۔ ہمارا شیعہ (تابعدار) وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور ہمارے جیسے نیک اعمال کا پابند ہو۔ ایسے شیعوں کی مدح میں سوا اس حدیث کے جو شیعان علی رضی اللہ عنہ کے متعلق وارد ہے کہ، وہ جنتی ہیں اور بھی فضیلتیں وارد ہیں۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۳۹ھ ''تحفہ اثناء عشرہ'' میں لکھتے ہیں حقیقی شیعان علی رضی اللہ عنہم ہم سنی ہیں (الحمدللّٰہ علی ذلك) اس کے بعد شیعوں کے متعدد فرقے لکھ کر فرمایا کہ وہ گمراہ ہیں ان کا شیعان علی رضی اللہ عنہم کا دعویٰ غلط محض اور باطل ہے۔

حقیقی شیعہ اور رافضی کا فرق:

(i) حضرت امام علی بن موسیٰ الرضیٰ اپنے آباء کرام رضی اللہ عنہم کی سند سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تم اور تمہارے شیعہ میرے ہاں حوض (کوثر) پر حاضر ہوں گے پانی سے سیر ہوں گے اور تمہارے چہرے نورانی ہوں گے اور تمہارے دشمن حوض کوثر پر آئیں گے تو وہ پیاسے ہوں گے اور ان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ (طبرانی الکبیر بسند ضعیف)

(ii) حافظ جمال الدین زرندی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب آیت:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ۔ (پ۳۰، البینہ ۷)

''بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں''۔

نازل ہوئی تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تم اور تمہارے شیعہ قیامت میں راضی و مرضی (پسندیدہ) حاضر ہوں گے اور تمہارے دشمن مغضوب اور سیاہ رو ہو کر آئیں گے، عرض کی میرے دشمن کون ہیں؟ فرمایا جو تجھ سے بیزار اور تم پر لعنت کریں۔

فائدہ: حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دشمن کی نشانی بتادی ہے جو ایسا نہیں (یعنی تم سے بیزار نہیں اور تم پر لعنت نہیں کرتا) وہ حضرت علی کا شیعہ ہے نہ کہ دشمن۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے شیعوں کی ایسی علامات بتائی ہیں کہ جن سے حقیقی شیعوں اور رافضیوں میں واضح فرق ہے۔

(iii) دینوری وابن عساکر، المدائنی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اپنے دروازہ پر جمع دیکھ کر قنبر (غلام) سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کی یہ آپ کے شیعہ۔ آپ نے فرمایا میں تو انکے چہروں میں اپنے شیعوں کی علامات نہیں دیکھ رہا ہوں۔ عرض کی گئی آپ کے شیعوں کی کیا علامات ہیں؟ فرمایا: خُمْصُ الْبُطُوْنِ مِنَ الطَّوٰی، یُبْسُ الشِّفَاہِ مِنَ الظَّمَاءِ، اعُمْشُ الْعُیُوْنِ مِنَ الْبُکَاءِ۔ ان کے پیٹ بھوک سے سکڑے ہوئے ان کے ہونٹ پیاس سے خشک ان کی آنکھیں رو رو کر چندھی ہوئی۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

پچھلی علامت محرم کے دنوں میں ہمارے دور کے شیعوں کی آنکھیں چندھی تو نہیں ہوتیں البتہ مصنوعی بناوٹی آنسوؤں کی بھرمار ہوتی ہے یہ بھی حقیقی شیعہ نہیں (رافضی ہیں)۔

(iv) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صحیح طرق سے مروی ہے کہ میری محبت اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا بغض دونوں کبھی بھی مومن کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔

(v) صاحب ''المطالب العالیہ'' نوف البکانی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد شریف کی طرف نماز کی امامت کے لیے دولت کدہ سے باہر نکلے تو آپ سے مندرجہ اشخاص ملے: (i) جندب بن نصیر (ii) ربیع بن خثیم (iii) اس کا بھتیجا، ھمام بن عباد بن خثیم۔ یہ عبادت گذاروں جیسی ٹوپیاں پہنے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور چند

دیگر اشخاص کے ساتھ آگے بڑھے اور یہ لوگ آپ کے سامنے آ کر کھڑے ہوئے اور عرض کی السلام علیکم آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا کون ہو تم؟ عرض کی ہم آپ کے شیعہ ہیں۔ آپ نے فرمایا خدا خیر کرے میں تو تم میں اپنے حقیقی شیعوں جیسی نشانیاں نہیں دیکھ رہا اور نہ ہی تمہارا حلیہ میرے عاشقوں (محبوں) جیسا ہے وہ آنے والے لوگ حیا و شرم سے پیچھے ہٹ گئے لیکن جندب و ربیع نے آگے بڑھ کر عرض کی اے امیر المومنین! آپ کے حقیقی شیعوں کی کیا علامات ہیں؟ آپ خاموش ہو گئے۔ ان میں ہمام جو عابد تھا، اور عبادت میں بیحد ریاضت کرتا تھا اس نے عرض کی یا حضرت! میں آپ کو اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے آپ اہل بیت کو اکرام بخشا اور آپ حضرات کو دوسروں سے خصوصیت بخشی اور اپنے قرب خاص سے نوازا ہے فرمایئے۔ آپ کے حقیقی شیعہ کون ہیں اور ان کی کیا نشانیاں ہیں؟ فرمایا میرے حقیقی شیعی عارف بامر اللہ اور عامل بامر اللہ اور اہل فضائل اور مبنی برصواب گفتگو کرتے ہیں ان کا کھانا معمولی اور ان کا لباس درمیانہ اور چلنا تواضع سے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کی اطاعت کیلئے جھکتے اور اس کی عبادت خضوع سے کرتے ہیں محرمات الٰہیہ سے اپنی آنکھیں بند کر کے چلتے ہیں ان کے کان صرف علم و دین کی باتیں سننے میں مشغول رہتے ہیں۔ اور بلاء و مصیبت میں اس طرح خوش رہتے ہیں جیسے نعمتوں اور راحتوں میں قضائے الٰہی پر راضی رہتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کی طرف موت کا وقت مقرر ہوتا تو وہ دیدار الٰہی کے شوق میں مرنے سے پہلے مر جاتے اوعذاب دردناک سے ڈرتے ہیں ان کی نگاہوں میں صرف خالق تعالیٰ بڑا ہے باقی مخلوق کو کسی قطار میں شمار نہیں کرتے انہیں جنت ایسے ہے جیسے ان کی دیکھی بھالی ہے گویا وہ اس کے تختوں سے تکیہ لگائے ہوئے ہیں ان کیلئے دوزخ سامنے ہے گویا وہ اس کے عذاب میں مبتلا ہیں وہ سمجھتے ہیں چند روزہ زندگی میں صبر سے گذار لیں پھر ہمیشہ ہمیشہ تک راحت ہی راحت ہے دنیا ان کے سامنے ہے لیکن وہ اسے چاہتے نہیں وہ انہیں چاہتی ہے لیکن یہ اس کو دھکے مار کر ذلیل و خوار کر کے بھگاتے ہیں ان کی راتیں قیام کرتے ہوئے گذرتی

ہیں تلاوت قرآن میں مست رہتے ہیں قرآن کے امثال سے خود کو وعظ (نصیحت) کرتے ہیں اپنی بیماریوں کا علاج قرآن کے دورے سے کرتے ہیں تو کبھی ماتھے رگڑ کر اور ہاتھ پاؤں کو رکوع وسجود وقیام میں مصروف کر کے ان کے آنسوان کے چہروں پر بہتے ہیں ہر وقت اپنے رب کی تمجید وتمجید میں مشغول رہتے ہیں اپنی گردنیں آزاد کرانے کی نیت سے اس کی طرف ہی پناہ مانگتے ہیں یہ حال تو ان کی راتوں کا ہے۔
ان کے دنوں کا حال یہ ہے کہ وہ عوام میں اہل علم و دانشور، نیک اور پرہیز گار مشہور ہیں اللہ تعالیٰ کے خوف نے انہیں لاغر کر رکھا ہے لوگ انہیں سمجھتے ہیں کہ یہ بیمار ہیں حالانکہ بیمار نہیں وقت گذارتے تو ہیں عوام میں لیکن عوام سے انہیں کوئی سروکار نہیں بلکہ ان کی جسمانی کمزوری اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی شدت سلطنت کی وجہ سے ہے ان کے دل اللہ تعالیٰ کے سامنے زاری میں ہیں اور اور عقل وفہم تو گویا اس کے حضور میں گنوا بیٹھے ہیں جب اس سے افاقہ پاتے ہیں تو وہ اس کی عبادت اور پاکیزہ اعمال کے لئے بھاگتے نظر آتے اور انہیں اعمال شاقہ کا پابند رکھتے ہیں دین کے بارے میں بڑے مضبوط اور نیک ارادوں میں پختہ اور ایمان میں یقین مستحکم رکھتے ہیں علم میں حریص اور فقہ فہمی کے دھنی حکم وحوصلہ کو خوب جاننے والے میانہ روی میں نرم اور غناء میں میانہ رو فاقہ وفقر سے مزین اور شدت اور تکالیف میں صابر۔
عبادت میں خاشع مشقت کے امور میں نہایت رحمت والے، راہ حق میں خوب خرچ کرنے کسب حلال میں رقیق القلب، حلال مال کے طالب اور نیک سیرت میں ہشاش بشاش، شہوت پر سخت پہرہ دینے والے، جہل انہیں دھوکہ نہیں دیتا اور نہ نیک اعمال پر اتراتے ہیں اور نیک عمل کے حصول میں نفس کو دیر نہیں کرنے دیتے نیک عمل کرتے ہیں تو خدا کا خوف ان پر سوار ہوتا ہے صبح کرتے ہیں تو نیک عمل کے حصول میں نفس کو دیر نہیں کرنے دیتے نیک عمل کرتے ہیں تو خدا کا خوف ان پر سوار ہوتا ہے صبح کرتے ہیں تو ان کا شغل ذکر الٰہی ان کے پیش نظر ہوتا ہے رات کو نہیں سوتے کہ کہیں غفلت کا شکار نہ ہو جائیں صبح کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت

سے فرحاں وشاداں ہوتے ہیں ان کی رغبت ملک کے لیے ہے اور وہ فانی ملک سے دامن بچائے رکھتے ہیں ان کا علم عمل سے مزین ہے اور ان کی حکمتیں علم سے لبریز ہیں ہمیشہ عبادت میں چالاک اور سستی سے دور بھاگنے والے، آرزوئیں کم جیسے ان کی لغزشیں معمولی ہیں، موت آنکھوں کے سامنے رکھتے ہیں اور ان کے دل اپنے رب سے خاشع اور اس کے ذاکر ہیں نفس کو قناعت کا خوگر بناتے ہیں اور دینی امور کے جمع کرنے میں خوب ہیں غصہ پینے میں مشہور ہیں ان کے ہمسائے چین اور امن سے ہیں اور ان کے جملہ امور آسانی و سہولت سے پورا کرتے ہیں ان میں تکبر کی بُو تک نہیں، صبر ان سے ظاہر باہر ہے ہر وقت ذکر میں مشغول اور عبادت میں مصروف لیکن مجال ہے کہ ریاء ان کے قریب بھٹکے اور حیاء وشرم تو ان کو چھوڑتی ہی نہیں۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا) یہ ہیں ہمارے حقیقی شیعہ اور یہ ہمارے ہیں اور ہمارے ساتھ ہیں اور ہم ان کے شوق دیدار سے بے قرار ہیں۔

ہمام شیعہ کا حال:

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تقریر مذکور ہمام (شیعہ) سن کر چیخ کر بیہوش ہو کر گر پڑا۔ اسے حرکت دی گئی تو نہ تھا نہ حرکت کرتا اسی وقت وفات پا گیا۔ اسے غسل دیا گیا تو اس کی نماز جنازہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ اور آپ کے تابعدار اس کی نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔

مصنوعی شیعہ یعنی رافضی:

جو تقریر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پڑھے گا اسے یقین ہوگا کہ حقیقی شیعہ یہ ہے ہاں مصنوعی شیعہ جنہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دین سے کوئی تعلق نہیں وہ داڑھی منڈاتا یا کتراتا ہو، حقہ نوشی، بھنگ کا رگڑا اور شیخین (حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم) کو گالی بکنا اور ان سے بغض رکھنا وغیرہ وغیرہ اور اپنے ذاکروں و مرثیہ خوانوں کی خوب مدح کرنا، لیکن ان شیخین رضی اللہ عنہم کی شان گھٹانا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صدر اوّل کے لوگوں پر طعن و تشنیع کرنا اور جھوٹے افسانوں اور قصے کہانیوں پر اعتماد کرنا وہ ام المومنین سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا جن کی برات میں متعدد آیات

نازل ہوئیں انہیں فاحشہ کہنا، معاذ اللہ، ہمارے دور ۲۰۰۳ھ / ۱۴۲۳ھ کے بعض شیعہ روافض مذکورہ شیعہ بالا قبائح میں ان سے کئی گنا زیادہ ذلیل وخبیث ہیں۔ (اویسی غفرلہ)

امام زین العابدین علی بن الحسین السجاد رضی اللہ عنہم کی تقریر دلپذیر:

آپ کے سامنے چند بد بخت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا بکنا شروع ہوئے تو آپ نے فرمایا تم مہاجرین (صحابہ) ہو جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا

(پ ۲۸، الحشر آیت نمبر ۸)

''جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے''۔

انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا تم اس آیت کا مصداق ہو؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالَّذِیْنَ تَبَوَّءُو الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ۔

(ایضاً آیت نمبر ۹)

''اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان میں گھر بنالیا انہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے گئے''۔

انہوں نے کہا۔ آپ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کے سامنے گواہی دوں گا تم کہ ان میں نہیں جو بعد کو آنے والے ہیں اور اپنے جانے والوں کے لئے کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے فرماتا ہے:

وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ (پ ۲۸ الحشر آیت نمبر ۱۰)

''اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ، اے ہمارے رب! بے شک تو ہی نہایت

مہربان رحم والا ہے"۔

امام سجاد زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تم نہ وہ نہ یہ بتاؤ ہو کیا بلا؟ ہم اللہ تعالیٰ سے دارین کی عفو و عافیہ کا سوال کرتے ہیں اور اس کی پناہ مانگتے ہیں، رسوائی و مکر و استدراج سے اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔

(17) دجالوں، کذابوں کا خروج جو سب کے سب دعویٰ کریں گے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں ان کی بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر (غیبی) دی

(i) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں تیس دجال پیدا ہوں گے ہر ایک کا دعویٰ ہوگا کہ وہ نبی ہے۔

(رواہ ابوداؤد و ترمذی صحیحہ ابن حبان و مسلم)

(ii) قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دو بڑے گروہ جنگ کریں گے دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا اور یہاں تک کہ تقریباً تیس دجال اٹھیں گے ان میں ہر ایک کا دعویٰ ہوگا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ (رواہ البخاری)

(iii) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک روایت میں ہے کہ قیامت سے پہلے تیس جھوٹے دجال ہوں گے۔ (رواہ احمد و ابویعلیٰ)

فائدہ: (i) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مسند احمد وغیرہ میں (ii) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور طبرانی میں ہے۔

فائدہ: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تیس جھوٹے پیدا ہوں گے ان کا آخری کانا (یک چشم) دجال ہوگا۔ (رواہ احمد والطبرانی والترمذی وصحیحہ)

5- حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت سے پہلے تیس دجال پیدا ہوں گے انہی سے الاسود العنسی صاحب صنعاء، صاحب الیمامہ یعنی مسیلمہ (کذاب) ہوگا۔

6- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ وہ جھوٹے تیس ہوں گے یا اس سے زائد، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی

کہ ان کی کیا علامت ہوگی؟ فرمایا:

"وہ تمہارے پاس سنت لائیں گے لیکن خود سنت پر عمل نہ کریں گے تمہاری سنت (اسلام) کو تبدیل کریں گے جب تم انہیں دیکھو تو ان سے پرہیز کرو"۔ (دور رہو)

7- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ ستر جھوٹے نکلیں گے۔ (رواہ الطبرانی)

فائدہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت بھی اسی طرح ہے۔ (رواہ ابو یعلیٰ)

فائدہ: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۵۲ھ نے فرمایا کہ اوپر کی مذکورہ دو حدیثوں کی سند ضعیف اگر صحیح بھی ہو تو مبالغہ پر محمول ہوگی گنتی مطلوب نہیں۔

گنتی والی روایات:

1- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سند جید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میری امت میں ستائیس جھوٹے دجال پیدا ہوں گے ان میں چار عورتیں ہوں گی حالانکہ میں خاتم النبین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔

فائدہ: یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ تمیں تو یقینی ہیں کم وبیش اس کی تائید بخاری شریف کی روایت سے ہوتی ہے فرمایا: قریب من الثلاثین تقریباً تمیں ہوں گے اس میں احتمال ہے کہ تمیں (۳۰) کی مقدار ہو۔ وہ سب نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ بعض نے اس سے زائد کا ذکر بھی کیا ہے اَوْ اَکْثَرَ یا اس سے زائد اور ایک روایت میں ستر فرمایا کہ وہ کذاب ستر ہوں گے لیکن یہ بھی ہے کہ وہ گمراہی کی دعوت دیں گے جیسے غالی رافضی اور باطنیہ اور الحلولیہ یونہی باقی وہ فرقے بھی ہوں گے جو ضروریات دین (یعنی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں) کے خلاف کی دعوت دیں گے (جیسے جبریہ، قدریہ، خوارج، معتزلہ، نجدی وہابی وغیرہ) اس کی تائید اس سے ہوتی ہے جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت میں امام احمد نے روایت کی کہ آپ نے عبداللہ بن الکواء کو فرمایا بے شک تو انہی میں سے ہے۔ وہ نبوت کا دعویٰ تو نہیں کرتا تھا لیکن رفض (تشیع) میں غلو کرتا تھا۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

میں کہتا ہوں کہ اس کی تائید حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے بھی ہوتی ہے جو ابھی گذری ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی ان کی کیا علامت ہے؟ فرمایا کہ وہ ایسا طریقہ لائیں گے جس پر تم نہیں ہو، الخ انہی میں سے اسود عنسی صاحب صنعاء اور مسیلمہ کذاب صاحب یمامہ جن کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی یہ حدیث زبیر اوپر مذکور ہوئی ہے۔

2- البقاعی نے اللامعة المنيرة میں ذکر کیا کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ بیمار ہو گئے تھوڑے سے افاقہ کے بعد چند روز میں مرض الوصال نے گھیر لیا جب آپ کی پہلی بیماری مشہور ہوئی تو دو کذابوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور بہت زیادہ شر پھیلایا جیسے سب کو معلوم ہے ان کی خبر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی اس وقت آپ بیمار تھے جب کہ آپ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو لشکر کے ساتھ غزوہ کیلئے تیار فرمایا تو آپ سر مبارک پر پٹی باندھ کر باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ میں اپنے ہاتھ میں دو سونے کے کنگن دیکھ رہا ہوں ان سے میں نے کراہت کی تو انہیں پھونک ماری تو وہ اڑ گئے میں نے اس کی یہ تاویل کی کہ وہ کذاب ہیں جن کے درمیان میں ہوں۔ صاحب الیمن اور صاحب الیمامہ۔

اسود عنسی کے شعبدے:

اسود عنسی مذحج میں مرتد ہوا اور شعبدے دکھاتا تھا اس کی عجیب و غریب باتیں دو شیطان اس کا ساتھ دیتے تھے۔ (۱) سحیق، (۲) شقیق۔ وہ لوگوں کے اسرار اسود عنسی کو بتاتے تھے۔

اس کی شیریں گفتگو تھی اور وہ یمن میں صنعاء کے علاقہ پر قابض ہو گیا، اس سے اس کے حاکم بھاگ گئے اسے ذو الخمار بھی کہا جاتا کیونکہ الخاء بکسر الخاء کیونکہ وہ عمامہ باندھے برقعہ پوش رہتا تھا اور اسے ذو الحمار (بکسر الحاء المہملہ) بھی کہا جاتا کہ اس کے پاس ایک سیکھا سکھایا گدھا تھا اسے کہا جاتا کہ اپنے رب کو سجدہ کر تو وہ سجدہ میں گر جاتا کہا جاتا گھٹنوں کے بل بیٹھ تو وہ

بیٹھ جاتا۔ جب اہل نجران نے اس کا دعویٰ نبوت سنا تو پیغام بھیجا کہ ہمارے ہاں آ جاؤ وہ ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے اس کی اتباع کی اور مرتد ہو گئے وہ کل سات سو تھے انہیں لے کر صنعاء پر حملہ آور ہوا اور غلبہ پایا اور عمدان میں آ کر وہاں کے سربراہوں کو ہٹا کر خود حاکم بن بیٹھا۔

اضافہ اویسی غفرلہٗ:

مصنف علیہ الرحمۃ نے اختصار سے کام لیا ہے فقیر قدرے تفصیل عرض کرتا ہے۔ اسود عنسی کاہن اور حرب لسان جب وہ لشکر کے ساتھ اہل صنعاء پر غالب آیا اور وہ مملکت اپنے قبضہ تصرف میں لے آیا۔ شہر بن باذان کو قتل کر دیا۔ اور مرزبانہ کی جو شہر بن باذان کی بیوی تھی اس کی خواستگاری کی۔ فردہ بن مسیک نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے وہاں کے عامل تھے قبیلہ مراد سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خط لکھا جس میں تمام حالات اور واقعات کو بیان کیا۔ حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما جو اس نواح میں تھے باہمی اتفاق رائے سے حضرت موت چلے گئے۔ جب یہ خبر بارگاہِ رسالت میں پہنچی تو اس جماعت کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا کہ متفقہ طور سے جس طرح بھی ممکن ہو اسود عنسی کے شرو فساد کو دفع کرنے کی کوشش کریں اور مادۂ فساد کا استیصال کریں۔ اس پر تمام فرمانبرداران نبوت ایک جگہ جمع ہو گئے اور مرزبانہ کو پیغام بھیجا کہ یہ یعنی اسود عنسی وہ شخص ہے جس نے تیرے باپ اور تیرے شوہر کو قتل کیا ہے اس کے ساتھ تیری زندگی کیسے گزرے گی؟ اس نے کہلوایا "میرے نزدیک یہ شخص دشمن ترین مخلوقِ خدا ہے"۔ اس پر مسلمانوں کی جماعت نے پیغام بھیجا کہ جس طرح تمہاری سمجھ میں آئے اور جیسے بھی ممکن ہو اس ملعون کے استیصال کی تدبیر کرو۔ چنانچہ مرزبانہ نے فیروز دیلمی کو جو مرزبانہ کے چچا کا بیٹا اور نجاشی کا بھانجا تھا اور وہ دسویں سال میں آ کر مسلمان ہو گیا تھا اور ایک اور شخص کو جس کا نام دادویہ تھا آمادہ کیا کہ رات کے وقت دیوار میں نقب لگا کے اسود کی خواب گاہ میں داخل ہو کر اسے قتل کر دیں۔ جب وہ مقررہ رات آئی تو مرزبانہ نے اسود کو خالص شراب بہت زیادہ پلا دی یہاں تک کہ وہ مدہوش ہو کر سو گیا۔ وہ اپنے دروازہ پر ایک ہزار پہرے دار رکھتا تھا۔ فیروز دیلمی نے ایک جماعت کے ساتھ دیوار خانہ میں نقب لگایا اور اس بدبخت کے سر کو تن سے جدا کر دیا۔ اس ذبح کرنے

کے دوران بڑی شدید آواز، گائے کے ڈکرانے کی مانند اس کے منہ سے نکلی پہریداروں نے جو یہ آواز سنی تو اس کی طرف دوڑے مرزبانہ گھر سے نکل کران کے سامنے آ گیا اور کہا خاموش رہو۔ کیوں کہ تمہارے نبی پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ جب صبح ہوئی اور مؤذن کو اس حالت کی اطلاع ملی تو اس نے اذان میں ''اشہدان محمد رسول اللہ'' کے بعد ''واشہدان عیلہ کذاب'' بڑھا کر کہا۔ حضور اکرم ﷺ کے عمال نے اس کی خبر بارگاہ رسالت میں بھیجی۔ مگر یہ خبر حضور اکرم ﷺ کی رحلت فرمانے کے بعد مدینہ منورہ میں پہنچی چنانچہ آپ ﷺ نے غیبی خبر دے دی کہ اسود عنسی مارا گیا ایک مرد مبارک نے اس کے اہل بیت سے اسے قتل کیا اس کا نام فیروز ہے اور فرمایا: ''فاز فیروز'' فیروز کامیاب ہوا۔ (اویسی غفرلہٗ)

مسیلمۃ الکذاب:

وہ بنوحنیفہ قبیلہ میں اٹھا اور دعویٰ کیا کہ وہ نبی پاک ﷺ کی نبوت کا شریک ہے۔ وہ مسجع کلام بولتا تھا جو قرآن مجید کے مشابہ تھا اسی وجہ سے اس نے قوم کو گرویدہ بنا رکھا تھا، جب اس نے لوگوں کو اپنی طرف مائل کیا تو ان کیلئے شراب و زنا حلال کر دیا اور نمازیں معاف کر دیں وغیرہ وغیرہ اس کی اتباع کرنے والے بھی بکثرت ہو گئے۔

مکتوب نبوی اور قتل اسود عنسی:

حضور سرور عالم ﷺ نے الابناء اسود عنسی کے بارے میں لکھا (وہ اسلام پر قائم و دائم تھے) کہ اسے قتل کر دو چنانچہ فیروز دیلمی نے اس کی زوجہ مرزبانہ سے سازش کر کے اسے قتل کر دیا اور اُس نے مرزبانہ کو جبر و قہر سے اپنے نکاح میں کر رکھا تھا اور نیک خاتون تھی۔ اور عظمائے اہل فارس سے تھی اس کے قتل ہو جانے پر لوگوں نے صبح کے وقت اذانیں دیں اور اعلان کیا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اسود عنسی کذاب تھا اور اس کے قتل ہو جانے پر صحابہ کرام واپس لوٹے اور اسود عنسی کے ماننے والے تتر بتر ہو گئے اور ان میں سے بہت سے مارے گئے۔

علم غیب:

حضور نبی پاک ﷺ نے آسمانی خبر (غیبی) پہلے سے بتا دی اسود عنسی کی موت سے

ایک دن یا ایک رات یا پانچ دن پہلے بتادی۔ (جیسے فقیر نے تفصیل سے حاشیہ پر عرض کر دیا ہے۔) (اویسی غفرلہٗ)

حضور نبی پاک ﷺ کی خدمت میں اس کے قتل ہونے کی خبر کا خط بھیجا گیا جو آپ ﷺ کے وصال کے دس دن بعد پہنچا۔ اسود عنسی کی خباثت کا دور صرف چار ماہ ہے۔

مسیلمۃ الکذاب کا قتل:

بحکم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جنگ لڑی اس کی فوج کے بکثرت لوگ مارے گئے پھر بقیہ لوگوں نے چوتھائی گھوڑوں اور ہتھیاروں پر صلح کر لی۔ اس جنگ میں بھی بہت سے صحابہ قراء، حفاظ، علماء شہید ہوئے یہی جنگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جمع القرآن کا سبب بنی۔

فائدہ: اس لڑائی میں مرتدین کے دس ہزار آدمی مارے گئے۔ جس جگہ وہ قتل ہوئے اس کا نام ''حدیقۃ الموت'' مشہور ہو گیا۔ مسلمان شہداء کی تعداد ایک ہزار کے لگ بھگ تھی ان میں تین سو نصرانی ومہاجرین اور سات سو کلام اللہ کے حفاظ تھے۔ (اویسی غفرلہٗ)

ابن صیاد:

اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ یہ وہ دجال کبیر نہیں بلکہ یہ اور ہے جیسے الجساسۃ کی حدیث سے ظاہر ہے جسے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے دیکھا اسی کو حضرت حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ عنہ نے فتح الباری میں ترجیح دی اس کی مزید تحقیق آئے گی۔ (انشاء اللہ)

طلیحۃ بن خویلد الاسدی:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں طلیحۃ بن خویلد الاسدی نے جو بنو اسد قبیلہ میں سے تھا خیبر کے اطراف میں نبوت کا دعویٰ کیا اس کی قوت غطفان نے بڑھائی۔ اس پر فضل الٰہی ہوا تو توبہ کر کے اسلام میں داخل ہو گیا۔ (فتح الباری)

اضافہ اویسی:

نماز روزہ سے روکتا تھا اس کذاب نے بھی حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں دعویٰ نبوت

کر دیا تھا۔ اس کی سرکوبی کے لیے حضور اکرم ﷺ نے حضرت ضرار بن اُزور ﷺ کو متعین کیا تھا۔ بنی اسد کے تمام لوگ ضرار کے ساتھ ہوگئے اور طلیحہ کی طاقت ٹوٹ گئی۔ یہ کذّاب کہا کرتا تھا کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آتا ہے اور اکثر مجمع میں جملے بنا کر لوگوں کو سناتا تھا کہ مجھے وحی ہوئے ہیں۔ نماز اور سجدہ سے لوگوں کو منع کرتا تھا اور حکم یہ دیتا کہ کھڑے ہو کر اللہ کی عبادت کیا کرو۔ آخر میں اس کے ساتھ قبائل اسد و غطفان و طے شامل ہو گئے تھے بڑا زور پکڑا بالآخر بڑی خونریزی ہوئی لیکن جب قبیلہ اسد اور غطفان مسلمان ہو گئے تو وہ بھی مسلمان ہو گیا۔ (بحوالہ، تاریخ کامل ابن اثیر، ج ۲، ص ۱۴۴ تا ۱۴۵، اویسی غفرلہٗ)

روایت ابن عساکر:

اس نے زمانہ نبی پاک ﷺ سے خروج کیا تو اس کی طرف آپ ﷺ نے حضرت ضرار بن اُزور رضی اللہ عنہ کو اس کی سرکوبی کے لئے بھیجا انہوں نے طلیحۃ بن خویلد الاسدی کو زخمی کر کے ڈرایا دھمکایا اسی دوران انہیں رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر پہنچی۔ لوگ طلیحۃ کے پاس جمع ہوئے اور اس کی قوت بڑھ گئی۔ کسی کو اس کے مقابلہ کی تاب نہ تھی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ بحکم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سے جنگ کی تو مقابلہ سے عاجز ہو کر وہ ملوک غسان (غسان کے بادشاہ) سے پناہ لینے کیلئے ملک شام کی طرف بھاگ گیا۔ پھر مسلمان ہو گیا اور حُسن اسلام سے نوازا گیا اسی معنی پر اس کا خروج دور خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہوتا ہے۔

سجاح بنت سوید بن یربوع:

اس خاتون نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اس کا لشکر بہت زیادہ تھا بنو تمیم کے لوگ اس کی مدد کے لئے جمع ہو گئے اس میں بنو تمیم کے بڑے بڑے سردار بھی شامل تھے جیسے احنف بن قیس و حارثہ بن بدر اور ان جیسے اور سجاح کے بارے میں عطاء بن حاجب نے کہا

اَضحت نَبِیَّتُنَا اُنْثٰی نَطِیفُ بِھا ۔۔۔ وَاَصْبَحَتْ اَنْبِیَاءُ النَّاسِ ذُکْرَانَا

''ہماری خاتون عورت ہو کر نبی ہوئی ہے ہم اس کی مدد کریں گے حالانکہ دوسرے کے انبیاء مرد تھے''۔

اضافہ اویسی:

فقیر نے سجاح کے بارے میں ایک رسالہ لکھا ہے۔ مختصر یہاں بھی عرض کردوں۔ یہ خاتون اتنی بے رحم وجلاد تھی کہ جس کو چاہتی تھی فوراً قتل کروادیتی تھی۔ ہمیشہ گرگ (بھیڑیا) پرسوار ہوتی تھی یہ خاتون یمامہ میں جہاں مسیلمہ کذاب رہتا تھا پہنچی۔ مسیلمہ کو اپنے کذاب ہونے پر یقین وفخر تھا۔ اس کے آگے سے گھبرایا مگر آخر کہلا بھیجا کہ مجھ کو وحی ہوئی ہے کہ جو ہم سے غالب آئے دوسرا اس کا تابع ہو جائے۔ اس پر سجاح نے بھی اپنی رضامندی ظاہر کی۔ آخر ایک خیمہ میں ان دونوں نے ملاقات کی۔ جماع کی ٹھہرائی اور مرتکب زنا ہوئے۔ اس کے بعد سجاح نے اپنی نبوت مسیلمہ کے سپرد کردی۔ اور خود نبوت سے دستبردار ہوگئی۔ پھر باہم نکاح کرلیا اور بلند آواز سے پکارا کہ نماز فجر اور عشاء معاف کردی گئی۔ بالآخر یہ عورت بزمانہ خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تائب ہوکر صدق دل سے مسلمان ہوگئی۔ اور بصرہ میں ایک لمبی مدت تک رہ کرفوت ہوگئی۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے اس کی نمازِ جنازہ ادا کی۔ تاریخ کامل ابن اثیر، ج ۲ ص ۱۴۷ تا ۱۴۹۔ مزید تفصیل دیکھئے ''رسالہ سجاح بنت حارث''۔ مقصد یہ ہے کہ کسی کے اسلام سے پہلے کے کرتوت یا غلطیاں نہ دیکھی جائیں اسلام کے بعد اس سے حسن ظن اور اس کی خوبیاں بیان کی جائیں تاکہ عوام اہل اسلام کسی بدگمانی کا شکار نہ ہوں۔ (اویسی غفرلہ)

یہ خاتون اپنے دورِ نبوت میں گرگ (بھیڑیا) پر سواری کرتی تھی بڑی ظالمہ تھی اس نے بے شمار خلق خدا کو تہِ تیغ کیا اس (سجاح) نے مسیلمۃ الکذاب پر چڑھ کر دوڑنے کا قصد کیا تو (مسیلمہ) بہت گھبرایا کیونکہ اس خاتون کا مقابلہ اسکے بس کا روگ نہ تھا اسی لیے وہ قلعہ بند ہو گیا۔ سجاح کے لشکر نے اس کا محاصرہ کرلیا مسیلمہ نے مشیروں سے مشورہ لیا تو سب نے کہا حکومت سجاح کے سپرد کرکے آرام سے گھر بیٹھ رہو۔ کہا سوچ کر جواب دوں گا۔

مسیلمہ وسجاح کی صلح اور نکاح:

مسیلمہ نے سجاح کو پیغام بھیجا کہ تجھ پر بھی وحی آتی ہے مجھ پر وحی آتی ہے ہم اپنی اپنی وحی ایک دوسرے پر پیش کریں جو وحی میں دوسرے پر غالب آجائے حکومت اسی کے سپرد کی

جائے سجاح نے قبول کر لیا۔ مسیلمہ نے اس کے لئے چمڑے کا عارضی قبہ (کمرہ) بنایا اس میں بہترا اگربتی (لوبان) جلا کر فرمایا کمرہ کو خوب معطر کرو کیونکہ عورت کی عادت ہے جب خوشبو سونگھتی ہے تو اس کی شہوت ابھرتی ہے (اسی لئے نبی پاک ﷺ نے عورت کو خوشبو کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔ اویسی غفرلہ) سجاح جب قبہ میں پہنچی تو مسیلمہ سے کہا اپنی وحی سنائیے۔

وحی مسیلمہ کا نمونہ:

اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ فَعَلَ بِالْحُبْلٰى، اَخْرَجَ مِنْهَا نَسَمَةً تَسْعٰى مِنْ بَيْنِ صَفَاقٍ وَحَشٰى، وَاَمَاتَ وَاَحْيٰى وَاِلَى اللّٰهِ الْمُنْتَهٰى

”دیکھو رب تعالیٰ نے حاملہ خواتین سے کیا کہا کہ ان میں سے ایک ننھا بچہ پیدا کر کے چلایا پھرایا یعنی ان کے پیٹ اور آنتوں سے بہترین اور حسین بچہ پیدا فرمایا پھر وہی مارتا ہے اور اللہ کی طرف سب کا منتہیٰ ہے۔

سجاح کی وحی کا نمونہ:

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقْنَا اَفْوَاجًا وَجَعَلَ النِّسَاءَ لَنَا اَزْوَاجًا نُوْلِجُ مِنْهُنَّ اِيْلَاجًا وَنُخْرِجُ مِنْهُنَّ اِذَا شِئْنَا اِخْرَاجًا فَضِحَكَتْ۔

”کیا اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا کہ اس نے ہمیں گروہ در گروہ پیدا کیا اور عورتیں ہماری ازواج بنائیں ہم ان میں داخل کرتے ہیں پھر نکالتے ہیں بلکہ جب چاہیں تو ان سے نکالیں یہ کہہ کر ہنسی (مثال مشہور ہے ہنسی تو پھنسی، توبہ توبہ) اس کے بعد یہ اشعار پڑھ کر سنائے“۔

اَلَا قُوْمِيْ اِلَى الْمَخْدَعِ فَقَدْ هُيِّئَ لَكِ الْمَضْجَعُ
فَاِنْ شِئْتِ فَرَشْنَاكِ وَاِنْ شِئْتِ بِهِ عَلٰى اَرْبَعٍ
وَاِنْ شِئْتِ بِثُلُثَيْهِ وَاِنْ شِئْتِ بِهِ اَجْمَعُ

”پھر دیر کیا ہے اٹھ کھڑی ہو کمرہ میں تیرے لئے بستر تیار ہے اگر تو چاہے تو چوتھائی اور اگر تو چاہے تو اس کو دو تہائی اور اگر تو چاہے تو سارے کا سارا“۔

سجاح نے کہا بلکہ سارے کا سارا، مسلیمہ نے کہا میں بھی اسی کا مامور ہوں اس کے بعد اس سے زنا کیا۔

جب مسلیمہ تیار ہوا تو سجاح نے کہا تیرے میرے جیسے کا ایسے ہی نکاح نہیں ہونا چاہیے یہ میری قوم کے لئے عیب کی بات ہے مسلیمہ نے کہا میں اپنی نبوت کے احکام تیرے سپرد کرتا ہوں جب میں تمہیں نبوت سپرد کرتا ہوں تو آپ میرے اولیاء کو اعلان کر دینا۔ سجاح سن کر اٹھی اور مسیلمہ کے پیچھے چلی قبہ (کمرہ) میں جا کر مسلیمہ نے اس سے نکاح (زنا) کیا مسلیمہ سے سوال ہوا کہ آپ نے اس کو مہر میں کیا دیا؟ کہا میں نے نماز عصر کی تخفیف کر دی ہے ان پر عصر کی نماز معاف ہے۔

فائدہ: الرشاطی کہتے ہیں بنو تمیم میں بعض ابھی تک ایسے ہیں جو عصر کی نماز نہیں پڑھتے کہتے ہیں کہ یہ ہماری خاتون محترمہ کی مہر ہے ہم اسے رد نہیں کرتے یعنی جو اس نے مہر میں عصر کی نماز کی تخفیف کرائی تھی وہ ہمیں قبول ہے ایک شاعر نے کہا:

اَنّ سَجَاحَ لَاقَتِ الْکَذَّابَا بنیۃ فَحَلَّتِ الْکِتَابَا
وَجَعَلَتْ کُتُبَهَا قُرَابًا اَوْقَبَ فِيْهِ اَيْرَهٗ اِيْقَابًا

''بیشک سجاح نے کذاب سے ملاقات کی نبی ہونے کی مدعیہ تھی لیکن اپنے لکھے ہوئے کو پایا اور اپنی کتب جن میں دعویٰ نبوت تھا غلط کام پر لگایا اور کذاب نے بھی اپنا ذکر مکمل طور اس میں داخل کیا''۔

اس کے بعد مسلیمہ سے لوٹ کر کہیں چلی گئی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں اسلام قبول کر لیا۔ (حاشیہ پر اس کا ذکر کر دیا گیا ہے۔اویسی غفرلہ)

مختار ثقفی:

خلافت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ اور عبدالملک کے دور حکومت میں خروج کیا اور نبوت کا دعویٰ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اس پر نزول وحی ہوتا ہے اور وہ اپنے خطوط میں لکھتا تھا: ''من المختار رسول اللہ'' (یعنی یہ المختار اللہ کے رسول کی طرف سے خط ہے)

اس کی حکایات وواقعات مشہور ہیں اور فتنہ بھی:

(i) عدی بن خالد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں تین دجالوں سے ڈراتا ہوں۔ عرض کی گئی یارسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے ہمیں کانے (یک چشم) دجال کی تو خبر دی ہے دوسرا جو سب سے بڑا جھوٹا ہوگا یہ تیسرا کون ہے؟ فرمایا ایک قوم سے ایک مرد ہوگا جس کا پہلا بھی تباہ حال ہے اور آخری بھی ان پر لعنت ہو ان کے فتنے پر بھی لعنت اس کے فتنہ کو الجارفۃ کہا جائے گا اور دجال اکلس ہے وہ لوگوں سے آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے صدقے کھائے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے سب زیادہ دور ہوگا۔

(رواہ ابن خزیمہ والحاکم والطبرانی)

(ii) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ قبیلہ ثقیف سے تین شخص خروج کریں گے۔ (۱) الذیال یعنی شعبدہ باز۔ (۲) الکذاب یعنی جھوٹا۔ (۳) المبیر یعنی مہلک۔

(رواہ نعیم بن حماد)

فائدہ: الکذاب یہی مختار بن ابی عبید ہے اور المبیر حجاج بن یوسف ہے یہ دونوں ثقفی ہیں۔

شاعر المتنبی:

اس نے بھی خروج کیا نبوت کا دعویٰ کیا۔ (اس کا دیوان متنبی درس نظامی کے کورس میں شامل ہے) بعد میں تائب ہوگیا تھا۔

ان کے علاوہ زمانہ بنو العباس خلافت عباسیہ میں بہت سے لوگوں نے نبوت کے دعوے کیے بعض ان کے معتمد باللہ (خلیفہ عباسی) میں بھی تھے فتنہ زنج کا قائد بہبود تھا اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے اس نے عراق میں بڑا فساد پھیلایا اور آل رسول (اہلبیت) صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت اہانتیں کیں اس کا احوال اس کتاب کے آخر میں اشارہ میں آئے گا۔ اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اور کہتا تھا کہ اسے خلق خدا کی طرف خصوصیت سے رسالت سے نوازا گیا ہے اور غیبی باتوں پر آگاہ ہے۔

یحییٰ بن زکرویہ القرمطی:

یہ المکتفی باللہ (خلیفہ عباسی) کے دور خلافت میں نکلا اس کے بعد اس کا بھائی

الحسین اس نے چہرے میں ایک شامہ (داغ) ظاہر کر رکھا تھا کہتا تھا کہ یہ اس کی نبوت کی نشانی ہے۔

عیسیٰ بن مہرویہ:

یہ اسی یحییٰ کا چچازاد بھائی تھا اس کا گمان تھا کہ سورۃ المدثر میں المدثر اسی کا لقب ہے اور اس سورت شریف میں بھی وہی مراد ہے اپنے ایک غلام کو لقب دے رکھا تھا۔ المطوق بالنور اس کے گلے میں نور ہے اس نے شام پر حملہ کر کے خونریزی اور فساد پھیلایا اپنی نبوت کی منبروں پر دعوت دیتا تھا یہ بھی قتل کیا گیا اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

ابوطاہر القرمطی:

یہ وہی خبیث ہے جو حجر اسود شریف کو کعبہ معظمہ سے نکال کر اپنے پاس لے گیا۔ (تفصیل دیکھئے فقیر کے رسالہ التحریر العسجد فی تحقیق الحجر الاسود۔ مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور، اویسی غفرلہ) وہ کہتا ہے۔

اَنَا بِاللّٰهِ وَبِاللّٰهِ اَنَا   يَخْلُقُ الْخَلْقَ وَاُفْنِيهِمْ اَنَا

''میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوں وہ پیدا کرتا ہے اور میں انہیں فنا کرتا ہوں''۔

اس فتنے کے متعلق اشارہ آگے چل کر بیان کیا جائے گا''۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

محمد بن علی الشلقانی المعروف بہ بابن ابی العراق:

یہ الراضی باللہ کی خلافت میں ظاہر ہوا اور مشہور ہے کہ وہ الوہیت کا دعویٰ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ وہ مردے زندہ کرتا ہے اسے قتل کر کے سولی پہ چڑھایا گیا اور اس کے ساتھ اس کی بڑی جماعت بھی قتل کر دی گئی۔

التناسخیہ:

یہ المطیع باللہ (خلیفہ عباسی) کے دور میں ظاہر ہوا ان میں ایک نوجوان کہتا تھا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی روح قدس منتقل ہو کر اس میں آگئی ہے اس کی عورت کہتی کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی روح مبارک منتقل ہو کر اس کے اندر آئی ہے۔ ایک نوجوان دعویٰ کرتا

تھا کہ وہ سیدنا جبریل علیہ السلام ہے۔ان کی مار پٹائی ہوئی پھر کہتے کہ وہ اہل بیت سے ہیں (سادات ہیں) تا کہ انہیں کچھ نہ کہیں معزالدولہ نے انہیں شہر بدر کر دیا۔

ایک اور مرد:

المستظہر باللہ کے دور خلافت ۴۹۹ھ میں ایک شخص نے نہاوند کے نواح میں نبوت کا دعویٰ کیا اس کی بھی خلق کثیر تابع ہوئی لیکن اسے پکڑ کر قتل کر دیا گیا۔

دیگر لوگ:

ملک مغرب وغیرہ میں بھی بہت سے مرد اور عورتوں نے خروج کیا۔ان میں چند یہ ہیں:

لا:

اس نے حدیث مشہور کی تحریف کر کے دعویٰ کیا کہ میرا نام "لا" ہے اور لَا نَبِیَّ بَعْدِی کا معنی ہے لا (صاحب) میرے بعد نبی ہوگا۔کہتا تھا کہ حدیث شریف میں لفظ لا مبتدا ہے اور نبی اس کی خبر ہے۔

الفز اری:

یہ جادو گر تھا اور مقالا میں تھا اسی کے سبب سے ابو جعفر بن زبیر غرناطہ سے نکالے گئے پھر الفز اری کا غرناطہ جانے کا اتفاق ہوا اس کو حاکم وقت نے غرناطہ کا قاصد بنا کر بھیجا ابو جعفر بن الزبیر مذکور نے اس کے قتل کرنے کی کوشش کی تو یہ قتل کر دیا گیا اس کے ساتھ اس کی عورت بھی قتل کر دی گئی یہ بھی نبوت کا دعویٰ کرتی تھی۔اسے حدیث سنائی گئی کہ لَا نَبِیَّ بَعْدِی۔اس نے جواب میں کہا نبی مذکر کا صیغہ ہے مذکر نبی کی نفی۔اگر عورت کی نفی ہوتی تو فرمایا جاتا: لَا نَبِیَّۃَ بَعْدِیْ (معاذ اللہ) وغیرہ وغیرہ۔خلاصہ یہ کہ نبوت کے مدعیوں کی تعداد ستائیس (۲۷) ہے یہ مکمل ہو چکے یا آگے تکمیل ہوگی ہاں کذاب (جھوٹے) لاتعداد ہیں اور ہوں گے۔

مہدیت کا دعویٰ:

اسی سے ہے مہدیت کا دعویٰ کہ اپنے لئے مہدی ہونے کا دعویٰ کریں یہ بھی لاتعداد ہیں۔

فائدہ: بعض ایسے بھی گذرے ہیں جنہوں نے دعویٰ کیا کہ وہ صحابی ہے جیسے معمر'' بابا رتن البندی''۔

(ان کا قصہ مشہور ہے فقیر نے اپنی متعدد تصانیف میں ان کا ذکر کیا ہے، مثلاً معجزہ شق القمر'' حضور ﷺ کا بچپن'' وغیرہ۔ اویسی غفرلہ) اس میں شک نہیں جو غیبی خبریں صادق رسول ﷺ نے دیں وہ یقیناً سچی ہیں، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ وَّاِنَّ الدِّیْنَ لَوَاقِعٌ۔ (پ۲۶، الذاریات ۵/۶)

''بیشک جس بات کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ضرور سچ ہے اور بے شک انصاف ضرور ہونا''۔

(۱۸) فتح بیت المقدس

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے وصال کے درمیان چھ نشانیاں گن لو۔ میرا وصال، فتح بیت المقدس۔

تفصیل فتح بیت المقدس:

بیت المقدس دوبار فتح ہوا۔ (i) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں (ii) ایوبیہ کردوں کے دور میں جسے سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب الملک الناصر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح کیا اور یہ اسلام کی سب سے بڑی فتح تھی۔ سلطان ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ کی بعض اولاد نے نصاریٰ کو بیت المقدس واپس کر دیا لیکن ایوبی رحمہ اللہ کے پوتے داؤد الملک الناصر نے نصاریٰ سے واپس لے لیا بعض شعراء نے مبارکباد میں یہ اشعار لکھے:

اَلْمَسْجِدُ الْاَقْصٰی لَهٗ عَادَةٌ ۔۔۔ سَارَتْ فَصَارَتْ مَثَلًا سَائِرًا
اِذَا غَدَا بِالْكُفْرِ مُسْتَوْطِنًا ۔۔۔ اَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ لَهٗ نَاصِرًا
فَنَاصِرٌ طَهَّرَهٗ اَوَّلًا ۔۔۔ وَنَاصِرٌ طَهَّرَهٗ اٰخِرًا

''مسجد اقصیٰ کی عادت ہے کہ مختلف اطوار دکھاتی ہے اور زمانہ میں ضرب المثل بن جاتی ہے کبھی کفر کو وطن بناتی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے مددگار بھیجتا ہے

ایک ناصر نے اسے ابتداء میں پاک کیا دوسرا آخر میں پاک کرے گا"۔

(تفصیل کیلئے فقیر کی کتاب "تاریخ بیت المقدس" زیر طبع کا مطالعہ کیجئے۔اویسی غفرلہ)

(۱۹) فتح المدائن

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ وہ سفید محل فتح نہ ہو جو مدائن میں ہے، اور قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ اونٹنی پر سوار عورت حجاز سے عراق تک امن سے سفر کرے گی اسے کسی سے کسی قسم کا خوف و خطرہ نہ ہوگا۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے پہلی دو نشانیاں دیکھ لیں جن کا ظہور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوا۔

اضافہ اویسی:

یہ داستان طویل ہے فقیر صرف ایک مناسبت سے اس کا حال حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے عرض کرتا ہے۔

آج ہجرت کی رات تھی سارے قبیلے کے نمائندے کفر کی تلوار بے نیام لئے انتظار میں کھڑے تھے اسی رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں جو انہیں ہلاکت و تباہی کے راستے سے امن و سکون کی ٹھنڈی چھاؤں میں واپس لانا چاہتا تھا۔

اچانک پچھلے پہر شانہ نبوت کا دروازہ کھلا ایک کرن چمکی اور آنکھیں خیرہ ہو کر رہ گئیں۔ خدا کا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتا ہوا باہر نکلا اور تلواروں کے سائے سے گزر گیا۔

صبح کے اُجالے میں صحرائے کفر کے خونخوار درندے جب دیوار پھاند کر اندر داخل ہوئے تو معلوم کر کے حیرت سے وہ ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے پیغمبران کی پلکوں کے نیچے سے گزر گئے اور انہیں خبر تک نہ ہوئی۔ ہزار تیاریوں کے باوجود زہر میں بجھی تلواروں کا مطلب حاصل نہ ہو سکا۔ قبائل عرب کے مشترکہ محاذ پر آج کی شکست فاش سے سرداران قریش تلملا کر رہ گئے۔ فوراً ہی دارالندوہ میں پہنچے صلاح مشورے ہوئے اور یہ طے پایا کہ ابھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ دور نہیں گئے ہوں گے اگر پیچھا کیا جائے تو آسانی سے پکڑا جا سکتا ہے۔

کچھ ہی لمحے بعد مکہ کی گلیوں میں اعلان ہو رہا تھا کہ محمد ﷺ کو جو گرفتار کر کے لائے گا اسے انعام میں سو سرخ اونٹ دیئے جائیں گے۔

عرب کے مانے ہوئے شہسوار سراقہ کے کان میں جوں اس اعلان کی خبر پہنچی وہ لالچ میں اس مہم کو سر کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ فوراً ہی ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہوئے اور دم کے دم میں نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ کچھ دور چلنے کے بعد انہیں مدینے کے راستے پر دو جھلماتے ہوئے سائے نظر آئے۔ خوشی سے چہرہ دمک اٹھا۔ سرخ اونٹوں کی قطار تصور میں رینگنے لگی، مسرت میں گھوڑے کو دوڑایا اور ہوا سے باتیں کرتے ہوئے آن کی آن میں قریب پہنچ گیا۔

گھوڑا دھنس گیا:

خدا کا آخری پیغمبر ﷺ اپنے رفیق خاص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ناقہ پر سوار مدینے کی طرف تیز تیز بڑھے جا رہے تھے۔ سراقہ نے کمند (رسی) ڈالنے کے لئے جوں ہی قدم آگے بڑھایا ایک پر جلال آواز فضا میں گونجی: ''یَا اَرْضُ خُذِیْہِ'' اے زمین! اسے پکڑ لے۔

سرورِ کونین ﷺ کا حکم تھا زمین کا کلیجہ ہل گیا فوراً زمین پھٹ گئی اور سراقہ کے گھوڑے کا پاؤں گھٹنے تک دھنس گیا۔ سراقہ نے ہزار کوشش کی لیکن زمین کی گرفت سے چھٹکارہ حاصل نہ کر سکے۔ جب عاجز و مجبور ہو گئے۔ تو دو عالم کے تاجدار ﷺ سے رحم کی درخواست کی، سرکار ﷺ نے ان کی درخواست کو شرف قبولیت بخشا اور زمین سے خطاب فرمایا:

''اترکیہ'' اسے چھوڑ دے۔

ابھی یہ الفاظ فضا میں گونج رہے تھے کہ اچانک زمین کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی اور گھوڑے کا پاؤں باہر نکل آیا مال کا لالچ بھی کیا چیز ہوتی ہے کہ انسان کو جانتے بوجھتے ہوئے بھی دھوکہ دیتی ہے۔ رہائی پا کر جب سراقہ واپس لوٹ رہے تھے تو اپنی ہار کی ندامت کے خوف سے دل ڈوبا جا رہا تھا جیسے ہی میل دو میل کا فاصلہ طے کیا ہو گا کہ لالچ کا شیطان پھر دل پر سوار گیا، اور فریب کی راہ سے نصیحت شروع کی۔ ''کہ یہ واقعہ یوں ہی اتفاقاً آ گیا اس کے پیچھے محمد ﷺ کی پیغمبرانہ طاقت کا کوئی کرشمہ نہیں ہے۔ چلو واپس چلو! سرخ اونٹوں کے انعام کا سنہری موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دو۔ محمد ﷺ کی گرفتاری کوئی انہونی چیز نہیں ہے۔ دل کی

آواز پر پھر سراقہ نے گھوڑے کی باگ موڑ دی اور پھر تعاقب کرتے ہوئے سرکار ﷺ کے قریب پہنچ گئے اس بار بھی لبوں کو حرکت ہوئی زمین کا کلیجہ پھٹ گیا۔ اور سراقہ اپنے گھوڑوں کے ساتھ گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے! پھر سراقہ نے رحمۃ اللعالمین ﷺ کو آواز دی پھر بخشش کے لئے پکارا۔ اور پھر رحمت مجسم ﷺ نے احسان کی بارش فرمائی، زمین کو اشارہ کیا دشمن کو پھر آزاد کر دیا۔ اس بار دل کی گہرائی میں پیغمبر ﷺ کی طاقت کا یقین ہو چلا تھا اس بار سراقہ سوچ رہے تھے کہ ایک نیاز مند کی طرح زمین کی فرماں برداری بلاوجہ نہیں ہے! کائنات کے خدا کے ساتھ محمد ﷺ کا کوئی تعلق ضرور ہے۔ لیکن نفس کا شیطان بڑا ہی ڈھیٹ اور پھرتیلا دشمن ہے۔ یہ ظالم ایک لمحے میں دل کی ساری دنیا بدل کر رکھ دیتا ہے۔ سراقہ کچھ ہی دور چلے ہوں گے کہ شیطان نے پھر سرگوشی کی کہ محمد ﷺ اتنے صاحب اقتدار ہوتے تو ایک تھکے ہوئے مجبور کی طرح مکہ سے مدینے کی طرف ہجرت نہ کرتے۔ یا خوف کے آگے ہتھیار ڈال دینا بہادروں کا شیوہ نہیں ہے۔ سرخ اونٹوں کا انعام تمہاری زندگی کا نقشہ بدل دے گا چلو واپس لوٹو اس سے زیادہ سنہری موقع تمہیں پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا! بالآخر سراقہ پھر شیطان کے فریب کا شکار ہو گئے پھر تیزی کے ساتھ واپس لوٹے۔ پھر پیغمبر کے لبوں کو حرکت ہوئی۔ پھر زمین کا دھانہ کھلا اور سراقہ ایک گرفتار پنچھی کی طرح پھڑ پھڑانے لگے۔ سرکار ﷺ نے دوبارہ سراقہ کو موقع دیا کہ وہ سنبھل جائے لیکن جب بار بار کی تنبیہ کے بعد بھی ان کی آنکھیں نہ کھلیں تو پیغمبر نے خود حقیقت کے چہرے سے نقاب اُٹھایا اور دل نواز مسکراہٹ کے ساتھ سراقہ کو مخاطب کیا:

سراقہ اور کنگن:

سرخ اونٹوں کے فریب میں اپنی لکھی ہوئی تقدیر سے کیوں جنگ کر رہے ہیں۔ تمہارا مستقبل میری نگاہوں سے اوجھل نہیں ہے۔ جس کی زلفوں کا قیدی ہونا تیرا مقدر ہے اسی کو گرفتار کرنے آئے ہو۔ کیا اب بھی تمہیں کفر کی رات میں ایمان کا سویرا نظر نہیں آتا۔ میں کھلی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ ایرانی حکومت کسریٰ کے بادشاہ کے سونے کے کنگن تمہاری کلائیوں میں چمک رہے ہیں۔ وہ دن زیادہ دور نہیں کہ تمہارا سینہ اسلام و ایمان کی

دولت سے مالا مال ہو جائے گا۔

پیغمبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق سے نکلے ہوئے یہ جملے سراقہ کے دل میں اُتر گئے۔ حضرت سراقہ پر جلد ہی ایمان کی صبح نازل ہوئی۔ اور وہ مدینے کے دارالایمان میں پہنچ گئے اور پروانے کی طرح شمع رسالت کے جلوؤں میں نہاتے رہے۔ کلائیوں میں سونے کے کنگن پہننے کا یقین ان کے دل کی دھڑکنوں سے منسلک ہو گیا تھا۔

کنگن پہنوں گا پھر مروں گا:

زندگی کے دن اسی انتظار میں گزرتے رہے۔ یہاں تک کہ خلافت فاروقی کے عہد زریں میں حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ سخت بیمار پڑ گئے۔ یہاں تک کہ علالت سنگین ہو گئی۔ صورتحال شہادت دے رہی تھی۔ کہ اب چند سانسوں کے مہمان رہ گئے ہیں۔ صحابہ کرام اور قریبی رشتہ دار جمع ہو گئے۔ حضرت سراقہ نے اپنی آنکھیں کھول دیں اور مسکراتے ہوئے کہا! آپ حضرات اطمینان رکھیں یہ میرا آخری وقت نہیں ہے۔ اس وقت تک موت میرے قریب نہیں آئے گی جب تک میں اپنے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن نہ پہن لوں ہر چیز اپنی جگہ سے ٹل سکتی ہے دو عالم کے مالک و مختار صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہیں ٹل سکتا۔ چنانچہ ایسا ہوا کہ حضرت سراقہ موت کے چنگل سے نکل آئے اور دیکھتے ہی دیکھتے دنوں میں بالکل صحت یاب ہو گئے۔

فتح مدائن:

آج مدینے میں ہر طرف مسرتوں کی بارش ہو رہی تھی، سجدہ شکر کے جذبہ سے سب کی پیشانیاں بوجھل ہو گئیں تھیں۔ صبح کی سفیدی نمودار ہوتے ہی لشکر اسلامی کا قاصد ایران کی خوش خبری لے کر آیا تھا۔

کسریٰ:

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں نے دنیا کی سب سے بڑی طاقت کو اپنے قدموں تلے روند ڈالا تھا۔ آج تاریخ میں پہلی بار کسریٰ کے ایوانوں پر عظمت اسلامی کا پرچم لہرا رہا تھا۔ چند ہی دنوں بعد ایران سے مال غنیمت آنا شروع ہو گیا۔

کنگن کی تلاش:

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے کسریٰ کے کنگن دریافت کیے۔ تلاش کے بعد جب وہ مل گئے تو حضرت سراقہ کو آواز دی گئی اس وقت حضرت سراقہ کا چہرہ دیکھنے کے قابل تھا۔ ناز و ادا سے جھوم رہے تھے فرطِ مسرت سے چہرہ کھلا جا رہا تھا ارمانوں کے ہجوم میں مچلتے ہوئے اُٹھے اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑے ہو گئے۔

آج حضرت سراقہ کیلئے زندگی کی محبوب ترین گھڑی آ گئی تھی جس کی آرزو کو ساری عمر ایمان کی طرح سینے سے لگائے رکھا تھا وہ آنکھوں کے سامنے جلوہ گر تھی۔ اہل مدینہ کی خوشی و مستیوں کے آنسوؤں میں حضرت سراقہ کی کلائیوں میں کسریٰ کے سونے کے کنگن پہنائے گئے۔ سر پر تاج رکھا گیا اور شاہی کپڑے پہنائے گئے۔ حضرت سراقہ کی شاہانہ سج دھج دیکھ کر اہل مدینہ جذبات سے بے قابو ہو گئے۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا عقیدہ:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی عشق و ایمان کی اثر انگیز کیفیت دیکھ کر بے خود ہو گئے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب اسلام بے سرو سامانی کے عالم میں تھا۔ ایک آسمانی مسافر نے آج کی عظیم الشان فتح کی خبر دی تھی۔ کل میدان قیامت میں آپ حضرات گواہ رہیے گا کہ سراقہ کے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن پہنا کر میں نے اپنے آقا کا فرمان پورا کر دیا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شوکت اقتدار کا یہ واقعہ تاریخ فراموش نہیں کرے گی کہ ایک حرکت لب پر کائنات زندگی کا نقشہ بدل گیا۔ اور عشق رسالت کے فیض نے عرب کے صحرا نشینوں کو پل بھر میں ساری دنیا کا فرماں روا بنا دیا۔

آج بھی ہو گر ابراہیم سا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

تبصرہ اویسی غفرلہ:

اس واقعہ سے اصل مقصد میرا تو فتح مدائن جس کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ورجنوں سال پہلے

ہجرت کے موقعہ پر حضرت سراقہ ﷺ کو نہ صرف فتح کی خبر کر دی بلکہ کسریٰ کے کنگن پہننے کی نوید سنائی اور حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کا پختہ عقیدہ کہ موت کے منہ میں ہیں تب بھی کہتے ہیں نہیں مروں گا جب تک کنگن نہ پہن لوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ کہ فتح مدائن کے بعد مال غنیمت جمع کرنے پر صرف کنگن ہی یاد رہے اور انہیں یقین تھا کہ کسریٰ کا سفید محل پھر اس کا جملہ مملوکہ بلکہ تمام سلطنت قبضہ میں آئے گی چنانچہ وہی ہوا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسی لئے ہم اہلسنت خوش نصیب ہیں کہ ہم وہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ "تیرے منہ سے نکلی بات وہ ہو کر رہی" الحمد للہ یہی عقیدہ ہمیں صحابہ کرام کی وراثت سے نصیب ہوا ہے۔ (اویسی غفرلہ)

(۲۰) ہلاک العرب یعنی ان کا ملکی زوال

حضرت طلحہ بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا عرب کا زوال قیامت کے قرب کی نشانی ہے۔ (ترمذی)

فائدہ: عرب کا زوال ہوا جب سے بنو العباس (خلفائے عباسیہ) سے حکومت چھین لی گئی۔ اس کی تفصیل گذشتہ صفحات میں گذری ہے۔

(۲۱) کثرت المال اور دنیا کی ریل پیل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مال بہت ہو جائیں گے اور دولت کی ریل پیل ہوگی یہاں تک کہ مالدار چاہے گا کہ کوئی اسے قبول کر لے یہاں تک کہ جسے بھی مال پیش کرے گا وہ کہے گا مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں (کیونکہ اس کے پاس بھی خود اتنا مال ہوگا کہ وہ کسی دوسرے کو دے۔ اویسی غفرلہ) (رواہ الشیخان)

فائدہ: یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہو چکا کہ فتوحات بکثرت ہوئیں مال غنیمت تقسیم ہوا، فارس و روم کی جائداد تقسیم کی گئیں۔ اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تھا کہ کوئی صدقہ کا مال لے کر تقسیم کرنے جاتا تو کوئی ایسا نہ ملتا جسے وہ صدقہ دے اور ان شاء اللہ آخری زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ایسے ہی ہوگا اور اس کی تفصیل تیسرے باب میں آئے گی۔ (ان شاء اللہ)

(۲۲) پہاڑوں کا اپنے اصلی جگہوں سے ہٹنا

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت نہ ہوگی یہاں تک کہ پہاڑ اپنی جگہوں سے ہٹ نہ جائیں۔ (رواہ الطبرانی)

فائدہ: حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ نے فرمایا کہ ۲۴۲ھ میں متوکل خلیفہ عباسی کے دور خلافت میں پہاڑ دائیں جانب چل پڑا اس پر لوگوں کے کھیت تھے دوسرے کھیتوں پر جا کھڑا ہوا۔ اور ۳۰۰ھ میں المقتدر عباسی کے دور خلافت میں پہاڑ دینور کے علاقہ میں زمین میں دھنس گیا پھر اس کے نیچے سے پانی ابلنے لگا جس نے کئی دیہات غرق کر دیئے۔

اضافہ اویسی غفرلہ:

حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۴۸ھ فرماتے ہیں کہ مقتدر کے دور میں اس کی کم سنی کی وجہ سے نظام سلطنت کا آغاز ہوا۔ مذکورہ بالا واقعہ محض عبرت کے لئے دکھایا دوسرا ایک عجیب واقعہ یہ پیش آیا کہ ایک خچر سے بچھڑا (گائے کا بچہ) پیدا ہوا۔ (تاریخ الخلفاء)

(۲۳) فقدان الصحابہ رضی اللہ عنہم

1- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ میرے صحابہ میں سے صرف ایک کو تلاش کیا جائے گا جیسے گمشدہ چیز تلاش کی جاتی ہے تو وہ نہیں ملتی (ایسے ہی میرا کوئی صحابی تلاش کرنے کے باوجود کہیں نہیں ملے گا۔ (رواہ احمد)

(۲۴) تین خسوف کا وقوع

1- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور سرو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تین خسوف آئیں گے۔

(i) مشرق میں۔

(ii) مغرب میں۔

(iii) جزیرۂ عرب میں۔

عرض کی گئی صالحین (اللہ والے) بھی ہوں گے اور خسوف بھی واقع ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں جب برائیاں بڑھ جائیں گی۔ (رواہ الطبرانی)

2- حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہمیں جھانک کر دیکھا تو ہم قیامت کے متعلق گفتگو کر رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی جب تک اس سے پہلے دس نشانیاں ظاہر نہ ہوں ان میں سے تین خسوف ہیں۔

(i) مشرق میں۔

(ii) مغرب میں۔

(iii) جزیرۂ عرب میں۔ (رواہ الستۃ الا البخاری)

فائدہ: یہ تینوں خسوف واقع ہو چکے۔

1- سلیمان بن عبدالملک کے دورِ خلافت میں واقع ہوا۔ ابن ہبیرہ نے خلیفہ کو خط لکھا کہ بخارا میں صبح کے وقت ایک کڑک دار آواز آسمان سے سنائی دی اور رعد کی سخت گرج کی طرح گرج بھی۔ آسمان سے حوال (موٹے موٹے اولے) گرائے گئے۔ لوگوں نے دیکھا کہ آسمان میں ایک بڑا سوراخ ہوا۔ اس سے چند اشخاص ایسے اترے جن کے سر آسمان میں ہیں اور پاؤں زمین پر۔ اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ اے زمین والو! آسمان والوں سے عبرت حاصل کرو، یہ صفوائیل فرشتہ ہے اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے اس پر اسے عذاب دیا جا رہا ہے دن کو لوگ اسی جگہ پر آئے تو ایک عظیم خسوف دیکھا اور وہ جگہ خوب متحرک تھی اور دھنسی ہوئی جگہ سے سیاہ دھواں اٹھ رہا تھا۔

فائدہ: اس واقعہ کے متعلق چالیس نیک آدمیوں نے بخارا کے قاضی کو ثبوت سے باہم پہنچایا۔ (کذا فی المسکر دان)

سوال: اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کیلئے فرمایا ہے:

لَا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ۔ (پ ۲۸، التحریم آیت ۶)

جواب: قصۂ ہاروت و ماروت، ان کی نافرمانی کا جواز کافی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔ گویا آیت مذکورہ مخصوص عنہ البعض ہے۔ (اویسی غفرلہٗ)

2- ۲۰۸ھ میں ملک مغرب میں تیرہ دیہات دھنس گئے۔

3- ۸۳۴ھ شعبان میں غرناطہ میں زلزلہ آیا اس میں متعدد مکانات دھنس گئے قلعہ کا بعض حصہ بھی منہدم ہوا۔ (انباء الغمر)

4- الطیع (خلیفۂ عباسی) کے دور حکومت میں ۳۴۶ھ میں رے اور اس کے گرد و نواح میں بڑے بڑے زلزلے آئے۔

5- بلدۂ طالقان میں خسف ہوا جس میں تمام آبادی سے صرف تیس آدمی بچے۔

6- رے کے ایک سو پچاس گاؤں دھنس گئے اور یہ سلسلہ جبل حلوان تک چلا گیا اس میں سے بھی بہت زیادہ دیہات دھنس گئے اور بہت سے مردوں کی ہڈیاں زمین سے باہر پھینکی گئیں اور زمین سے پانی اُبلا اور رے میں پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا دوپہر تک لوگ آدھا دن زمین و آسمان کے درمیان لٹکے رہے پھر زمین میں دھنس گئے زمین کا بہت سا حصہ پھٹ گیا اس میں بدبودار پانی اور بہت بڑا دھواں نکلا۔ (کذا نقلہ السیوطی عن ابن الجوزی)

7- ۵۹۷ھ میں بُصریٰ علاقہ کی ایک بستی زمین میں دھنس گئی۔

8- ۵۳۳ھ شہر بحیرہ دھنس گیا اور شہر کے مکانات کی جگہ پر سیاہ پانی نکلا۔

9- ہمارے دور (مصنف کے زمانہ) میں آذربیجان و خراسان وغیرہ دیارِ عجم میں چند مکانات زمین میں دھنس گئے اور اس قسم کے خسوفات ان گنت ہیں۔

(2) زلزلوں اور خسف کی کثرت

1- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قیامت قائم نہ ہو گی جب تک علم (اسلامی) قبض نہ کیا جائے اور زلزلوں کی کثرت نہ ہو۔ اور وقت سکڑ جائے گا اور فتنے ظاہر ہو جائیں گے اور قتل بہت زیادہ ہوں گے۔ (رواہ البخاری و ابن ماجہ)

2- اور ابن عساکر کے نزدیک عروہ بن رویم سے روایت ہے، وہ انصاری سے روایت کرتے ہیں، وہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ میری اُمت میں زلزلہ آئے گا جس میں دس، بیس، تیس ہزار جانیں تلف ہوں گی۔ اسے اللہ تعالیٰ متقین کیلئے نصیحت اور اہل ایمان کیلئے رحمت اور کافروں کیلئے عذاب بنائے گا۔ (رواہ ابن عساکر)

زلزلے ہی زلزلے:

1- المتوکل (خلیفہ) کے اول دور میں ۲۳۲ھ دمشق میں خطرناک زلزلہ آیا اس میں کئی مکانات گرے اور بے شمار جانیں مکانات کے نیچے دب کر ہلاک ہوئیں اور یہ زلزلہ انطاکیہ تک بڑھا اسے تباہ کر دیا پھر جزیرہ کی طرف بڑھا اسے جلا کر راکھ بنا دیا پھر مُوصل پر چڑھ دوڑا، کہا جاتا ہے اس میں پچاس ہزار جانیں تلف ہوئیں۔

2- تیونس اور اس کے اردگرد اور خراسان اور نیشاپور وطبرستان اور اصفہان میں ۲۴۲ھ میں عظیم زلزلہ واقع ہوا یہاں تک کہ پہاڑ پھٹ گئے اور زمین میں اتنی دراڑیں پڑ گئیں کہ ایک مرد اس میں باآسانی سما سکتا تھا۔ اوران دونوں زلزلوں میں صرف دس سال کا وقفہ تھا۔

3- ۲۴۵ھ ساری دنیا میں عام زلزلہ آیا اس نے کئی شہر و قلعے اور پل تباہ کر دیئے اور انطاکیہ سے ایک پہاڑ دریا میں گرا۔

4- المعتضد کے زمانہ خلافت میں ۲۸۰ھ میں الدیبل میں بڑا زلزلہ آیا جس نے عام شہروں کو برباد کیا اس کے ملبہ سے صرف ایک لاکھ پچاس ہزار نفوس نکالے جا سکے۔

5- ۴۶۰ھ میں رملہ میں سخت اور ہولناک زلزلہ آیا جس نے رملہ شہر کو ملیامیٹ کر دیا یہاں تک کہ پانی کنوؤں کے اوپر باہر نظر آنے لگا۔ اہل رملہ میں سے ۲۴ ہزار افراد تباہ ہوئے اور دریا اپنے ساحل سے ایک یوم کی مسافت تک دور ہو گیا لوگ اس کے علاقوں میں گرا پڑا مال لے جانے لگے تو دریا کے پانی نے واپس لوٹ کر انہیں غرق کر دیا۔

6- ۵۱۴ھ میں ایک بڑا زلزلہ آیا بغداد دس سے اوپر یعنی کئی بار تباہ و برباد ہوا۔ ایک پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ کر حلوان پر جا گرا۔

7- ۵۹۷ھ میں مصر و شام و جزیرہ میں بہت بڑا زلزلہ آیا اس نے کئی مکانات و متعدد قلعے گرائے۔

8- ۵۳۲ھ میں شام و حلب و شیراز و انطاکیہ و طرابلس میں بہت زلزلے آئے ان میں بیشمار خلق خدا ہلاک ہوئی ایک استاد (ماسٹر) مدرسہ میں پڑھاتا تھا چھٹی کر کے گھر گیا واپس لوٹا تو مدرسہ زلزلہ کی زد میں تھا اور جتنے بچے مدرسہ میں پڑھ رہے تھے سب زلزلہ کی تباہی میں مر گئے۔ اور بچوں کے وارثوں میں سے بھی کوئی بچوں کیلئے پوچھنے نہ آیا کیونکہ ان کے ورثاء بھی زلزلہ کی زد میں آ کر ہلاک ہو گئے اور شیراز میں تمام لوگ تباہ ہو گئے صرف ایک عورت اور اس کا نوکر بچ نکلے۔

عجوبہ:

ایک دفعہ حران میں ایک ٹیلہ پھٹ گیا تو اس سے کئی گھر کئی عمارتیں اور نوادیس ظاہر ہوئے۔ اور اللاذقیہ میں ایک جگہ سے پانی میں کھڑا بت ظاہر ہوا۔

9- زلزلوں نے صیدا و بیروت و طبرابلس و عکا و صور اور فرنگیوں کے تمام شہروں کو تباہ کیا اور قبرص تک دریا پھیل گیا کئی جہازوں کو اس نے ساحل تک دھکیلا اور جانب مشرق چل کر ایک بڑی مخلوق کو تباہ و برباد کیا۔

فائدہ: صاحب المراۃ نے لکھا کہ اس سال زلزلہ میں ایک کروڑ ایک لاکھ نفوس مرے۔ (کذا فی السکردان)

10- ۶۷۲ھ میں مصر میں بہت بڑا زلزلہ آیا۔

11- مدینہ طیبہ میں بھی نار حجاز کے ظہور سے پہلے ایک زلزلے نے پھیرا لگایا تھا۔

اویسی غفرلہ کا تبصرہ:

زلزلے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی و مرید ہیں اسی لئے وہ عذاب یا تکلیف کا سبب نہ بنے وہ زیارت (مدینہ) سے مشرف ہوئے اور واپس چلے گئے۔

12- ۴۳۴ھ میں بجیرہ (شہر) میں عظیم زلزلہ آیا جو تیس میل لمبا چوڑا تھا اس نے بھی ان گنت خلق کو تباہ کیا۔

13- ۹۲۲ھ میں اَزرنگان میں بڑا زلزلہ آیا جو تیس میل لمبا چوڑا تھا اس نے بھی ان گنت خلق کو تباہ کیا۔

14- ۱۰۰۰ھ شہر لار میں بہت بڑا زلزلہ آیا جس نے تمام گھر ایسے ملیا میٹ کر دیئے کہ کسی کو بھی اپنے مکان کا نشان نہ مل سکا۔ اس سے قبل چھوٹے چھوٹے جھٹکے آتے رہے اور دن میں کئی بار ایسے ہوا۔ جو لوگ اس چھوٹے جھٹکوں سے دوران شہر سے باہر نکل گئے وہ بچ گئے جو نہ جا سکے وہ مر گئے۔

فائدہ: اس کتاب (الاشراط لاشراط الساعۃ) کی تصنیف کے چھ ماہ بعد بڑا ہولناک زلزلہ آیا جس میں بہت تھوڑے لوگ نجات پا سکے اس زلزلہ کو میں (مصنف) نے اپنی کتاب ھذا میں شامل کر دیا۔

نوٹ: یہ وہ بڑے زلزلے اور رجفات ہیں جنہیں کتب تواریخ میں نقل کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے ورنہ چھوٹے چھوٹے زلزلوں اور جھٹکوں کا شمار نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے توفیق کی طلب ہے۔

(۲۶) مسخ و قذف

1- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ (حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ) میری امت میں خسف و مسخ و قذف (پتھراؤ) ہوگا۔ (رواہ احمد، مسلم والحاکم)

2- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے مسخ و خسف (زمین میں دھنسنا) اور قذف (پتھراؤ) ہوگا۔ (رواہ ابن ماجہ)

3- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک قوم کھانے پینے اور لہو و لعب میں رات گزارے گی پھر وہ صبح کو بندر اور خنزیر ہو کر اٹھیں گے۔ (رواہ الطبرانی)

4- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ) میری امت کے آخری زمانہ میں زمین میں دھنسنا اور مسخ (شکلوں کا تبدیل ہونا) اور قذف (پتھراؤ) ہوگا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم ہلاک ہو سکتے ہیں جب کہ ہمارے میں صالحین ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں جب خباثت (جرائم) کی کثرت ہو

جائے۔ (رواہ الترمذی)

5- حضرت عبدالرحمن بن صحار رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ کئی قبائل زمین میں دھنسے جائیں گے، یہاں تک کہ کہا جائے گا کہ بنوفلاں قبیلہ سے کون بچ گیا ہے؟ (رواہ احمد والبغوی وابن قانع والطبرانی والحاکم وغیرہ)

6- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس امت کے آخری زمانہ میں خسف وقذف ہوگا۔ (رواہ الترمذی وابن ماجہ)

حکایات:

حکومت فاطمیہ مصر (شیعہ) کے دور میں شیعہ لوگ عاشوراء کے دن مدینہ پاک میں قبہ عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے بیٹھ کر شیخین وصحابہ کرام کو سب (گالی) بکتے تھے ان کے ہاں (بے خبری سے) ایک آدمی نے آکر کہا تم میں کون ہے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی محبت سے مجھے کھانا کھلائے، ان میں سے ایک بوڑھے نے نکل کر اپنے گھر کی طرف اسے چلنے کا اشارہ کیا وہ شخص اس بوڑھے کے پیچھے چل پڑا بوڑھے نے گھر میں لے جا کر اس کی زبان کاٹ کر اس کے ہاتھ میں پکڑا دی اور کہا کہ یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی محبت کا صلہ ہے۔ وہ شخص سیدھا مسجد نبوی شریف کو چلا گیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین رضی اللہ عنہ کو دل میں سلام عرض کر کے واپس ہوا لیکن اس نے اپنی کٹی ہوئی زبان ہاتھ میں تھام رکھی تھی مغموم ومحزون ہو کر مسجد نبوی شریف کے دروازہ پر بیٹھ گیا اسی دوران اس کی آنکھ لگ گئی خواب میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے نوازا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا ان (شیعوں) نے اس کی زبان آپ کی محبت کے بغض وعداوت سے کاٹی ہے اسی لئے اس کی زبان آپ ہی درست فرمادیں۔ آپ (صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) نے اس شخص کے ہاتھ سے زبان کا ٹکڑا اکٹھا ہوا لے کر اصل جگہ پر رکھ دی۔ وہ شخص جاگا تو اس کی زبان اسی طرح تھی جس طرح کٹنے سے پہلے بلکہ اس سے بہتر (ہمارے دور ۱۴۲۳ھ تک ہمیں نجدی حکومت کے کارندے خوب ستاتے ہیں لیکن ان سے پہلے شیعہ اہلسنت کو گزند پہنچاتے وہ صبر کرتے تو خوب انعام پاتے ہم بھی صبر کرتے ہیں الحمدللہ (انشاءاللہ) ہمیں بھی سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم انعام سے نوازیں گے

آج نہ سہی تو کل یقیناً۔ اویسی غفرلہ) اس واقعہ کی کسی کو خبر نہ دی اور اپنے وطن کو چلا گیا۔

وہ شخص (جس کا واقعہ اوپر مذکور ہوا) دوسرے سال مدینہ طیبہ حاضر ہوا تو حسب عادت گذشتہ سال قبہ عباس رضی اللہ عنہ (جنت البقیع) میں چلا گیا اتفاقاً اسی طرح گذشتہ صدا کے مطابق اس دفعہ بھی صدا لگائی کہ ہے کوئی محبت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں مجھے کھانا کھلانے والا۔ اس مجمع سے ایک نوجوان نے اس کی طرف نکل کر اپنے گھر کو جانے کا اشارہ کیا خود آگے اور یہ شخص اس کے پیچھے چل پڑا۔ یہ شخص کہتا ہے کہ مجھے سخت تعجب ہوا کہ مجھے اسی گھر میں لے گیا جہاں گذشتہ سال میری زبان کاٹ لی گئی تھی۔ اور میں سخت مصیبت سے دوچار ہوا تھا۔ اور میری سخت سے سخت تر رسوائی ہوئی تھی۔

میرے تعجب کو دیکھ کر نوجوان نے مجھ سے پوچھا کیا بات ہے میں نے سارا واقعہ سنایا تو وہ نوجوان دونوں پاؤں اور ہاتھوں سے زمین پر گر کر کہنے لگا کہ گذشتہ سال جس بوڑھے نے آپ کو گزند پہنچایا وہ میرا باپ تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو بندر بنا دیا پھر اس نے ایک کمرے کا پردہ ہٹایا میں نے دیکھا تو واقعی بندر بندھا بیٹھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سال والے میزبان نوجوان کو توبہ کی توفیق دی اور وہ شیعہ مذہب سے توبہ کر کے سچا پکا سنی مسلمان ہو گیا اور مجھے کہا کہ میرے والد کا قصہ کسی کو نہ سنانا۔

(وفاء الوفاء للسمہودی الزواجر ابن حجر، الصواعق، مواہب لدنیہ للقسطلانی وغیرہ)

حکایت: الزواجر میں ہے کہ ایک شخص حلب میں شیخین (سیدنا صدیق اکبر و عمر رضی اللہ عنہما) کو سب (گالی) دیتا تھا۔ جب وہ مر گیا تو دفن کے بعد شہر کے نوجوانوں نے اتفاق کر کے قبر کو کھود کر دیکھا تو وہ گالی دینے والا خنزیر کی شکل میں تھا۔ اسے نوجوانوں نے قبر سے نکال کر برمیدان میں آگ لگا دی۔

قاعدہ: کہا جاتا ہے ہر رافضی (شیعہ) قبر میں خنزیر کی شکل میں ہو جاتا ہے (یہ کلیہ قاعدہ نہیں کبھی اس کے خلاف ہو تو کوئی حرج نہیں۔ (قاعدہ اکثریہ ہے للاکثر حکم الکل)

حکایت: ۲۸۷ھ میں خلیفہ متوکل (چھٹا خلیفہ) کے دورِ حکومت میں ایک خط حلب سے پہنچا کہ ایک شخص امام نماز پڑھا رہا تھا تو ایک آدمی اس سے اس کی نماز کی حالت میں ہنسی

مذاق کرتا کبھی اسے پکڑ کر جھنجوڑتا (مثلاً) وہ امام اپنی نماز میں مشغول رہا مذاق کرنے والے کو کچھ نہ کہا جب وہ نماز سے فارغ ہوا، سلام پھیرا تو دیکھا اس کے ساتھ مذاق کرنے والے کی شکل خنزیر جیسی ہوگئی وہ اسی حالت میں جنگل کی طرف بھاگا اسی وقت خط لکھ کر خلیفہ وقت کے پاس بھیجا گیا۔ (ذکرہ السیوطی فی تاریخ الخلفاء)

فائدہ: المتوکل عباسیہ حکومت کی طرف سے مصر میں چھٹا خلیفہ تھا۔

قذف (یعنی آسمانی پتھراؤ):

1- ۲۸۵ھ میں بصرہ کی ایک بستی پر آسمان سے قذف سفید وسیاہ پتھر گرے اور ژالہ باری ہوئی اس میں ایک ژالہ ڈیڑھ (۱۵۰) درم کے وزن کے برابر تھا۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطی)

2- ۲۴۳ھ میں السویداء بستی پر آسمان سے پتھر برسے ہر پتھر کا وزن دس رطل تھا۔

3- المقتدر باللہ عباسی خلیفہ کے دور حکومت ۴۷۸ھ میں بغداد میں کالی آندھی آئی اور گرج و برق سخت تھی آسمان سے بارش کی طرح ریت اور مٹی برسی۔

4- مجھے (مصنف کتاب کو) ایک معتبر شخصیت نے خبر دی کہ ۱۶۰ھ (ایک سو ساٹھ سے کچھ اوپر) آسمان سے کالے پتھر برسائے گئے جو مرغی کے انڈے یا اس سے بھی بڑے تھے سردی کا موسم تھا اور یہ حادثہ کردوں کے علاقہ ہیزان اور کفرا کے درمیان واقع ہوا تھا ان کی آواز ایک دن کی مسافت تک سنی جاتی تھی۔

5- وسط ۱۵ ربیع الاول شریف ۱۷۷ھ میں ایک خط مصر میں حماۃ (علاقہ) سے پہنچا کہ ان دنوں بارین (ایک خاص علاقہ حماتہ کے نواح) میں آسمان سے مختلف شکلوں کے جانوروں کی طرح کی بارش ہوئی ہے مثلاً اس میں درندے، سانپ بچھو، پرندے، بلیوں اور بعض مرد جن کی کمروں میں حوایص تھے۔ اور یہ اس علاقہ کے قاضی کے ہاں شرعی حیثیت سے لکھوا کر اس پر مہر ثبت کی گئی پھر اس کا ثبوت حماۃ (شہر) کے قاضی کو پہنچایا گیا۔ (اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ کذا فی اسکردان)

(۲۷) سرخ آندھی اس کے علاوہ اور بڑے بڑے ہولناک امور

1- سیدنا علی المرتضیٰ اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ جب دیکھو کہ لوگ مال غنیمت کو اپنی دولت اور امانت کو مال غنیمت اور زکوۃ کو تاوان بنالیں اور علم کو دین کے سوا دوسرے دنیوی مقصد کے لئے پڑھیں اور انسان اپنی بیوی کا فرمانبردار اور اپنی ماں کا نافرمان ہو۔ اپنے دوست کو قریب کرے اور باپ کو دور کرے اور مسجدوں میں آوازیں بلند ہوں اور قبیلہ کا سرداران میں سے فاسق آدمی ہو اور قوم کا رہنما و رہبر (لیڈر) سب سے زیادہ کمینہ (بدمعاش) ہو۔ اور کسی کی تعظیم اس کے شر و فساد کے خوف سے کی جائے اور گانے والیوں اور باجوں کا ہر طرف چرچا ہو۔ شراب پینے لگیں، اس امت کا آخری آدمی پہلے (نیک) لوگوں کو لعنت کرے تو تم لوگ اس وقت سرخ آندھی اور زلزلہ اور زمین میں دھنس جانے اور شکلیں بگڑ جانے اور پتھروں کی بارش کا انتظار کرو۔ اس وقت قیامت کی نشانیاں ایک کے بعد دوسری لگا تار اس طرح ظاہر ہونے لگیں گی جیسے موتی کی لڑی (یا تسبیح کے دانوں) کا دھاگہ کاٹ دیا جائے تو موتیوں (اور تسبیح) کے دانے اک کے بعد دوسرے لگا تار گرنے لگ جاتے ہیں۔ (رواہ الترمذی ومشکوۃ باب اشراط الساعۃ)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

مذکورہ بالا امور میں سے دور حاضرہ میں کونسی کمی باقی رہ گئی ہے اکثر نشانیاں ادوار سابقہ میں گذر چکی ہیں جن کا مختصر بیان گذشتہ اوراق میں آچکا ہے جس قدر قیامت قریب ہوتی جائے گی یہ نشانیاں اور ان کے سوا دوسری علامات لگا تار ظاہر ہوتی رہیں گی۔ چنانچہ مصنف کتاب کی سنیئے۔ (اویسی غفرلہ)

2- حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب دیکھو کہ خلافت ارض مقدسہ میں داخل ہو چکی تو زلزلے اور جھٹکے اور بہت بڑے بڑے امور اس کے قریب قریب آئیں گے جیسے دونوں ہاتھ سر کے قریب ہیں قیامت اس سے قریب تر ہوگی۔ (رواہ ابوداؤد والحاکم)

فائدہ: اگر اس خلافت سے (جو بیت القدس میں داخل ہو) حکومت بنوامیہ مراد ہو تو پھر ان امور عظیمہ سے وہ امور مراد ہیں جنہیں ہم عنقریب بیان کریں گے، اگر اس سے امام

مہدی رضی اللہ عنہ کی خلافت مراد ہے تو اس وقت امور عظیمہ سے وہ امور مراد ہیں جو ان کی خلافت کے بعد واقع ہوں گے جو قیامت سے زیادہ قریب ہیں جیسے دابۃ الارض اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا وغیرہ وغیرہ۔

آندھیاں:

1- خلیفہ المتوکل عباسی کے دور حکومت ۲۳۲ھ کے اوائل میں عراق میں سخت زہریلی ہوا چلی جو اس سے پہلے سنی اور دیکھی نہیں گئی تھی اس سے کوفہ، بصرہ، بغداد کی کھیتیاں جل کر راکھ ہوگئیں اور بے شمار مسافر مرے اور یہ ہوا پچاس دن تک چلتی رہی اور ہمدان تک پہنچی وہاں کی کھیتیاں اور جانور جلا دیئے پھر موصل و سنجار پہنچی اسی دوران لوگ کاروبار کیلئے بازاروں میں نہیں جا سکے اور نہ ہی سفر کر سکتے تھے معاش تنگ ہوگئی تھی۔ بہت سی خلق خدا اس آندھی سے ماری گئی تھی۔

2- شوال ۲۸۰ھ میں المعتضد باللہ (خلیفہ عباسی) کے دور حکومت میں ساری دنیا تاعصر تاریکی میں ڈوب گئی۔ پھر کالی آندھی (ہوا) تہائی رات دن تک چلی اس کے فوراً بعد بہت بڑا زلزلہ آیا جس نے دیبل شہر کے اکثر حصہ کو مٹا دیا۔

3- اسی المعتضد کے دورِ خلافت ۲۸۸ھ میں بصرہ میں سرخ ہوا (آندھی) چلی پھر وہ سبز ہوگئی پھر سیاہ ہوگئی پھر تمام شہروں میں پھیل گئی۔

4- المقتدر باللہ (خلیفہ عباسی) کے دور میں بغداد میں سیاہ آندھی آئی پھر ایسی سخت گرج و برق سنی اور دیکھی گئی کہ جس سے قیامت قائم ہو جانے کا گمان ہوتا تھا۔

5- المستظہر باللہ (خلیفہ عباسی) کے دور خلافت میں مصر میں ایسی کالی اندھیری چلی کہ انسان کو اپنا ہاتھ بھی نظر نہیں آتا تھا اور لوگوں پر ریت برسی لوگوں کو یقین ہو گیا اب ہم زندہ بچ کر نہ نکل سکیں گے تھوڑی دیر روشنی پھیلی تو پھر وہ زرد رنگ کی آندھی چلی۔

6- ۵۲۴ھ میں شہر موصل پر ایک بادل نمودار ہو کر آگ برسانے لگا جس شے پر وہ آگ برسی وہ جل کر راکھ ہوگئی۔ بغداد میں اڑنے والے بچھو برسے جنہوں نے بڑی مخلوق کو تباہ و ہلاک کیا۔ (تذکرہ ابن ابی حجلہ)

7- ۵۹۶ھ میں سخت سیاہ آندھی مکہ معظمہ میں چلی پھر تمام دنیا میں پھیل گئی۔ لوگوں پر سرخ ریت برسی اسی دوران رکن یمانی کا ایک ٹکڑا کٹ گیا۔

8- ۸۲۶ھ ملک اشرف برسبائی (بادشاہ) کی سلطنت کے دوران مصر میں مقام رقہ میں آندھی چلی وہ زرد مٹی اٹھا کر سرخ رنگ میں پھونک مارتی یہ غروب الشمس سے پہلے ہوا اس پر افق السماء (آسمان کا کنارہ) بہت زیادہ سرخ ہو گیا واقعہ سے بے خبر آدمی دیکھ کر سمجھتا اس کا قرب وجوار آگ سے جل گیا ہے اور تمام گھر بہت زیادہ مٹی سے بھر گئے مٹی کی گرد لوگوں کے ناک اور گھر کے اسباب میں داخل ہو جاتی پھر افق سما، سرخی سے سیاہی کے ساتھ تبدیل ہو گیا اس کے بعد ہوا چل پڑی لیکن وہ اوپر رہی اگر زمین پر ہوتی تو ہولناک ہوتی۔ اس پر لوگ گھروں اور بازاروں میں رو رو کر ذکر الٰہی اور دعا و استغفار میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ اللہ کا لطف وکرم ہوا کہ بارش ہوگئی بعد میں ایسی آندھی تیس سال تک نہیں چلی۔ وہی آندھی پھر اہرام و جزیرہ اور دریا کی طرف نکل گئی لیکن ایسی تیز تھی جس سے گمان ہوتا تھا کہ ہر شے کو تباہ کر ڈالے گی۔ اور مسلسل اس رات دن تا عصر چلتی رہی اس آندھی سے کھیتیاں وغیرہ متاثر ہوئیں۔ (ذکرہ الحافظ ابن حجر فی انباء الغمر)

بڑے ہولناک امور:

سخت قحط سالی کئی بار آئی مثلاً:

1- الظاہر العُبید ی (بادشاہ) کے دور حکومت میں مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کے بعد سخت قحط سالی واقع ہوئی اور سات سال مسلسل رہی یہاں تک کہ انسان ایک دوسرے کو کھانے لگے بعض نے کہا اس دور میں ایک روٹی پچاس دینار کے عوض فروخت ہوئی۔

2- المستنصر العُبید ی (بادشاہ) کے دور حکومت میں مصر میں قحط سالی واقع ہوئی سالوں تک مسلسل رہی یہاں تک کہ آدمی ایک دوسرے کو کھانے لگے۔ ایک اردب گندم کا ایک سو دینار میں بکا؛ "اردب" نبوی صاع صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں چالیس صاع اور اس

کے اوپر کچھ اور پیمانہ تھا۔ اس قحط میں ایک کتا پانچ دینار میں ایک بلی تین دینار میں بکتی تھی۔

3- ۴۴۵ھ خلافت المقتفی العباسی کے دور حکومت میں یمن کی جانب سے بارش آئی اس میں خون برساتھا اور تمام زمین خون سے تربتر ہوگئی اس کا نشان لوگوں کے لباس پر صاف نظر آتا تھا۔

4- ۴۵۸ھ میں ایک ستارہ نمودار ہوا گویا چاند گھوم رہا تھا تمام رات بڑے عظیم شعاع سے چمکتا رہا اور لوگ یہ منظر دیکھ کر گھبرا گئے وہ دس راتیں چمکتا رہا پھر آہستہ آہستہ اس کی روشنی مدھم پڑ گئی پھر وہ غائب ہو گیا۔

5- قائم باللہ (خلیفہ عباسی) کے دور حکومت ۴۶۰ھ میں شہر رملہ کے بے شمار لوگ پانی میں غرق ہوئے۔

6- ۴۶۶ھ میں اسی قائم باللہ کے دور میں بغداد میں سخت غرقابی ہوئی دریائے دجلہ تیس ہاتھ بڑھ گیا ایسا وہ کبھی نہیں ہوا تھا اس غرقابی میں بہت سے اموال اور انسانی جانیں اور جانور مرے لوگوں نے کشتیوں پر سوار ہو کر جان بچائی اور نماز جمعہ بھی سمندر کی لہروں میں التیار میں دوبار ادا کی گئی یعنی دو جمعہ اسی حالت میں گذرے اور بغداد میں اس دوران دریائے دجلہ کی اس سخت طغیانی سے ایک لاکھ مکانات مسمار ہوئے۔

7- ۴۹۴ھ میں المقتدر کے دور خلافت میں فرنگیوں نے تمام جزیرہ صقلیہ پر غلبہ پا کر مسلمانوں کو قیدی بنایا اور ان کے بچوں کو غلام۔

8- المستعصم باللہ کے دور خلافت میں عدن کے علاقہ میں آگ نمودار ہوئی جس کی روشنی رات میں دریا تک نظر آتی اور دن کو اس آگ سے بہت بڑا دھواں ظاہر ہوتا تھا۔

9- المعتمد باللہ (خلیفہ عباسی) کے زمانہ حکومت ۲۶۶ھ میں زنج، بصرہ اور اس کے گردونواح میں داخل ہو کر اسے خراب و برباد کیا اور خوب تلوار چلائی اور بہت سے لوگوں کو قید کیا یہ ان خوارج میں سے تھے جنہیں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔

اس کے بعد بہت بڑی وباء آئی جس سے بے شمار خلق خدا مر گئی اس کے بعد بہت

بڑے جھٹکے اور زلزلے آئے اور ملبہ کے نیچے دب کر ہزاروں لوگ مرے۔ اور زنجیوں کے ساتھ مسلسل ستر سال تک جنگ جاری رہی۔ صولی نے فرمایا کہ ایک کروڑ اور پانچ سو مسلمان شہید ہوئے۔ ایک ہی دن میں بصرہ میں تین لاکھ آدمی مارے گئے اور رئیس زنج کا اس کے شہر میں منبر تھا جس پر حضرت عثمان، حضرت علی و حضرت امیر معاویہ، حضرت طلحہ و حضرت زبیر، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کو گالی بکتا تھا اور اپنے لشکر میں اعلان کرتا تھا کہ ایک علوی عورت دو یا تین درم کے عوض دی جائے گی۔ اس کے لشکر کے ایک ایک کے پاس دس خواتین علویہ ہوتی تھیں جن سے خدمت کراتا اور وطی کرتا۔ یہ رئیس ۲۷۰ھ میں مارا گیا اس کا نام بہبود تھا وہ دعویٰ کرتا تھا کہ وہ رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ وہ غیب پر آگاہ ہے اسی کے دور میں حجاز و عراق میں بہت قحط پڑا اس دور میں گندم کی ایک بوری ڈیڑھ سو دینار میں بکتی تھی اسی کے دور ۲۷۰ھ میں نہر عیسیٰ شق (نہر دجلہ) کا بند ٹوٹ گیا بستی کرخ میں پانی بھر گیا جس کی وجہ سے سات ہزار مکانات منہدم ہو گئے۔

قرامطہ کا خروج:

معتمد باللہ (عباسی خلیفہ) کے دور میں قرامطہ نے کوفہ پر غلبہ پایا اور وہ فرقہ باطنیہ سے تھے۔

قرامطہ کے مسائل:

یہ ملحدوں (بے دین گروہ) کی ایک قسم ہے یعنی باطنیہ فرقہ ہے ان کے مسائل یہ تھے:

1- جنابت سے غسل واجب نہیں۔
2- شراب حلال ہے۔
3- سال میں روزہ صرف دو دن ہے۔
4- اذان میں یہ کلمات بڑھا کر محمد بن الحنفیہ رسول اللہ۔ (معاذ اللہ)
5- حج اور قبلہ بیت المقدس ہے ان کے علاوہ اور بھی ان کے خرافات تھے۔

قحط سالی:

۵۹۶ھ میں سخت قحط پڑا یہاں تک کہ لوگوں نے مردار اور آدمیوں کو کھایا اس دور

میں ان کا بنو آدم کھانا مشہور ہوگیا۔ یہاں تک کہ قبریں کھود کر مردوں کو کھا جاتے بھوک کی وجہ سے موت بکثرت واقع ہوئی یہاں تک کہ نظر مردوں پر پڑتی یا ایسے لوگوں پر جو قریب المرگ ہوتے یونہی ہر چلتے والے کا قدم مردے پر پڑتا یا قریب المرگ پر۔ تقریباً تمام دیہات موت کے گھاٹ اتر گئے۔ یہاں تک مسافران دیہاتوں سے گزرتا تو کھانا پکانے والی آگ کا نشان نہ پاتا۔ گھروں کے دروازے کھلے ہیں لیکن گھروں والے مرے پڑے ہیں راستے مردوں کی کھیتیاں اوران کے گوشت پرندوں و درندوں کے دستر خوان بنے ہوئے ہیں، آزاد غلام معمولی داموں میں بک رہے تھے دو سال تک یہی حال رہا۔

فائدہ: ابوشامہ نے الذیل میں لکھا کہ اسی سال میں عادل کبیر نے اپنے مال سے تھوڑی مدت میں دو لاکھ بیس ہزار مردے تقریباً دفنائے گئے بعض نے کہا تین لاکھ غریب مردے دفنائے گئے۔ مصر میں بھوک کی وجہ سے کتے اور مردے کھائے گئے اور صغیرسن اور بڑے بچوں کو تو بہت لوگوں نے کھایا۔ یہاں تک کہ باپ بیٹے کو بھون کر کھا جاتا اور یہ عادت لوگوں میں عام ہوگئی یہاں تک کہ اس پر نہ کسی قسم کی روک ٹوک تھی اور نہ کوئی کسی پر ملامت کرتا۔ پھر ایک دوسرے کو حیلہ کر کے کھانے لگے بلکہ جو کسی کے ہاتھ لگتا اسے کھا جاتا۔ طاقتور ضعیف پر قابو پا کر اسے ذبح کر کے کھا جاتا۔ اطباء (ڈاکٹروں) مریضوں کے علاج کے بہانے بلا کر انہیں ذبح کر کے کھا جاتے۔

قحط سالی:

۷۱۸ھ میں دیار بکر، موصل، اربل، جزیرہ، میافارقین وغیرہ میں زوردار قحط پڑا۔ شہر ویران ہو گئے، اولاد بکنے لگی، لوگوں پر موت کے سائے منڈلاتے تھے جزیرہ ابن عمر میں پندرہ ہزار نفوس بھوک سے مرے اور تین ہزار کی مقدار میں بچے بکے ایک بچہ دس گیارہ درہم میں بکتا تھا اور انہیں تاتاری خریدتے تھے۔

میافارقین میں زیادہ موت واقع ہوئی، بازار ویران پڑ گیا صرف چھ دکانیں بچی رہیں موصل میں ماردین سے زیادہ قحط تھا۔ یہاں کے لوگ اولاد بیچتے رہے اور اکثر گھر خالی ہو گئے ان لوگوں نے مردار اور مردے کھائے اور انسان اپنے بچے کو صرف بارہ درہم میں بیچ

ڈالتا تھا۔

فائدہ: حضرت ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! کہ میں نے اس قحط سالی میں پچاس دینار خرچ کیے لوگ مسلمانوں کی اولاد خریدنے سے گریز کرتے تو مسلمان عورتیں اور بچے نصرانی بن جاتے اور نصرانیت کا اقرار کرتے تاکہ لوگ انہیں خریدیں اہل اربل نے اپنی بچیاں چبا ڈالیں (کھا گئے) پھر درختوں کو چھیل کر کھانے لگے پھر مردار یہاں تک کہ باقی لوگ شہر کو چھوڑ کر کسی دوسرے شہروں کو چلے گئے۔ سردی سے بکثرت لوگ مرے۔ (مصنف نے فرمایا میں نے یہ واقعات ذیل الروضتین سے تلخیص کیئے)

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّهٗ بِئْسَ الضَّجِيْعُ۔

''ہم اللہ تعالیٰ کی بھوک سے پناہ مانگتے ہیں کیونکہ یہ بہت برا ساتھی ہے۔

المتوکل کے دور خلافت ۲۳۸ھ میں اہل اخلاط سے خلائے آسمانی سے سخت چیخیں سنی گئیں جن سے بے شمار خلق خدا مرگئی۔ رمضان ۲۴۲ھ میں پہاڑ پر ایک سفید پرندہ آسمان سے گرا اس نے چالیس بار چیخ ماری، اسی چیخ میں اس نے چالیس بار کہا:

''اے لوگو!''اتقوا اللہ اللہ اللہ'' اللہ سے ڈرو اللہ سے، اللہ سے، پھر اڑ گیا دوسرے دن آکر اس طرح کہا اسے لکھ لیا گیا اس پر ان پانچ سو آدمیوں کو گواہ بنایا جنہوں نے یہ آواز اپنے کانوں سے سنی۔ ان کے علاوہ اور بھی بڑے بڑے امور واقع ہوئے''۔

(۲۸) حاجیوں کا حرمین شریفین تک کے راستے کا کٹ جانا

اور حجر اسود کا کعبہ شریف سے اٹھ جانا

1- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ بیت اللہ کا حج نہیں کیا جائے گا۔

(رواہ الحاکم وصححہ وبزار وابویعلی وابن حبان)

2- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ

ہوگئی یہاں تک کہ رکن (حجر اسود) کو اس کی جگہ سے اٹھالیا جائے گا۔ (رواہ البخاری)

فائدہ: یہ دونوں واقعات ہو چکے۔

حج انقطاع:

1- ۳۲۰ھ میں فتنہ قرامطہ کی وجہ سے بغداد سے لوگ ۳۲۷ھ تک حج کے لئے نہ جا سکے۔

2- ۳۴۹ھ میں مصری حاجی مکہ معظمہ کو حج کے لئے آئے اور کسی وادی میں اترے انہیں سیلاب بہا کر لے گیا یہاں تک کہ سمندر میں جا گرایا وہ سارے حاجی شہید ہو گئے۔

3- ۵۵ھ بنو سلیم کے لوگوں نے مصری حاجیوں پر ڈاکہ ڈالا ان سے بیس ہزار اونٹ سامان سمیت چھین لئے حاجی بیچارے جنگلوں میں بھٹکتے پھرتے رہے یہاں تک کہ اکثر مر گئے۔

4- ۶۳ھ میں بنو ہلال اور عرب کے ایک گروہ نے حاجیوں پر حملہ بول دیا بہت سے لوگوں کو قتل کیا گیا جو بچ گئے وہ اس سال حج پر نہ جا سکے۔ اور نہ کسی اور کو حج نصیب ہو سکا سوائے عراق کے اہل درب کے۔

5- ۳۸۴ھ میں عراقی حجاج راستہ سے واپس لوٹ گئے اس لئے کہ انہیں اصفر اعرابی حائل ہوا اور کہا ٹیکس ادا کرو پھر حج کو جاؤ وہ ٹیکس ادا نہ کر سکے اسی لئے حج سے محروم ہو گئے اسی طرح اہل شام و اہل یمن بھی حج پر نہ جا سکے صرف اہل مصر کو اس سال حج نصیب ہوا۔

6- بنو عثمان کے دور میں شام کے راستے سے الشیخ علوان الحمدی کے دور میں کئی سال حج کے لئے کوئی نہ جا سکا۔

7- ۳۹۲ھ میں صرف اہل مصر نے حج ادا کیا۔ بغداد اور بلاد شرق سے کوئی بھی حج نہ کر سکا اس لئے کہ اعراب نے فساد بپا کیا ہوا تھا اسی طرح ۳۹۳ھ میں بھی حج نہ پڑھا جا سکا۔

8- ۹۷ھ میں صرف اہل مصر نے حج ادا کیا۔ اور اہل عراق محروم رہے کہ ڈاکوؤں نے راستہ گھیر رکھا تھا۔

9- ۴۰۷ھ میں بھی صرف اہل مصر نے حج ادا کیا ان کے سوا باقی لوگ حج سے محروم رہے۔

10- ۴۰۸ھ اور ۴۱۷ھ میں سوائے اہل مصر کے کوئی بھی حج کے لئے حاضر نہ ہو سکا۔

11- ۴۱۸ھ میں کوئی بھی حج پہ نہ آ سکا، نہ اہل مصر اور نہ اہل مشرق وغیرہ وغیرہ ہاں خراسان کے ایک گروہ نے دریائی راستہ سے حج کی سعادت حاصل کی۔

12- ۴۲۳ھ تمام اقالیم (ملکوں) سے حج معطل رہا۔ اسی طرح اس کے بعد والے سال میں سے ۴۴۰ھ تک سوائے اہل مصر کے کوئی بھی حج کے لئے حاضر نہ ہو سکا۔ (ذکر ھذا کلہ السیوطی رحمۃ اللہ فی حسن المحاضرۃ)

13- ۸۰۳ھ، ۸۰۴ھ، ۸۰۵ھ میں طریق شام سے کوئی بھی حج کیلئے نہ آیا اس لئے کہ ملک شام میں تیمور لنگ نے ادھم مچا رکھا تھا۔ (ذکر ابن الحجر رحمۃ اللہ علیہ فی ابناء الغمر)

حجر اسود:

المقتدر (خلیفہ عباسی) کے دور حکومت میں حجر اسود کو اٹھا کر لے جایا گیا، منقول ہے کہ المقتدر نے حجاج کرام کو منصور دیلمی کے تحت مکہ معظمہ تک بخیر و امان پہنچایا لیکن آٹھویں ذوالحج کو ابو قرمطی اللہ تعالیٰ کے دشمن نے ان کو گھیر لیا اور حرم محترم یعنی مسجد الحرام میں بے تحاشا حجاج کرام کو تہ تیغ کر کے زمزم شریف کے کنوئیں میں پھینکوا دیا اور حجر اسود پر گرز مار کر اسے توڑ دیا پھر اسے اکھیڑ کر گیارہ دن تک اپنے پاس رکھا پھر اسے اپنے علاقہ میں لے گیا بیس سال تک حجر اسود اس خبیث کے قبضہ میں رہا حجر اسود واپس کرنے کے لئے پچاس ہزار دینار کی پیشکش کی گئی لیکن نہ مانا۔ بالآخر المطیع کے دور خلافت میں واپس لا کر اپنی جگہ پہ لگوایا گیا۔

کرامت حجر اسود:

منقول ہے کہ جب حجر اسود کو مکہ معظمہ سے ہجر (قرمطی کے ہاں) لے جانے لگے تو راستہ میں از مکہ تا ہجر چالیس اونٹ مر گئے جب اسے بیس سال کے بعد ہجر سے مکہ معظمہ لایا گیا تو ایک لاغر اونٹنی پر لادا گیا اب وہ اونٹنی حجر اسود کی برکت سے فربہ ہو گئی۔

میزاب رحمت کی کرامت:

محمد بن ربیع بن سلیمان فرماتے ہیں کہ میں اسی دوران مکہ معظمہ میں تھا ایک شخص میزاب

رحمت کو اکھیڑنے کیلئے کعبہ شریف کی چھت پر چڑھ گیا تو میری چیخ نکل گئی اور عرض کی یا رب! اتنا حوصلہ کیوں۔ اس پر وہ شخص سر کے بل گر کر مر گیا، فوراً قرمطی منبر پر چڑھا اور کہا:

اَنَا بِاللّٰہِ وَبِاللّٰہِ اَنَا یَخْلُقُ الْخَلْقَ وَاُفْنِیْھِمْ اَنَا

''میں اللہ کے ساتھ اللہ میرے ساتھ وہ خلق کو پیدا کرتا ہے اور میں فنا کرتا ہوں''۔

ابوطاہر قرمطی کی موت:

اس کے بعد ابوطاہر قرمطی فلاح نہ پا سکا بالآخر چیچک کی بیماری سے اس کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

فائدہ: حضرت محمد بن نافع خزاعی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ میں نے حجر اسود کو غور سے دیکھا تو وہ ٹوٹا ہوا تھا سیاہی صرف اس کے سرے پر تھی باقی سارے کا سارا سفید تھا اور اس کا طول ایک ہاتھ کی موٹائی کی مقدار میں تھا۔

فائدہ: کعبہ کا بالکل گرایا جانا اور حج کا بالکل انقطاع آخری زمانہ میں ہوگا (العیاذ باللہ) یونہی قرآن مجید کا دنیا سے اٹھ جانا، تفصیل باب ثالث میں آئی گی۔ (انشاءاللہ)

(۲۹) آسمان کے ستاروں سے لوگوں کے سر کچلے جائیں گے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ بعض لوگوں کے سر آسمانی ستاروں سے کچلے جائیں گے ان کے عمل لواطت کو حلال سمجھنے کی وجہ سے۔ (رواہ الدیلمی)

واقعات:

1- ۵۹۳ھ میں ایک بہت بڑا ستارہ ٹوٹا۔ اس کے ٹوٹنے کی ہولناک آواز سنی گئی اس سے کئی گھر اور مکانات ہل گئے۔ لوگوں نے فریاد کی اور دعا و استغفار کا اعلان کیا انہیں یقین ہوا کہ یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

2- ۲۴۱ھ میں آسمان کے ستارے گردش میں آگئے اور رات کے اکثر حصہ میں ستارے

ٹڈیوں کی طرح گرتے رہے اور یہ منظر بڑا ہولناک تھا ایسا واقعہ کبھی سننے، دیکھنے میں نہیں آیا۔

3- ۳۲۳ھ خلیفہ عباسی راضی باللہ کے دور خلافت میں رات بھر ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر آسمان سے نیچے زمین پر گرتے رہے اس کے بعد بھی کئی بار شہاب ثاقب (روشن چنگاریاں) گرتے رہے بہت سے لوگوں کے سر کچلے گئے اور وہ موت کے گھاٹ اترتے رہے۔ (پناہ بخدا)

(۳۰) دُمدار ستارے کا ظہور

1- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے سلمان! (فارسی رضی اللہ عنہ) جب بادشاہوں کا حج سیر و تفریح اور دولت مندوں کا تجارت کے لئے اور مساکین و فقرا کا گداگری کے لئے اور قراء، علماء و حفاظ وغیرہ کا ریاء و شہرت کیلئے ہو تو اس وقت دُمدار ظاہر ہو گا۔ (رواہ ابن مردویہ)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

فقیر کو الحمد للہ سالانہ حرمین کی حاضری کی سعادت نصیب ہے اور فقیر کی طرح جسے ایسی سعادت نصیب ہوتی ہے وہ مشاہدہ کر لے کہ بادشاہ (سربراہ مملکت اور اس کے چیلے چانٹے اور چمچے، کسی طرح کے حج اور عمرے کرتے ہیں اور کیوں کرتے ہیں دور ضیاء الحق سے نواز شریف کے دور تک سینکڑوں صدر صاحب اور وزیر اعظم صاحب کے ساتھ مفت خورے حج کم اور عمرے زیادہ کئے اور خرچہ مال غنیمت یعنی خزانہ ملک سے یونہی تاجروں کے حج و عمرے کی اور ہماری برادری علماء و حفاظ و قراء وغیرہم بھی ظاہر ہیں۔ عیاں راچہ بیان۔ (اویسی غفرلہ)

دمدار ستارہ کی نموداری کی تفصیل:

1- دمدار ستارہ بار ہا نمودار ہوا مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں آخری مرتبہ جمادی الاولیٰ ۱۰۷۵ھ میں ظاہر ہوا ایک ماہ یا اس سے زائد دن رہا وہ چاند کی رفتار پر چلتا تھا۔

2- دُمدار ستارہ بلاد نصاریٰ سے بلاد بنی عثمان کی طرف (جمادی الاولیٰ ۱۲۷۰ھ) میں آیا اس وقت میں (مصنف) ''ادرنہ'' میں تھا ایک کتاب دیکھی اس میں ایک جانور کی فوٹو تھی جس کا طول بیس ہاتھ اور عرض پانچ ہاتھ اس کا جسم مچھلی جیسا تھا اس کے چار پاؤں تھے اور اس کے دونوں ہاتھوں میں پانچ پانچ شیر جیسی انگلیاں تھی۔ اس کے پہلو میں متصلاً ایک اور شے نصف انسان ننگے کے برابر تھی جس کے چار ہاتھ تھے ہر ہاتھ میں پانچ انگلیاں تھیں اس کی دو سیاہ زلفیں اور داڑھی تھی اور اس کے عورت کے پستانوں جیسے دو پستان تھے۔

جانور مذکورہ کا تعارف:

یہ جانور جبال الافرنج میں ۱۲۷۵ھ میں پایا گیا جب دمدار ستارہ ظاہر ہوا اس کے جسم پر اس ستارہ کی فوٹو ظاہر ہوگئی اس وقت زمین کے بتیس (۳۲) ہزار آدمی اور بے شمار جانور ہلاک ہوئے لوگوں نے اس جانور پر فلاخنوں کے ذریعے تیر پھینکے لیکن اس پر اثر نہ ہوا۔ ایک مدت کے بعد اس جانور سے وہ تری جو اس ستارہ کے ذریعہ سے اس کے جسم پر تھی، دفع ہوئی تو پھر اس پر فلاخن (منجنیق) کے ذریعہ تیر پھینکے گئے تو اس کے قتل کرنے میں کامیابی ہوئی اس کی خبر تمام شہروں کو بھجوائی گئی۔ (واللہ علیٰ کل شیٔ قدیر)

اضافہ اویسی غفرلہ:

فقیر نے بھی اپنے دور زندگی میں بارہا اس ستارہ کی نموداری کا سنا لیکن دیکھنے کا اتفاق نہ ہوا کیونکہ اس کے دیکھنے کا کوئی خاص فائدہ محسوس نہ کیا ہاں عوام میں یہ افواہ اڑتی سنائی دیتی کہ اس ستارہ کی نموداری خالی از بلیات و آفات نہیں۔ لیکن وہ بھی دیوانہ کی بڑ ثابت ہوتی۔ الاشاعہ کے محشی نے بھی لکھا کہ اس کا ظہور بارہا ہوا وہ اپنا مشاہدہ لکھتا ہے کہ ۱۳۲۸ھ میں نمودار ہوا۔ حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے دمدار ستارے پر مکتوبات شریف میں تحقیقی مقالہ سپرد قلم فرمایا ہے۔ (مکاتب شریف، ج ۲، ص ۱۱۸ مکتوب نمبر ۶۸) فلیمنظر ثمہ

سائنسی تحقیق:

فقیر ایک سائنس دان کی تحقیق ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔

دُم دار ستارے، تباہی کی علامت نہیں:

دُم دار ستارے ہمیشہ سے خوف، استعجاب اور اوہام کا باعث ہیں۔ پہلے پہل جب انسان نے دم دار ستارے دیکھا تو بے حد خوف زدہ ہوا، اس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ شفاف شعلے کی طرح ایک لکیر جورات ستاروں کے ساتھ تھی، کسی مقصد کے بغیر کیوں تھی اور عام لوگوں کے لئے کوئی علامت کیوں نہیں تھی؟ لہٰذا یہ خیال پیدا ہوا کہ دُم دار ستارے تباہی کی علامت ہیں۔ غیظ وغضب کی پیش گوئی ہیں اور شہزادوں کی موت اور مملکتوں کے زوال کا پیش خیمہ ہیں، بابل کے لوگ دُم دار ستاروں کو مُقدس داڑھیاں، یونان کے لوگ مقدس زلفوں اور اہلِ عرب انہیں آتشیں شمشیر سے تعبیر کرتے تھے، بطلیموس کے زمانے میں دُم دار ستارے اپنی مختلف اشکال کے لحاظ سے مختلف قسم کے خصوصی ناموں مثلاً شعاعوں، نقاروں اور مرتبانوں سے منسوب تھے۔ بطلیموس کا خیال تھا کہ دم دار ستارے جنگوں، گرم موسموں اور پریشان کن حالات کے نقیب ہیں، قرونِ وسطیٰ میں دم دار ستاروں کی تصویر کشی کی گئی ہے۔ وہ پرواز کرتی ہوئی صلیبوں کی شکل میں دکھائے گئے ہیں لیکن انہیں کن علامتوں کے طور پر استعمال کیا گیا ہے؟ یہ واضح نہیں ہے۔

ایک گرجا گھر کے منتظم اور پادری، آندریاس سلقیاس نے ۱۵۷۰ء میں دم دار ستاروں پر ایک مضمون تحریر کیا جس کا عنوان تھا ''نیا دُم دار ستارہ ایک دینی انتباہ''۔ یہ مضمون اپنے زمانے کے اس نقطہ نظر کو پیش کرتا تھا کہ دم دار ستارہ انسانی گناہوں کا کثیف دھواں ہے۔ تاہم اس خیال پر لوگوں نے یہ اعتراض کیا کہ اگر دم دار ستارے گناہ کا کثیف دھواں ہیں تو پھر افلاک کو مستقل شعلہ فشاں رہنا چاہئے۔

دم دار ستارے نظر آنے کا قدیم ترین حوالہ سب سے پہلے ۱۰۵۷ء قبل مسیح میں چین کے شہزادے ہوائے نان کی کتاب میں ملتا ہے۔ بعدازاں ۶۶ بعد از مسیح میں ''ہیلے'' نامی دُم دار ستارے کا ظہور ہوا۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا تھا کہ دمدار ستارے کسی نہ کسی بادشاہت کے زوال کا پیش خیمہ ہیں، لہٰذا اس بار اس ستارے کی آمد فاتح اعظم ولیم کو قبل از وقت فتح انگلستان پر اکسانے کا موجب بنی ۱۳۰۱ء میں جدید مصوری کے بانیوں میں سے ایک

گاؤٹو نے ہیلے کے دم دار ستارے کی ایک جھلک دیکھی اور اسے اپنی ایک تصویر ''میلاد مسیح'' کے ایک منظر کا حصہ بنا دیا۔ ۱۴۶۶ء میں ہیلے کا دم دار ستارہ پھر نظر آیا، جس نے مسیحی یورپ کو بوکھلاہٹ میں مبتلا کر دیا۔ عسائیوں کو ڈر تھا کہ خدا جو یہ دم دار ستارے بھیجتا ہے ترکوں کا مددگار ہے۔ جنہوں نے کچھ عرصہ پہلے ہی قسطنطیہ پر قبضہ کیا تھا۔ ۱۸۳۷ء میں ایک دم دار ستارہ یورپ پر سے گزرا اس وقت فرانس میں شاہ لوئی اول حکمران تھا وہ اس سے اس قدر خوف زدہ ہوا کہ اس نے فوراً اپنے مشیران خاص اور شاہی نجومیوں کو طلب کیا اور ان سے پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہیے؟ انہوں نے شاہ لوئی کو مشورہ دیا کہ پورے ملک میں عبادت گاہیں تعمیر کی جائیں اور شاہ خود بھی عبادت میں مصروف رہے چنانچہ شاہ لوئی نے فوری طور پر ملک کے طول و عرض میں وسیع پیمانے پر عبادت گاہوں کی تعمیر کا حکم دیا اور خود توبہ و استغفار میں لگ گیا۔

سولہویں اور سترہویں صدی کے نمایاں ہیت دان دمدار ستاروں سے بے حد دلچسپی رکھتے تھے، یہاں تک کہ نیوٹن بھی ان کے سحر میں مبتلا تھا۔ جوہانس کیلپر کے مطابق دمدار ستارے خلاء میں کچھ اس طرح تیرتے تھے جیسے ''مچھلیاں سمندر میں'' لیکن وہ سورج کی روشنی سے دور بھاگتے ہیں، جس کا ثبوت یہ ہے کہ ان کی دم ہمیشہ سورج کی مخالف سمت میں اشارہ کر رہی ہوتی ہے۔ ڈیوڈ ہوم کا خیال تھا کہ ستارے نظام سیارگان کے پیداوار تسلسل کے خلیے یا نطفے ہیں اور سیارے کسی قسم کے بین السیاری جنسی عمل سے جنم لیتے ہیں۔ عکسی دوربین کی ایجاد سے قبل نیوٹن جب طالب علم تھا، لگاتار کئی راتیں جاگ کر فلک پر دمدار ستاروں کو تلاش کرتا تھا۔ ٹائکو براہے اور جانس کیلپر کے بعد آئزک نیوٹن نے بھی یہ نتیجہ نکالا کہ ارسطو اور دوسرے افراد کے خیال کے برخلاف زمین سے نظر آنے والے دم دار ستارے ہمارے فضائی کرّے میں داخل نہیں ہوتے بلکہ وہ چاند سے بھی زیادہ دور ہیں۔ تاہم مشتری کے مقابلے میں زیادہ قریب ہیں اور وہ سیاروں کی طرح سورج کی منعکس روشنی سے چمکتے ہیں۔ اس نے لوگوں کے اس خیال کو غلط قرار دیا کہ دم دار ستارے بے حس و حرکت ستاروں کی طرح دور ہیں کیوں کہ اگر ایسا ہوتا تو وہ سورج کی روشنی سے روشن نہ ہوتے۔ اس نے یہ

ثابت کیا کہ دم دار ستارے بھی سیاروں کی طرح بیضوی مدار میں سفر کر رہے ہیں اور وہ ایک قسم کے سیارے ہیں۔

دم دار ستارہ ہر دور ہر زمانے میں لوگوں میں خوف و ہراس پھیلاتا رہا، ہمیشہ سے لوگوں کا خیال رہا کہ دم دار ستارے کے نمودار ہونے سے بڑے پیمانے پر تباہی اور بربادی آتی ہیں، دم دار ستارے کے ساتھ نحوست کا یہ تصور ۱۷۵۸ء تک بہت راسخ رہا۔ ان دنوں نیوٹن کے ہم عصر ماہر فلکیات ایڈمنڈ ہیلے نے ان دم دار ستاروں کا باقاعدہ مشاہدہ شروع کیا اور ان کے نمودار ہونے کے بارے میں سائنسی دلیل پیش کی اور بتایا کہ دم دار ستارے دراصل خلاء میں چکر لگانے والے مختلف شہاب ثاقب کا مجموعہ ہیں اور ان کا نحوست، زمین پر ہلاکت اور تباہی و بربادی سے کوئی تعلق نہیں، فضا میں بہت سے دم دار ستارے گردش میں ہیں ان میں سے بڑا اور نمایاں نظر آنے والا ''ہیلے'' ہے۔ اس کا نام ایڈمنڈ ہیلے کے نام پر ہی رکھا گیا ہے۔

گزشتہ صدی میں ۱۹۱۰ء میں ''ہیلے'' ستارہ دیکھا گیا۔ اس کے بعد ۱۹۸۹ء میں بھی ماہر فلکیات نے اسے دیکھ کر تحقیقی مواد اکٹھا کیا۔ ۲۰۱۶ء میں یہ ستارہ دوبارہ نمودار ہوگا۔

دم دار ستاروں کے بارے میں عام سائنسی نظریہ یہ ہے کہ یہ تباہ شدہ خلائی چٹانوں پر مشتمل یا ٹوٹے پھوٹے سیاروں کے ملبے کے بڑے بڑے ٹکڑے ہیں۔ زیادہ تر دم دار ستارے برف پر مشتمل ہیں۔ آبی برف تھوڑی سی میتھن برف اور کچھ امونیا برف، زمینی فضا سے ٹکرا کر دم دار ستارے کا کوئی معمولی سا حصہ ایک چمک دار آتشیں گولا اور ایک بے حد طاقت ور جھٹکے کی لہر پیدا کر سکتا ہے، جو جنگلات کو نذر آتش کر سکتی ہے اور دنیا میں اس کی آواز بھی سنی جا سکتی ہے۔ دم دار ستارے بھی سورج کے گرد ہماری زمین اور دیگر سیاروں کی طرح اپنے مدار میں گردش کر رہے ہیں اور یہ ہمارے نظام شمسی کے آخری حصے تک پائے جاتے ہیں۔

ایک دم دار ستارہ تین اجزاء پر مشتمل ہوتا ہے یا یوں کہیے کہ اس کے اعضاء جسمانی مرکزہ یعنی نیوکلیس، سر اور دم ہوتے ہیں۔ دم دار ستارے کا سر عموماً مختلف خلائی اجزاء پتھروں چٹانوں اور منجمد گیسوں سے بنتا ہے۔ جس کے نیچے اصل جسم یعنی مرکزہ ہوتا ہے جو کسی

خلائی چٹان پر یا کسی سیارے کے ٹکڑے پر مشتمل ہوتا ہے جس پر منجمد گیسوں، پتھروں وغیرہ کی تہہ چڑھی ہوتی ہے اس طرح اس کا سر اور جسم تشکیل پاتا ہے دم بھی اسی قسم کے اجزاء پر مشتمل ہوتی ہے جو لاکھوں کلومیٹر طویل ہوتی ہے۔ ہیلے کے دم دار ستارے کی دم کا اوسطاً قطر ۵۱،۲ کلومیٹر اور لمبائی دو لاکھ کلومیٹر تک ہوتی ہے۔ اس کی دم کے اجزاء کے وزن کا اندازہ ۶۵ ارب ٹن لگایا گیا ہے۔ سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ کسی دم دار ستارے کی عمر کا انحصار اس کی دم کی لمبائی پر ہوتا ہے کیوں کہ اس کی امتیازی علامت یہی ہے ورنہ وہ بھی ایک معمولی اور غیر اہم سا خلائی جسم رہ جائے گا۔ عام طور پر ایک دم دار ستارے کی اوسطاً عمر ۱۵۰ ملین سال ہوتی ہے اور وہ پانچ ارب سال میں اوسط درجے کا دم دار ستارہ بنتا ہے۔ اس بناء پر ماہرین کا خیال ہے کہ ہیلے کے ستارے کی عمر تقریباً ۷ ارب سال ہے۔

دم دار ستارہ اگر زمین کے نزدیک سے گزرے تو وہ موسم اور ماحول پر اثر انداز ہو سکتا ہے اور ریڈیائی نشریات متاثر ہو سکتی ہیں۔ سمندر میں گرنے کی صورت میں بحری مخلوق کو نقصان پہنچ سکتا ہے اور کسی حد تک مدو جزر آ سکتا ہے۔ اسی طرح خشکی پر زلزلے کی سی کیفیت پیدا ہو سکتی ہے۔ (روزنامہ جنگ میگزین، کراچی ۵ جنوری ۲۰۰۳ء۔ مزید معلومات فقیر کے رسالہ "دم دار ستارہ" زیر طبع میں دیکھئے۔ اویسی غفرلہ)

(۳۱) کثرت الموت

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت سے پہلے چھ نشانیاں گن لے۔ (۱) میرا وصال (۲) فتح بیت المقدس (۳) موت کی کثرت جیسے بکریوں کا بیماری سے فوراً مر جانا۔ الحدیث۔ (رواہ البخاری وابن ماجہ والحاکم فی المستدرک)

حل لغات:

الموتان: بضم المیم و اسکان الواو علیٰ وزن بُطْلان بمعنی موت کثیر الوقوع (نہایۃ) قعاص لغنم وبضم القاف و بالعین و الصاد المھملتین۔ ان کے درمیان الف ہے کہ یہ بکریوں کی ایسی بیماری ہوتی ہے کہ جب انہیں پکڑتی ہے تو پھر ان کی

موت میں کسی قسم کی دیر نہیں ہوتی اسی سے ہے"ضَرَبَہٗ فَاَقْعَصَہٗ" اسے مارا تو اسے موت کی نیند سلا دیا یعنی اس جگہ پر مر گیا جہاں اسے مارا گیا۔

طاعون:

مذکورہ بالا موت کی خبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں طاعون عمواس کی طرف ہے۔اس کے بعد طاعون الجارف اور طاعون کی بہتات اور وباؤں کی کثرت کے واقعات دنیا میں متعدد بلکہ بکثرت ہیں۔حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ نے اس موضوع پر بہترین تصنیف فرمائی ہے"ماروا ہ الواعون فی اخبار الطاعون" کے نام سے مشہور ہے۔

فائدہ: امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ المتوفی ۱۳۴۰ھ کا مشہور زمانہ رسالہ"تیسیر الماعون فلسکن فی طاعون"فقیر نے ان دونوں بزرگوں کے فیض و برکت سے "رسالہ طاعون" (مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز، کراچی) لکھا۔الحمدللہ! خوب ہے اور عوام و خواص کے لئے دل پسند ہے بار بار طبع ہو رہا ہے۔الحمدللہ علی ذلک۔(اویسی غفرلہ)

تقریر امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ:

اسلام میں مسلسل طاعون کی وباء پھیلی، حضرت ابن ابی حجلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تالیف الطاعون میں فرمایا۔

1- سب سے پہلا طاعون حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس ۶ھ میں مدائن میں ہوا اسے طاعون شیرویہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے(حکاہ المدائنی) لیکن معلوم نہ ہوسکا کہ کتنے لوگ مرے لیکن مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے معلوم ہے کہ اس طاعون سے کوئی مسلمان نہیں مرا تھا۔

فائدہ: حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تین طاعونوں سے بڑھ کر اور کوئی طاعون نہ ہوگا:

1- طاعون ازدجرد۔

2- طاعون عمواس۔

3- طاعون الجارف۔ (ابن عساکر فی تاریخ دمشق)

فائدہ: المدائنی نے فرمایا اسلام میں سب سے بڑے طاعون پانچ ہیں۔

(i) طاعون شیرویہ مدائن میں حضور نبی پاک ﷺ کے زمانہ اقدس میں واقع ہوا۔

(ii) طاعون عمواس۔

(iii) طاعون الجارف

(iv) طاعون الفیات

(v) طاعون الاشراف۔

2- طاعون عمواس بفتح العین المہملۃ وسکون المیم اور متحرک بھی آیا ہے واو مخففہ اسکے آخر میں لین۔ ملک شام میں ایک جگہ کا نام ہے اور ۱۷ھ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں طاعون کی وباء آئی بعض نے کہا یہ طاعون ۱۸ھ میں ہوا۔ اور اس میں مسلمانوں کے لشکر سے پچیس ہزار افراد شہید ہوئے بعض نے کہا وہ تیس ہزار تھے۔ بعض نے کہا کہ اس طاعون کا نام عمواس اسی لئے ہے کہ جتنی شہادت اہل اسلام کی اس میں ہوئی اور کسی طاعون میں نہ ہوئی۔ (حکاہ الحافظ ابن عبدالغنی المقدس)

فائدہ: سیف بن عمر اپنے شیوخ سے نقل کرتے ہیں طاعون عمواس دو بار ہوا اور ہر دو بار جیسا اور کوئی دیکھا نہ سُنا اور بہت طویل عرصہ تک مسلسل رہے وہ یوں کہ ملک شام میں محرم وصفر میں واقع ہوا پھر اٹھ گیا اس کے بعد دوبارہ لوٹ آیا تو بے شمار لوگوں کو ہلاک کر ڈالا۔ یہاں تک کہ دشمنانِ اسلام اس لالچ میں تھے کہ اب اسلام کا مٹانا آسان ہوگا اور ان کے اس خطرہ سے مسلمانوں کے قلوب میں بھی خطرات محسوس ہونے لگے۔

2- سیف بن عمر نے فرمایا کہ اسی سال اہل مصر کو طاعون نے گھیرا تھا اس میں بہت سے لوگ یعنی ایک جم غفیر پر طاعون نے حملہ کیا۔

فائدہ: "مرأۃ الزمان" میں ہے کہ ۱۸ھ میں مسلمانوں کی ایک جماعت نے ملک شام میں شراب پینا عادت بنا ڈالی انہیں حضرت ابوعبیدہ نے بحکم حضرت عمر رضی اللہ عنہ درے لگائے یعنی شرعی سزا دی اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی عادت شراب کی خبر سن کر فرمایا کہ اسی سال

کوئی حادثہ ضرور ہوگا چنانچہ آپ کی پیشگوئی کے مطابق اسی سال ۱۸ھ میں طاعون واقع ہوا۔

فائدہ: ہشام نے فرمایا کہ (ملک) شام میں طاعون کی وباء انہی لوگوں کی شراب خوری کی وجہ سے پھوٹی تھی۔

طاعون عمواس میں مشاہیر صحابہ کرام شہداء رضی اللہ عنہم:

طاعون عمواس میں مشاہیر صحابہ کرام شہداء رضی اللہ عنہم کے اسماء یہ ہیں:

1- حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ
2- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ
3- حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ
4- حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ (یہ حضرت امیر معاویہ کے بھائی ہیں)
5- حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ (یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد ہیں)
6- حضرت ابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہ
7- حضرت الحارث بن ہشام رضی اللہ عنہ (یہ ابوجہل کے بھائی ہیں)
8- حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ (یہ وہی بزرگ ہیں جو بیڑیوں میں جکڑے ہوئے کفار سے بھاگ کر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوئے تھے)
9- حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ (یہ مکہ معظمہ میں مقیم تھے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو چند لوگ مکہ معظمہ ہیں ہی رہے انہی میں ایک یہ بھی تھے آپ حضرت ابو جندل کے والد ہیں)

فائدہ: طاعون عمواس پر شعراء نے اشعار کہے ان میں سے ایک امرأ القیس حشیش الکندی بھی ہے۔

رب حرف مثل الهلال و بيضا — حصان بالجزع من عمواس
قد لقوا الله غير باغ عليهم — ثم اضحوا في غير دار التناسي
فصبرنا لهم كما علم الله — وكنا في الموت اهل تاسي

(ابوحذیفہ البخاری فی کتاب المبتدء وابن عساکر فی التاریخ)

''بہت سے حروف جیسے ہلال اور سفیدی عمواس (طاعون) سے جزع و فزع میں ایک طرح ہیں لوگ اللہ تعالیٰ سے جا ملے لیکن بغاوت کر کے نہیں (بلکہ تقدیر کو مان کر) پھر دار تناسی یعنی بھول جانے والی (دار دنیا) کی غیر دار یعنی قبر میں پہنچے''۔

اس لئے ہم نے ان کیلئے صبر کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کو علم ہے، اور ہم موت میں اس کے انتظار والوں میں ہیں اور سیف نے اپنے شیوخ سے بیان کیا کہ حارث بن ہشام اپنے کنبے کے ستر آدمی لے کر ملک شام کے اونچے مقام کو گیا تو طاعون کی زد میں آ کر تمام مر گئے ان میں سے صرف چار افراد بچ نکلے۔ اسی کے متعلق مہاجر بن خالد نے یہ اشعار لکھے:

من یسکن الشام یقدس بہ والشام ان لم یا تنا کارب

افنیٰ بنی ریطۃ فرمانھم عشرون لم یقصص لھم شارب

ومن بنی اعمامھم مثلھم لمثل ھذا یحجب لعاجب

طعنا و طاعونا منا یاھم ذلك ماخط لنا الکاتب

''جو بھی ملک شام میں سکونت اختیار کرتا ہے وہ مقدس ہو جاتا ہے اگر چہ ملک شام ہمارے ہاں، کوئی دکھ نہیں لاتا۔ لیکن اس نے بنو ریطہ کے بیس (۲۰) بہادروں کو فنا کر دیا، اب انہیں کوئی بھی یاد نہیں کرتا۔ ان کے بنو اعمام میں سے بھی ان کی طرح بیس (۲۰) بہادر مار ڈالے، ایسی مثال کہ تعجب کرنے والے تعجب میں ہیں طعن و طاعون ان کی موت ہے، یہ ایسی مثال ہے کہ کسی لکھنے والے نے ہمیں ایسا کہیں سے لکھ کر خبر نہیں دی''۔

فائدہ: حافظ عماد الدین ابن کثیر المتوفی ۷۷۴ھ نے لکھا کہ عمواس ایک چھوٹا سا شہر ہے قدس و رملہ کے درمیان یہاں سب سے پہلا طاعون پھیلا اس کے بعد منتشر ہو کر شام میں پہنچا اسی لئے اس نام (عمواس) سے مشہور ہے۔

علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم

وہ طاعون جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ملک شام میں آیا تھا اس کی رسول

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی چنانچہ

1- حضرت عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں غزوہ تبوک کے موقع پر حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم چمڑے کے خیمہ میں رونق افروز تھے، مجھے دیکھ کر فرمایا: اے عوف! مجھ سے چھ باتیں یاد رکھ لے جو قیامت سے پہلے واقع ہوں گی:

(i) میرا وصال۔

(ii) فتح بیت المقدس۔

(iii) بہت جلد واقع ہونے والی موت کہ جس سے اللہ تعالیٰ تمہیں اور تمہاری اولاد کو شہادت عطا فرمائے گا اور تمہارے اعمال کا تزکیہ فرمائے گا۔

(iv) تمہارے درمیان مال کی فراوانی۔

(الحدیث دلائل النبوۃ للبیہقی باب، جاء فی اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالطاعون)

2- حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے طاعون عمواس کے بارے میں فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے چھ باتیں یاد رکھ لے جو قیامت سے پہلے واقع ہوں گی۔ تین تو واقع ہو چکیں۔

(i) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال۔ (ii) فتح بیت المقدس۔ (iii) طاعون۔

باقی تین رہ گئی ہیں۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کے وقوع کیلئے مدت دراز چاہیے۔ (ا د م)

فائدہ: حضرت معاذ و حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہما کا علم غیب پر عقیدہ ملاحظہ ہو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو غیبی خبریں دی تھیں وہ تین ہو چکیں اور تین ہوں گی اگرچہ مدت کے بعد۔

4- ۴۹ھ میں کوفہ میں طاعون آیا، اس کے خطرہ سے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ یہاں سے نقل مکانی فرما گئے جب کوفہ سے طاعون ختم ہوا تو آپ واپس آئے تو آپ کو طاعون نے گھیر لیا تو آپ کا انتقال ۵۰ھ میں طاعون کی وجہ سے ہوا۔

(ذکرہ ابن کثیر فی التاریخ)

5- ۵۳ھ میں طاعون واقع ہوا اس میں زیاد مرا۔ (ذکرہ فی مراۃ الزمان)

6- ابن کثیر نے کہا کہ رمضان ۵۳ھ میں طاعون واقع ہوا اس میں زیاد بن ابی سفیان فوت ہوا طعن و تشنیع کے طور زیاد ابن ابیہ اور زیاد بن سمیہ کہا جاتا تھا۔ سمیہ اس کی ماں کا نام تھا۔ (مراۃ الزمان)

زیاد بن سمیہ کی مذمت:

1- زیاد کے طاعون میں مبتلا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کہا کہ میں نے آپ کیلئے عراق کا شمالی ویمنی حصہ قبضہ کیا، آپ مجھے اہل حجاز کا اپنا نائب مقرر فرمائیں۔ جب اہل حجاز کو علم ہوا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضر ہوئے اور شکوہ کیا کہ اگر یہ زیاد ہمارے اوپر مسلط ہوا تو اس نے جیسے اہل عراق کو ذلیل کیا ہمیں بھی کرے گا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے قبلہ رُخ کھڑے ہو کر زیاد کو بددعا کی وہاں موجود لوگوں نے آمین کہا عراق میں زیاد کا ہاتھ طاعون زدہ ہو گیا۔ زیاد اس سے سخت پریشان تھا حضرت قاضی شریح سے مشورہ کیا کہ وہ اسے کٹا دے۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ میں اس کی رائے نہیں دیتا اس لئے کہ اگر تجھے موت نے مہلت نہ دی تو بھی اللہ تعالیٰ کو ذلیل حالت میں ملے گا تیرا ہاتھ کٹا ہوا ہوگا، اللہ تعالیٰ کے ہاں حاضری سے خوف کھائے گا اگر تیرے زندہ رہنے کے دن باقی ہیں تو لوگوں میں ذلیل تر معروف ہوگا اس سے تیری اولاد پر عار ہوگی۔ اس نے قاضی صاحب کا مشورہ قبول کر لیا ہاتھ کٹوانے کے خیال سے باز آ گیا۔

لطیفہ: زیاد کہا کرتا تھا میں اور طاعون اکھٹے ایک بستر پر سوتے ہیں۔

فائدہ: عبدالرحمٰن بن السائب الانصاری نے فرمایا کہ زیاد نے اہل کوفہ کو جمع ہونے کا اعلان کیا تو مسجد و محل آدمیوں سے بھر گیا بلکہ مسجد و محل کے صحن پر لوگ تھے انہیں اس لئے بلوایا تا کہ وہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے برات (بیزاری) کا اظہار کریں۔

زیاد طاعون کی گرفت میں:

جناب عبدالرحمٰن نے فرمایا کہ میں اپنے چند انصار بھائیوں کے ساتھ تھا اور لوگ ایک

عظیم مصیبت میں مبتلا تھے میں بھی سخت گھبرایا ہوا تھا ایک بڑی بلا مجھے خواب میں نظر آئی جس کی گردن اونٹ کی گردن کی طرح طویل تھی، میں نے کہا تو کیا ہے؟ کہا میں گردن والا نقاد ہوں اسی صاحب محل کی طرف بھیجا گیا ہوں میں گھبرا کر بھاگا ساتھیوں سے پوچھا تم نے بھی میری طرح کچھ دیکھا؟ کہا نہیں میں نے اس کی خبر دی اسی دوران کوئی زیاد کے محل سے نکلنے والا نکلا اور اس نے کہا امیر نے تمہارے لئے کہلوایا ہے کہ مجھ سے لوٹ جاؤ میں مشغول ہوں، کیونکہ زیاد طاعون میں مبتلا ہو گیا ہے۔

بصرہ کا طاعون:

بصرہ میں طاعون الجارف واقع ہوا وہ اس نام سے اس لئے موسوم ہوا کہ وہ جیسے سیلاب زمین کو بہا کر لے جاتا ہے اور بڑی چیزوں کو بہاتا ہے یونہی یہ طاعون بڑوں کو مبتلا کرتا تھا بعض نے کہا یہ طاعون ۶۴ھ میں آیا۔ اسی پر ابن الجوزی نے المنتظم (کتاب میں) جزم کیا بعض نے کہا شوال ۶۹ھ میں ہوا۔

فائدہ: ابن کثیر نے کہا یہ وہی طاعون الجارف ہے جسے ہمارے شیخ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ذکر کیا بعض نے کہا ۷۰ھ میں واقع ہوا، بعض ۷۶ھ کا بعض نے ۸۰ھ کا لکھا۔

اولاد صحابہ رضی اللہ عنہم طاعون کی لپیٹ میں:

ابن کثیر نے کہا کہ اسی طاعون الجارف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ستر، اسی، اور ابی بکرہ کی چالیس اولادیں فوت ہوئیں۔ (ابن جریر عن الواقدی)

فائدہ: ابن کثیر نے کہا کہ یہ طاعون تین دن رہا پہلے دن ستر (۷۰) ہزار بصری مرے دوسرے دن اکہتر (۷۱) ہزار، تیسرے دن، تہتر (۷۳) ہزار مرے، چوتھے دن بھی بہت لوگ فوت ہوئے عوام میں سے چند لوگ بچے۔ یہاں تک کہ اس دن امیر (حاکم اعلیٰ) کی ماں مری تو اس کا جنازہ اٹھانے والا کوئی نہ ملا۔

فائدہ: صاحب المراۃ نے کہا اس طاعون میں اہل شام میں چند آدمی مرے۔

کتیا کا دودھ پینے والا بچہ:

ایک مرد جس کی کنیت ابوالفضل تھی اس نے طاعون کا زمانہ پایا تھا وہ کہتا ہے ہم طاعون کے دوران قبائل کا چکر لگاتے اور مردوں کو دفن کرتے تھے جب مردے زیادہ ہو گئے اور ہم ان کے دفن کرنے سے عاجز آ گئے۔ پھر جس حویلی میں داخل ہوتے وہاں مردے ہی مرے پڑے دیکھتے تو حویلی کا دروازہ بند کر دیتے ہم ایک حویلی میں داخل ہوئے وہاں کوئی بھی زندہ باقی نہ تھا ہم نے اس کے دروازے بھی بند کر دیئے جب وبائے طاعون ختم ہوئی تو ہم گھروں کے اندر داخل ہوئے جن کے دروازے بند کر گئے تھے وہاں کوئی موجود نہ تھا سوائے ایک دودھ پیتے بچے کے جو گھر کے صحن میں تر و تازہ دودھ پیتا ملا، ایسے محسوس ہوتا تھا گویا اس نے ابھی ماں کی گود سے فراغت پائی ہے ہم اس بچے کو دیکھ کر تعجب کر رہے تھے کہ یہ کیسے بچ نکلا اور یہ کس کا دودھ پیتا ہے! اچانک ایک کتیا دیوار سے چھلانگ لگا کر بچے کو پناہ میں لینے لگی اور بچہ بھی اس کی طرف اچھلنے لگا یہاں تک کہ مزے سے اس کتیا کے پستانوں سے دودھ پیا۔

فائدہ: معدی فرماتے ہیں کہ میں نے اس بچہ کو مسجد بصرہ میں دیکھا جس کی داڑھی قبضہ بھر تھی۔

(کذا قال الحافظ ابو نعیم الاصفہانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۴۳۰ھ)

حکایت: مجھ سے حدیث بیان کی عیسیٰ بن عبداللہ الخثعمی نے وہ روایت کرتے ہیں محمد بن سلام یحیٰی فرماتے ہیں کہ جب طاعون الجارف بصرہ میں واقع ہوا تو بہت سے لوگ مرنے لگے اور زندہ لوگ ان کے دفنانے سے عاجز آ گئے پھر درندے گھروں میں جا کر مردوزن کو کھاتے، یہ ۷۰ھ کی بات ہے حضرت مصعب کی حکومت کا دور تھا۔ ان دنوں بدقسمتی سے ایک دن میں ستر ہزار نفوس موت کا لقمہ بنے، تمام لوگ مر گئے صرف ایک بچی بچ گئی باقی اس کے تمام افراد مر گئے بھیڑیے کی کوک سن کر کہا:

الا ایُّھَا الذِّئبُ المُنَادِیْ بِسَحْرَۃٍ ۔۔۔ ھَلُمَّ اُنَبِّئُکَ الَّذِیْ قَدْ بَدَا لِیَا

بَدَا لِیْ اَنِّیْ قَدْ یتمت وَ اَنَّنِیْ ۔۔۔ بَقِیَّۃُ قَوْمٍ اَوْرَثُوْنِیْ الْمُنَا کَمَا

وَلَا ضِمْرَ اَنِّیْ سَوْفَ اَتْبَعُ مَنْ مَضٰی ۔۔۔ وَیَتْبَعُنِیْ مِنْ بَعْدِیْ مَنْ کَانَ تَالِیًا

1- اے صبح کے وقت پکارنے والے بھیڑیے، آ ؤ تمہیں خبر دوں جو مجھ پر ظاہر ہوا۔

2- مجھ پر ظاہر ہوا کہ میں یتیم ہوگئی اور اپنی قوم کی بقیہ ہوں جو مجھے روتا چھوڑ گئے۔

3- کوئی ڈر نہیں میں بھی گذر جانے والوں کے پیچھے جاؤں گی اور میرے پیچھے آنے والے آئیں گے۔ (کتاب الاعتبار لابن ابی الدنیا)

حکایت: محمد بن ابراہیم تیمی فرماتے ہیں کہ ہمارے ہاں ایک طاعون زدہ اتری اور آتے ہی اس کے تمام لوگ مرگئے ان میں سے صرف بیمار بچی بچ گئی جب مرض سے افاقہ پایا تو پوچھتی پھرتی ابو کہاں ہیں، امی کہاں ہیں، بہن کہاں ہے؟ اسے کہا گیا ابو مر گئے، تیری ماں مرگئی تیری بہن بھی مرگئی۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا:

وَلَوْ لَا الاَسی مَاعِشْتُ فِی النَّاسِ سَاعَۃً وَلٰکِنْ متٰی نَادَیْتُ جَاوَبَنِیْ مِثْلِی

''اگر کوئی غم نہ ہوتا لوگوں میں میں ایک لحہ بھی نہ گذارتی لیکن جب پکاروں تو مجھے کون جواب دے گا''۔ (کذا قال ابن ابی الدنیا)

7- حضرت حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۵۲ھ نے فرمایا کہ مصر میں ۶۶ھ میں طاعون واقع ہوا پھر ۸۵ھ میں عبدالعزیز بن مروان کی سن وفات میں طاعون آیا، بعض نے کہا ۷۲ھ میں، بعض نے کہا ۷۴ھ میں، بعض نے کہا ۷۶ھ میں۔

8- ملک شام میں ۷۹ھ میں طاعون واقع ہوا۔ (ذکرہ ابن جریر)

9- طاعون الفتیات:

یہ طاعون ۸۷ھ میں ہوا اس کا نام الفتیات اس لئے ہے کہ اس میں زیادہ تر عورتوں میں دوشیزائیں نوجوان عورتیں مریں۔

ابوبکر النکراوی کہتے ہیں کہ میری ماں کا بیان ہے کہ ہم لوگ طاعون الفتیات سے بھاگ کر سنام (علاقہ) کے قریب پہنچے ایک نوجوان دس بچوں سمیت طاعون سے بھاگا ہوا ہمارے قریب اترا لیکن شوئ قسمت کہ تھوڑے دن گذرے کہ اس کے دسوں بچے مرگئے وہ ان کی قبروں کے درمیان بیٹھ کر کہتا تھا:

بنفسی فتیة هلكوا جميعا براببية محاورة سناما

اقول اذا ذکرت العھد منھم   بنفس تلك اصداء وھلما

فلم ارمثلھم ھلکوا جمیعاً   ولم ارمثل ھذا العام عاما

''مجھے اپنے نفس کی قسم کہ کچھ نوجوان مقام رابیہ میں نیزے لگنے کی وجہ سے سب ہلاک ہو گئے۔ میں کہتا ہوں جب ان کا زمانہ یاد کرتا ہوں تو یہ لوگ اس ساعت چیخ و پکار اور غم کی حالت میں ہوتے ہیں۔ پس میں نے اس کی مثل نہ دیکھا کہ سب کے سب ہلاک ہو گئے ہوں اور میں نے اس سال کی مثل کوئی سال بھی نہیں دیکھا''۔

وہ شخص مذکورہ بالا اشعار پڑھتا جو بھی سنتا وہ بھی رو پڑتا۔ (ابن ابی الدنیا فی الاعتبار)

10-طاعون الاشراف:

جب طاعون واقع ہوا تو حجاج بن یوسف واسط میں مقیم تھا اسی لیے مزاحاً کہا جاتا ہے کہ طاعون و حجاج ایک جگہ پر نہیں ٹھہر سکتے یہ اس نام سے اسلئے موسوم ہوا کہ اس میں فوت ہونے والے اکثر لوگوں میں برگزیدہ شخصیات تھیں۔

11- شام میں طاعون واقع ہوا اس میں سلیمان بن عبدالملک کا ولی عہد ایوب فوت ہوا۔

حکایت عجیبہ نمبر 1:

یزید بن المھلب کہتے ہیں کہ مشک خالص کی دو چھوٹی بوریاں سلیمان بن عبدالملک کے لئے خراسان سے لائی گئیں خراسانی لوگ اس کے بیٹے ایوب ولی عہد کے دروازے پر اترے۔ یزید بن المھلب کہتا ہے میں ایوب کے پاس گیا۔ اس کا بنگلہ خوب سجا ہوا تھا دیواریں، چونہ گچ کی چھتیں سبز رنگ کی اس کے آگے غلام اور کنیزیں کھڑی تھیں ان کے لباس سبز رنگ اور زیورات زمرد کے آراستہ و پیراستہ ایوب کے سامنے وہ خوشبو کی بوریاں رکھی گئیں وہ تخت پر بیٹھا تھا اور خوشبو کی شیشیاں اس کے آگے رکھی تھیں گویا برج در برج سے بنگلہ میں مقیم تھا۔ پھر میں گیارہ دن کے بعد آیا تو ایوب اور اس کے ساتھ تمام بنگلہ نشین طاعون کے جھٹکے سے موت کے گھاٹ اتر چکے تھے۔ (الاعتبار لابن ابی الدنیا)

حکایت نمبر ۲:

ابوالابطال نے فرمایا کہ میں سلیمان بن عبدالملک کے ہاں بھیجا گیا اس کے پاس بوریاں مشک کی تھیں میں ایوب بن سلیمان کے گھر سفید سے گذرا اور اس کے ساز و سامان اور کپڑے اودیگر آرائش کے اسباب دیکھے پھر اس کے دار صفراء میں داخل ہوا اس کا بھی یہی حال تھا اس کے بعد دار حمراء میں داخل ہوا اس کا بھی یہی حال تھا اس کے بعد دار خضراء میں داخل ہوا اس کا بھی یہی حال تھا۔ اسی دار میں ایوب تخت نشین تھا مجھے دیکھ کر دار میں مقیم لوگ مشک پر جھپٹ پڑے (جیسے گزرا) پھر میں سترہ (۱۷) دن کے بعد دار ایوب سے گذرا تو حویلی ویران تھی۔ میں نے پوچھا کیا ہوا؟ جواب ملا سب طاعون کی نذر ہو گئے۔ (ابن ابی الدنیا)

وفات ایوب ولی عہد:

ایوب اپنے باپ کا ولی عہد تھا اس نے ہی اپنے باپ کی وفات کے بعد حکومت سنبھالنی تھی لیکن اسے طاعون نے دبوچ لیا اور اپنے باپ کی موجودگی میں فوت ہوا اس کی وفات ۹۸ھ میں ہوئی۔

12- حافظ ابن حجر نے فرمایا کہ شام میں طاعون عدی بن ارطاۃ ۱۰۰ھ میں واقع ہوا۔ میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ یہ طاعون حکومت عمر بن عبدالعزیز کے دور میں ہوا۔

سیرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ:

آپ کے پاس چند لوگ حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ آپ اپنے طعام کا تحفظ کریں (تاکہ کوئی اس میں زہر نہ ملا دے) آپ اپنے لئے محافظ مقرر کریں بالخصوص نماز کے وقت تاکہ آپ پر کوئی حملہ کر کے آپ کو شہید نہ کر دے۔ اور طاعون سے بچاؤ کی تدبیر کریں آپ سے پہلے کے خلفاء بھی اس طرح کرتے جیسے ہم نے عرض کیا ہے، حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا جو خلفاء یہ تدابیر عمل میں لاتے وہ اب کہاں ہیں؟ اس کے بعد کہا اے اللہ! اگر میں قیامت کے سوا کسی اور شے سے ڈرتا ہوں تو میرے امن کو خوف کے حوالے کر دے۔ (اخرجہ ابن سعد)

اضافہ اویسی غفرلہ:

یعنی نہ مجھے سوائے قیامت کے کوئی خوف ہے اور نہ ہی امن متاثر ہوگا۔ سچ ہے
اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

13- حضرت عبداللہ بن حسن نے فرمایا کہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما کے پاس تھا خبر ملی کہ شام میں طاعون ہوگیا مجھے فرمایا کہ چلو تیرے گھر والوں کو تیرے سوا اور کون سمجھائے گا میری ضروریات پوری کر کے ان کے پہنچانے کا بندوبست بھی فرمایا۔ (اس کے بعد میں اپنے ملک شام کو روانہ ہوگیا) (الغرر من الاخبار)

14,15- حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مذکورہ بالا طاعون کے بعد شام میں ۱۰۰ ھ میں طاعون آیا پھر ۱۱۵ھ میں آیا۔ (تاریخ ابن کثیر)

16,17- المرأۃ میں ہے کہ ۱۲۶ھ میں شام و عراق میں سخت طاعون واقع ہوا۔ اس وقت واسط میں بڑی شدت سے آیا۔

18- بصرہ میں طاعون غراب ۱۲۰ھ میں واقع ہوا۔ غراب ایک شخص کا نام ہے!۔

19- بصرہ میں طاعون مسلم بن قتیبہ میں واقع ہوا ۱۳۱ھ کے رجب، شعبان، رمضان تین ماہ مسلسل رہا ایک ہزار روزانہ جنازے اٹھتے تھے پھر ماہ شوال میں کچھ ہلکا ہوگیا۔

فائدہ: اسی طاعون میں اسحاق بن سوید العدوی اور فرقد بن یعقوب اسنجی وایوب سختیانی رضی اللہ عنہم کی وفات ہوئی۔ (ابن سعد)

حکایت: سفیان فرماتے ہیں کہ میں نے داؤد بن ابی ہند کو فرماتے سنا کہ مجھ پر طاعون کا حملہ ہوا تو مجھ پر غشی طاری ہوئی دو شخص آئے ایک نے میری زبان کی طرف اشارہ کیا دوسرے نے میرے تلوؤں کی طرف۔ پھر کہا کہ اس کے علاج کیلئے تم کیا جانتے ہو؟ اس نے کہا "تسبیح و تکبیر" (سبحان اللہ اور اللہ اکبر کی کثرت) اور تھوڑا سا مسجد کی طرف چلنا اور کچھ تلاوت قرآن، داؤد بن ابی ہند کہتے ہیں اس دن تک میں قرآن پڑھا ہوا نہیں تھا۔ مجھے کوئی کام ہوتا تو کہتا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کروں تو میرا کام ہو جائے گا چنانچہ ایسا ہوتا رہا۔ پھر مجھے طاعون سے نجات ملی تو میں نے قرآن مجید بھی پڑھ لیا (الحمد للہ علی ذلک) (ابن سعد)

اضافہ اویسی غفرلہ:

یہ گویا طاعون سے نجات کا نسخہ بتایا گیا ہے اس طرح کے متعدد نسخے فقیر نے اپنے رسالے ''طاعون'' مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز، کراچی میں لکھے ہیں اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ (اویسی غفرلہ)

دولت امویہ:

اتنے بڑے طاعون دولت امویہ میں ہوئے بلکہ بعض مورخین فرماتے ہیں کہ بنوامیہ کے دور میں تو ملک شام میں غیر منقطع طاعون واقع ہوئے یہاں تک کہ خلفاء بنوامیہ کا یہ حال تھا کہ زمانہ طاعون میں وہ جنگلوں میں ڈیرے جما لیتے اسی وجہ سے ہشام بن عبدالملک نے رصافہ میں مستقل قیام گاہ بنا رکھی تھی۔

دولت بنوالعباس:

ان کے دور میں طاعون ماند پڑ گئے۔ یہاں تک کہ بعض نے تقریر کرتے ہوئے عوام سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرو کہ اس نے ہمارے دور میں تم سے آفت طاعون اٹھالی مجمع میں ایک مرد مولی نے جرأت کر کے کہا کہ اللہ تعالیٰ زیادہ عادل ہے کہ وہ تمہیں اور طاعون کو ہمارے میں جمع کرے۔ (یعنی وہ قدرت کا مالک ہے کہ تم دونوں کو جمع کر دے تو جس طرح طاعون ہمارے لئے ایک عظیم مصیبت ہے اور تم بھی اس سے کچھ کم نہیں) خلیفہ عباس نے اس کی جرأت کو پسند نہ کرتے ہوئے اسے قتل کرا دیا۔

فائدہ: ابن عساکر نے تاریخ میں اس شخص کا نام جعونہ بن الحارث لکھا ہے۔ (رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ)

حکایت: اصمعی نے کہا منصور عباسی کی ایک اعرابی سے ملاقات ہوئی تو کہا اے اعرابی! اللہ تعالیٰ کا شکر کر جس نے ہم اہل بیت کی حکومت میں تم سے طاعون اٹھالیا اس نے کہا اللہ تعالیٰ ہمارے میں حشف اور سوء کیل جمع نہ فرمائے گا۔ (ابن عساکر) (حشف سے خلافت بنو عباس اور سوء کیل سے طاعون مراد ہے)

20 ایک طاعون رے میں ۳۴۴ھ میں ہوا۔

21- ۳۴۶ھ میں بغداد میں واقع ہوا۔

22- ۲۲۱ھ میں بصرہ میں ہوا۔

حیات ووفات شافعی رحمۃ اللہ علیہ:

مورخین متقدمین اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان دونوں مذکورہ طاعونوں میں پچھتر سال کا وقفہ ہے اسی دوران امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس المعروف امام شافعی رحمہ اللہ (ولادت ۱۵۰ھ وفات ۲۰۴ھ) کی ولادت اور وفات ہوئی ان کی برکت سے اسی دوران طاعون نہیں آیا۔

بنفشہ کا فائدہ:

آپ کا (امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد ہے کہ بنفشہ، سے بڑھ کر وباء طاعون کا اور کوئی علاج نہیں، یاد رہے کہ وباء اور شے ہے اور طاعون شے دیگر۔ اور یہ بھی ہے کہ دونوں ایک ہوں۔ بہر حال جو بھی طاعون وغیرہ کا علاج چاہے وہ روغن بنفشہ استعمال کرے اور اب بھی اس کا علاج یونہی ہوتا ہے کہ روغن بنفشہ، گائے کا مکھن (گھی) اور بادام روغن ملا کر اس کی مالش کی جاتی ہے۔

غلط فہمی کا ازالہ:

بعض کا خیال ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ روغن بنفشہ کی مالش طاعون کی جڑ کاٹ دیتا ہے یہ خیال غلط ہے (واللہ اعلم) ہاں اس سے فائدہ ضرور ہوتا ہے۔

23- ۲۴۹ھ میں عراق میں طاعون واقع ہوا۔

24- ۲۰۸ھ میں آذربیجان وبرذعۃ میں طاعون آیا۔ اس میں محمد بن ابی الساج کے اسی (۸۰) بچے بچیاں فوت ہوئے۔

25- ۲۹۹ھ میں ارض فارس میں طاعون آیا۔

26- ۳۲۴ھ میں اصبہان میں طاعون واقع ہوا۔

27- ۳۴۶ھ میں عراق میں طاعون آیا۔ اس میں اچانک کی موت بکثرت واقع ہوئی یہاں تک کہ قاضی (حاکم وقت) نے لباس وغیرہ پہن کر دفتر کی تیاری کی تو موت نے گھیر لیا اس نے ایک جوتا پہنا دوسرے کے پہننے سے پہلے ہی مر گیا۔

تتمۃ الباب:

مصنف کتاب ''الاشاعۃ لاشراط الساعۃ'' فرماتے ہیں کہ میں نے کتاب ''نشوار المحاضرۃ'' میں دیکھا ہے کہ اچانک موت لوگوں پر کسی خاص حالت سے مخصوص نہیں ہر حالت میں واقع ہو جاتی بعض پر موت آئی جب وہ نماز میں تھے بعض پر آئی تو وہ کھانا کھا رہے تھے بعض پر چلتے چلتے موت آ گئی تھی بعض کو مسجد میں آئی بعض کو حمام (بیت الخلاء) میں۔ (جیسے مرزا غلام احمد قادیانی کو وغیرہ۔ اویسی غفرلہ) ان تمام حالات میں بجا لیکن خطبہ پڑھتے وقت کسی پر موت نہیں آئی ہم نے کبھی نہیں سنا کہ فلاں شخص منبر پر خطبہ پڑھ رہا تھا تو اس پر موت آ گئی۔

28- طوفان ۴۰۰ھ میں بصرہ میں طاعون آیا۔

29- ۴۲۳ھ میں بلاد ہند و عجم و بلاد الجبل میں بہت بڑا طاعون آیا بڑھتے بڑھتے بغداد تک پہنچ گیا بے شمار لوگ طاعون میں مرے ایسا طاعون کبھی مشاہدہ میں نہیں آیا۔

فائدہ: اسی سال ۴۲۳ھ میں موصل میں ایک ہزار بچے چیچک سے مرے۔

30- شیرازی میں ۴۲۵ھ میں طاعون آیا یہ اتنا بڑا تھا کہ بصرہ اور بغداد تک پہنچا۔

31- ۴۳۹ھ میں موصل، الجزیرہ اور بغداد میں اتنا زبردست طاعون آیا کہ جمعہ صرف چار سو آدمیوں نے پڑھا حالانکہ طاعون سے قبل چار لاکھ نفوس تھے۔

32- ۴۴۸ھ میں مصر، شام اور بغداد میں طاعون آیا۔

33- عجم میں ۴۴۹ھ میں طاعون آیا۔

34- مصر میں ۴۵۵ھ میں طاعون آیا اور دس ماہ مسلسل رہا۔

35- دمشق میں ۴۵۹ھ میں طاعون آیا اس وقت دمشق میں پانچ لاکھ نفوس تھے جب کہ طاعون کے بعد صرف تین ہزار پانچ سو بچ نکلے باقی تمام طاعون میں مر گئے۔

36- ۴۷۸ھ میں عراق میں طاعون پھوٹا۔

37- ۵۵۲ھ میں حجاز ویمن میں طاعون آیا۔

38- ۵۷۵ھ میں بغداد میں طاعون واقع ہوا۔

39- ۷۴۹ھ میں ہمہ گیر طاعون آیا جس نے تمام کو گھیر لیا ایسا طاعون کبھی سنا نہ دیکھا گیا جو شرقاً غرباً تمام شہروں میں پھیلا یہاں تک کہ مکہ معظمہ میں بھی۔

فائدہ: طاعون کی زد میں جانور بھی آئے۔ ابن الوردی نے اپنے ایک منظوم کلام میں لکھا:

فی عام تِسْعَة واربعینا — من بعد سبع مائة سنینا

قدهم الخلائق الطاعون — وما اراد ربنا یکون

طبق الارض مشرقاً و مغربا — اوسع طعنا فی الوری و مضربا

اهل نصف الناس بل واکثرا — وادخل الفناء فی ام القریٰ

فی الحیوان قد بدا تاثیره — لم یرفی الدنیا اخی نظیره

فیه مقامة عن ابن الوردی — خذهذه عن السیوطی الفرد

ناظمه محمد البرزنجی — یرجو النجاة والالٰه المنجی

(i) ۷۴۹ھ میں۔

(ii) وحشت میں ڈالا لوگوں کو طاعون نے وہ جو ہمارا پرودگار چاہتا ہے ہوتا ہے

(iii) تمام روئے زمین پر مشرق و مغرب میں طاعون نے اُدھم مچایا

(iv) آدھے بلکہ بہت زیادہ ام القری مکہ معظمہ میں لوگوں کو فناء کیا۔

(v) حیوانات تک کو طاعون کی تاثیر ہوئی دنیا میں ایسی نظیر نہیں دیکھی گئی۔

(vi) اس میں ابن الوردی مرحوم کے ایک منظوم اشعار ہیں امام سیوطی بزرگ یگانہ سے حاصل کر۔

(vii) ان اشعار کا ناظم کنندہ محمد برزنجی (مصنف کتاب) ہے نجات کی امید رکھتا ہے اللہ تعالیٰ نجات دہندہ ہے۔

فائدہ: ابن ابی حجلہ نے فرمایا کہ اس طاعون میں تقریباً نصف عالم یا اکثر فناء ہوا ہوگا اور

قاہرہ میں روزانہ بیس ہزار نفوس سے زائد مرتے تھے۔

40- ۷۶۴ھ میں قاہرہ و دمشق میں طاعون واقع ہوا۔

41- پھر ۷۷۱ھ میں دمشق میں طاعون آیا۔

42- پھر ۷۸۱ھ قاہرہ میں آیا

43- پھر ۷۹۱ھ میں

44- پھر ۸۱۳ھ میں

45- پھر ۸۱۹ھ میں

46- پھر ۸۲۱ھ میں

47- پھر اسی سال کے متصل ۸۲۲ھ

48- پھر ۸۳۳ھ میں یہ تمام طاعونوں سے وسیع تر تھا اور مصر میں۔

49- ۸۴۹ھ کے بعد اتنا بڑا اور وسیع تر کوئی طاعون نہیں آیا۔

50- پھر ۸۴۱ھ میں مصر میں طاعون آیا لیکن معمولی تھا زیادہ سے زیادہ ایک ہزار نفوس کام آئے۔

51- پھر ذوالحجہ ۸۴۹ھ میں ہوا جو ربیع الاول ۸۵۰ھ تک جاری رہا۔

52- پھر ۸۵۳ھ میں ہوا روزانہ پانچ ہزار آدمی مرتے۔

53- پھر ۸۶۴ھ مصر و شام میں آیا۔

54- پھر ۸۶۴ھ میں مصر و شام میں آیا۔

55- پھر ۸۷۳ھ میں مصر و شام میں آیا۔

56- ۸۸۱ھ میں آیا۔

57- پھر روم میں ۸۹۶ھ میں آیا۔

58- حلب (شہر) میں داخل ہوا یہ ۸۹۷ھ کے شروع میں تھا۔

59- پھر اسی سال ۸۹۷ھ ربیع الآخر میں مصر تک پہنچا۔ اللہ تعالیٰ ان طاعونوں میں مرنے والوں کو احسن خاتمے بخشے۔ (آمین)

فائدہ: یہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے (جیسے ابتداء میں ان کے حوالہ سے بیان کا آغاز ہوا تھا)

اضافہ اویسی:

اس کے بعد بھی بے شمار طاعون آئے (مشترکہ ہندوستان میں بھی آئے جس کی تفصیل میں طوالت ہے۔اعلی حضرت احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ المتوفی ۱۳۴۰ھ کی سوانح حیات اور ملفوظات حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ المتوفی ۱۳۱۹ھ میں بھی بعض کا ذکر ہے۔اعاذنا اللہ منہ اب عرصہ سے اس کے متعلق کوئی خبر ہم نے نہیں پڑھی اللہ تعالیٰ آئندہ ہم غریبوں اور آنے والی نسلوں کو محفوظ رکھے۔آمین۔اویسی غفرلہ)

(۳۲) حرم مکہ کو مباح کر لینا

1- حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما جب کوفہ کیلئے تشریف لے جارہے تھے تو آپ کو مخلصین نے نہ جانے کا مشورہ دیا اور بزرگوں نے نصیحت کی، لیکن آپ نے فرمایا کہ مجھے میرے باپ (سیدنا علی رضی اللہ عنہما) نے فرمایا کہ ایک وقت آئے گا کہ مکہ معظمہ کے حرم شریف کے اندر بے حرمتی کی اجازت دی جائے گی یاد رکھو مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں حرم کے باہر بالشت کے مقدار شہید کرادیا جاؤں اس سے کہ میں داخل حرم شہید کرایا جاؤں۔(الحدیث)

تفصیل:

1- یہ بے حرمتی یزید پلید کے زمانے میں ہوئی جس کی تفصیل گذری

2- عبدالملک اموی کے دور میں جب کہ اس نے حجاج کو بھیجا کہ وہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کو شہید کرے اور بیت اللہ کو گرادے۔

3- ابو طاہر قرمطی کے دور میں بھی بے حرمتی ہوئی اس کی بھی تفصیل گذری۔اس کے بعد بھی کئی بار بے حرمتی ہوئی مثلاً

4- سادات (اشراق) بنوالحسن کی ایک جماعت کو (حرم میں) شہید کرایا گیا۔یونہی

5- ظہور امام مہدی رضی اللہ عنہ سے قبل ہوگا۔

6- آخر میں حبشہ کا دو سوکھی پنڈلیوں والا، وہ مکہ معظمہ کی بے حرمتی کرے گا اور کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجادے گا۔ اور یہ دونوں واقعات باب نمبر ۳ میں آئیں گے۔ (انشاء اللہ)

فائدہ: جس نے تواریخ کا مطالعہ کیا ہے مثلاً تاریخ مصر و شام و بغداد وغیرہا بالخصوص تاریخ البغداد ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ المسمی بہ "المنتظم" تو اس طرح کے بے شمار واقعات ملیں گے ہم اس باب میں اس پر اکتفا کرتے ہیں ہمارا مطلب صرف ان کے وقوع کے متعلق آگاہ کرنا ہے اس سے ڈرانا مقصود نہیں کیونکہ واقعات تو گذر چکے اور جو آئیں گے ان سے ڈرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ سے توفیق کی آرزو۔ الحمد للہ رب العالمین۔

خاتمہ:

جتنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشاجرات (جھگڑے) ہوئے ان میں حق پر حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں اور آپ ہی اپنے اجتہاد میں مصیب (مبنی برصواب) ہیں آپ کے بالمقابل مخطی (بنی براجتہاد خطائی) تھے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی قرآن کے ساتھ اور قرآن علی کے ساتھ ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی قرآن کے ساتھ ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تم علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جنگ کرو گے تو تم ظالم ہو۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا عمار دو امروں میں سے ایک کو اختیار کرے گا وہ سخت تر ہوگا۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو فرمایا تمہیں باغی گروہ شہید کرے گا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عنقریب مسلمانوں کے درمیان جنگیں ہوں گی آپ سے پوچھا گیا کہ ہم کس کا ساتھ دیں؟ فرمایا اس گروہ کے ساتھ جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے دعوت دے تم اس دعوت کو قبول کرنا وہی حق پر ہوں گے وغیرہ وغیرہ یعنی ان کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث مبارکہ ہیں۔

ہم کچھ اس کی تفصیل عرض کرتے ہیں: طلحہ و زبیر و عائشہ رضی اللہ عنہم وہ قطعی طور مجتہد تھے اور انہیں خلافت کی خواہش بھی نہ تھی اور نہ ہی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی فضیلت علمی اور آپ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت اور اسلام میں سبقت کا انکار تھا، انہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خلاف صرف امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بدلہ خون نے ابھارا ان کا اجتہاد یہ تھا کہ امام برحق کی شہادت کا بدلہ واجب ہے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا موقف تھا کہ وارثین ان کے بدلہ کی درخواست دے کر قاتل پر دلیل قوی پیش کریں۔

سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ:

حضرت سیدنا طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما دونوں بدری صحابی تھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا قصۂ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا تمہیں کیا معلوم امید ہے اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو فرمایا تم جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے غلام سے فرمایا کہ تو جھوٹا ہے وہ دوزخ میں نہیں جائیں گے کیونکہ وہ بدر و حدیبیہ دونوں میں شامل تھے یہ اس وقت فرمایا جب حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے غلام نے کہا کہ وہ دوزخ میں جائے گا (معاذ اللہ) اور وہ دونوں عشرہ مبشرہ سے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت حق ہے اور اس لئے کہ ان دونوں حضرات نے جنگ سے رجوع فرمالیا تھا اور اپنی غلطی سے توبہ کی۔

سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ:

آپ کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حدیث یاد دلائی تو وہ جنگ ترک کے لشکر سے باہر نکل آئے۔

سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ:

جب آپ جنگ میں زخمی ہوئے اور آپ کے جسم سے خون بہہ رہا تھا تو ایک شخص حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر سے آپ کے قریب سے گذرا تو آپ نے پوچھا تو: کس لشکر سے متعلق ہے؟ عرض کی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر سے آپ نے فرمایا ہاتھ بڑھا میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کیلئے تجھ سے بیعت کرتا ہوں جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سنا

تو فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ نے سچ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انکار فرمایا کہ طلحہ اس وقت جنت میں جائے گا جب میری (علی المرتضیٰ کی) بیعت اس کی گردن میں ہو، حدیث پہلے گذری ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

اس حدیث میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اجتہاد برحق کی دلیل کے علاوہ آپ کا حضور ﷺ کے علم غیب عقیدہ کی دلیل بھی واضح ہے۔

فرمان سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ میں اور طلحہ وزبیر ان لوگوں میں سے ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ۔

(پ ۱۴، الحجر آیت ۴۷)

''اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کینے تھے سب کھینچ لئے آپس میں بھائی ہیں تختوں پر روبرو بیٹھے''۔

سیدنا طلحہ کا صاحبزادہ رضی اللہ عنہما:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاں ابن طلحہ رضی اللہ عنہما حاضر ہوئے تو آپ نے ان کا احترام فرمایا اور جنگ میں ان کا جتنا حصہ مال غنیمت میں تھا تمام واپس کر دیا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا:

آپ حضور سرور عالم ﷺ کی زوجہ ہیں دنیا و آخرت میں، جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے علاوہ ازیں بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے جنگ سے رجوع کر کے راستہ سے واپس لوٹنے کا ارادہ کیا جب انہیں حوأب کے کتے بھونکے اس پر ایک حدیث شریف یاد آگئی۔

علماء کرام تو فرماتے ہیں کہ بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا جنگ کیلئے نہیں صلح کرانے تشریف لائی تھیں اس سے آپ کا ارادہ صحیح ثابت ہوتا ہے نہ کہ جنگ اور فساد وغیرہ کا اور قاتلان عثمان رضی اللہ عنہ اپنے خوف وخطر سے جنگ بھڑکانا چاہتے تھے تاکہ ان کا جرم چھپا رہے۔ علاوہ ازیں

سیدنا عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا اور زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

خلاصہ: واضح ہوا کہ یہ سب کے سب ماجور من اللہ ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دو اجر ملیں گے۔ (i) اجر اجتہاد (ii) اجتہاد میں مصیب ہونے کا اجر، اور دوسروں کو اجتہاد کی وجہ سے صرف ایک اجر ملے گا۔

اضافہ اویسی غفرلہ:

اگر چہ انکا اجتہاد مبنی بر خطاء ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے کہ مجتہد مصیب کو دو اجر اور مخطی کو ایک اجر نصیب ہو گا۔ (ملخصا اویسی غفرلہ)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ:

اگر چہ آپ شرعی باغی تھے سرے سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بیعت ہی نہ کی بلکہ مستقل طور ملک کے خواہاں رہے مطالبہ دم عثمان رضی اللہ عنہ ضمنی تھا اور وہ بھی اہل شام کو اپنی طرف مائل کرنے کیلئے شرعی باغی ہونا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی سے ثابت ہوا جب کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تمہیں باغی گروہ شہید کرے گا۔ علاوہ ازیں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کی سپردگی کے بعد آپ نے قاتلین کے کسی فرد کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے جرم میں قتل نہیں کیا اور نہ ہی اس کا کوئی مطالبہ فرمایا اور انہیں سبقت اسلام بھی حاصل نہ تھی اور نہ ہی انہوں نے ہجرت کی نیز فتح کے بعد اسلام لانے والوں میں سے ہیں (ایک روایت میں ہے کہ فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے لیکن اپنا اسلام خفیہ رکھا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ امر صرف اہل بدر اور مہاجرین اولین کے لئے ہے اس میں نہ کسی طلیق کا حصہ ہے اور نہ ہی فتح مکہ کے بعد اسلام لانے والوں کا۔

خیر خواہانہ نصیحتیں:

اہل ایمان پر لازم ہے کہ وہ نہ بھولیں کہ وہ (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ میں سالہ اور کاتب وحی اور صحابی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب میرے صحابی کا ذکر ہو تو تم خود کو روکو یعنی ان کی مذمت نہ کرو اور فرمایا۔ اللہ، اللہ میرے صحابہ کو میرے بعد

نشانہ نہ بناؤ یعنی ان کی عیب چینی اور بدگوئی نہ کرو۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کیلئے خصوصی نصیحت:

لازم ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر خیرو بھلائی سے کیا جائے علاوہ ازیں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ ملک کے والی بنیں گے اور فرمایا اے معاویہ رضی اللہ عنہ جب تم ملک کی باگ ڈور سنبھالو تو حسن اسلوبی سے سرانجام دینا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے خصوصی دعا فرمائی اے اللہ تعالیٰ اسے (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) ہادی ومہدی (ہدایت یافتہ بنا) بنا اور اس کے ذریعہ امت کو ہدایت دے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی وصیت:

آپ نے فرمایا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت کو برا نہ سمجھو بخدا کہ جب تم انہیں پاؤ گے تو تم سروں کو اپنے کاندھوں پر حنظل کی طرح دیکھو گے (یعنی سخت خونریزی ہوگی)

حروریہ (خوارج):

ان کی طرف سے کسی قسم کی عذرداری نا قابل قبول ہے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں واضح طور پر فرمایا کہ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر، اس قسم کی دیگر روایات۔

یزید خبیث اور بنوالحکم:

وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے لعنت کے مستحق ہیں، ایسے ہی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۲۴۱ھ نے فرمایا جب کہ آپ سے آپ کے صاحبزادوں نے پوچھا کہ کیا یزید کو ملعون کہنا جائز ہے؟ تو فرمایا کہ اس پر لعنت کیوں نہ ہو جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں اس پر لعنت بھیجی ہے۔ صاحبزادہ نے عرض کی میں نے قرآن مجید میں اس پر لعنت کی تصریح نہیں پڑھی، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ۔ (پ۲۶ سورہ محمد: ۲۲/۲۳)

''تو کیا تمہارے یہ لچھن (انداز) نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو تم زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی اور انہیں حق سے بہرا کردیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں''۔

بتایئے فساد اور قطع رحمی کے ارتکاب سے بڑھ کر کون سا عمل ہوگا جو یزید نے نہیں کیا۔

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ:

آپ ائمہ راشدین اور خلفائے مھتدین میں سے ہیں انہیں بنوامیہ سے مستثنیٰ سمجھا جائے جیسے رسول اکرم ﷺ نے مستثنیٰ فرمایا، چنانچہ بنوامیہ پر لعنت کر کے آپ نے فرمایا، ''اِلَّا الصَّالِحُوْنَ مِنْهُمْ'' سوائے ان کے جوان میں سے صالح (نیک) ہیں اور وہ بہت تھوڑے (جیسے حضرت عثمان وحضرت امیر معاویہ اور یزید ثانی وعمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہم وغیرہ وغیرہ) بخلاف باقی بنوامیہ کے جیسا کہ اوپر تفصیل سے گذرا یونہی بنوالعباس وغیرہ میں سے کہ ان میں سے اکثر اور عام ظالم بھی تھے اور فاسق بھی ان میں اچھے لوگ بھی تھے جیسے المتوکل علی اللہ (عباسی خلیفہ) لیکن وہ بھی سخت شرارت میں ملوث ہے چنانچہ اس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کا مزار ڈھا کر اس پر کھیتی باڑی کرائی اور آپ کے مزار کی زیارت سے منع کردیا۔ (نجدی بھی اس کے بھائی ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ دیکھئے کتاب تاریخ نجد وحجاز از: علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلشرز لاہور۔ اویسی غفرلہ)

کسی شاعر نے ان کے بارے میں لکھا:

لِلّٰهِ اِنْ كَانَتْ اُمَيَّةُ قَدْ اَتَتْ ... قَتْلَ ابْنِ بِنْتِ نَبِيِّهَا مَظْلُوْمًا
فَلَقَدْ اَتَاهُ بَنُوْ اَبِيْهِ بِمِثْلِهٖ ... هٰذَا لَعَمْرُكَ قَبْرُهٗ مَهْدُوْمًا
اَسِفُوْا عَلٰى اَنْ لَا يَكُوْنُوْا شَارَكُوْا ... فِيْ قَتْلِهٖ فَتَتَبَّعُوْهُ رَمِيْمًا

''بخدا بنوامیہ نے نبی کریم ﷺ کے نواسے مظلوم کو شہید کیا! یہ بنوامیہ کا کارنامہ ہے تیری عمر کی قسم خدا اُن کی قبروں کو گرادے ان پر بھی افسوس ہے جو قتل حسین رضی اللہ عنہ میں شریک ہوئے پھر وہ (یعنی بنوعباس) آپ کے درپے ہوئے وصال کے بعد''۔ (کہ انہوں نے آپ کے مزار مبارک کو ڈھا کر اس

کی بے حرمتی کی)

حکایت شرارت المتوکل (خلیفہ):

ابن السکیت کے ترجمہ میں ابن خلکان نے لکھا کہ وہ ایک دن المتوکل (خلیفہ) کے ساتھ بیٹھے تھے آپ اس کے بچوں کے استاد تھے اسی دوران اس کے دو بیٹے المعتز اور المؤید آئے المتوکل نے کہا اے ابو یعقوب! (یہ ابن السکیت کی کنیت ہے) تمہیں کون محبوب تر ہیں میرے یہ دو بیٹے یا حسنین کریمین (رضی اللہ عنہما)؟ ابن السکیت نے کہا بخدا قنبر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا خادم تجھ سے اور تیرے دونوں بیٹوں سے بہتر ہے'۔ المتوکل نے ترک سپاہیوں کو کہا اس کی زبان گدی سے نکال دو چنانچہ انہوں نے ایسے ہی کیا اس صدمہ سے ابن السکیت آنے والی شب پیر ۵ رجب ۲۴۴ھ میں وصال فرما گئے۔ اس کے بعد المتوکل خلیفہ نے اس کے بیٹے کو دس ہزار درہم بھیج کر کہا کہ یہ تیرے باپ کی دیت ہے۔

نتیجہ: اگر یہ صحیح ہے تو وہ سخت ناصبی سمجھا جائے گا لیکن میرا (مصنف کتاب) کا خیال ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں۔

المھتدی باللہ خلیفہ عباسی:

المہتدی باللہ خلیفہ عباسی بنو العباس میں المہتدی باللہ زاہد عابد تھا، حضرت عمر بن عبد العزیز کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتا لیکن وہ ایک سال بعد قتل کر دیا گیا۔

رد الرافضہ (شیعہ):

شیعوں کا سلف صالحین یہاں تک کہ صحابہ کرام بالخصوص شیخین رضی اللہ عنہم کو گالی دینا یہ عقل ونقل سے واضح طور پر خروج اور کھلی گمراہی اور الحادفی الدین اور تمام اہل اسلام بالخصوص حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو جاہل قرار دینا ہے۔

فضیلت صحابہ کرام رضی اللہ عنہ:

وہ تمام امت سے بہترین ہیں شہادت قرآن مجید:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔ (پ۴، آل عمران آیت ۱۱۰)

''تم بہتر ہوان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں''۔

انہی حضرات کیلئے ہے کہ یوم محشراور عند المیزان تمام امتوں پر اللہ تعالیٰ کے بہترین گواہ ہیں اور یہی حضرات اہل بدر واُحد و بیعت رضوان ہیں، اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے لئے چنا ان میں نفسانیت کا شائبہ تک نہ تھا

فضائل شیخین رضی اللہ عنہم:

1- حدیث صحیح میں ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ آل فرعون کے مومن سے بہتر ہیں وہ ایمان کو چھپاتا تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ایمان ظاہر کرتے تھے بلکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے کفار کو کہتے کہ کیا تم اس انسان کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔

2- حضرت علی المرتضیٰ سے آپ کے صاحبزادہ محمد ابن الحنفیۃ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تمام لوگوں سے بہتر کون ہے؟ آپ نے فرمایا سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ پھر پوچھا ان کے بعد فرمایا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ حضرت محمد بن الحنفیۃ رضی اللہ عنہ نے کہا ان کے بعد آپ (علی المرتضیٰ نے) فرمایا تیرا باپ مسلمانوں میں سے ایک ہے۔ (تواضعاً فرمایا)

پھر فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو نمازوں کے امام ابو بکر رضی اللہ عنہ رہے پھر خیر و بھلائی میں تیسرے نمبر پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں پھر ہمیں فتنوں نے گھیر لیا۔ (لاحول ولاقوۃ الا باللہ العظیم)

فائدہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صَلّٰی اَبُوْبَکْرٍ الخ اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امامت فرمائی یا یہ مطلب ہے کہ فضیلت میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہیں اس کی تائید عربی مقولہ سے ہوتی ہے کہا جاتا ہے فَرَسٌ مُصَلٍّ، گھوڑا مُصَلِّیْ ہے یہ اس وقت بولتے ہیں جب گھوڑا میدان میں دوڑنے میں نمبر دوم پر آئے۔

حدیث شریف: اس کی تائید حدیث شریف سے ہوتی ہے میں (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) اور ابو بکر دو گھوڑے دوڑنے والوں کی طرح ہیں لیکن میں اس پر سبقت کر گیا اسلئے وہ مجھ پر ایمان لایا اگر وہ مجھ سے سبقت کر جاتا میں اس پر ایمان لاتا۔

تنقید: یہ حدیث قابلِ اعتراض بلکہ بعض نے کہا یہ حدیث موضوع ہے۔(واللّٰہ تعالٰی اعلم)

فائدہ: وہ احادیث جو شیخین بلکہ فضیلت عثمان میں بلکہ حضرت علی المرتضی اور اہل بیت کے افراد سے مروی ہیں دوسو سے بھی زیادہ ہیں۔ اللہ تعالٰی اس بندہ حق پر رحم کرے جو ان کی قدر سے باخبر ہے اور ان کے حق کو جانتا ہے اور ان سے رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے محبت کرتا ہے اور ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک نہیں ہوتا۔ (والعیاذ باللہ العلی العظیم)

فضائل صحابہ از قرآن:

جن آیات میں خلفائے راشدین اور اہل شوریٰ کی مدح کا اشارہ ملتا ہے اور ان کے بعد میں آنے والے مذمت کنندگان اور ان کے باغیوں کے متعلق وضاحت ہے وہ یہ ہیں:

وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى۔ (سورۃ شوریٰ آیت ٣٦) کے بعد مذکورہ بالا امور کیلئے کافی۔

1- لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۔

''جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں''۔

یہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ ہے۔

(شان نزول یہ آیت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جب آپ نے اپنا کل مال صدقہ کر دیا اور اس پر عرب کے لوگوں نے آپ کو ملامت کی۔ خزائن العرفان۔ اویسی غفرلہ)

فائدہ: نبی پاک ﷺ نے فرمایا

لَوْ وُزِنَ اِيْمَانُ اَبِيْ بَكْرٍ بِاِيْمَانِ اَهْلِ الْاَرْضِ لَرَجَحَ بِهِمْ اِيْمَانُ اَبِيْ بَكْرٍ۔

''اگر تمام روئے زمین (کے لوگوں) کا ایمان ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایمان کے ساتھ تولا جائے تو ابوبکر کا ایمان راجح ہوگا۔ یہ حدیث ایمان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مضبوطی کی مضبوط دلیل ہے''۔

توکل صحابہ کرام اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہم:

نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے ستر ہزار بلاحساب جنت میں جائیں گے ان میں سے ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی ہیں عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ وہ کون ہیں؟ فرمایا وہ نہ تو منتر

ٹوٹکے کرتے ہیں نہ کسی سے منتر جادو کو طلب کرتے ہیں نہ ہی جسم کو داغتے ہیں اور نہ داغنے کے لئے کسی کو کہتے ہیں۔ بلکہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

فضیلت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ۔ (پ۲۵، شوریٰ آیت ۳۷)

''اور وہ بڑے بڑے گناہوں اور بے حیایوں سے بچتے ہیں اور جب غصہ آئے معاف کر دیتے ہیں''۔

فائدہ: اس آیت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ ہے۔

-2 حدیث شریف میں ہے اے عمر رضی اللہ عنہ جس گلی سے تم گذرتے ہو شیطان وہ گلی چھوڑ کر کسی دوسری گلی کی طرف راہ فرار اختیار کرتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث شریف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان ہے کہ آپ سے فواحش کا ارتکاب نہیں ہوتا۔

-3 عیینہ بن حصن ایک وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے تو کہا اے عمر بن الخطاب! افسوس ہے کہ بخدا آپ نہ تو ہمیں کچھ عطیات دیتے ہیں اور نہ ہی عدل وانصاف سے ہماری تقسیم کرتے ہیں یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسے غضبناک ہوئے کہ قریب تھا آپ اسے سخت سزا دیتے (لیکن ان کی بات سن کر غصہ پی گئے)

فائدہ: اس حدیث شریف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غصہ پی جانے اور معاف کر دینے کی فضیلت ہے۔

چنانچہ حضرت حر بن قیس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غضبناک دیکھ کر کہا یا امیر المومنین:

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ۔ (پ۹ الاعراف آیت ۱۹۹)

''اے محبوب! معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔

یہ جاہلین میں سے ہے بخدا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آیت سن کر عیینہ کو کچھ بھی نہ کہا،

کیونکہ آپ کتاب اللہ سے بہت واقف ہیں۔

فضیلت اہل شوریٰ

اللہ تعالیٰ نے ان کی فضیلت میں فرمایا:

وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔ (پ۲۶،شوریٰ)

''اور وہ جنہوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور نماز قائم رکھی اور ان کا کام ان کے آپس کے مشورے سے ہے اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں''۔

فائدہ: اس آیت میں اہل شوریٰ کی طرف سے اشارہ ہے اہل شوریٰ میں سے حضرت عثمان وحضرت علی رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔

فضیلت عثمان وعبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔

''اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں''۔

فائدہ: اس آیت میں حضرت عثمان وحضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ ہے۔

فضیلت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالَّذِيْنَ اِذَا اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ۔ (پ۲۵ شوریٰ ۳۹)

''اور وہ کہ جب انہیں بغاوت پہنچے بدلہ لیتے ہیں۔

فائدہ: آیت میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے عفو وکرم کی طرف اشارہ ہے کیونکہ آپ نے جو کچھ اہل بغاوت کے لئے عفو وکرم کا مظاہرہ کیا یہ آپ ہی کا حصہ ہے اسی لئے جنگ جمل کے بعد اعلان فرمایا خبردار! میرے لشکر میں سے کوئی بھی جنگ جمل کے شکست خوردہ

لشکریوں میں سے بھاگنے والوں کا پیچھا نہ کرے اور نہ ان کے زخمیوں کے زخم دکھائے اور نہ ان کے مال واسباب کو مال غنیمت بنائے۔

فضیلت حسن بن علی رضی اللہ عنہما:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ۔ (پ۲۵، شوریٰ آیت ۴۰)

''تو جس نے معاف کیا اور کام سنوارا تو اس کا اجر اللہ پر ہے''۔

فائدہ: اس میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اس فضیلت کا بیان ہے جو آپ نے خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی اور اہل شام کی زیادتیوں سے درگزر فرمایا اور مسلمانوں کی اصلاح فرمائی اور انہیں خونریزی سے بچایا۔

باغیوں اور قاتلوں کی مذمت:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ۔ (ایضاً)

''بیشک وہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو۔

فائدہ: اس آیت میں ان کی طرف اشارہ ہے جنہوں نے مذکورہ بالا حضرات پر ظلم کیا یا انہیں شہید کیا یا ان پر بغاوت کی جیسے قاتل عمر اور قاتلین عثمان اور قاتل علی رضی اللہ عنہم اور خارجی گروہ کی طرف بھی اشارہ ہے یعنی خوارج جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔

فضیلت امام حسین رضی اللہ عنہ:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ۔ (پ۲۵، شوریٰ ۴۱)

''اور بیشک جس نے اپنی مظلومی پر بدلا لیا ان پر کچھ مواخذہ کی راہ نہیں''۔

فائدہ: یہ امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ ہے کہ آپ نے یزید کا مقابلہ کیا اور حق کی

خاطر جنگ کی یہاں تک کہ خود بھی اور اہل بیت کے افراد بھی شہید ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ (ایضاً)

''مواخذہ تو انہیں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی پھیلاتے ہیں اُن کیلئے دردناک عذاب ہے''۔

فائدہ: اس آیت میں یزید اور اس کے بعد کے آنے والے بنوامیہ وغیرہم کی طرف اشارہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم یعنی اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے اپنی کتاب کے رموز کو اور اپنے خطاب کے اسرار کو۔

حدیث علم غیب مع شرح:

حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا قیامت کی نشانیاں دو سال کے بعد ہوں گی۔

شرح:

دوسو سال کے بعد سے یا تو ہجرت کے دوسو سال کے بعد مراد ہے یا ہزار سال ہجری کے بعد۔

احتمال اول کی تائید:

اس کی تائید تمام نشانیاں یا اکثر سے ہوتی ہے مثلاً زلزلے، آندھیاں، جھٹکے، خون کی رش، پتھراؤ فتنہ معتزلہ و قرامطہ والزنج، پرندے کا چیخنا اور آسمانی غیبی کڑک، دریاؤں کی غرقابی وغیرہ وغیرہ جن کا مفصل بیان گذر چکا یہ تمام امور دو صدیوں کے بعد خلافت مامون کے اواخر میں شروع ہو کر زمانہ المتوکل میں بکثرت ہو گئیں اور مسلسل رہیں، اس تقریر پر یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دوسو سال کے بعد تمہارے اچھے لوگ کمزور اور دبلے پتلے ہوں گے (یعنی یاد خدا میں وقت گزارنے والے۔) ایک اور حدیث بھی اس کی موید ہے فرمایا کہ دوسو سال کے بعد جو بچہ پیدا ہوگا اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

فائدہ: اس تقریر پر وہ قریبی نشانیوں کو جو ظاہر ہوں گی انہیں ہزار سال کے بعد دو سو یعنی بارہویں صدی کے بعد مقید نہ کیا جائے بلکہ مطلق رکھا جائے اگر مان لیا جائے کہ یہاں احتمال ثانی مراد ہے۔

احتمال ثانی:

یعنی ایک ہزار سال کے بعد دو سو سال مراد ہو تو اس میں حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ و دیگر نشانیاں ثابت نہیں ہوتیں ہاں یہ کہا جائے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور ہو جائے گا اگر چہ ایک دوسری آیت کے دیر بعد مثلاً دابۃ طلوع الشمس من مغربہ ھدم الکعبۃ وغیرہ وغیرہ۔

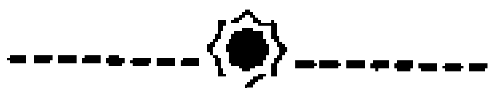
خلاصہ: کچھ بھی ہو امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور صدی کے سرے میں ہوگا۔ یہی احتمال ظاہر اور قوی ہے پھر ان کا ظہور دوسری صدی سے موخر نہ ہوگا۔

دعا: ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ایمان کی موت دے نہ ہم فتنہ کا شکار ہوں اور نہ ہم دین بدلنے والے ہوں۔ (آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)

نوٹ: یاد رہے کہ ان فتنوں میں سے ہر ایک کے لئے مستقل ایک جلد کتاب چاہیے بلکہ ان ہر ایک کی تفصیل کے مجلدات (کئی جلدیں) درکار ہیں ان میں ہم نے اختصار سے کام لیا ہے اور صرف اشارے کئے ہیں کیونکہ ہمارا مقصد یہ نہیں کیونکہ وہ گذر چکے حقیقی مقصد یہی ہے جنہیں اب ہم بیان کریں گے نیز اس لئے بھی کہ سامعین کو ملال نہ ہو اور اتنا وقت بھی نہیں کیونکہ موت کا وقت قریب ہے علاوہ ازیں تفصیل دل کے زنگ اور اسلاف کے لئے بغض و کینہ اور ناموزوں باتوں کا موجب ہے حالانکہ مقصد تو یہ ہے کہ ایسا بیان کیا جائے جو دلوں کو نرم کرے اور غفلت سے بیدار کرے۔

والحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ وبارک وسلم اجمعین۔

(الحمد للہ! فقیر اُویسی غفرلہ نے اس باب کے ترجمہ سے ۵ ذیقعد ۱۴۲۳ھ بروز جمعرات میں تقریباً ۱۲ دن کو فراغت پائی۔)



الباب الثانی

فی الامارات المتوسطة التی ظهرت ولم تنقض

باب دوم

وہ درمیانی نشانیاں جو ظاہر ہو کر مسلسل (لگا تار) جاری ہیں

وہ درمیانی نشانیاں جو ظاہر ہو کر مسلسل (لگاتار) جاری ہیں بلکہ بڑھ رہی ہیں۔ یہاں تک کہ پایہ تکمیل تک پہنچیں بلکہ آنے والے (باب نمبر ۳) کی نشانیوں سے جا ٹکرائیں گی۔

1- قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ لوگوں میں سے زیادہ کمینہ، دنیا میں سب سے زیادہ خوشحال ہوگا۔ (رواہ احمد والترمذی والضیاء عن حذیفہ وابن مردویہ عن علی کرم اللہ وجہہ)

فائدہ: اللکع بمعنی عبد یا احمق یا بیوقوف یہاں تک کہ لوگوں کے سردار بیوقوف یا احمق (پاگل) یا غلام نہ ہوں۔

2- لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ دین پر صبر کرنے والے کا حال ایسے ہوگا جیسے انگارہ ہاتھ میں رکھنے والے کا۔ (رواہ الترمذی، عن انس رضی اللہ عنہ) اگر گراتا ہے تو دین جاتا ہے اگر رکھتا ہے تو ہاتھ جلتا ہے۔

فائدہ: یعنی دینی امور میں موافقت و معاونت کرنے والا نہ ملے گا تنہا دین کے لئے کوشاں ہوگا۔

3- آخری زمانہ میں عبادت گذار لوگ جاہل ہوں گے اور قراٗ و علماء فاسق ہوں گے۔ (رواہ ابونعیم والحاکم عن انس رضی اللہ عنہ)

اضافہ اویسی غفرلہ:

ہمارے دور میں پہلے تو عبادت گذار کا ملنا مشکل ہے اگر کوئی ہے تو اسے مسائل شرعیہ اور علوم دینیہ سے بے خبری ہے فی الحال یہ اکثریت کا حال ہے اور اکثر علماء، حفاظ و قراء کی بے عملی بھی کسی سے مخفی نہیں۔ آگے آگے دیکھو ہوتا ہے کیا۔ اویسی غفرلہ)

4- قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ لوگ مساجد کے بارے میں فخر کریں گے۔ (رواہ احمد وابوداؤ وابن ماجہ وابن حبان، عن انس رضی اللہ عنہ۔

اضافہ اویسی غفرلہ:

ہمارے دور میں شہروں اور دیہاتوں میں مساجد کا تعمیراتی کام زوروں پر ہے اور اکثر کا حال بھی ظاہر ہے کہ اپنی اپنی مسجد کی تعمیر پر فخر کرتے نہیں تھکتے۔ (اس علامت کی مزید

تشریح و تحقیق کے لئے فقیر کا رسالہ "علامات قیامت" مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز، کراچی، پڑھے۔ اویسی غفرلہ)

5- قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ بری بات کرنا، بدکلامی کرنا، قطع رحمی، امین کا خیانتی ہونا اور خیانتی کا امانت دار ہونا۔ (رواہ الطبرانی عن انس رضی اللہ عنہ)

اضافہ اویسی غفرلہ:

بری بات کرنا اور بدکلامی میں کون سی کمی رہ گئی اور قطع رحمی کا یہ حال ہے کہ اقارب کالعقارب رشتہ دار بچھو بنے ہوئے ہیں آپس میں بیاہ و نکاح کرنا دشمنی خرید کرنا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اویسی غفرلہ)

6- قیامت کے قرب کی نشانی ہے چاندوں کا موٹا ہونا اور یہ کہ چاند کو دیکھا جائے تو دوسری تیسری رات کا محسوس ہو۔ (رواہ الطبرانی عن ابن مسعود و انس رضی اللہ عنہما)

قبل بفتحتین وہ گھڑی جس میں چاند طلوع کرے چاند کی دوسری شب۔

اضافہ اویسی غفرلہ:

یہ نشانی بھی ہمارے دور میں خوب واضح ہے کہ چاند دیکھنے والے کو بارہا سنا جاتا ہے یہ تو دوسری رات کا معلوم ہوتا ہے۔ اویسی غفرلہ)

7- قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ مسجدیں راستے (سڑکیں) بنائی جائیں گی اور یہ کہ اچانک موت ظاہر ہوگی۔ (رواہ الطبرانی عن انس رضی اللہ عنہ)

فائدہ: اچانک موت کی تفصیل باب اول میں مفصل بیان ہو چکی ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پہ قربان کہ جو کچھ صدیوں پہلے فرمایا آج ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ جب سے ملکوں میں سڑکوں وغیرہ اور توسیعات کا جال بچھایا گیا ہے مسجدیں ڈھا کر سڑکیں بنائی جا رہی ہیں اپنے ملک پاکستان میں بسنے والے گواہی دیں اور یقین کرلیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح فرمایا اس کا ظہور ہمارے زمانہ میں بہت زیادہ

ہو رہا ہے اور وہ دجال کی آمد تک اس سے بڑھ کر ہوگا۔ جنہیں حرمین طیبین کی حاضری نصیب ہوئی ہے وہ بتائیں کہ سعودیوں نے مشہور مشہور مسجدوں کو کیسے گرا کر نہ صرف سڑکیں بنوائیں بلکہ توسیع عمارات اور تزئین مکانات کیلئے مساجد گرا کر مکانات و عمارات تیار کیں مثلاً مسجد بلال کعبہ معظمہ کی مشرقی پہاڑی پر تھی وہ فہد کے محل کے لئے گرا دی گئی۔ سبعہ مساجد میں سے صرف تین چار رہ گئیں (سبعہ مساجد یعنی مسجد فتح، مسجد ابوبکر، مسجد عمر، مسجد علی، مسجد فاطمہ، مسجد سلمان فارسی) امسال ۱۴۲۴ھ / مارچ ۲۰۰۳ء میں حج کی ادائیگی کے بعد احقر نے سبعہ مساجد تین بار حاضری کا شرف حاصل کیا اور میرے مشاہدے کے مطابق مسجد ابوبکر شہید کر کے کار پارکنگ بنادی گئی۔ مسجد فاطمہ کے دروازے پر دیوار چن کر مکمل سیل کر دی گئی ہے۔ مسجد علی جانے والا راستہ بند کر کے ایک بڑی مسجد ''مسجد خندق'' کے نام سے بنائی جارہی ہے اور اس کی تعمیر مکمل ہونے کیلئے بقیہ ان تمام تاریخی مساجد کو منہدم کر دیا جائے گا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ از محمد عبدالکریم قادری رضوی اویسی غفرلہ) یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب نہیں تو اور کیا ہے۔ اویسی غفرلہ)

8- قرب قیامت کی نشانی ہے بارش کی کثرت، کھیتیوں کی کمی، قراء (علماء وحفاظ) کی بہتات، قلت فقہا، کثرت امراء اور امانت داروں کی کمی۔

(رواہ الطبرانی عن عبد الرحمن بن عمرو الانصاری)

اضافہ اویسی غفرلہ:

یہ نشانیاں آج کسی کو نظر نہیں آ رہی ہیں تو فقیر اویسی پیش کرتا ہے بارشوں کی کثرت ہو ہی جاتی ہے کھیتیوں کی قلت سے بے برکتی مراد ہے یہ کسان بھائی بتائے گا اور کثرت القراء سے مراد مصنف رحمۃ اللہ علیہ عبادت گذاروں کی کمی مراد لی ہے یہ بھی بجا لیکن دوسرے علماء کرام و حفاظ اور قاری صاحبان بھی مراد لئے ہیں اور ان حضرات کی بھی کمی نہیں لیکن کمی ہے ان میں عمل صالح کی ہے اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے لیکن حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو تسلیم کر لینا چاہئے یہی عقیدہ اہلسنت کا ہے حق ہے اور دیگر مذاہب باطل اور جہنم میں لے جانے والے۔ اویسی غفرلہ)

9- نیک لوگ ایک ایک ہو کر دنیا سے رخصت ہو جائیں گے پھر گھٹیا لوگ جو کی بھوسی یا ردی کھجور کی طرح بچ جائیں گے۔ (رواہ احمد والبخاری، عن مرواس الاسلمی)

فائدہ: اس حدیث پر تبصرہ کی ضرورت نہیں کسی نے مزاحیہ شعر خوب کہا ہے اگر چہ جیسا ہی ہے۔

گل گئے گلشن گئے باقی دھتورے رہ گئے
کامل گئے اکمل گئے باقی ادھورے رہ گئے

10- قیامت قائم نہ ہوگی جب تک زہد روایتی نہ ہو اور پرہیز گاری تصنع (بناوٹی)۔ (رواہ ابونعیم فی الحلیہ، عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ)

11- قیامت کی علامات اور نشانیوں سے ہے اولاد کا غلیظ ہونا اور (اس کی تشریح چند سطور کے بعد آئے گی) بارش کی کثرت شر پسندوں اور شرارتیوں کی بھرمار۔

(رواہ الطبرانی، عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

اضافہ اویسی غفرلہ:

اس حدیث شریف میں تین امور بیان فرمائے ہیں:

1- اولاد والے جانتے ہے کہ کوئی خوش قسمت ماں باپ ہوں گے جن کی اولاد والدین کے ابرو کے اشارہ پر ہو ورنہ اکثر کا حال ظاہر ہے کہ کیسے ماں باپ کے دل جلائے جا رہے ہیں۔

2- کثرت بارش کے متعلق گذشتہ باب میں تفصیل آگئی ہے۔

3- شرارتیوں اور شر کی بھرمار۔ یہ بھی ہمارے دور میں پورے جوبن پر ہے۔ آج کل کے عرف میں اشرار کو دہشت گرد اور ان کے کردار کو دہشت گردی کہا جاتا ہے یہ ہمارے حضور سرورِ عالم ﷺ کے علم غیب کے لئے سورج سے زیادہ روشن ثبوت ہے کہ دہشت گردی ودہشت گردوں کا راج ہے جس سے تمام ممالک اسلامیہ وغیر اسلامیہ نالاں وفریاد کناں ہیں پھر بھی کوئی حضور نبی اکرم ﷺ کے علم غیب کا منکر ہے تو ہم بس یہی کہہ سکتے ہیں۔

گر نہ بیند شپرہ چشم — چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

''اگر چمگادڑ کی آنکھ کچھ نہیں دیکھ سکتی تو سورج کے چشمہ کی کیا خطا ہے''۔

کسی نے اردو میں اسے یوں ادا کیا ہے:

دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

(اویسی غفرلہ)

تحقیق المصنف رحمۃ اللہ علیہ:

آپ اس حدیث کی وضاحت فرماتے ہیں کہ غلیظ کا مطلب یہ ہے کہ اولاد ایسا عمل کرے گی کہ جو والدین کو ان پر غصہ دلائے کہ وہ اسے سزا دیں (لیکن اب اولاد جوان ہے والدین بوڑھے انہیں کیا سزا دیں بلکہ الٹا اولاد ماں باپ کو سزا دیتی ہے بعض مرتبہ اولاد والدین کو گھر سے باہر نکال دیتی ہے جو سب کو معلوم ہے) اور یہ ہے کہ اولاد ماں باپ کے کہنے پر نہ چلے گی اپنی (باتیں) مارے گی (جیسے دور حاضرہ کا حال ہے) عیاں راچہ بیان۔

بارش کی کثرت لیکن کھیتوں کی کمی یہ سرد بارشوں میں ہوتا ہے اس کی تفصیل گذری ہے

فیض الاشرار کا مطلب ہے ان کی کثرت یعنی شرارتیں بڑھ جائیں گی۔ (اس کی تفصیل فقیر نے اوپر عرض کر دی ہے)

12- قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا سمجھا جائے گا۔ (رواہ الطبرانی، مجمع الزوائد عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

فائدہ: اس حدیث کو مع شرح و تفصیل فقیر نے اپنے رسالہ ''علامات قیامت'' مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز کراچی میں بیان کیا ہے۔ اویسی غفرلہ)

13- قیامت کی علامات میں ہے کہ خائن (خیانت کرنے والا) کو امانت دار اور امین (سچا) کو خیانتی سمجھا جائے گا اور بیگانوں سے یاری دوستی اور قریبی رشتہ داروں سے بیگانگی اور قطع رحمی کا سلوک کیا جائے گا۔ (رواہ الطبرانی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

فائدہ: یہ باتیں ہمارے دور میں اظہر من الشمس ہیں اور بیگانوں سے یاری دوستی اور اعزہ و اقارب سے دشمنی کا یہ عالم ہے کہ کوئی گھرانہ اس علامت سے محروم نہیں۔ (الا ماشاء اللہ) ہاں فقیر اویسی غفرلہ کو کہنے دیجئے کہ اس سے مذہبی رشتہ داری سے بغض اور بد مذاہب سے

یاری دوستی بھی مراد ہو سکتی ہے کہ یہ اس صدی ۱۵ ویں میں ابھری ہے اور بڑھتی جا رہی ہے ہم دیکھ رہے ہیں کہ اہلسنت حق مذہب والے آپس میں معمولی سے مسئلہ پر ایک دوسرے سے دست و گریبان ہیں اور غیروں سے ایسا گٹھ جوڑ کہ محسوس ہوتا ہے کہ گویا ایک مانے جاتے ہیں۔فالی اللّٰہِ المشتکی واللہ المستعان۔اویسی غفرلہ)

14- قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ ہر قبیلہ کا سردار (ممبر: وڈیرہ، رئیس، ملک، چوہدری) منافق ہوگا اور بازاریں فاجروں اور فاسقوں سے بھری ہوں گی۔

(رواہ الطبرانی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

فائدہ: جب سے چھوٹے بڑے انتخاب کا جال بچھایا گیا ہے اس سے حدیث شریف کی تصدیق میں کسی کو جھجک محسوس نہ ہوگی اور بازاروں کا فساق و فجار سے بھرا ہونا پہلے بھی تھا لیکن یہ سلسلہ آگے بڑھ رہا ہے۔اویسی غفرلہ)

15- قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ قبیلہ میں مومن کی حالت بکری کے چھوٹے اور ذلیل ترین بچے جیسی ہوگی۔(رواہ الطبرانی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ) النقد بمعنی بکری کا چھوٹا سا بچہ۔

فائدہ: مومن سے ایماندار صوفی منش آدمی مراد ہے اس پر غور نہ کریں بلکہ مشاہدہ کر لیں کسی امیر یا متوسط گھرانے یا محلہ میں ایسے صوفی منش ایماندار کا کیا حال ہوتا ہے اور وہ ان میں کتنا گرا ہوا انسان سمجھا جاتا ہے۔اویسی غفرلہ)

16- علامات قیامت میں سے ہے مسجدوں کی محرابیں خوبصورت رنگ برنگ بنائی جائیں گی اور قلوب ویران ہوں گے۔(رواہ الطبرانی)

فائدہ: اس علامت کو روزانہ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ بعض مساجد (شہر و دیہات) میں محرابوں کو دیکھ کر دلہنوں پر رحم آتا ہے کہ ان کا ہار سنگار خوب لیکن محرابیں ان سے بازی لے گئیں اسی لئے بعض دین پسند دوستوں کے منہ سے بے ساختہ یہ شعر نکل جاتا ہے

اگر جنۃ الفردوس بر زمین است ہمیں است وہمیں است وہمیں است

''اگر جنت فردوس زمین پر ہے تو وہ یہی ہے یہی ہے یہی ہے''۔

لطیفہ: مساجد میں محراب بنانا بدعت ہے بنوامیہ کے دور سے یہ سلسلہ شروع ہوا ہے اس پر

فقیر کا رسالہ ''بدعات المحاریب'' ۔مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور۔کا مطالعہ کیجئے جو لوگ میلاد شریف واعراس بزرگان دین اور صلوۃ وسلام عندالاذان و دیگر بے شمار اہلسنت کے مسائل کو بدعت کی رٹ لگا کر عوام کو بہکاتے ہیں وہ اپنی مساجد کی محرابیں ڈھاویں کیونکہ یہ بدعت ہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس میں مساجد محرابیں بہیئۃ کذائیہ نہیں تھیں۔ فلہذا بقول مخالفین "کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار" اس پر بھی نہ صرف فتویٰ بلکہ محرابوں کو مساجد سے اڑا دیا جائے۔

مساجد کا نقش ونگار:

یہ بھی ہمارے دور میں بہت خوب ہے اور ہونا چاہئے لیکن اس کو حضور ﷺ نے کراہت کی نگاہ سے دیکھا ہے اس کے باوجود جگہ جگہ مساجد کو سنگارا جارہا ہے اور یہ بھی علامات قیامت سے ہے۔(اویسی غفرلہ)

17- قیامت کی علامت میں سے ہے مرد مردوں پر اکتفا کریں گے اور عورتیں عورتوں سے۔ (رواہ الطبرانی)

فائدہ: لواطت کی طرف اشارہ ہے کہ یہ مردوں میں ہوگا اور عورتوں میں سحاق (فرج کا فرج سے مسلنا) بکثرت ہوگا۔ یہ علامات بھی پہلے سے تھیں لیکن اب یہ کچھ آگے قدم بڑھا رہی ہیں۔

تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ ''القباحۃ فی اللواطۃ'' زیر طبع۔(اویسی غفرلہ)

18- قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ مسجدیں مضبوط اور پختہ بنائی جائی گی اور منابر بہت زیادہ اونچے بنائے جائیں گے۔(رواہ الطبرانی)

فائدہ: منابر منبر کی جمع ہے اس سے معروف مراد ہے اگر تاء سے پڑھا جائے تو اس سے منارے مراد ہیں۔ یہ دونوں زمانہ رسالتمآب ﷺ میں نہ تھے اگر چہ منبر شریف تھا لیکن اتنا اونچا نہیں جیسے آج کل موجودہ مسجد نبوی شریف کے منبر دیکھ لیجئے یونہی منارے تو مساجد میں فلک بوس ہر جگہ ہیں بعض مساجد میں صرف ایک بعض میں دو اور مسجد نبوی شریف میں اتنے زیادہ ہیں کہ گننا مشکل ہو جائیں یہ بدعت ہیں لیکن یہ رواج ان میں زیادہ ہے جو میلاد

شریف اور اعراس بزرگان دین ودیگر مسائل اہلسنت کو بدعت کہنے کے عادی ہیں۔ تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ "بدعات المساجد" یہ علامات ایسی نمایاں ہے کہ ہر بستی اور ہر شہر میں متعدد مقامات پر دور سے نظر آتی ہے اور بعض جگہ منبر بھی اونچے اونچے بنائے جاتے ہیں لیکن اسے سمجھے تو کون سمجھے۔ اویسی غفرلہ)

19- قیامت کی علامت میں سے ہے کہ ویران شہروں کو آباد کیا جائے گا اور آباد شہروں کو ویران کیا جائے گا۔ (رواہ الطبرانی وابن عساکر عن محمد بن عطیۃ السعدی)

فائدہ: یعنی آباد شہر کو ویران کر کے اس کے بجائے دوسری جگہ پر آباد کیا جائے گا جیسے مصر کو القاہرہ کی طرف اور کوفہ کو نجف کی طرف منتقل کیا گیا۔

ایسے بے شمار شہر قصبے، بستیاں مکانات تبدیل ہوئے رہتے ہیں یہ تمام امور نگاہ مصطفےٰ ﷺ میں تھے اور ہیں جسے ہم علم غیب سے تعبیر کرتے ہیں۔ (اویسی غفرلہ)

20- قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ لہو ولعب کے آلات ظاہر ہوں گے اور شرابیں بکثرت پائی جائیں گی۔ (رواہ الطبرانی)

فائدہ: آلات لہو ولعب تو پہلے بھی تھے لیکن اتنا کثرت سے نہیں کہ اب تو یہ حال ہے کہ رات دن دیہاتوں، قصبوں میں شہروں میں گانوں اور باجوں کی آوازیں کانوں میں گونجتی ہیں یونہی شراب خوری تو پہلے بھی تھی لیکن اب قسم وقسم کی شرابیں اور اتنا زیادہ پی جارہی ہیں کہ شاید پانی بھی اتنا نہ پیا جارہا ہو۔ اویسی غفرلہ)

فائدہ: المعازف بالعین المھملۃ والزای المعجمۃ جمع عزف (عین مھملہ راء معجمہ) عزف کی جمع نہایہ میں ہے بمعنی وقوف وغیرہ وہ آلہ جو دف کی طرح بجایا جائے بعض نے کہا کہ ہر لہو ولعب عزف ہے ان سے یہی گانے باجے مراد ہیں جو اوپر فقیر نے عرض کئے۔

21- علامات قیامت میں سے ہے کہ شرط یعنی پولیس وغیرہ اور گلہ غیبت کرنے والوں اور چغل خوروں اور منہ پر عیب بیان کرنے والوں کی کثرت ہو جائے گی اور اولاد الزنا (ولدالحرام) بہت زیادہ ہو جائیں گے۔ (رواہ الطبرانی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

فائدہ: الشُرط بضم الشمن وبفتح الراء بمعنی بادشاہ۔ حکام کے اعوان مددگار (جیسے

پولیس، فوج وغیرہ) امام سخاوی نے فرمایا کہ آج کل ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو ظالم لوگوں کے مددگار ہوں اس کا اطلاق حاکم کی سب سے بڑی جماعت کو کہا جاتا ہے جو اس ظالم کے حامی کار اور مددگار ہوں اسے توسیع دے کر ظالم حکام پر اطلاق کیا جاتا ہے۔

الھمز بمعنی غیبت اور لوگوں کے عیوب کا تجسس اور انہیں کھلم کھلا بیان کرنا، وھمز یھمز، ھماز اس کا مبالغہ۔ اللمز بھی اسی طرح ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

ھَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِیْمٍ۔ (پ۲۹، القلم آیت نمبر۱۱)

''ذلیل بہت طعنہ دینے والا بہت ادھر لگاتا پھرنے والا''۔

اسی سے ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ۔ (پ۲۶، الحجرات ۱۱)

''اور آپس میں طعنہ نہ کرو''۔

اور فرمایا:

وَیْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ۔ (پ۳۰، الھمزۃ آیت نمبر۱)

''خرابی ہے اس کیلئے جو لوگوں کے منہ پر عیب کرے پیٹھ پیچھے بدی کرے''۔

فائدہ: بعض نے کہا اللمز بمعنی منہ پر عیب بتانا اور الھمز پس پشت عیب بیان کرنا (مثلاً گلہ، غیبت)۔

22- قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

(i) خاص لوگوں کو سلام کرنا

(ii) تجارتی امور کی بہتات یہاں تک کہ عورت اپنے مرد کی تجارتی امور میں ہاتھ بٹائے گی۔

(iii) قطع رحمی

(iv) جھوٹی گواہیوں کا ظہور

(v) شہادت حق کا کتمان (چھپانا)۔ (رواہ احمد والبخاری والحاکم وصححہ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

فائدہ: وفشو القلم۔ بمعنی لکھائی بہت زیادہ یعنی ہر بات لکھی لکھائی مل جائی گی اسی طرح علماء کی قلت ہو جائے گی یعنی صرف چند لکھی ہوئی باتوں کو سیکھ لیں گے تاکہ حکام (افسروں کے

ہاں آنا جانا آسان ہو)۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

ناظرین غور فرمائیں کہ مذکورہ بالا بتائی ہوئی چھ نشانیاں کیسے ہمارے سامنے ہیں اور ایسی ظاہر و باہر ہیں کہ سورج کے وجود میں تو شک ہو سکتا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے ارشادات میں ذرہ بھر بھی شک نہیں یہی معجزہ علم غیب ہے جس کے دیکھنے کی سعادت ہمیں نصیب ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ ان معجزات کے ظہور کی عملی کاروائیوں سے ہمیں محفوظ فرمائیں۔ (آمین)

23- جب یہ امت مصطفویہ صلی اللہ علیہ وسلم

(i) شراب کو نبیذ سمجھنے لگے یعنی شراب کا نام نبیذ رکھ کر پیں اور نبیذ سے بھی وہی مراد ہے یعنی شراب کیونکہ شراب کی تعریف یہی ہے کہ بہنے والی نشہ آور چیز۔

(ii) سود کو تجارت کا نام دے کر حلال قرار دیں گے یعنی حیلے بہانے سے سود کو تجارت قرار دے کر کاروبار چلائیں گے۔

(iii) رشوت کو ہدیہ کے طور پر کھائیں گے یعنی رشوت اور خالص حرام کھائیں گے اور اس کا نام ہدیہ رکھیں گے۔

(iv) زکوٰۃ سے تجارت کریں گے یعنی زکوٰۃ تجارت کے فروغ دینے کے طور دیں گے یا زکوٰۃ دے کر اس کا بدلہ لیں گے کہ کسی کو زکوٰۃ دے کر کوئی اپنا کام نکالیں گے۔

فائدہ: یہ امور ہمارے دور میں ایسے واضح ہیں کہ تشریح کی ضرورت بھی نہیں۔

24- جب عورتیں عورتوں سے اور مرد مردوں سے مستغنی (بے نیاز) ہو جائیں تو مشرق سے سرخ آندھی کا انتظار کرو اس سے بعض کی شکلیں بدل جائیں گی اور بعض ایک دوسرے سے دھنس جائیں گے ان کی نافرمانی کی وجہ سے جو کہ وہ حد سے تجاوز کرتے تھے۔ (رواہ الدیلمی عن انس رضی اللہ عنہ)

25- قیامت کی نشانی ہے کہ جب مال غنیمت ذاتی دولت و مال سمجھا جائے۔

(رواہ الترمذی عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

فائدہ: الدُّول بضمّ الدال وفتحھا ''جس پر انسان کو بطور حظ گذراہ ہو کذا فی الفائق اور نہایہ میں ہے الدول بضم الدّال وفتح الواو جمع دولٰ بالضم آنے جانے والا مال جو آج اسکے ہاتھ میں ہے تو کل دوسرے کے ہاتھ میں۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب مال غنیمت اغنیاء اور صاحبان مراتب اپنے لئے خاص کر لیں اور مستحقین کو محروم رکھیں۔

26- قیامت کی نشانی ہے کہ امانت کو غنیمت اور زکوۃ کو تاوان سمجھا جائے گا اور علم، دین کی بجائے کسی اور خواہش پر پڑھا جائے گا مثلاً ملازمت وغیرہم۔ (رواہ الترمذی)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ امانت دار لوگوں کی امانتیں اور سپرد شدہ چیزیں لے کر مال غنیمت بنالیں گے کہ ان پر زکوۃ کی ادائیگی گراں گزرے گی جیسے تاوان کی ادائیگی گراں گزرتی ہے اور علم پڑھیں گے لیکن دین کیلئے نہیں بلکہ دنیوی مقاصد اور عہدے حاصل کرنے کے لئے۔

(یہ دونوں باتیں آج ہمارے سامنے سورج سے زیادہ روشن ہیں۔ اویسی غفرلہ)

27- قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ انسان اپنی عورت کی اطاعت کرے گا اور ماں کی نافرمانی اور دوست کو اپنے قریب لائے گا اور باپ کو دور رکھے گا اور مسجدوں میں آوازیں بلند ہوں گی۔ (رواہ الترمذی)

فائدہ: دوست کے قریب لانے کا مطلب یہ کہ اس کی عزت واحترام بہت زیادہ کرے گا اور باپ کو نہ صرف دور کرے گا بلکہ اسے اذیت پہنچائے گا یونہی مساجد میں آواز اٹھنے کا یہی مطلب ہے کہ دنیا کی باتوں میں ایسے مشغول نظر آئیں گے کہ گویا وہ مسجد میں نہیں بلکہ نجی مجلس میں بیٹھے ہیں۔ (یہ جملہ اُمور سب کے سامنے ہیں ہم بتائیں تو کیا بتائیں؟ (اویسی غفرلہ)

28- قیامت کی علامت ہے کہ قبیلے (علاقہ) کا سردار (لیڈر ان کا فاسق ہوگا) اور قوم (برادری) کا کرتا دھرتا رذیل تر آدمی ہوگا اور کسی کی عزت کی جائے گی تو اس کے شر سے بچنے کیلئے۔ (رواہ الترمذی)

فائدہ: قوم (برادری وغیرہ) میں ان کا بڑا اور سرداران سب سے زیادہ فاسق وفاجر ہوگا اور ان کے ہر معاملہ کا ذمہ دار ایسا ہی شخص ہوگا۔ الرذل بمعنی ہر شے سے ردی اور بیکار یعنی قوم اور برادری کے امور کا کفیل ہی بیکار آدمی مقرر ہوگا۔

29- قیامت کی نشانی ہے کہ جب گانے بجانے والی عورتیں منظر عام میں آجائیں۔ سرورو گانے باجے عورتوں کا مشغلہ بن جائے اور شراب عام پی جائے اور امت کے آخری لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کریں۔ (رواہ الترمذی)

فائدہ:

عورتوں کا گانا بجانا دور حاضر میں عروج پر ہے اور صحابہ کرام پر لعنت بھیجنے کا مشغلہ شیعوں میں ہے اس کی تفصیل پہلے باب میں گزر چکی ہے اور دور حاضر میں شیعوں میں لعنت بر صحابہ رضی اللہ عنہم کی کمی نہیں ہے۔ (معاذ اللہ)

30- قرب قیامت میں کَثُرَ لِبْسُ الطَّیَالسۃ یعنی ریشم پہننے کی کثرت اور تجارت بڑھ جائے گی اور مال کی فراوانی ہوگی اور صاحب مال کی مال کی وجہ سے تعظیم کی جائے گی اور پولیس اور فوج بہت زیادہ ہوگی اور بچوں کی حکومت ہوگی اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی اور بادشاہ (ملک کا سربراہ اور اس کے کارندے اور افسر وغیرہ) ظلم کریں گے اور پھر تول اور ناپ میں کمی کی جائے گی۔ (رواہ الطبرانی والحاکم عن ابی ذر رضی اللہ عنہ)

فائدہ: التطفیف بمعنی کیل ووزن اور ناپ میں کمی کرنا اور یہ گناہ کبیرہ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ وَاِذَا کَالُوْھُمْ اَوْ وَّزَنُوْھُمْ یُخْسِرُوْنَ۔ (پ۳۰ المطففین ۱/۲)

''کم تولنے والوں کی خرابی ہے کہ وہ جب اوروں سے ماپ لیں پورا لیں اور جب انہیں ماپ تول کر دیں کم کر دیں''۔

31- قیامت کی نشانی ہے کہ شیطان انسان کی صورت میں شکل بدل کر لوگوں کے پاس آئے گا انہیں جھوٹی (باتیں) بیان کرے گا لوگ متفرق طور اس کی باتوں کو پھیلائیں گے ان میں سے ایک کہے گا میں نے ایسے آدمی سے سنا ہے جس کا چہرہ تو میرا جانا پہچانا ہے لیکن اس کا نام نہیں جانتا۔ (رواہ مسلم فی المقدمہ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

32- سمندر میں شیاطین بندھے پڑے ہیں جنہیں حضرت سلیمان علیہ السلام نے باندھ رکھا تھا

وہ سمندر سے نکل کر لوگوں کو قرآن پڑھ کر سنائیں گے یعنی دین کی باتیں کریں گے۔

(رواہ مسلم عن ابن عمرو رضی اللہ عنہما)

فائدہ: اس قسم کا شک تبلیغی جماعت کے مبلغوں پر جاتا ہے کہ یہ طریقہ سنت ہے تو ان کے بڑوں نے کیوں نہ کیا اگر بدعت ہے تو یہ کیوں بستر اٹھا کر پھر رہے ہیں پھر ایسی حدیثیں اور ان کے مفہوم ایسے بیان کرتے ہیں کہ نہ کبھی سنے گئے نہ کتابوں میں دیکھے گئے۔ (اویسی غفرلہ)

33- قرب قیامت میں کتے کے چھوٹے بچے کو پالنا بہتر ہوگا اس سے کہ وہ اپنے بچے کو پالے (کیونکہ اوپر گذرا ہے کہ اولاد کو ماں باپ کی قدر نہ ہوگی لیکن یہ اکثریت کے لحاظ سے ہے ورنہ الحمد للہ نیک اولاد کی کمی نہ ہوگی) بڑوں کی عزت نہ کی جائے گی چھوٹوں پر رحم نہ کیا جائے گا۔ زنا کی اولاد (ولد الحرام) کی کثرت ہوگی یہاں تک کہ مرد عورت سے شارع عام پر زنا کرے گا بھیڑ کے چمڑے کا لباس پہنیں گے یعنی نرمی سے باتیں کریں گے اور ریاء کے طور پر نیک عمل کر کے دکھائیں گے لیکن ان کے قلوب بھیڑیئے جیسے ہوں گے۔ (رواہ الطبرانی والحاکم عن ابی ذر رضی اللہ عنہ)

فائدہ: یہ تمام نشانیاں عام ہیں آخری نشانی تبلیغی جماعت کے لوگوں پر پوری آتی ہے کہ نرم نرم باتیں ان کی مشہور ہیں اور ان کے قلوب بھیڑیئے جیسے ہیں یعنی زہریلے ارادے رکھتے ہیں جس کے متعلق ان کا زہریلا پن یعنی ملکی اور ملی نقصانات بین الاقوامی ہیں اسی وجہ سے اکثر ملکوں نے ان پر پابندی لگا رکھی ہے ان کے ضرر حال دیکھنے ہوں تو فقیر کا رسالہ ''تبلیغی جماعت کے کارنامے'' مطبوعہ ضیاء الدین پبلشرز کراچی، و دیگر رسائل فقیر کے پڑھیے۔ (اویسی غفرلہ)

34- قیامت کی نشانی ہے کہ جب تمہارے بڑوں میں برے کام (زنا وغیرہ) پائے جائیں چھوٹی عمر کے لوگوں کے ہاتھ میں ملک کی باگ ڈور ہو علم تمہارے رذیل لوگوں میں ہو اور تمہارے اچھے لوگوں میں منافقت ہو۔ (رواہ احمد وابن ماجہ عن انس رضی اللہ عنہ)

35- قیامت کی نشانی ہے جب موت تقاریب زمان ہوگا میری امت کے نیک لوگوں کو صاف کر دے گی (یعنی انہیں لقمہ اجل بنا لے گی) جیسا کہ تم میں سے ایک شخص

طشتری میں سے رطب صاف کرتا ہے (اسے رامہرمزی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے)

36- قیامت کی نشانی ہے کہ جب لوگ محلات (بہترین بنگلوں) میں فخر کریں گے ایک روایت میں ہے کہ جب تم ننگے پاؤں والوں اور ننگے جسم والوں اور بکریوں کے چرواہوں کو محلات (بہترین بنگلوں) میں فخر کرتے ہوئے دیکھو تو قیامت کا انتظار کرو۔

(رواہ الشیخان عن عمر رضی اللہ عنہ)

یہ اس لئے ہے کہ ان کے مال کی کثرت ہوگی مال کی وجہ سے ان کی عوام میں وجاہت ہوگی ان کا مشغلہ اور پروگرام سوائے تعمیرات محلات کے اور کچھ نہ ہوگا۔ کیونکہ نہ تو انہیں عبادت سے سروکار ہوگا اور نہ علم اسلامی سے دلچسپی ہوگی اور نہ انہیں اسلامی جہاد کا خیال ہوگا۔

37- قیامت کی علامت ہے کہ جب امور دنیا سونپے جائیں، ایک روایت میں ہے جب امور ان کے نااہل کو سپرد ہوں تو قیامت کا انتظار کرو۔ (رواہ البخاری عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

کسی نے کیا خوب فرمایا ہے:

أیا دھرا عملت فینا أذا کا ولیتنا بعد وجوہ قفا کا

قلبت الشرار علینا رووسا واجلست سفلتنا مستوا کا

فیا دھر ان کنت عادیتنا فھا قد صنعت بناما کفانا

(i) اے زمانہ! تو نے ہم پروہ کام کر دیکھا، کہ تو نے منہ پھیر کر ہماری طرف پیٹھ کرلی۔

(ii) ہم پر تو نے شرارتی لوگ سردار مسلط کر دیئے اور تو نے کمینے لوگوں کو اپنے برابر بٹھا دیا۔

(iii) اے زمانہ! تو نے ہمارے ساتھ دشمنی کی تو نے ہمارے ساتھ ایسا کیا جو اتنا کافی ہے۔

38- قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ اہل مسجد (نمازی) ایک دوسرے کے ذمہ لگاتے پھریں گے لیکن امام نہ ملے گا جو انہیں نماز پڑھائے۔ (رواہ احمد وابوداؤد عن سلامۃ بنت الحران)

39- قیامت کی نشانی ہے کہ دنیا ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ آدمی کسی قبر پر گذرے گا تو اس پر لوٹ پوٹ ہو کر کہے گا کاش! میں اس قبر والے کی جگہ ہوتا یہ اس کے دین کی وجہ سے نہیں نہ بلاو امصیبت میں مبتلا ہونے کی وجہ سے۔ (رواہ مسلم ابن ماجہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

فائدہ: یعنی دینوی مصائب ومشکلات کی پریشانیوں سے تنگ آکر انسان آرزو کرے گا کہ کاش! مر جائے اور قبر میں چلا جائے جیسے آج کل اکثر لوگوں کا حال ہے۔اویسی غفرلہ)

40 قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم امام (امیر المومنین) کو قتل کرو گے اور آپس میں ایک دوسرے سے تلواروں سے جنگ کرو گے اور تمہارے بدترین لوگ تمہاری دنیا کے وارث ہوں گے۔

فائدہ: باب اوّل میں بہت سے واقعات تفصیل سے گذرے کہ لوگ اپنے بادشاہوں کو قتل کرتے رہے وہ اگر چہ امام شرعی نہ تھے (امیر المومنین کہلانے کے مستحق نہ تھے لیکن ائمہ حق کے مسند نشین اور نائب تو تھے کہ قتل کرنے والے انہیں بمنزلہ امام کے سمجھتے تھے۔) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۱۷۶ھ نے اس سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت مراد لی ہے (ازالۃ الخفاء) اس معنی پر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی شہادت اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت بھی مراد ہوسکتی ہے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی مراد ہوسکتے ہیں۔(اویسی غفرلہ)

41 قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ علم چھوٹوں سے طلب کیا جائے گا۔

(رواہ الترمذی عن ابی امیۃ الجمحی)

فائدہ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ مہاجرین وانصار صحابہ بلکہ قریش کی اولاد دنیا و جاہ طلبی میں مصروف ہو جائے گی باقی کم مرتبہ لوگ مثلاً موالی (غلام) اور معمولی درجہ کے لوگوں کی اولاد علم حاصل کریں گے پھر انہیں سے فتاویٰ طلب کئے جائیں گے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

واقعی یونہی ہوا جیسا کہ ذیل کا واقعہ اس پر دلالت کرتا ہے

امام محمد بن مسلم ۱۲۴ھ جو عام طور پر ''ابن شہاب'' اور امام زہری'' کے لقب سے مشہور ہیں۔ دور تابعین کے انتہائی جلیل القدر اور عظیم المرتبت محدث ہیں اور امام مالک اور قتادہ جیسے ائمہ فقہ وحدیث کے استاد ہیں یہ اپنی علمی جلالت کے ساتھ حق گوئی میں بھی یکتائے روزگار تھے۔ ایک مرتبہ خلیفہ دمشق عبدالملک بن مروان نے ان کو اپنے دربار میں طلب کیا۔

عبدالملک خود بھی بہت زیادہ صاحب علم تھا۔لیکن نہایت ہی متعصب تھااور عجمی غلاموں کو بڑی حقارت کی نظر سے دیکھا کرتا تھا۔دربار میں عبدالملک اور امام زہری رحمتہ اللہ علیہ کے درمیان جو مکالمہ ہوااسے سنیئے اور عبرت سے سر دھنیئے۔

عبدالملک: کیوں امام زہری! کہیئے اس وقت کہاں سے تشریف لائے ہیں؟

امام زہری: مکہ مکرمہ سے

عبدالملک: آج کل اہل مکہ کا پیشوا کون ہے؟

امام زہری: عطابن رباح محدث۔

عبدالملک: یہ عربی ہیں یا عجمی؟

امام زہری: یہ ایک عجمی غلام ہیں جنہیں کسی عرب نے خرید کر آزاد کر دیا ہے؟

عبدالملک: تو پھر مکہ کے اشراف عرب نے اپنا سردار کیسے بنالیا؟

امام زہری: اس لئے کہ وہ دینداری اور روایت حدیث میں تمام اہل مکہ سے سے بڑھ کر ہیں۔

عبدالملک: بجا ہے، واقعی اہل دیانت وروایت اسی قابل ہیں کہ انہیں سردار بنایا جائے۔اچھا یمن کا مذہبی پیشوا کون ہے؟

امام زہری: طاؤس بن کیسان محدث۔

عبدالملک: یہ کون ہے؟ عربی ہیں یا عجمی غلام؟

امام زہری: یہ بھی عجمی غلام ہی ہیں۔

عبدالملک: ان کی سرداری کا راز کیا ہے؟

امام زہری: وہی دینداری اور روایت کا کمال جس نے عطابن رباح کو اہل مکہ کا سردار بنادیا۔

عبدالملک: واقعی ایسے لوگوں کو سردار قوم ہی ہونا چاہئے۔اچھا مصر کا حال کہیئے وہاں کس کے سر، سرداری کا سہرا ہے؟

امام زہری: یزید بن حبیب محدث۔

عبدالملک: یہ عربی النسل ہیں یا عجمی غلام؟

امام زہری: یہ بھی عجمی غلام۔

عبدلملک: اس کو مصریوں نے کس بناء پر اپنا سردار بنالیا؟

امام زہری: جس بناء پر اہل مکہ نے عطاؒ بن رباح کو اور اہل یمن نے طاوس کو اپنا امام بنالیا۔

عبدالملک: اچھا اہل شام کا امام قوم کون ہے؟

امام زہری: مکحول محدث۔

عبدالملک: یہ کون ہے؟

امام زہری: یہ ایک عجمی ہیں جن کو قبیلہ حذیل کی ایک عورت نے آزاد کر دیا تھا۔

عبدالملک: اچھا اہل جزیرہ کا مقتدی کون ہے؟

امام زہری: میمون بن مہران محدث۔

عبدالملک: ان کا حال بتایئے؟

امام زہری: جی! یہ بھی غلام ہی ہیں۔

عبدالملک: ارے امام زہری! یہ تو بتاؤ کہ اس وقت حرم محترم مدینہ منورہ کی سرداری کا تاج کس کے سر پر ہے؟ غالباً یہاں کا پیشوا تو ضرور کوئی عرب ہی ہوگا؟

امام زہری: جی نہیں۔ مدینہ منورہ کے پیشوا بھی غلام ہی ہیں جن کا نام ضحاک بن مزاحم ہے۔

عبدالملک: اچھا بصرہ کا کیا حال ہے؟ کیا وہاں کسی عرب کو مذہبی قیادت کا شرف حاصل ہے؟

امام زہری: بصرہ کا پیشوا تو خواجہ حسن بصری ہیں۔ جو غلام خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

عبدالملک: ہائے افسوس! اللہ! کوفہ کا حال بتایئے؟ وہ لوگ کس کی امامت کا دم بھرتے ہیں؟

امام زہری: کوفہ میں تو ابراہیم نخعی امامت قوم کے تاجدار ہیں۔

عبدالملک: ان کا حسب نسب بتایئے؟

امام زہری: یہ عرب ہیں!

عبدالملک: امام زہری خدا کی قسم! تم نے میرے دل کے بند دریچوں کو کھول دیا۔

واللہ! مجھے تو ایسا نظر آتا ہے کہ مستقبل میں یہی عجمی غلام امام و مقتدی بن کر منبروں پر خطبہ پڑھیں گے اور اشراف عرب منبروں کے نیچے بیٹھے ہوں گے۔ ہائے افسوس! یہ کتنا بڑا انقلاب ہوگا۔

امام زہری: امیر المومنین! اس میں تعجب یا افسوس کی کون سی بات ہے؟ ''تعلیم اسلام'' خدا کا دین ہے۔ جو علم دین حاصل کر کے اسلام کی خدمت و حفاظت کرے گا وہ یقیناً بلند مرتبہ ہو کر سرداری کا تاج پہنے گا اور جو اس کو ضائع کر دے گا وہ بلاشبہ ذلت و پستی کے عمیق غار میں ذلیل و خوار ہو جائے گا۔ (روح البیان، ج ۳ ص ۳۲۱، ومناقب الموفق) اور آج کل بھی یہی ہو رہا ہے کہ امراء و پیراء (پیر کی جمع، رسمی پیر) کی اولاد کالجوں یونیورسٹیوں کی زینت ہیں اور غرباء مساکین اور کمی لوگوں کی اولاد مدارس عربیہ میں حفظ القرآن اور علم کی دولت سے مالا مال ہو رہے ہیں۔ (فالی اللہ المشتکی وھوالمستعان۔ اویسی غفرلہ)

42- قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ آدمی بھائی کو قتل کرے لیکن اسے معلوم نہ ہو کہ وہ اسے کیوں قتل کر رہا ہے۔ (رواہ الحاکم فی تاریخہ عن ابی موسی رضی اللہ عنہ)

43- قیامت کی نشانی ہے کہ ہر شے کا ایسا آدمی مالک ہوگا جو اس کے لائق نہیں ہوگا (نااہل ہوگا) اور کمینے کو فوقیت دی جائیگی۔ اور بلند قدر کو گھٹایا جائے گا۔

(رواہ ابونعیم ابن حماد بن کثیر بن مرۃ مرسلا)

44- قیامت کے قرب کی نشانی ہے کہ تمہارے منبروں کے خطیب زیادہ ہوں گے اور علماء کا جھکاؤ امراء (مالداروں اور اربابِ حکومت) کی طرف ہوگا وہ ان کے لئے حرام کو حلال قرار دیں گے اور انہیں ان کی خواہش کے مطابق فتوے دیں گے۔

(رواہ الدیلمی عن علی کرم اللہ وجہہ)

45- قیامت کے قرب کی نشانی ہے کہ علماء (مولوی) اس لئے علم پڑھیں گے تاکہ روپیہ پیسہ کمائیں اور تم لوگ قرآن کو تجارت بنا لو گے۔ (رواہ الدیلمی عن علی کرم اللہ وجہہ)

فائدہ: یعنی قرآن اجرت پر پڑھیں گے اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کیلئے نہیں پڑھیں گے۔ آج یہ نشانی سورج سے زیادہ روشن ہے۔ (اویسی غفرلہ)

46- قیامت کی نشانی ہے کہ امت اس وقت تک شریعت پر قائم رہے گی جب تک کہ یہ تین چیزیں ظاہر نہ ہوں۔

(i) علم دنیا سے اٹھا لیا جائے گا۔

(ii) اولاد المغنث۔(ہیجڑوں کی کثرت)

(iii) ان میں سقارون (غیر مستحق لوگوں پر لعنت کرنے والا) ظاہر ہو جائیں عرض کی گئی سقارون کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ آخری زمانہ میں ہوں گے جو ملاقات کے وقت ایک دوسرے پر لعنت کریں گے اور السلام علیکم کے بجائے گالی گلوچ بکیں گے۔(رواہ احمد والطبرانی والحاکم عن معاذ بن انس رضی اللہ عنہ)

فائدہ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ عموماً کسانوں، دکانداروں اور کمینے لوگوں کی عادت ہے کہ ملتے وقت السلام علیکم سے پہلے ایک دوسرے کو گالی گلوچ اور بکواسات سے استقبال کرتے ہیں یوں ہی الوداع کے وقت ان کا یہی حال ہے انہیں گویا السلام علیکم کہنے کا علم تک نہیں۔(انا للہ وانا الیہ راجعون)

اس عادت عوام کی مزید تفصیل فقیر کی تصنیف ''علامات قیامت'' مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز کراچی، میں میں پڑھئے۔(اویسی غفرلہ)

47- قیامت کی نشانی ہے کہ مرد نبطیہ (عام) عورت کی طرف مائل ہو کر اس سے نکاح کرے گا محض معاش کی طمع پر اور اپنی چچازاد کو چھوڑے رکھے گا دیکھے گا تک نہیں۔

(رواہ الطبرانی عن ابی امامۃ)

فائدہ: مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ گھٹیا نسل کی عورت سے صرف اس کی دولت کی لالچ میں نکاح کرے گا اور اپنی چچازاد کو فقر و تنگدستی کی وجہ سے چھوڑ دے گا یا چھوڑے رکھے گا۔

(ہمارے زمانہ ۱۴۲۳ھ یہ خرابی عام ہے۔اویسی غفرلہ)

48- قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ قطع رحمی عام ہو جائے گی۔ ناحق مال لیا جائے گا اور ناحق خون بہائے جائیں گے اور رشتہ دار رشتہ داروں کا بلا وجہ شکوہ شکایت کریں گے، حالانکہ درمیان میں کوئی بات نہ ہوگی اور سوالی (گداگر) چکر لگائیں گے اور انہیں ملے گا کچھ بھی نہیں۔(رواہ ابن ابی شیبہ عن عبداللہ رضی اللہ عنہ)

49- قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ مندرجہ ذیل ظاہر نہ ہوں۔

کتاب اللہ کو بیکار بنا دیا جائے گا۔یعنی اس پر عمل نہ ہوگا یا اسے عمل کے لائق نہ سمجھا

جائے گا جیسے ہمارے دور میں بعض کم بخت کہہ رہے ہیں کہ قرآن فرسودہ کتاب ہے وغیرہ وغیرہ۔ (معاذ اللہ)

اسلام غریب ہو جائے گا، کینہ و بغض لوگوں کے درمیان عام ہو جائے گا، علم اٹھالیا جائے گا، زمانہ کمزور ہو جائے گا، آدمیوں کی عمر گھٹ جائے گی، مال وثمرات کم ہو جائیں گے۔ متہم (تہمت یافتہ) لوگوں پر اعتماد ہوگا، اچھے لوگوں کو تہمت کا نشانہ بنایا جائے گا، سچے کو جھوٹا اور جھوٹے کو سچا ثابت کیا جائے گا، خونریزی عام ہو جائے گی، اونچی بلڈنگیں بنائی جائیں گی، اولاد والے غمگین پھریں گے بوجہ اولاد کی نافرمانی کے، بانجھ عورتیں خوش ہوں گی، بغض و حسد اور بخل عام ہوگا، لوگ (بلاوجہ) ہلاک ہوں گے، جھوٹ عام اور سچ کم ہوگا، لوگوں کے درمیان معاملات میں اختلاف ہوگا، خواہشات نفسانی اور (بدمذہبی) کی پیروی کی جائے گی، علم کم ہو جائے گا اور جہالت کی کثرت ہوگی، بارشیں زیادہ ہوں گی پھلوں (کھیتوں) کی کمی ہوگی، اولاد میں غیظ وغضب ہوگا، سردی (موسم سرما) میں کمی ہوگی (اس کی تفسیر گزر چکی ہے)، فحشاء (زنا) عام ہوگا، زمین لپیٹ لی جائے گی (دور کے سفر آسان ہو جائیں گے جیسے آج کل ہوائی جہاز تیز رفتار گاڑیاں، بسیں، موٹریں وغیرہ وغیرہ۔ اویسی غفرلہ)، خطباء (مقررین واعظین) جھوٹ بولیں گے اور پھر میرا حق شریر لوگوں کو دیں گے (شریعت کے خلاف کر کے عوام شرارتیوں کو خوش کریں گے) جو ان کی تصدیق کرے گا اور ان کی باتوں پر رضامندی ظاہر کریں گے ایسے لوگ جنت کی خوشبو نہ سونگھیں گے۔

(رواہ ابن ابی الدنیا والطبرانی وابو نصر سجزی وابن عساکر عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ وسندہ جید)

50- قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ ایک قوم پیدا ہوگی کہ اپنی زبانوں سے ایسے کھائیں گے جیسے گائے زبانوں سے کھاتی ہے۔ (رواہ احمد والخرائطی وغیرہما عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ)

فائدہ: مصنف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگوں کی بیجا تعریف کریں گے اور منافقت سے اظہار محبت کریں گے اور ان کی تعریف میں مبالغہ کریں گے تاکہ ان سے کچھ مال ودولت حاصل کر سکیں۔

51- قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ لوگ جانوروں کی طرح راستوں (سڑکوں) پر

عورتوں سے زنا کریں گے۔ (رواہ الطبرانی عن ابن عمر رضی اللہ عنہ)

52- قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ عورت دن میں (کھلم کھلا) زنا کراتی پائی جائے گی (یعنی راستہ و سڑک کے درمیان میں زنا کرائے گی) اور اسے کوئی برا بھی نہ سمجھے گا۔ اس زمانہ میں ان (زانیوں) جیسے انہیں کہیں گے کہ راستہ (سڑک) سے تھوڑا ہٹ کر یہ کام (زنا) کرتا تو کیا اچھا ہوتا۔ اس دور میں سیدنا ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) جیسے نیک لوگ بھی ہوں گے۔ (رواہ الحاکم عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ)

یعنی اس زمانہ میں نیک لوگوں کی بھی کمی نہ ہوگی لیکن بدمعاش لوگ ایسی بے حیائی کا ارتکاب کریں گے۔ (اویسی غفرلہ)

53- قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ قلوب ایک دوسرے سے اجنبی ہو جائیں گے لوگوں کی باتیں مختلف ہو جائیں گی (کبھی کچھ کہیں گے کبھی اس کے برعکس) اور لوگ دین میں ماں باپ کے خلاف ہو جائیں گے۔ (رواہ الدیلمی عن حذیفہ رضی اللہ عنہ)

54- قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ لوگ چھوکروں پر ایسے غیرت کریں گے جیسے اپنی بیویوں پر۔ (رواہ الدیلمی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ)

فائدہ: چھوکروں سے غلط محبت کی وجہ سے نہ چاہیں گے کہ کوئی انہیں دیکھے یا بات کرے جیسے اپنی بیویوں سے محبت ہوتی ہے تو وہ نہیں چاہتا کہ کوئی اس کی بیوی کو دیکھے یا اس سے بات کرے۔

غیرت از چشم برم کہ روئے تو دیدن ندھم۔
"میری آنکھ کی غیرت کا تقاضا ہے کہ تیرا چہرہ کسی کو دیکھنے نہ دوں"

55- قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تین چیزوں کی کمی کر دے گا:

(i) روپیہ پیسہ حلال کا۔
(ii) علم جس سے استفادہ ہو
(iii) اخوت فی سبیل اللہ۔ (رواہ الدیلمی عن حذیفہ رضی اللہ عنہ)

یعنی ان تینوں کی کمی ہوگی بلکہ تقریباً نایاب ہو جائیں گے۔ (تقریباً یہ سلسلہ جاری ہے)

56- قیامت کی نشانی ہے کہ

(i) جب دیکھو صدقہ چھپ گیا (مہنگا ہو گیا) یعنی صدقہ وخیرات کی کمی ہو جائے گی۔

(ii) جنگ پر مزدور لئے جائیں گے۔

(iii) آبادیاں ویرانوں سے اور ویرانے آباد ہوں گے۔

(iv) جب دیکھو کہ آدمی امانت سے ایسے کھیلتا ہے جیسے اونٹ سے۔ تو اس وقت تم اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہو گے یعنی اس کا یقین کرو کہ قیامت آنے والی ہے۔

(رواہ عبدالرزاق والطبرانی عن عبداللہ بن زینب الجندی)

فائدہ: حدیث شریف میں۔تمرس بمعنی یتلعب و یعبث ہے (نہایہ) ترجمہ میں فقیر نے یہی لکھا ہے۔

57- قیامت کی نشانی ہے کہ آئمہ (حکام) کا ظلم، نجوم کی تصدیق، قدر و قضاء (تقدیر) کی تکذیب۔ (رواہ البزار عن علی کرم اللہ وجہہ مرفوعا وسندہ حسن)

58- قیامت کی نشانی ہے کہ لوگ دنیا سے رخصت نہ ہوں گے یہاں تک کہ بعض لوگ کہیں گے کہ قرآن مخلوق ہے۔ یاد رکھو نہ خالق ہے نہ مخلوق ہاں وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اسی سے ابتدا اسی کی طرف لوٹے گا۔ (رواہ الالکائی والاصبھانی عن علی کرم اللہ وجہہ)

یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے تو جیسے اس کی دیگر صفات غیر مخلوق و قدیم ہیں یونہی کلام اللہ (قرآن) بھی لیکن یہ کلام نفسی کے بارے میں ہے نہ کہ لفظی، وہ مخلوق اور حادث ہے۔ کلام لفظی، کلام نفسی کا فرق فقیر نے احسن البیان فی اصول تفسیر القرآن۔ (مکمل، مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز کراچی) میں لکھا ہے۔ (اویسی غفرلہ)

59- قیامت کی نشانی ہے کہ جب بیس آدمی یا اس سے کم و بیش جمع ہوں ان میں ایک بھی ایسا نہ ہو گا جس سے اللہ تعالیٰ کیلئے عوام مرعوب نہ ہوں تو یقین کرلو کہ امرِ الٰہی (قیامت) آ گئی۔ (رواہ البیہقی وابن عساکر عن عبداللہ بشر الصحابی رضی اللہ عنہ)

60- قیامت کی نشانی ہے کہ آدمی مسجد میں سے گزرے گا لیکن دو رکعت نہیں پڑھے گا۔

(رواہ ابن ابی داؤد عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

فائدہ: آج کل عموماً مسلمان مسجد سے گذرتے ہوئے دو رکعت نفل کیلئے مسجد میں آنا تو بڑی بات ہے مسجد میں کسی کام کے لئے آئیں، تو بھی دوگانہ نہیں پڑھتے عوام تو ہیں ہی عوام خواص میں سے اکثر اس سعادت سے محروم ہیں۔

محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کا عمل:

استاد العلماء مظہر حجۃ الاسلام، سرمایہ اہلسنت، حضرت علامہ الحاج استاذی المعظم سردار احمد صاحب لائلپوری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۸۲ھ فقیر کے ساتھ ایک سال ''مدرسہ منبع الفیوض'' کے سالانہ جلسہ کے لئے تشریف لائے۔ خانپور کٹورہ سے گاڑی (جیپ) کا انتظام کیا گیا فقیر کے گھر کے نزدیک ترنڈہ پر خان کی مسجد راستہ میں آئی تو فرمایا مسجد کا حق ہے اس میں دوگانہ پڑھ لو، الحمد للہ! اس دن سے فقیر کی عادت بن گئی ہے جس مسجد میں جانا ہوتا ہے دوگانہ پڑھنے کی سعادت نصیب ہو جاتی ہے۔ الحمد اللہ علی ذلک! اویسی غفرلہ)

61- اس امت کے آخری زمانہ کے لوگوں کی گندی عادتیں قرب قیامت کی نشانی ہے مثلاً اپنی عورت (منکوحہ) یا لونڈی کی دبر میں وطی کرنا یہ وہ قبیح فعل ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے اور اس فعل کو اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناپسند کرتے ہیں۔

62- مرد کا مرد سے وطی کرنا، اسے اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کیا اور یہ فعل اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناپسند فرماتے ہیں۔

63- عورت کا عورت سے وطی کرنا، اسے اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کیا اور یہ فعل اللہ تعالیٰ و رسول کو ناپسند ہے ان برے عمل والوں کی نماز قبول نہیں جب تک خالص توبہ نہ کریں۔ (رواہ الدارقطنی والبیہقی وابن النجار عن أبی قال الصحابی رضی اللہ عنہ)

64- قیامت کی نشانی ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا یہ امور ان میں پائے جائیں گے۔ لونڈیوں (نوکرانیوں) سے مشورہ لینا، عورتوں کی حکمرانی (غلبہ پانا) مردوں پر سوار رہنا، بیوقوفوں کی حکومت۔ (رواہ ابن السنادی عن علی کرم اللہ وجہہ)

65- قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ

(i) صرف جان پہچان والے کو السلام علیکم کہتا ہو گا (جب کہ ہمارے پیارے آقا ﷺ کا اپنے غلاموں کو حکم یہ ہے سلام کرو جسے جانتے ہو اور جسے نہیں جانتے۔ (اویسی غفرلہ)

(ii) (مسلمان) مسجدوں کو راستہ (سڑک) بنائے گا، پھر اس میں اللہ تعالیٰ کو سجدہ نہ کرے گا۔

(iii) غلام شیخ کو دنیا کے دونوں کناروں پر پیغام رساں بنا کر بھیجے گا۔

(iv) تاجر دنیا کے دونوں کنارے چھان لے گا لیکن تجارت کا نفع نہ پائے گا۔

(رواہ الطبرانی، عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

فائدہ: اس میں نماز کی عدم رغبتی اور چھوٹے کو بڑے کی توقیر نہ ہو گی اور تاجروں کی کذب بیانی اور دھوکہ دہی کی وجہ سے ان کی تجارت میں برکت نہ ہو گی۔

66- قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ شام کے شرارتی لوگ عراق کو منتقل ہوں گے اور عراق کے اچھے لوگ شام کی طرف منتقل ہوں گے۔ (رواہ ابن ابی شیبہ عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ)

67 قیامت کی نشانی ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ کسی دین والے کا دین نہ بچ سکے گا سوائے اس کے جو ایک چوٹی پہاڑ سے دوسرے کی طرف نہ بھاگ جائے یا ایک پتھر سے دوسرے کی جانب نہ جائے اس لومڑی کی طرح جو اپنے بچوں کو لے بھاگ جاتی ہے (تب اس کی اور اس کے بچوں کی جان بچ جاتی ہے) یہ اس وقت ہو گا کہ معصیت سے بچیں گے تو غربت و افلاس گھیر لیں گے مجبوراً انہیں ایسا کرنا پڑے گا۔ نیز آخری زمانہ میں آدمی کی ہلاکت (قتل وغیرہ) ماں باپ کے ہاتھوں ہو گی ماں باپ نہ ہوں گے تو بیوی کے ذریعے ہو گی ورنہ رشتہ داروں اور ہمسائیوں سے ہو گی جو اسے تنگی معاش کی عار دلائیں گے اور ایسے امور کے ارتکاب پر مجبور کریں گے جو اس کے بس سے باہر ہوں گے یہاں تک کہ وہ ایسی تباہیوں اور ہلاکتوں میں خود کو ڈالے گا جن سے وہ خود بخود ہلاک ہو جائے گا مثلاً خودکشی کرے گا۔ (رواہ ابو نعیم والبیہقی والخلیلی، عن ابی مسعود رضی اللہ عنہ)

فائدہ: دور حاضرہ کی خودکشی کی واردات عموماً اسی حدیث شریف کی مصداق ہیں۔ (اویسی غفرلہ)

68- قیامت کی نشانی ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ آدمی کسی قوم کے ہاں بیٹھے

گا (مقیم) ہوگا وہاں سے اٹھنا چلے جانا مشکل ہو جائے گا کیونکہ اسے خطرہ ہوگا کہ وہ اسے ہلاک نہ کر دیں۔ (رواہ الدیلمی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

69- قیامت کی نشانی ہے کہ میری امت پر آخر میں ایک مصیبت آئے گی جس سے کوئی بھی نجات نہ پا سکے گا سوائے اس کے جو دین الٰہی (اسلام) جانتا ہوگا جس سے وہ اپنی زبان اور دل سے جہاد کرے گا اور یہ وہی ہے جس کے لئے امور قضاء قدر نے سبقت کی اور وہ مرد نجات پا سکے گا جسے دین الٰہی (اسلام) کی معرفت نصیب ہوگی اور وہ اس کی تصدیق کرتا ہوگا اور بس۔ (رواہ ابو نصر سجزی وابو عن عمر رضی اللہ عنہ)

70 قیامت کی نشانی ہے کہ جب کہ دنیوی امور کی باتیں مسجدوں میں ہوں گی تم ان کے پاس نہ بیٹھو اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی ضرورت نہیں۔ (رواہ البیہقی عن الحسن مرسلا)

71 قیامت کی نشانی ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جس میں مومن لوگوں سے ایسے چھپتا پھرے گا جیسے تم سے منافق چھپتے رہتے ہیں۔ (رواہ ابن السنی عن جابر رضی اللہ عنہ)

72- قیامت کی نشانی ہے کہ کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا جن کا مقصد ان کے پیٹ اور ان کا حرص مال ومتاع ہوگا اور ان کا قبلہ ان کی عورتیں ہوں گی اور ان کا روپیہ پیسہ ہوگا وہ مخلوق میں شریر ترین لوگ ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا نصیب نہیں۔ (رواہ السلمی عن علی کرم اللہ وجہہ)

73- قیامت کی نشانی ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جو کاٹنے والا ہوگا دنیا دار لوگ ہر وہ شے کھا جائیں گے جو ان کے ہاتھ میں ہوگا۔ (رواہ احمد عن علی کرم اللہ وجہہ)

74- قیامت کی نشانی ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ علماء کرام کتوں کی طرح قتل کئے جائیں گے کاش! اس وقت کے علماء بتکلف احمق ہو جائیں۔ (جیسے عقبیت کی جنگ میں عصبیت کے خلاف بولنے والے کئی علماء کو قتل کیا جا چکا ہے۔ (اویسی غفرلہ)

(رواہ الدیلمی وابن عساکر عن کرم اللہ وجہہ)

75- قیامت کی نشانی ہے کہ علماء کرام پر ایک زمانہ آئے گا انہیں موت ایسی مرغوب ہوگی جیسا تمہیں سرخ سونا مرغوب ہے۔ (رواہ ابو نعیم عن ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ)

76- قیامت کی نشانیاں ہے شب وروز گذریں گے یہاں تک کہ اس امت کے لوگوں کے

سینوں میں قرآن مجید ایسے پرانا ہوگا جیسے کپڑے بوسیدہ ہو جاتے ہیں قرآن مجید کے سوا باقی باتیں ان کے ہاں مرغوب وپسندیدہ ہوں گی ان کا ہر کام طمع ولالچ پر مبنی ہوگا انہیں ذرہ برابر بھی خوف خدا نہ ہوگا اگر حقوق الٰہی میں اس سے کوتاہی ہوگی تو انہیں نفس خواہشات پر ابھارے گا اگر وہ اللہ تعالیٰ کی منہیات (منع کردہ امور) میں تجاوز کریں گے تو کہیں گے اللہ تعالیٰ ان سے تجاوز فرمائے گا یعنی معاف فرمادے گا ان کے لباس بھیڑ کے چمڑے کے ہوں گے بھیڑیوں کے قلوب پر یعنی نرم ہوں گی لیکن ان کے دل بھیڑیوں کی طرح اذیت رساں ہوں گے (اس کی مختصر وضاحت گزرچکی ہے) لوگوں میں افضل وہی سمجھا جائے گا جو پرلے درجہ کا منافق ہوگا نہ تو وہ حق بات کا امر کرے گا اور نہ ہی برائیوں سے روکے گا۔ (رواہ ابونعیم عن معقل بن یسار رضی اللہ عنہ)

77- قیامت کی نشانی ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا اس میں نہ علماء کی اتباع کی جائے گی نہ باہمت انسان سے حیاء وشرم اور نہ بڑوں کی توقیر اور نہ چھوٹوں پر رحم کیا جائے گا ایک دوسرے کو دنیوی امور میں قتل کریں گے ان کے قلوب عجمیوں جیسے اور زبانیں عربوں جیسی ہوں گی انہیں نیکی کا کوئی علم نہ ہوگا برائیوں سے کسی کو نہیں روکیں گے نیک آدمی ان سے چھپتا پھرے گا۔ وہ مخلوق میں شریرترین لوگ ہوں گے۔ قیامت میں اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر کرم نہیں فرمائے گا۔ (رواہ الدیلمی عن علی کرم اللہ وجہہ)

78- قیامت میں مصحف (قرآن، مسجد، آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم) آئیں گے۔ مصحف (قرآن) کہے گا یارب! لوگوں نے مجھے جلایا اور ٹکڑے ٹکڑے کیا اور مسجد کہے گی اے پروردگار! انہوں نے مجھے ویران کیا اور بیکار چھوڑا اور ضائع کیا اور عترت کہے گی اے رب، انہوں نے ہمیں اپنے سے دور رکھا اور ہمیں شہید کیا اور ہمیں دھتکارا وہ میرے گھٹنوں میں خصوصیت کے لئے دوزانوں بیٹھ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ فیصلہ میرے ذمۂ کرم پر ہے اور اس فیصلہ کے لائق صرف میں ہی ہوں۔

(رواہ الدیلمی واحمد والطبرانی عن ابی اُمامۃ رضی اللہ عنہا)

فائدہ: یہ قیامت کی علامت ظاہر ہے کہ قرآن جلائے جارہے ہیں اور ا سے عوام نہیں دین

کے ٹھیکیدار قسم کے لوگ جلا رہے ہیں جس کی آئے دن اخبار میں خبریں پڑھی جا رہی ہیں اور قرآن کی بے حرمتی کی داستانیں کسی سے مخفی نہیں اس کے متعلق فقیر کا رسالہ ''قرآن نہ جلاؤ'' مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز کراچی میں پڑھئے اور مسجدیں ویران ہیں اسی کو ڈاکٹر اقبال مرحوم نے بیان فرمایا:

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحب اوصاف حجازی نہ رہے

اور عترت آل رسول ﷺ کی بے توقیری اور کربلا میں اور پھر مختلف زمانوں میں اور آج بھی ان کی بے حرمتی اور قتل وغیرہ میں کسی قسم کی کسر نہیں چھوڑی جا رہی۔ اویسی غفرلہ)

تبصرہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ:

اس میں اشارہ ہے جو بنو امیہ اور ان کے بعد قتل اہل بیت رضی اللہ عنہم کے واقعات ہو گزرے۔ دور یزید میں مسجد نبوی شریف کو ویران کر کے چھوڑا گیا اور اس میں گھوڑے باندھے گئے (اس کی تفصیل باب اول میں گذری اور فقیر کی تصنیف ''محبوب'' جلد اول مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاول پور میں بھی پڑھئے) اور ولید کے دور میں قرآن کو پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا یا تمزیق المصحف سے اس پر عمل نہ کرنا مراد ہے اور یہ عام ہے اور دور حاضرہ میں بھی اس کی کمی نہیں۔

79- قیامت کی نشانی ہے کہ عنقریب تم وہ مکانات نہیں پاؤ گے جو تمہیں چھپاتے تھے یعنی جن میں رہتے تھے انہیں زلزلے بھونچال وغیرہ تباہ و برباد کر دیں گے۔

(رواہ ابو نعیم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ)

80- قیامت کی نشانی ہے کہ جب تم مساجد کو منقش کرو گے (سنگارو گے) اور جب قرآن مجید کو سنوارو گے پس پھر تو تمہاری تباہی ہے۔ (رواہ الحکیم عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ)

انتباہ: اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ امور ناجائز ہیں بلکہ نہ صرف جائز ہیں بلکہ ان میں اجر عظیم ہے اور ہلاکت و تباہی کا پیغام صرف عمل نہ کرنے کی وجہ سے ہے مثلاً مساجد دیہات میں ہوں یا شہروں میں خوب آراستہ پیراستہ ہیں لیکن نمازی نہیں یا مساجد کی شان کے لائق

نہیں اور وہ بھی اکثر ریاء اور قال کے غازی اسی لئے ڈاکٹر اقبال مرحوم نے فرمایا:

مسجد تو بنادی شب بھر میں ایمان کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

اور قرآن کا سنوارنا (سبحان اللہ) ہر کمپنی دوسری کمپنی سے بازی جیتنے کی فکر میں لیکن عمل صِفر۔

علم غیب:

یہ دونوں امر تـزْیِیْن المساجد اور تحلیۃ المصاحف ہمارے دور ۱۴۲۳ھ میں سورج سے زیادہ روشن ہیں اور ہر ملک اور ہر علاقہ میں اس کے باوجود اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب بعطائے الٰہی کا منکر ہے تو شوم بختی پر ماتم کرے۔ وما علینا الا البلاغ۔

81- قیامت کے قرب کی علامت ہے کہ پچاس نمازی (مثلاً) نماز پڑھیں گے لیکن نماز کسی ایک کی بھی قبول نہ ہوگی۔ (رواہ ابوالشیخ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

فائدہ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ نمازی نمازیں پڑھتے ہیں لیکن ان کی شرائط پوری نہیں کرتے اسی لئے کسی ایک کی نماز بھی صحیح نہیں ہوتی پھر وہ نماز منہ پہ نہ ماری جائے گی تو اور کیا ہوگا؟

مشورہ اویسی غفرلہ:

تعدیل ارکان وادائیگی شرائط کی کمی نہ صرف عوام میں بلکہ بڑے بڑے جبّہ مقبّہ پیر اور مولوی (الا ماشاء اللہ) میں ہے بلکہ انہیں سمجھایا جائے تو گلے پڑ جاتے ہیں آزما کر دیکھئے فقیر کسی وڈیرے (چودھری) کا مہمان ہوا۔ نماز باجماعت کا شوق رہتا ہے چودھری سمیت مسجد شریف میں حاضری دی امام صاحب مصلّٰی پر تشریف لائے تو ان کا سینہ کھلا ہوا دیکھ کر فقیر نے عرض کی حضرت بٹن درست فرمالیجئے پھر دیکھا کہ آنجناب کی آستین چڑھی ہوئی ہیں عرض کی حضور آستین درست فرمالیں پھر فقیر کی نظر ان کے گٹوں پر پڑی تو شلوار (چادر) گٹوں سے گذر کر زمین کو چوم رہی تھی عرض کی حضرت شلوار وغیرہ گٹوں کے اوپر کردیں جل بھن کر بولے تو پھر کپڑے ہی اتار دوں۔ میں نے کہا ضرور آپ کے چودھری (متولی)

مسجد کے نمازی زیارت سے مشرف ہوں گے فقیر تو مسافر ہے مسجد سے باہر نکل کر چلا ہی جائے گا۔

بہر حال تعدیل ارکان اور شرائط وغیرہ نماز سے پہلے خوب سمجھ لینے چاہئیں اور ان پر عمل کرنے میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے ورنہ قیامت میں ثواب بھی نہ ملے گا اور باز پرس بھی سخت ہوگی اس سلسلہ میں دعوت اسلامی ہمارے دور ۱۴۲۳ھ میں خوب کام کر رہی ہے۔ ان کے حلقہ دعوت میں شریک ہو کر نماز بھی سیکھئے اور سنتوں کی بہار کے مزے بھی لوٹیے۔

(اویسی غفرلہ)

82- قیامت قائم نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ میراث تقسیم نہ ہوگی (جس نے قبضہ کر لیا دوسرے کو محروم رکھا) اور مال غنیمت سے کوئی خوشی نہ ہوگی۔ (رواہ مسلم عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

83- قیامت کی نشانی ہے کہ بازار سمٹ جائیں گے میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بازاروں کے سمٹنے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا لوگ ایک دوسرے سے منافع کے کمی کا شکوہ کریں گے (جیسے آج کل ہے کہ تاجر کتنا ہی زیادہ نفع کماتا ہے تب بھی کہتا ہے کوئی خاص نفع نہیں ہوا۔) ولد الحرام بچوں کی کثرت ہوگی، غیبت و گلہ عام ہو جائے گا (جس محفل میں بیٹھو جس سے ملو خواہ وہ علماء ہوں یا مشائخ (الا ماشاء اللہ) دوسروں کے گلہ اور غیبت سنا کر گویا ہوں گے حالانکہ غیبت کا گناہ زنا سے بھی زیادہ ہے۔ دیکھئے فقیر کا رسالہ "غیبۃ الاخوان" اویسی غفرلہ) مالداروں کی اس کے مال کی وجہ سے تعظیم کی جائے گی اور مسجدوں سے آوازیں اٹھیں گی اور برے لوگ ظاہر ہوں گے اور تعمیرات کی کثرت ہوگی۔ (رواہ ابن مردویہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ)

فائدہ: جیسے آج تعمیرات کا عوام و خواص پر بھوت سوار ہے کہ دیہات ہوں یا شہر تعمیرات ہی تعمیرات اور نت نئے ڈیزائن۔ (اویسی غفرلہ)

84- قیامت کی نشانی ہے کہ برے ہمسائے، قطع رحمی اور جہاد سے تلوار معطل ہو جائے گی اور دین کے عوض دنیا حاصل کی جائے گی۔ (رواہ ابن مردویہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ)

85- قیامت کی نشانی ہے کہ فحش اور بدکلامی (گالی گلاچ) اور بد خلقی اور بری ہمسائیگی عام

ہو جائے گی۔ (رواہ ابن ابی شیبہ عن ابی مسعود رضی اللہ عنہ)

86- قیامت کی نشانی ہے کہ کھجور سے صرف ایک دانہ نکلے گا۔ (رواہ ابن ابی شیبہ عن رجاء بن حیوۃ)

فائدہ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس سے قلت ثمرہ اور بے برکتی مراد ہے۔

87- قیامت کی نشانی ہے موت کی تیزی (بکثرت اموات) (رواہ ابن ابی شیبہ عن مجاہد)

ایک روایت میں ہے کہ اچانک کی موت کی کثرت ہوگی۔ (رواہ الشعبی)

88- قیامت کی نشانی ہے کہ آخری زمانہ میں لوگ سواریوں پر سوار ہو کر مسجدوں کی طرف (نماز کے لئے) آئیں گے ان کی عورتیں لباس پہنے ہوں گی لیکن ہوں گی ننگی اور ان کے سر کمزور عربی اونٹ جیسے ہوں گے ان پر لعنت کرو کیونکہ یہ ملعون عورتیں ہیں اگر تمہارے علاوہ اور کوئی امت ہے تو ان کی تمہاری عورتیں خدمت کریں گی جیسے پہلی امت کی عورتیں تمہاری خدمت کرتی تھیں۔

فائدہ: جنہوں نے حرمین طیبین کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ کتنے عربی حضرات اور مقیم حرمین کاروں موٹروں پر سوار ہو کر نماز کیلئے حرم میں حاضر ہوتے ہیں پھر اکثر کے گھریلو معاملات کیسے ہیں ویسے ہی ہیں جیسے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیوں پہلے بتایا اور یہ صرف مثال کے طور پر عرض کیا ہے ورنہ بڑے بڑے ملکوں اور بڑے بڑے شہروں کی یہی کیفیت ہے۔ اویسی غفرلہ)

فائدہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ میاثر کیا ہیں؟ فرمایا سروج عظام لمبی اونچی زینیں (جیسے دورِ حاضر میں بس، گاڑیاں، کوچیں وغیرہ)

(رواہ احمد والحاکم)

اس حدیث کے دیگر شواہد وطرق بھی ہیں۔

89- نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت سے دو قسم کے لوگ دوزخی ہیں۔

(i) ایک قوم جن کے پاس ڈنڈے ہوں گے بیلوں کے دم جیسے اس سے لوگوں کو ماریں گے۔

(ii) عورتیں لباس پہنے ہوئے ہوں گی لیکن ننگی ہوں گی یعنی باریک لباس پہنیں گی مردوں

کو اپنی طرف مائل کرنے والی ہوں گی اور ان کی طرف مائل ہوں گی ان کے سر کمزور اونٹ کی کوہان جیسے ہوں گے وہ جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ ہی جنت کی ہوا سونگھیں گی جنت کی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے سونگھی جائے گی۔

(رواہ مسلم عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

فائدہ: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۷۶ھ نے ریاض الصالحین میں فرمایا یعنی وہ اپنا سر بڑا بنائیں گی یعنی سر پر عمامہ یا کوئی کپڑا وغیرہ لپیٹیں گی (مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) ہم نے اس مسئلہ میں ایک رسالہ لکھا ہے "اَجوبة الخميس عن الأسئلة الخمس" اس میں مفصل بحث کی ہے۔

90- قیامت کی نشانی ہے کہ اس امت میں سے آخری زمانہ میں مرد نکلیں گے ان کے پاس بیل کے کانوں جیسے ڈنڈے ہوں گے صبح کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے غیظ وغضب میں شام کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے غضب ہیں۔ (رواہ احمد والحاکم وصححہ عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ)

تقریر حجۃ الوداع اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے سوالات اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جوابات

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر باب الکعبہ کا حلقہ پکڑ کر فرمایا:

اے لوگو! کیا میں تمہیں قیامت کی نشانیاں نہ بتاؤں۔ یہ سن کر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے (اسے فقیر مکالمہ کے طور عرض کرتا ہے)

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے باپ اور ماں قربان ہوں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں قیامت کی نشانیاں بتایئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: نمازیں ضائع کرنا، خواہشات نفسانیہ کی طرف میلان امراء کی تعظیم و تکریم۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ایسے ہوگا؟

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: ہاں اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے! اُس دور میں اے سلمان رضی اللہ عنہ زکوۃ تاوان اور مال فے غنیمت سمجھے جائیں گے جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا اور سچے کو جھوٹا، خیانتی کو امین سمجھا جائے گا اور امین کو خیانتی اور الرویبضۃ بولے گا۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: الرویبضۃ کیا ہے؟

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: عوام میں وہ بول پڑے گا جو پہلے کبھی نہیں بولتا تھا اور ان کے دسوں میں سے نو حق کا انکار کریں گے اسلام رخصت ہو جائے گا بس صرف اس کا نام رہ جائے گا یونہی قرآن دنیا سے رخصت ہو جائے گا صرف رسمی طور باقی ہوگا اور قرآن کو سونے سے آراستہ کیا جائے گا میری امت کے مرد موٹے ہو جائیں گے مشورہ لونڈیوں سے لیا جائے گا، منبروں پر چھوکرے خطبہ دیں گے، (تقریریں کریں گے) عورتوں سے خطاب کیا جائے گا اس پر مساجد ایسے منقش (نقش ونگار) کی جائیں گی جیسے عیسایوں کے گرجے اور یہودیوں کے عبادت خانے اور منبر بڑے اونچے بنائے جائیں گے نماز کی صفیں بڑھ جائیں گی لیکن دلوں میں بغض سمایا ہوگا اور زبانیں مختلف ہوں گی اور بے شمار ہوائے نفسانی کی بہتات ہوگی (مذاہب باطلہ) بڑھ جائیں گے۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ایسے ہوگا؟

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ اے سلمان رضی اللہ عنہ! اس وقت لوگوں میں امت کا ذلیل ترین انسان وہ ہوگا۔ جس کا دل سینہ میں ایسے پگھلے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے جب وہ برائیاں دیکھے گا تو ان کی اصلاح میں برائیوں کو روکنے کی طاقت نہ رکھے گا۔ مرد مردوں سے (لواطت کرکے) عورتوں سے مستغنی ہوں گے اور عورتیں عورتوں سے (برائی کرکے) مردوں سے مستغنی ہوں گی۔ حسین چھوکروں پر ایسی غیرت کی جائے گی جیسے باکرہ لونڈی سے۔ اس وقت اے سلمان رضی اللہ عنہ! امراء فاسق ہوں گے اور وزراء فاجر ہوں گے امانت دار خائن ہوں گے نمازیں ضائع کریں گے خواہشات نفسانی کی اتباع کریں گے۔ اے سلمان رضی اللہ عنہ اگر تم لوگ یہ زمانہ پاؤ تو تم نمازیں اپنے وقت پر پڑھنا اس وقت اے سلمان رضی اللہ عنہ کچھ قیدی

مشرق سے کچھ مغرب سے آئیں گے اجسام تو انسانوں جیسے لیکن ان کے قلوب شیاطین جیسے ہوں گے نہ وہ چھوٹوں پر رحم کریں گے نہ بڑوں کی عزت کریں گے اس وقت اے سلمان رضی اللہ عنہ! لوگ اس بیت اللہ (مسجد الحرام) کا حج کریں گے لیکن امراء تو محض سیر و تفریح کے طور اور دولت مند لوگ کاروبار و تجارت کے لئے۔ مساکین و فقراء گداگری (سوال کرنے کیلئے اور قراء علماء حفاظ ریا و شہرت کیلئے۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ایسے ہوگا؟

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے! اے سلمان رضی اللہ عنہ جھوٹ پھیل جائے گا اور دمدار ستارہ ظاہر ہوگا امور تجارت میں بیوی اپنے شوہر کا ہاتھ بٹائے گی اور بازار سمٹ جائیں گے۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: بازاروں کے سمٹنے کا کیا مطلب؟

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بازار کا مندا ہونا گاہکوں کی کمی کی وجہ سے رائج نہ ہونا اور منافع کی کمی پھر اس وقت اے سلمان! اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا جس میں زرد رنگ کے سانپ ہوں گے جو علماء کی کھوپڑیوں کو اچک کر لے جائیں گے اس لئے کہ وہ برائیوں کو دیکھتے تھے لیکن روکتے نہیں تھے۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ایسے ہوگا؟

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ (رواہ مردویہ)

فائدہ: حدیث مذکورہ کے بعض الفاظ و جملوں کی مصنف رحمۃ اللہ علیہ شرح فرماتے ہیں کہ حدیث مذکورہ (اور دیگر احادیث اسی کتاب میں ہیں) تکثر الصوف الخ اس کا معنی ہے کہ نماز کی صفیں پوری نہیں کرتے کہ پہلے صف اول مکمل ہو پھر دوسری پھر تیسری وغیرہ۔

اضافہ اویسی غفرلہ:

یہ آج کل عام ہے نمازی پیچھے آتا ہے جہاں صف میں جگہ مل گئی کھڑا ہوگا۔ حالانکہ مسئلہ ہے کہ اگر آگے جگہ ہے اور یہ عمداً اس صف کی جگہ کو پورا نہ کیا تو اس کی نماز مکروہ ہوگی۔

یہ ہمارے ہاں عام ہے اور سعودیوں کی صف کو پورا کرنے کی عادت تو ہے لیکن نماز میں ہی ایک صف سے دوسری صف میں چلے جاتے ہیں بلکہ دوسرے کو بھی نماز کی حالت میں گھسیٹ کر لے جاتے ہیں اس سے نماز فاسد ہوتی ہے، لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اویسی غفرلہ)

غلط بات:

عوام کی عادت ہے کہ صف اول میں تین ہیں تو دوسری میں چار تیسری میں پانچ وغیرہ وغیرہ اسی طرح سے صفیں بڑھ گئیں۔ یہی حضور سرور عالم ﷺ کا علم غیب ہے جو آج ہو رہا ہے آپ ﷺ نے صدیوں پہلے فرمایا۔

فائدہ: حدیث مذکورہ کی تائید مذکورہ جملہ ''مع قلوب متباغضۃ'' (یعنی ایک دوسرے کے دلوں میں بغض ہوگا۔ اویسی غفرلہ) سے ہوتی ہے اس لئے کہ اس طرح کرنے سے دلوں میں تخالف اور بغض پیدا ہوتا ہے اسی طرف حدیث شریف میں استارہ ہے فرمایا حضور اکرم ﷺ نے کہ ''اقیمو اصفو فکم ولا تختلفو فیخالف اللہ یبن قلوبکم'' صفیں درست اور سیدھی کرو اور ان میں مختلف نہ ہوں ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے قلوب میں اختلاف پیدا کرے گا۔ اس روایت کے علاوہ اس سے زیادہ بڑی روایت حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

حضرت قاضی ابو الفرج المعافی نے کتاب الجلیس والانیس کی مجلس اکسٹھویں (۶۱) میں لکھا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور سرور عالم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر باب الکعبہ کے دونوں حلقوں کو پکڑ کر لوگوں کی طرف چہرہ اقدس کر کے متوجہ ہو کر فرمایا: اے لوگو! لبیک یا رسول اللہ ﷺ ہمارے باپ اور ہماری مائیں آپ پر قربان ہوں۔ پھر حضور سرور عالم ﷺ نے گریہ فرمایا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کے گریہ کی آواز بلند ہوئی، فرمایا اے لوگو! میں تمہیں قیامت کی نشانیاں بتاتا ہوں اس کی بعض نشانیوں میں سے ایک یہ ہے نمازیں ترک کرنا، شہوات نفسانیہ کا اتباع، ہوائے نفسائی کی طرف میلان (بدمذہبی کی رغبت) اور مالدار کی تعظیم اس کے مال دولت کی وجہ سے ہونا۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: آپ نے آگے بڑھ کر عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا ایسے ہوگا؟

رسول اللہ ﷺ: ہاں مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس

وقت برائیاں دیکھ کر مومن کا دل ایسے پگھلے گا جیسے نمک پانی میں لیکن ان کی اصلاح کی طاقت نہ رکھتا ہوگا۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہو کیا ایسے ہوگا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ہاں مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس وقت بارشوں کی کثرت ہوگی اولاد میں غیظ وغضب زیادہ ہوگا اور کمینے زمین پر پھیلے ہوں گے اور نیک لوگوں کی کمی ہوگی۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہوں کیا ایسے ضرور ہوگا؟

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اس زمانہ میں مومن اس امت میں ذلیل ترین ہوگا اس وقت برائی نیکی اور نیکی برائی سمجھی جائے گی اور خائن امین سمجھا جائے گا اور امین خائن ہوگا جھوٹا سچا اور سچا جھوٹا سمجھا جائے گا۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہوں کیا یقیناً ایسے ہوگا؟

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس وقت امراء (حکام، افسر) ظالم اور وزراء فاسق اور امانت دار خائن ہوں گے عورتوں کی حکومت ہوگی اور لونڈیوں سے مشورہ لیا جائے گا۔ کمسن مقرر منبروں پر چڑھیں گے (تقریریں کریں گے لیکچر دیں گے) وغیرہ وغیرہ۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہوں کیا لازماً ایسے ہوگا؟

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اس زمانہ میں ایسے لوگ ملک کے والی ہوں گے کہ اگر کوئی انہیں حق کی بات کہے گا تو وہ اسے قتل کر دیں گے اگر خاموش رہیں گے تو ان کی خاموشی سے سمجھیں گے کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں سب ٹھیک ہے وہ مال غنیمت کو اپنا ذاتی مال و دولت سمجھیں گے رعایا کی عورتوں سے زنا کریں گے اور ان کا ہر فیصلہ جور و ستم پر ہوگا لوگوں پر ایسے لوگ حاکم ہوں گے جن کے اجسام انسانی ہوں گے قاضی ابوالفرج نے کہا کہ کتاب میں اس طرح ہے اور صحیح یہ ہے کہ ان کے جسم تو انسانی ہوں گے لیکن قلوب شیطانی، نہ وہ بڑوں کی عزت و تعظیم کریں گے اور نہ

چھوٹوں پر رحم کریں گے۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہوں کیا واقعی ایسے ہوگا؟

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں جان ہے اے سلمان رضی اللہ عنہ! اس وقت مساجد ایسے سنواری جائیں گی جیسے گرجے اور کنیسے سنوارے جاتے ہیں اور قرآن کو آراستہ کیا جائے گا۔ اور بڑے اونچے منبر بنائے جائیں گے۔ والدین (عقوق) عام ہو جائے گی۔ ایک دوسرے کے قلوب میں بغض و عداوت ہوگی ان کی خواہشات نفسانی اور بد مذہبی بکثرت ہوگی اور زبانیں مختلف ہوں گی۔ (کوئی کچھ کہے گا کوئی کچھ)

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہوں کیا واقعی ایسے ہوگا؟

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: ہاں مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس وقت چند قیدی مشرق و مغرب سے آئیں گے میری امت پر حکومت کریں گے کمزور لوگوں کے لئے افسوس ہے اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہلاکت ہے۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہوں کیا یقیناً ایسے ہوگا؟

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اس وقت جھوٹ بولنا مزاح (ہنسی مذاق) ہوگا اور زکوۃ تاوان سمجھی جائے گی اور رشوت عام ہوگی سود کا بازار گرم ہوگا ایک دوسرے سے اصلی قیمت سے زائد پر ادھار کا کاروبار چلائیں گے اور مسجدوں کو راستے (سڑکیں) بنائیں گے۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہوں کیا واقعی ایسے ہوگا؟

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اے سلمان رضی اللہ عنہ اس وقت شیروں کے چمڑوں کی بچھانے کی گدی بنائی جائے گی، میرے امتی سونے کے زیور اور ریشمی لباس پہنیں گے خونریزی کو معمولی بات سمجھیں گے شراب خوری عام ہوگی، گانے بجانے والی لونڈیاں اور سرور گانے عام ہوں گے اور عورت امور تجارت میں اپنے شوہر کا ہاتھ بٹائے گی۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: میری ماں اور میرا باپ آپ پر قربان ہوں کیا واقعی ایسے ہوگا؟

رسول اکرم ﷺ: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اے سلمان رضی اللہ عنہ! اس وقت دمدار ستارہ ظاہر ہوگا اور سجان (ایک قسم کی مچھلی) بکثرت ہوگی اور الرو بیضہ بولے گا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے عرض کی رو بیضہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا عوام میں وہ بولے گا جو کبھی نہ بولتا تھا (جیسے وہ لیڈر جو دونوں کے دوران تقریریں کرتے پھرتے ہیں جب کہ پہلے وہ خاموش طبع تھے وغیرہ وغیرہ) مرد موٹاپے کی وجہ سے حقارت کی نگاہ سے دیکھا جائے گا کتاب اللہ (قرآن) سرور گانے کی طرز پر پڑھا جائے گا اور فیصلے بیچے جائیں گے اور پولیس و فوج وغیرہ بہت زیادہ ہو جائے گی۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہوں کیا واقعی ایسے ہوگا؟

رسول اکرم ﷺ: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اس وقت حسین و جمیل لڑکوں پر ایسے غیرت کی جائے گی جیسے باکرہ لونڈی کے لئے اور حسین لڑکے کو منگنی کی دعوت دی جائے گی جیسے عورت کو منگنی کیلئے دعوت دی جاتی ہے اور اس طرح اشتیاق ہوگا جیسے عورتوں سے ہوتا ہے۔

عورتیں مرد کی ہم شکل بنیں گی۔ اور مرد مردوں پر اور عورتیں عورتوں پر اکتفاء کریں گی عورتیں سواریوں کی سواری کریں گی یعنی سواریوں کو خود چلائیں گی (جیسے آج کل عورتیں موٹر، کار، جیپ وغیرہ ڈرائیو کرتی ہیں) میری امت کے ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ (جہاں جہاں لعنت کا لفظ استعمال ہو تو لعنت سے مراد اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری ہے۔ اویسی غفرلہ)

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کیا واقعی ایسا ہوگا؟

رسول اکرم ﷺ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اس وقت قراء و حفاظ) کی عبادت ایک دوسرے کی ملامت کی وجہ سے ہوگی آسمانوں کے فرشتوں میں ایسے لوگوں کا نام انجاس (نجاست بھرے) اور ارجاس (پلید لوگ) ہے۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہوں کیا واقعی ایسے ہوگا؟

رسول اکرم ﷺ: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اس وقت

بڑھاپا جوانی کا رنگ بدلے گا (یعنی سفید بالوں کو رنگ دار بنانا) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی بڑھاپے کا جوانی کا رنگ بدلنے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا سفید بالوں کو سیاہ خضاب لگائیں گے۔

فائدہ: یہ معجزہ علم غیب ہمارے دور میں شباب پر ہے کہ عوام کے علاوہ اکثر مشائخ وعلماء حفاظ وغیرہ وغیرہ کی عادت میں داخل ہوگیا ہے جواز وعدم جواز سے قطع نظر یہ ارشاد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ثبوت علم غیب میں سورج سے زیادہ روشن ہے۔

مسئلہ: سیاہ خضاب داڑھی اور سر کے بالوں کے لئے استعمال کرنا مکروہ تحریمی ہے شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۴۰ھ کا رسالہ ''حک العیب فی تسوید الشیب'' خوب ہے ان کے فیض وبرکت سے فقیر نے بھی رسالہ لکھا ہے ''کالا خضاب'' مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز، کراچی، اس میں مجوزین کے لئے جوابات نہایت ادب سے عرض کئے ہیں۔ اسے ضرور پڑھئے۔

فائدہ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ (مسئلہ) سرخ خضاب اسلامی اور زرد خضاب ایمانی اور سیاہ خضاب شیطانی ہے (ناراض ہونے والے حضرات اصل کتاب الاشاعۃ لاشراط الساعۃ صفحہ ۱۴۴ مطبوعہ، دار المنہاج للنشر والتوزیع جدۃ، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۱۷ھ ۱۹۹۷ء ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ اویسی غفرلہ)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

یہ معجزہ یعنی کالا خضاب کا استعمال، ایسا نمایاں ہے کہ ایک طرف خشکی کا غلبہ کہ وقت سے پہلے سیاہ بال سفید ہونے شروع ہو جاتے ہیں دوسری طرف نفسانی غلبہ کہ شادی نہ ہوگی اگر ہو جائے تو عورت کیا کہے گی کہ بڈھے سے شادی ہوئی تیسری طرف جواز کے بہانے وغیرہ وغیرہ۔ کچھ بھی ہو حضور سرور عالم کے غیب کو ہر پہلو سے ماننا پڑے گا کہ ہمارے دور پر تفصیلی آگاہی رکھتے تھے اور اب بھی دیکھ رہے ہیں فقیر نے اپنے دور کی قید اس لئے لگائی ہے کہ صدی گذشتہ اوائل میں یہ مرض (کالا خضاب کا استعمال) بہت کم تھا اب اکثر پیروں فقیروں علماء وحفاظ وقراء اور عوام وغیرہ وغیرہ اسے کثرت سے استعمال کر رہے ہیں۔ اللہ

تعالیٰ انہیں ہدایت دے اور ان وعیدوں پر غور کرنے کا موقعہ بخشے جو کالے خضاب کے استعمال پر وارد ہوئی ہیں۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہوں کیا واقعی ایسے ہوگا؟

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اس وقت کی بے قدری اور دنیا کو ترقی ہوگی اور مضبوط عمارتیں تیار کی جائیں گیا اور حدود شرعیہ معطل ہوں گی یعنی شرعی حدود و تعزیرات کا اجراء نہیں ہوگا، میری سنت کو مٹا دیں گے اے سلمان! اس وقت سوائے عیب کرنے والے اور دھتکارنے والے کے کوئی نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی مدد نہ کرے گا اللہ تعالیٰ کی مدد امر بالمعروف و نہی عن المنکر (نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے منع کرنے) میں ہے اور میں ایسی بدبخت قوم (کمیونسٹ دہریئے وغیرہ) کو دیکھ رہا ہوں جو اللہ تعالیٰ کی مذمت کریں گے ان کی مذمت اللہ تعالیٰ سے شکوہ کرنا مراد ہے (جیسے عوام اور خدا تعالیٰ سے دور جہال کی عادت ہے کہ دکھ، تکلیف اور فقر و فاقہ اور امراض کے وقت بکواس کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو (معاذ اللہ) کوستے ہیں اور بازاروں کے سمٹنے کے وقت ہوگا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی تقارب الاسواق (بازروں کا سمٹنا کیسا؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! کہ بازاروں کا مندا ہونا (گاہکوں کی کمی سے رائج نہ ہونا) اور کہیں گے آج کوئی خرید و فروخت نہیں ہوئی حالانکہ روزی رساں صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہوں کیا واقعی ایسا ہی ہے؟

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اس وقت لوگ باپ سے بدسلوکی اور دوستوں کے ساتھ احسان و مروّت کریں گے اور غیر اللہ کی قسمیں کھائیں گے آدمی بغیر طلب کے قسم کھائے گا اور طلاق کی قسمیں کھائی جائیں گی اے سلمان! طلاق کی قسم فاسق کھاتا ہے اور اچانک موت عام ہوگی اور انسان سے اس کا اپنا ڈنڈا بولے گا۔

سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ: میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان کیا واقعی ایسا ہی ہوگا؟

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس

وقت دابہ تفصیل آگے آئے گی انشاء اللہ) نکلے گا اور سورج مغرب سے طلوع کرے گا اور دجال خروج کرے گا اور سرخ آندھی آئے گی اور خسف (زمین کا دھنسا) ہو گا اور مسخ (شکلیں تبدیل ہونا ہو گا، تفصیل گذری) اور آسمانی پتھراؤ ہو گا جیسے گذرا اور یاجوج ماجوج نکلیں گے اور کعبہ گرانا ہو گا اور زمین موج مارے گی۔ اور جب کسی کو یاد کیا جائیگا وہ سامنے ہو گا۔

نوٹ: یاد رہے کہ حجۃ الوداع یعنی حضور سرور عالم ﷺ نے آخری حج کے موقع پر اپنی امت کی خیر خواہی میں بہت سے امور بیان فرمائے، ہمیں چاہیے کہ اپنے نبی کریم ﷺ کے علم غیب کا انکار نہ کریں اور اس میں جو نصیحتیں ارشاد فرمائی ہیں اُن پر عمل کریں۔ اویسی غفرلہ)

92- حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ سے قیامت کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا کہ ائمہ (خلفاء، شاہان مملکت وغیرہ) کے ظلم کے وقت (جیسے باب اول میں تفصیل گزری ہے اور ظلم ہو رہا ہے اور تا قیامت ختم ہونے کے امکانات کم ہیں) تقدیر کی تکذیب پر (اب بھی کمیونسٹ، دہریوں کے علاوہ منکرین حدیث اور نیچری قسم کے لوگ تقدیر کی تکذیب کر رہے ہیں زمانہ سابق میں فرقہ قدریہ وغیرہ کرتے رہے) اور ستاروں پر ایمان (نجومیوں وغیرہ سے حساب کرانے و دیگر عاملوں کے ہتھکنڈے وغیرہ) اور لوگ امانت کو مال غنیمت بنائیں گے اور زکوۃ کو تاوان اور فاحشہ کی ملاقات کو زیارت سے تعبیر کریں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ الفاحشہ کی زیارت کا کیا مطلب ہے یارسول اللہ ﷺ؟ آپ نے فرمایا! کہ وہ فاسقوں میں سے ایک کھانے پینے کا انتظام کرے گا دوسرا عورت کو لائے گا اور اسے کہے گا کہ اس سے جو تو کرتا تھا (زنا وغیرہ) اس طرح سے وہ ایک دوسرے کی ملاقات کریں گے جب ایسی صورت حال ہو گی تو اے ابن الخطاب! میری امت کی تباہی ہے۔ (رواہ ابن ابی الدنیا والمنذر)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

صورت مذکورہ عوام میں شاید ہو لیکن یہ بیماری اونچے طبقے یہاں تک کہ بعض صدر اور وزرائے اعظم اور وزراء، امراء وغیرہ میں زیادہ ہے (پناہ بخدا، الا ماشاء اللہ)

2- حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہتر (۷۲) عادات و خصلتیں قیامت کے قرب میں ہوں گے۔ جب تم دیکھو:

1- لوگ نمازیں نہیں پڑھتے۔

2- امانتیں ضائع کرتے ہیں۔

3- سود کھا رہے ہیں۔

4- جھوٹ کو حلال سمجھ رہے ہیں۔

5- خونریزی کو معمولی بات سمجھتے ہیں۔

6- تعمیرات میں مست ہیں۔

7- دین کو دنیا کے عوض بیچ رہے ہیں۔

8- قطع رحمی کر رہے ہیں۔

9- فیصلہ میں کمزوری۔

10- جھوٹ کو سچ سمجھ رہے ہیں یا جھوٹ کو سچ ثابت کر رہے ہیں۔

11- ظلم عام ہو رہا ہے۔

12- کثرتِ طلاق۔

13- موت اچانک (پہلے باب میں گذرا۔ اب ہارٹ فیل عام ہو گیا)

14- خیانتی کو امین اور امین کو خیانتی سمجھا جا رہا ہے۔

15- جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا قرار دیا جا رہا ہے۔

16- بہتان تراشی عام ہو رہی ہے۔

17- بارشوں کی کثرت۔

18- اسقاطِ حمل کی کثرت۔

19- کمینے زیادہ ہوں گے۔

20 اچھے لوگوں کی کمی۔

21 امراء فاجر و فاسق۔

-22 وزراء جھوٹے۔

-23 امانت دار خیانتی۔

-24 قوم کے سردار ظالم۔

-25 قراء (علماء و حفاظ) فاسق مقررین و واعظین کی کثرت ایسے لباس پہنیں گے گویا تمہیں بھیڑ، دنبہ مس کر رہے ہیں یعنی قیمتی لباس پہنیں گے ان کے قلوب مردار سے زیادہ بد بودار ہوں گے یعنی بدکردار اور بے عمل ہوں گے اور ایلوے سے زیادہ کڑوے ہوں گے یعنی بد اخلاق اور بے مروت ہوں گے اللہ تعالیٰ انہیں فتنے میں مبتلا فرمائے گا اور یہود ظالموں کی طرح حیران و ششدر ہوں گے۔

-26 روپے پیسے کی ریل پیل۔

-27 دنیا و دولت کی طلب۔

-28 خطباء مقررین واعظین کی کثرت۔

-29 امر بالمعروف کی کمی۔

-30 قرآن مجید آراستہ کرنا۔

-31 مسجدیں منقش (نقش و نگار) ہوں گی۔

-32 مسجدوں کے لمبے لمبے منبر بنائے جائیں گے۔

-33 دلوں میں فرق آجائے گا۔

-34 شراب بکثرت پی جائے گی۔

-35 حدود و تعزیرات شرعیہ معطل ہو جائیں گی یعنی ان کا اجراء نہ ہوگا۔

-36 کنیزیں اپنے مالک جنیں گے۔

-37 پاؤں ننگے، جسم ننگے لوگ بادشاہ (امیر) دولت مند ہو جائیں گے۔

-38 امور تجارت میں عورت شوہر کا ہاتھ بٹائے گی۔

-39 مرد عورتوں کی شکلوں میں ہوں گے عورتیں مردوں کی شکلوں میں۔

-40 غیر اللہ کی قسمیں کھائی جائیں گی۔

41- مرد بغیر طلب کے گواہی دے گا۔

42- السلام علیکم کہنا جان پہچان کی وجہ سے ہوگا۔

43- علم حاصل کرنا دین کیلئے نہیں ہوگا بلکہ کاروبار وغیرہ کیلئے ہوگا۔

44- عمل آخرت کے عوض دنیا و دولت حاصل کی جائے گی۔

45- مال غنیمت ذاتی دولت بنائی جائے گی۔

46- امانت کو غنیمت سمجھا جائے گا۔

47- زکوٰۃ کو تاوان (ٹیکس) سمجھا جائے گا۔

48- قوم کا لیڈر رذیل ترین ہوگا۔

49- مرد اپنے باپ کی نافرمانی کرے گا۔

50- ماں پر ظلم کرے گا۔

51- اپنے دوست سے احسان و مروت کرے گا۔

52- بیوی کی اطاعت کرے گا۔

53- فاسقوں، فاجروں کی مساجد میں آوازیں بلند ہوں گی (اگر فقیر داڑھی منڈے، چھوٹی داڑھی والے نعت خوانوں کیلئے کہہ دے تو حق رکھتا ہے کہ وہ عموماً مساجد میں جلسوں اور عرسوں میں جب کہ وہ تقریبات مساجد میں ہوتی ہیں تو گلا پھاڑ پھاڑ کر نعتیں پڑھتے ہیں اسے حق حاصل ہے اور یہ نشانی دوسرے امور کے علاوہ بھی ان پر آتی ہے مزید تفصیل کیلئے فقیر کے رسالے ''نعت خوانی عبادت ہے'' اور ''نعت خوانی کا ثبوت'' مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز، کراچی، وغیرہ وغیرہ پڑھئیے۔ (اویسی غفرلہ)

نوٹ: اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایسے لوگ نعت شریف نہ پڑھیں بلکہ میرا مقصد یہ ہے کہ نعتیں پڑھیں خوب پڑھیں مساجد میں پڑھیں لیکن سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چہرہ پر سجا کر پھر دیکھیں کہ صاحب نعت صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنا کرم ہوتا ہے تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ ''نعت خوانی پر انعام نبوی'' مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز، کراچی (اویسی غفرلہ)

54- گانے بجانے والی لونڈیاں اور سرود گانے راستوں (سڑکوں) پر عام ہوں گے۔

55- راستوں پر کھلم کھلا شراب پی جائے گی۔

56- فخریہ طور ظلم کیا جائے گا۔

57- فیصلے بکیں گے۔

58- پولیس وفوج وغیرہ بہت زیادہ رکھی جائیں گی۔

59- قرآن سرور وگانے کی طرز پر پڑھا جائے گا۔

60- شیخین وغیرہ پر لعن طعن کرنا۔

61- ان امور کے ظہور کے بعد لوگ امور ذیل کا انتظار کریں گے۔

62- سُرخ آندھی۔

63- خسف (زمین کا دھنس جانا)

64- مسخ (شکلیں تبدیل ہو جانا)

65- آسمان سے پتھراؤ۔

66- مختلف آیات وحوادث (اخرجہ ابونعیم)

93- جب قول ظاہر کو کیا جائے یعنی باتوں کے غازی اور نیک عمل چھپائے جائیں یعنی بے عملی ہی بے عملی ہو زبانوں سے اظہار محبت لیکن دلوں میں اختلاف (بغض وعداوت اور بغض وکینہ) ہو اس وقت ان پر اللہ تعالیٰ لعنت کرے گا اور انہیں بہرا کر دے گا اور آنکھیں اندھی (پناہ بخدا)

(رواہ احمد وعبد بن حاتم عن سلمان موقوفا، والحسن بن سفیان والطبرانی وابن عساکر والدیلمی، عن سلمان موقوفا، والحسن بن سفیان)

فائدہ: علم کے اظہار کا یہ عالم ہے کہ معمولی دینی، دنیوی تعلیم والے خود کو بڑا عالم اور تعلیم یافتہ ظاہر کرتا ہے۔ بے عملی کی حالت زبوں سے زبوں تر ہے۔ ظاہر میں محبت اور دل میں بغض وعداوت کا دور دورہ ہے۔

93- روایات امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا چاہئے کہ اس قسم کو ہم سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت پر ختم

کریں اکثر جو نشانیاں بیان ہو چکی ہیں اور کچھ مزید ہیں تبرک کے طور پر بیان کرتے ہیں۔
سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ قیامت کی نشانی ہے جب تم دیکھو کہ:

1- لوگ نمازیں ضائع کر رہے ہیں (نہیں پڑھتے یا لاپرواہی سے جس میں تعدیل ارکان وغیرہ نہیں ہوتے)
2- امانتیں ضائع کر رہے ہیں۔
3- کبیرہ گناہوں کو حلال سمجھ رہے ہیں۔
4- سود کھا رہے ہیں۔
5- رشوت کا بازار گرم ہے۔
6- مضبوط عمارتیں بنا رہے ہیں۔
7- خواہشات نفسانیہ کے بندے بن رہے ہیں۔
8- دین دنیا کے عوض بیچ رہے ہیں۔
9- قرآن مجید سرود گانوں کے طرز پر پڑھ رہے ہیں۔
10- درندوں کے چمڑوں سے گدی بنا کر استعمال کرتے ہیں۔
11- مسجدوں کو راستے (سڑکیں) بنا رہے ہیں۔
12- ریشمی لباس پہن رہے ہیں۔
13- ظلم کی حد کر رہے ہیں۔
14- زنا پھیل رہا ہے۔
15- طلاق دینے کو معمولی بات سمجھتے ہیں۔
16- خیانتی کو امین اور امین کو خیانتی سمجھ رہے ہیں۔
17- بارشوں کی کثرت ہو رہی ہے۔
18- اولاد میں سخت غصہ ہے۔
19- امراء فاجر و فاسق ہیں۔

-20 وزراء جھوٹے ہیں۔

-21 امین خیانتی ہیں۔

-22 لیڈر ظالم ہیں۔

-23 علماء کی قلت ہے۔

-24 قُراء کی کثرت ہے۔

-25 فقہ دانوں کی کمی ہے۔

-26 قرآن مجید کو آراستہ کیا جارہا ہے۔

-27 مسجدیں منقش (نقش و نگار) ہیں۔

-28 لمبے لمبے منبر بنائے جارہے ہیں۔

-29 قلوب میں فساد آگیا ہے۔

-30 گانے بجانے والی لونڈیاں تیار کی جارہی ہیں۔

-31 سرور گانے حلال سمجھے جارہے ہیں۔

-32 شراب پی جارہی ہے۔

-33 حدود شرعیہ کو معطل کیا جارہا ہے۔

-34 مہینے گھٹ رہے ہیں (یعنی اوقات گزرنے میں دیر نہیں لگتی) عہد و پیمان توڑا جارہا ہے۔

-35 تجارت میں بیوی خاوند کا ہاتھ بٹا رہی ہے۔

-36 عورتیں سواریوں کی سواری کررہی ہیں۔ (یعنی انہیں خود چلاتی ہیں، موٹر، کار وغیرہ چلانا اسی میں شامل ہے جیسا کہ آج کل خواتین موٹر، کار وغیرہ چلاتی نظر آتی ہیں)

-37 عورتیں مردوں کی اور مرد عورتوں کی شکلیں اختیار کررہے ہیں۔

-38 غیر اللہ کی قسمیں کھائی جارہی ہیں۔

-39 بن بلائے گواہی دی جارہی ہے۔

-40 زکوۃ کو تاوان (ٹیکس) سمجھا جارہا ہے۔

41- امانت کو غنیمت سمجھا جا رہا ہے۔
42- مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرتا ہے۔
43- ماں کی نافرمانی کرتا ہے۔
44- دوست کو قریب لاتا ہے۔
45- باپ کو دور رکھتا ہے۔
46- حکومتیں ودیگر عہدے وارثت سمجھے جا رہے ہیں۔
47- اس امت کے آخری لوگ پہلے لوگوں کو گالی دیتے ہیں (جیسے وہابی، شیعہ وغیرہ)
48- کسی کی عزت واحترام اس کے شر سے بچنے کیلئے ہو۔
49- جاہل منبروں پر ہوں (آج کل جاہل مقرر وخطیب وواعظ اسی کی زد میں ہیں)
50- مردوں کا تاج پہننا یعنی شاہی لباس یا امراء جیسی سج دھج کا شوق۔
51- پولیس وفوج کی کثرت۔
52- مضبوط عمارات۔
53- مردوں کا امردوں سے لواطت کی وجہ سے عورتوں سے مستغنی ہونا۔
54- عورتوں کا عورتوں سے برائی کی وجہ سے مردوں سے مستغنی ہونا۔
55- خطباء وعلماء کا منبروں پر تقریروں کی کثرت۔
56- علماء کا شاہانِ وقت کی طرف جھکاؤ پھر جو وہ چاہیں گے ان کیلئے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کا فتویٰ دیں گے۔
57- علماء کا علم حاصل کرنا صرف روپیہ پیسہ کمانے کیلئے ہوگا۔
58- مال ودولت شریر لوگوں کے پاس ہوگا۔
59- قطع رحمی عام ہوگی۔
60- تم لوگ عام محفلوں میں شراب پیؤ گے۔
61- جوا کھیلنا۔
62- محتاجوں کو زکوٰۃ نہیں دو گے۔

63- زکوٰۃ کو تاوان (ٹیکس) سمجھو گے۔

64- بری الذمہ شخص کو قتل کر دینا تا کہ عوام کا غیظ وغضب بھڑک اٹھے۔

65- تمہاری مختلف خواہشات ہوں گی۔

66- عطیہ وغیرہ غلاموں (نوکروں) کو دیئے جائیں گے۔

67- ناپ وتول میں کمی کی جائے گی۔

68- تمہارے امور بیوقوفوں کے ہاتھ میں ہوں گے۔ (رواہ ابوالشیخ، وعویس والدیلمی)

شرح الحدیث:

ہم حدیث مذکورہ کے الفاظ کی شرح کرتے ہیں تا کہ ناظرین کو کامل نفع نصیب ہو۔

اضاعوا الصلوۃ یعنی نمازیں چھوڑ دیں گے یا ان کے ارکان وواجبات وغیرہ میں کوتاہی کریں گے۔

سوال: حدیث شریف میں ہے سب سے پہلے امت میں سے امانت اٹھائی جائے گی، دوسری حدیث میں ہے سب سے آخر میں نماز اٹھائی جائے گی۔

جواب: سب سے آخر میں نماز کے اٹھ جانے کا مطلب یہ ہے کہ نماز کا وجود دنیا سے بالکل ختم ہو جائے گا اور حدیث مذکورہ سے مراد یہ ہے کہ نمازیں برباد کریں گے خشوع و خضوع یا شروط کے ترک سے یعنی نماز کا وجود تو ہو گا لیکن اس کی روح یعنی خشوع وخضوع یا ارکان وشروط نہیں ہوں گے۔

اضاعوا الامانۃ نہایہ میں ہے کہ امانت طاعت پر واقع ہوتی ہے یعنی اس کا اطلاق طاعت کے امور میں ہوتا ہے اور عبادت، ودیعت، ثقہ (کسی پر اعتماد) امانت ایک شے ہے اور آگے آئے گا۔ الامانۃ مغنما امانت کو غنیمت بنائیں گے وہاں امانت بمعنی ودیعت ہے و شیدو البناء اونچی بلڈنگیں۔ مکانات بنائیں گے شید سے مشق ہے بمعنی بلند کرنا یا مکانات کو چونا، گچ سیمنٹ پر اونچائی بنائیں گے یعنی شید ہر وہ شے ہے جس سے دیواروں کو لیپا جائے جیسے گچ وغیرہ و اتبعوا الھوی خواہشات کی پیروی کریں گے یعنی وہ عقائد فاسدہ جو ان کے من پسند ہوں گے اور آراء باطلہ جو احادیث صحیحہ کے مخالف ہیں ان کے پابند ہوں گے۔

(یعنی اہلسنت کے عقائد و معمولات جو قرآن و احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں ان کے خلاف اپنے لیڈروں اور بڑوں کو تیار کردہ عقائد و معمولات کی پیروی کریں گے اور ان پر مر مٹنے کو تیار ہوں گے جیسے مرزائیت، رفض و وہابیت، دیوبندیت، یزیدیت، نیچریت اور چکڑالویت، مودودیت، وغیرہ وغیرہ۔ (اویسی غفرلہ)

باعو الدین بالدنیا:

دین دنیا کے عوض بیچیں گے یعنی دنیا بچانے کے لئے دین کو ضائع کر دیں گے اور ان کی خواہش ہوگی کہ دنیا و دولت سلامت رہے دین جائے بے شک جائے۔

اتخذو القرآن مزامیر:

قرآن راگ اور سرود کی طرز پر پڑھیں گے اس کے مواعظ و احکام میں تدبر کریں گے نہ ان پر عمل کریں گے۔

اتخذوا جلود السباع صفافا:

درندوں کے چمڑے سے صاف بنائیں گے صفاف صفۃ کی جمع ہے یہ زین کے لئے بمنزلہ کجاوے کے ہوتا ہے جو کہ زمین میں بچھا کر اس پر بیٹھیں گے۔ جیسا کہ حدیث میں شیر (چیتے) کی کھال کو گدے کی صورت میں بنا کر اس پر بیٹھنے سے منع کیا گیا ہے "المساجد طرقا" مسجدوں کو راستے (سڑکیں) بنائیں گے اس کی تفصیل گذری ہے یا یہ کہ مسجدوں سے نماز پڑھے بغیر گزر جائیں گے اس میں کم از کم دوگانہ نہ پڑھیں گے اس کی تفصیل بھی گزر چکی ہے۔

تھاونوا بالطلاق:

طلاق کو معمولی سمجھیں گے اور اس کی انہیں پرواہ نہ ہوگی یعنی اسے ایک معمولی کام سمجھیں گے۔

صار المطر قیظا:

اس کی تفصیل گزری ہے۔

اتخذوا القینات:

قینہ کی جمع ہے سرود و مزامیر گانے والی لڑکیاں۔

والمعازف:

یہ لہو ولعب کے آلات ہیں جیسے طنبورہ، سارنگی، رباب (سارنگی کا ایک باجہ)

عطلت الحدود:

حدود و تعزیرات شرعیہ معطل ہو جائیں گے یعنی حدود شرعیہ کا اجراء نہ ہوگا جیسے زانی کا سنگسار یا کوڑے اور چور کے ہاتھ کاٹنا اور بہتان تراش کو کوڑے مارنا وغیرہ۔

فائدہ: ہمارے دور میں حدود شرعیہ نہ صرف معطل ہیں بلکہ بد بخت لیڈر کہہ رہے ہیں کہ ایسے قوانین کا اجراء ظلم ہے وغیرہ وغیرہ معاذ اللہ۔ اویسی غفرلہ)

نقصت الشهور:

صاد مہملہ کے ساتھ یعنی اکثر مہینے ناقص ہوں گے۔

ونقضت المواثيق:

صاد معجمہ (توڑنا) المواثیق میثاق کی جمع عہد وعدہ وغیرہ۔

رکب النساء البراذين:

جمع برذون بکسر الموحدۃ وسکون الراء وفتح الذال المعجمۃ۔ آخر میں نون بمعنی دابہ (جانور) اس کی مونث برذونہ اس کی جمع براذین اس کو سواء مبرذن (اس کی تفصیل فقیر اویسی غفرلہ) نے عرض کر دی ہے۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں جانوروں (اونٹ گھوڑا خچر موٹر کار وغیرہ) کی مردوں سے مشابہت کرتے ہوئے سواری کریں گے۔

حلف بغير الله:

غیر اللہ کی قسمیں کھائیں گے مثلاً بادشاہ کے سر کی قسم سردار اور باپ کے سر کی قسم یا

امانت وغیرہ کی قسم طلاق وآزاد کرنے کی وغیرہ وغیرہ

کانت الزکوۃ مغرماً:

زکوۃ تاوان سمجھی جائی گی اس کی تفسیر گزر چکی ہے۔

صارت الامارات مواریث:

حکومتیں میراث ہوں گی یعنی حکومت میں دین ورشد، تدبیر اور علم کا لحاظ نہ گا اور نہ ہی دیگر کمالات کو سامنے رکھا جائے گا بلکہ کہیں گے یہ بادشاہ یا اس کے بھائی کا بیٹا ہے یہی حکومت کا زیادہ مستحق ہے۔ یہ رسم سب سے پہلے بنوامیہ نے نکالی وہ اپنے بیٹوں وغیرہ کو حکومت کے لئے بطور میراث مقرر کرتے تھے حالانکہ خلفاء راشدین نے ایسا نہیں کیا انہوں نے خلامت کے لئے نہ اپنی اولاد کو مقرر کیا اور نہ ہی کسی رشتہ دار کو۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

اسی نہج کو آج کل سعودیوں نجدیوں نے اپنایا ہوا ہے اور ہمارے دور میں اکثر پیری مریدی اور نمبردار نظام اسی پہ چل رہا ہے یہی وجہ ہے مسلک اہلسنت میں ضعف اور کمزوری ہے کہ نااہل لوگوں کو سجادہ نشین بنایا جاتا ہے یہ طریقہ ہمارے اسلاف میں نہ تھا تو شریعت طریقت، معرفت۔ حقیقت، جو بن پڑھی، نمبرداری تو ہے نمبرداری۔ اویسی غفرلہ)

وسب آخر هذه الامة اولها:

پچھلے لوگ پہلے بزرگوں کی گالی دیں گے یہ شیعوں کے مذہب کی طرف اشارہ ہے اور ان مذاہب کی طرف بھی جو صحابہ کے علاوہ تابعین اور اسلاف صالحین رضی اللہ عنہم کو گالی اور ان کی مذمت کرتے ہیں (جیسے بعض وہابیہ مقلدین امام ابوحنیفہ ودیگر اولیائے کاملین جیسے حضور غوث پاک اعظم اور داتا گنج بخش وحضور غریب نواز اجمیری وغیرہم یونہی سعودی وہابی، امام محی الدین شیخ اکبر ودیگر اکابر کاملین رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہتے ہیں بہت سے بدبخت اپنے باپ دادا کو گالی دیتے اور ان کی مذمت کرتے ہیں جب کہ ان کا انتقال سنت کی پیروی پر ہوا۔

اکرام الرجل اتقاء شرہ:

کسی کی تعظیم واکرام اس کے شر سے بچنے کیلئے ہوگا یعنی خطرہ ہوگا کہ اگر اس کی تعظیم

نہیں کی جائے گی تو شر و فساد ہوگا اس میں دین کے معاملہ کو کوئی تعلق نہ ہو (ہاں دین کے پیش نظر ماں، باپ استاد مرشد علمائے کاملین اولیا، صالحین کی تعظیم و تکریم عبادت ہے دیکھئے فقیر کا رسالہ ''مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاول پور۔ اویسی غفرلہ)

کثرت الشرط:

ظالمین کے معاونین (پولیس، فوج) کی کثرت ہوگی۔

واستغنی الرجال بالرجال:

مرد مردوں کی وجہ سے عورتوں سے مستغنی ہوں گے، لواطت عام ہو جائے گی اس کی تفصیل گزری ہے۔ (اور فقیر کا رسالہ ''القباحۃ فی اللواطۃ'' ۔زیر طبع ۔پڑھے اویسی غفرلہ)

وصعدت الجھال المنابر:

جاہل واعظین، مقررین خطباء منبروں پر چڑھیں گے۔ ایک روایت میں الجہال کے بجائے الجہلاء ہے بمعنی موٹے بدن والے لوگ جنہیں خدا کا خوف نہ ہوگا اور نہ آخرت کا ڈر۔ ایسے واعظ و مقررین کی ہمارے دور میں کمی نہیں (یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب ہے۔ اویسی غفرلہ)

نکتہ: انہیں موٹے بدن والے اس لئے کہا گیا کہ خوف آخرت نہ ہونے سے ان کے بدن موٹے ہو جائیں گے ورنہ خوف آخرت تو چربی پگھلا کر رکھ دیتا ہے (اسی لئے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے کسی موٹے آدمی کو کبھی فلاح والا نہیں پایا۔

ولبس الرجال التیجان:

مردوں کا تاج پہننا یعنی لوگ مجوس اور فارس کی عادت کی طرف لوٹ جائیں گے کہ وہ سروں کو تاج سے سجائیں گے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "العمائم تیجان العرب" اہل عرب کے عمامے ان کے تاج ہیں یعنی عرب کی عادت ہے کہ وہ تاج نہیں پہنتے بلکہ سروں کو عمامے شریف سے سجاتے ہیں۔ (لیکن ہمارے دور میں عربوں کو اکال ورومال کا مرض لپٹ گیا ہے۔ اویسی غفرلہ)

وضیقت الطرقات:

راستے تنگ کیے جائیں گے یعنی راستے ہموار کر کے بیٹھنے کی جگہ بنائیں گے اس سے راستے تنگ ہو جائیں گے اور وہاں بیٹھ کر گپ شپ ماریں گے جھوٹی اور فضول باتیں کرنے کیلئے بیٹھیں گے جس سے چلنے والوں کیلئے راستہ تنگ ہوگا۔

وخطباء منابر کم:

یعنی منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی باتوں اور حقوق کے اظہار کے بجائے صرف خطبہ (تقریر) کی اجرت وصول کریں گے (اسی لئے ایسی لچھے دار تقریریں کریں گے تاکہ لوگ بکثرت اس کے شیدائی ہوں اور روپے پیسے خوب بٹوریں) مصنف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہم نے ایک مسجد کے بیس بیس خطیب بھی دیکھے ہیں (اور ہم نے بھی اپنے دور میں ایسے مقرر و واعظ بھی اعراس وجلسہائے میلاد و دیگر محافل میں بھی خوب دیکھے ہیں جو اپنی تقریر رنگین بنانے کیلئے خوب ہاتھ مارتے ہیں اگر تقریر رنگ نہ جمائے تو کربلا میں چھرا لے کر شہدائے کربلا کے نام پر خوب داد و دہش کماتے ہیں الا ماشاء اللہ۔ اویسی غفرلہ)

رکن علماو کم:

علماء کا جھکاؤ امراء (حکام، افسرانِ بالا) کی طرف ہوگا اور بعض مفتی صاحب کا بھی یہی حال ہوگا کہ فتوے امراء وغیرہ کی منشا پر لکھیں گے اگرچہ شرع شریف کے خلاف ہو اس سے ان کا مقصد روپیہ پیسہ بٹورنا اور دنیوی کام تکبر وغرور ناجائز ٹیکس بڑھانے کو حلال قرار دیں گے اور حلال چیزیں مثلاً تواضع کم خرچہ حدود شرعیہ قائم کرنے کو حرام ثابت کریں گے۔ (معاذاللہ)

وتعلم علماؤکم:

علماء اللہ تعالیٰ اور دین کیلئے نہیں پڑھیں گے اور ان کا علم حاصل کرنا محض دنیا ہوگی ان کی علامت یہ ہے کہ انہیں اکثر فلسفیات حکمیات کی زیادہ رغبت ہوگی اور قرآن وسنت سے بالکل جاہل ہوں گے اور نہ ہی شرائع اسلام سے واقف ہوں گے اس کے باوجود خود کو علمائے

اسلام میں شمار کریں گے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

اتخذتم القرآن تجارة:

یعنی قرأۃ القرآن کی اجرت کے طالب ہوں گے وہ پڑھیں یا نہ پڑھیں یعنی تلاوت کا شوق نہ ہوگا۔ محض مال کمانے کے لئے پڑھیں گے۔

ضیعتم حق اللّٰہ في اموالکم:

اللہ کا حق ضائع کرنے کا معنی زکوۃ و دیگر حقوق اموال ادا نہ کرنا، سرے سے زکوۃ نہ دینا یا دینا تو شروط و استحقاق کا لحاظ نہ کرنا، واجب کی مقدار ادا نہ کرنا۔ (وغیرہ وغیرہ)

وشربتم الخمورفي نادیکم :

عام مجلسوں میں شراب خوری، چھپ کر نہ پینا، بے حیائی کر کے کھلم کھلا پینا یہ سابق قول کے بعد تکرار نہیں وہاں مطلق پینا عام ہوگا یہاں عموم کے ساتھ کھلم کھلا عام مراد ہے یونہی "شراب الخمور فی الطرق" راستوں پر شراب پینے کا بیان گذرا ہے یہ اس سے بھی عام ہے کہ کھلم کھلا شراب پینے کے علاوہ بے حیائی و بے شرمی بھی ہوگی۔

ولعبتم بالمیسر وضربتم بالکبر:

تم قمار وغیرہ کھیلو گے۔

1- نہایہ میں ہے کہ "المیسر ھو القمار" یعنی جواء اس معنی پر حدیث شریف ہے: "الشطرنج میسر العجم" شطرنج عجمیوں کا جواء ہے اس سے کھیلنے کو جواء سے تشبیہ دی گئی۔ میسر دراصل تیروں سے کھیلنے کا نام جواء ہے اس میں اس قسم کی شرط بازی ہو وہ جواء ہے یہاں تک کہ بچوں کا اخروٹ وغیرہ سے کھیلنا بھی جواء ہے۔

مسئلہ: عید کے دن انڈوں وغیرہ سے کھیلنا بھی جواء ہے۔

الکبر بفتحتین (ڈھول) دو طرفہ بعض نے کہا یک طرفہ و (المعزفۃ) المعازف کی جمع اس کی تفصیل گذری ہے۔ المزامیر مزمار کی جمع وہ آلہ جس سے راگ گایا جاتا ہے فارسی میں اسے صرنا کہتے ہیں اردو میں شرنا کہا جاتا ہے۔

منعتم معاویجکم زکاتکم:

تم زکوٰۃ محتاجوں سے روکو گے۔اس کا معنی ظاہر ہے۔

قتل البری لیغیظ العامۃُ بقتله:

بے قصور قتل کر دینا تا کہ عوام غیظ وغضب میں آئیں اور فتنہ وفساد کی آگ بھڑک اٹھے وہ اپنے قبیلہ و برادری سے ہو یا بستی اور علاقہ کا اس میں دو گناہ ہیں

1- قصاص کا ترک

2- بے قصور کو قتل کرنا۔

صار العطاء فی العبید والسقاط:

اسقاط بیکار اور لوگوں میں رذیل تر اور بڑا کمینہ یعنی عطا و داد ہش غلاموں اور نوکروں کمینے لوگوں کو دی جائے گی یہ اس حدیث کے مطابق ہے۔

وسدا لامر الی غیر اهله:

امور نا اہل کے سپرد کیے جائیں گے۔

وطفف المکاییل والموازین:

تطفیف بمعنی ناپ تول میں کمی کی جائے۔(اس کی تفصیل گذری)

نوٹ: مذکورہ بالا (باب نمبر۲) کی تمام نشانیاں اس دوسری قسم سے ہیں جو سب کی سب اس (زمانہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے زمانہ ۱۴۲۳ھ میں بھی موجود ہیں اور دن بہ دن بڑھتی جارہی ہیں وہ ساری اپنی انتہا (تا مہدی رضی اللہ عنہ) تک پہنچیں گی یا پہنچ گئی ہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ اعلم)

دعا: ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں فتنوں سے دور رکھے اور ہمیں آزمائش و امتحان سے محفوظ رکھے اور ہماری موت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر آئے اور ہمارے گناہ بخشے جائیں جو ہم سے پوشیدہ یا اعلانیہ ہوئے، بیشک وہ جواد وکریم اور ذوالمنن ہے۔ بجاہ جد الحسن والحسین آمین یارب العالمین۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

دعا کے اختتام پر وسیلہ حبیب خدا ﷺ پیش کرنا بالخصوص حضرت حسنین کریمین رضی اللہ عنہ کی نسبت سے یعنی جدالحسن والحسین رضی اللہ عنہما کہنا سلف صالحین رحمہم اللہ کا طریقہ ہے۔ اسے شرک یا بدعت کہنا اہل بدعت کا طریقہ ہے۔

مقام کی مناسبت سے ہم چند احادیث یہاں درج کرتے ہیں:

1- حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فتنہ وفساد کے دور میں عبادت کرنا ایسے ہے جیسے میری طرف ہجرت کرنا۔

(رواہ مسلم والترمذی وابن ماجہ)

2- زبیر بن عدی سے مروی ہے کہ ہم نے انس رضی اللہ عنہ سے حجاج کی شکایت کی تو فرمایا صبر کرو تم پر ہر آنے والا زمانہ پہلے زمانے سے برا ہوگا حتی کہ اپنے رب سے ملو۔ یہ میں نے تمہارے نبی ﷺ سے سنا ہے۔ (رواہ بخاری، ترمذی)

3- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اپنے امتی پر ائمہ (خلفاء بادشاہ) گمراہ کرنیوالوں سے ڈرتا ہوں جب میری امت میں تلوار رکھی جائے گی (میدان میں آئے گی پھر تا قیامت نہیں اٹھائی جائے گی) (رواہ ابوداؤد وابن ماجہ)

4- حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے پیچھے صبر کے دن آرہے ہیں اس میں صبر کرنے والا ایسے ہوگا جیسے آج تم (مرتبہ میں ہو اور اسے تمہارے پچاس (صحابہ) جیسا اجر نصیب ہوگا۔ (رواہ الطبرانی)

5- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تیرا کیا حال ہوگا جب تو گھٹیا لوگوں میں ہوگا ان کے معاہدے اور امانتیں فاسد ہوں گے اور آپس میں اختلاف کریں گے پھر آپ ﷺ نے انگلیوں کو ایک دوسری میں داخل فرمایا یہ اختلاف کا اشارہ تھا۔ انہوں نے عرض کی پھر میرے لئے کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا اپنے اہل وعیال کے ساتھ گھر میں بیٹھا رہ (گوشہ نشینی اختیار کر) اور زبان کو قابو میں رکھ جس امر کو تو جانتا ہے اسے لے جو نہیں جانتا اسے چھوڑ دے اپنے

امور کی حفاظت کر دوسروں کے در پے نہ ہو۔ (رواہ ابوداؤد والنسائی)

فائدہ: اسے ایک پنجابی شاعر نے یوں ادا کیا ہے:

تو اپنی گٹھڑی سنبھال تینوں چور نال کی
توں اپنی نبیڑ تینوں ہور نال کی

''اپنے سامان کی خود حفاظت کر تجھے چور سے کیا مطلب تو اپنا کام خود صحیح کر تجھے دوسروں سے کیا غرض''۔

قرآن مجید میں اسی کا حکم ہے:

یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ۔ (پ ۷ المائدہ ۱۰۵)

''اے ایمان والوں! تم اپنی فکر رکھو کچھ نہ بگاڑے گا جو گمراہ ہوا جب کہ تم راہ پر ہو''۔

6- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اس کے آخر میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کیا حکم ہے؟ تم اس وقت اپنے گھروں میں بیٹھے رہو۔ (رواہ ابوداؤد والترمذی وابن ماجہ)

7- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت پر آخری زمانہ میں سخت بلا و مصیبت آئے گی اس میں سے وہی نجات پائے گا جو اللہ تعالیٰ کے دین کی معرفت رکھ کر اپنی زبان اور قلب سے جہاد کرے پس وہ جس کیلئے سبقت کرنے والوں نے سبقت کی اور وہ مرد جس نے اللہ تعالیٰ کے دین کو پہنچانا اور اس کی تصدیق کی۔ (رواہ ابونصر السجزی وابونعیم)

8- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس خیر کے بعد کوئی شر واقع ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں جہنم کے دروازوں پر بلانے والے ہیں جو ان کے بلاوے کا جواب دے گا وہ اسے جہنم میں پھینک دیں گے۔ کسی نے عرض کی یارسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کی نشانی بتایئے وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا وہ ہماری صورتوں اور شکلوں میں ہوں گے یعنی انسان ہوں گے وہ ہماری زبانوں کی باتیں کریں گے

یعنی دین کی باتیں کریں گے لیکن ہوں گے دین کے دشمن، میں نے عرض کی اگر میں انہیں پاؤں یعنی ان سے ملاقات کروں تو ان کے متعلق ہمیں آپ کا کیا حکم ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل اسلام کی جماعت (اہلسنت) اور ان کے امام (مقتداء و پیشوا) کو لازم پکڑنا۔ میں نے عرض کی جماعت نہ ہو اور نہ ہی امام تو پھر کیا کروں؟ فرمایا پھر ان تمام فرقوں (گمراہ پارٹیوں) سے علیحدہ رہنا اگر چہ درخت کی جڑ کو دانتوں سے پکڑنا پڑے اور اسی تمہیں موت آ جائے اور تم اسی حالت میں ہو تو نجات کی امید کی جاسکتی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کو امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی (فی سنن الکبریٰ) حاکم، ابن حیان ابن ابی شیبہ، بزار، طیالسی، ابونعیم فی ''الحلیۃ'' ابوعوانہ طبرانی (''فی الاوسط'') اور نعیم (فی ''الفتن'') نے روایت کیا ہے۔ (اویسی غفرلہ)

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ میرے بعد ائمہ (خلفاء بادشاہ) ہوں گے وہ میری سیرت پر نہ چلیں گے اور نہ ہی میری سنت پر عمل کریں گے ان میں بعض ایسے لوگ ہوں گے جن کے قلوب شیاطین کے قلوب کے مطابق ہوں گے اور ان کے اجسام انسانوں جیسے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر انہیں میں پاؤں تو کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سننا اور امیر (حاکم وقت) کی اطاعت کرنا اگر چہ وہ تمہاری پیٹھ پر مارے اور تیرا مال چھین لے۔ (رواہ مسلم)

9- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذر! تیرا حال کیسا ہوگا؟ جب تو بیکار لوگوں میں ہوگا، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیاں ایک دوسری میں ملائیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس وقت کیا کرنا چاہیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبر کرنا، صبر کرنا لوگوں سے ان کی عادت کے مطابق زندگی بسر کرنا یعنی اخلاق سے پیش آنا لیکن ان کے غلط اعمال کے خلاف کرنا۔ (رواہ الحاکم والبیہقی فی الزھد)

10- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب فتنہ جوش

میں ہو تو اس کے قریب مت جانا، جب پیش آئے تو خود کو اس کے آگے نہ کرنا، جب تمہاری طرف رخ کرے تو اہل فتنہ کو خوب دبانا۔

11- حضرت خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے خالد! میرے بعد بدعات (سیئہ) اور فتنے اٹھیں گے اور افتراق و اختلاف ہوگا اگر استطاعت ہو تو مقتول ہونا منظور کرنا نہ کے قاتل ہونا۔

(رواہ احمد وابن ابی شیبہ ونعیم بن حماد والطبرانی والبغوی والباوردی وابن وقانع وابونعیم والحاکم)

12- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں ظالموں کے حامی و مددگار (پولیس وفوج) ہوگی۔ وہ صبح کریں گے تو غضب خدا میں اور شام کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے غضب میں، ان سے بچ کر رہنا کہ کہیں تم ان کے ہمراز (ہم پیالہ وہم نوالہ) نہ ہونا۔

13- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ایسے دور میں ہو کہ تم میں سے کوئی دسویں حصہ پر عمل کرے جس کا وہ مامور ہے تو ہلاک ہوگا ایک زمانہ آئے گا اس میں دسویں حصہ پر اگر عمل کرے جس کا وہ مامور ہے تو وہ نجات پا جائے گا۔ (رواہ الترمذی)

14- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کو شام کو (جیسے کہ ان کی عادت تھی کہ ہر جمعرات کو نصیحت فرماتے تھے) اپنے ساتھیوں کو فرماتے تھے کہ عنقریب زمانہ آئے گا اور ایک دوسرے پر بہت زیادہ لعنت کی جائے گی رشوت وزنا عام پھیل جائے گا آخرت دنیا کے بدلے میں بیچیں گے پس جب تو اسے دیکھے تو نجات نجات۔ عرض کی گئی نجات کیسے؟ فرمایا اپنے گھر کے کونوں میں سے ایک کونہ پکڑ لے اور اپنی زبان اور ہاتھ کو روک لے۔ (رواہ ابن ابی الدنیا)

15- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے سے پہلے جتنے انبیاء علیہم السلام مبعوث فرمائے ان میں سے ہر نبی علیہ السلام کے حواری اور اصحاب ہوتے جو اپنے نبی علیہ السلام کی سنت پر عمل کرتے اور ان کی اقتداء

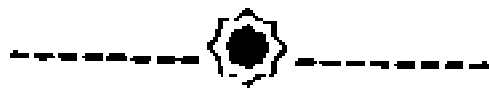
کرتے۔ پھر ان کے بعد ان کی نالائق اولاد پیدا ہوئی جو وہ کہتے خود اس پر عمل کرتے اور وہ عمل کرتے جس کے وہ مامور نہ ہوتے جو ان سے ہاتھ سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور جو ان سے زبان سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور جو ان سے دل سے جہاد کرے وہ مومن ہے اس کے سوا جو بھی ہے اسے رائی برابر بھی ایمان نصیب نہیں۔ (رواہ مسلم)

16- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے حلال کھایا اور میری سنت پر عمل کیا اور لوگوں کو اپنی تکالیف سے امن و سلامتی میں رکھا وہ جنت میں داخل ہوگا ایک مرد نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایسے لوگ (صحابہ) آج کل بہت زیادہ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اور عنقریب میرے بعد کے زمانوں میں ہوگا۔ (رواہ الترمذی)

17- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا بیٹے! اگر تمہیں قدرت ہے کہ صبح و شام میں تیرے دل میں کسی کے بارے میں معمولی بھی غل و غش نہ ہو تو ایسے کرنا پھر فرمایا بیٹا یہی میری سنت ہے جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں داخل ہوگا۔ (رواہ الترمذی)

18- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے فسادات کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے پکڑا تو اس کے لئے سو ۱۰۰ شہیدوں کا ثواب ہے۔ (رواہ بیہقی)

19- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس نے فسادات کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے تھاما اس کے لئے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔ (طبرانی فی الاوسط)



الباب الثالث

في الاشراط العظام والامارات القريبة التي تعقبها الساعة

باب سوم

وہ بڑی نشانیاں جو بالکل قیامت کے قریب ہوں گی جن کے بعد قیامت قائم ہو جائے گی۔

ظہور امام مہدی رضی اللہ عنہ

انتباہ اویسی غفرلہ:

بہت سے لوگ امام مہدی پر علیہ السلام کہتے لکھتے ہیں یہ غلط ہے شیعوں کا طریقہ ہے۔ علیہ السلام وغیرہ انبیاء عظام اور ملائکہ کرام کے علاوہ کسی کیلئے علیہ السلام لکھنا پڑھنا مکروہ ہے تفصیل دیکھیے فقیر کا رسالہ ''کراہۃ علیہ السلام لغیر الانبیاء والملائکۃ الکرام'' اویسی غفرلہ)

امام مہدی رضی اللہ عنہ کے متعلق احادیث وروایات بیشمار ہیں۔ حضرت محمد بن الحسن الاسنوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ''مناقب الشافعی'' میں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر امام مہدی رضی اللہ عنہ کے متعلق تواتر کے ساتھ روایات مروی ہیں اور متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ وہ اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم سے ہیں۔

ان کی طرف اجمالی اشارہ آئے گا اگر ہم تفصیل کے درپے ہوں تو کتاب بڑی ہو جائے گی اور ہم موضوع سے ہٹ جائیں گے ہاں ہم روایات مختلفہ کی تطبیق کی کوشش کریں گے لیکن روایات کے مخارج و مستخرجین کے درپے نہیں ہوں گے اور یہ تحقیق اپنے مقام پر آئے گی۔

نوٹ: امام مہدی رضی اللہ عنہ کے متعلق مکمل تفصیل فقیر کی تصنیف ''امام مہدی'' کا مطالعہ فرمایئے۔
(اویسی غفرلہ)

نام امام مہدی رضی اللہ عنہ:

اکثر روایات میں آپ کا اسم گرامی محمد ہے امام احمد کی روایت میں آپ کا نام احمد ہے آپ کے والد گرامی کا نام عبداللہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح روایت میں یہی مروی ہے۔ (ابوداؤد والترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا نام میرے نام کے اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام کے موافق ہوگا یعنی عبداللہ ہوگا۔

اضافہ اویسی غفرلہ:

اس کے علاوہ اور اقوال بھی ہیں۔ حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رحمہ اللہ التوفی

۱۲۳۳ھ/ ۱۸۱۷ء رسالہ حشریہ میں لکھتے ہیں کہ امام مہدی کا نام محمد اور والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ ہوگا۔

فائدہ: حشریہ رسالہ بنام قیامت نامہ (فارسی) میں مجتبائی دہلی سے چھپا اور اردو میں ''علامات قیامت'' کے نام سے کراچی (باب المدینہ) اصح المطابع نور محمد خانہ آرام باغ میں بار بار چھپ رہا ہے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۵۴۴ھ تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کی کنیت ابوالقاسم ہوگی۔ بعض کے نزدیک آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہوگی آپ کو جابر بمعنی ظالم لوگوں پر غلبہ پانے والا بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۷۴ھ نے فرمایا کہ مہدی کا مطلب یہ ہے کہ کہ آپ گمراہ مخلوق کو ہدایت پر جمع کریں گے۔

(حج الکرامہ، ص ۲۵۲، فتاویٰ حدیثیہ، ص ۳۶)

فرقہ شیعہ کی شرارت:

فرقہ شیعہ کے بعض نے کہا کہ حدیث ''یواطی ای یوافق اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی'' امام مہدی کا نام کے اور اس کے باپ کا نام میرے کے موافق ہوگا۔ میں تحریف ہوئی ہے صواب یہ ہے کہ حدیث یوں تھی کہ ''اسم ابیہ اسم ابنی بالنون'' (نون کے ساتھ) یعنی الحسن اس کے باپ کا نام میرے بیٹے حسن کے نام پر ہوگا۔ یا یہ کہ بابیہ سے مراد اس کا جد یعنی امام حسن مراد ہیں۔ اور اسمہ سے اس کی کنیت مراد ہے کیونکہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی کنیت عبداللہ ہے اب مطلب یہ ہوا کہ اس کے دادا امام حسین رضی اللہ عنہ کی کنیت والد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے موافق ہوگی۔ اس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ مہدی سے محمد بن الحسن العسکری مراد ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

یہ توڑ مروڑ صرف اسی لئے کی گئی تا کہ ان کا اعتقاد ثابت ہو مہدی موعود یہی محمد بن الحسن العسکری ہیں یہ سراسر غلط ہے حضرت امام ملا علی القاری الحنفی رحمہ اللہ المتوفی ۱۰۱۴ھ شرح مشکوۃ المصابیح میں لکھتے ہیں۔

فیکون محمد بن عبداللہ فیہ رد علی الشیعۃ یقولون المھدی

الموعود هو القائم المنتظر وهو محمد بن الحسن العسکری انتهیٰ۔

(مرقاۃ المصابیح جلد نمبر ۹ صفحہ ۳۵۰ مطبوعہ کوئٹہ پاکستان)

یعنی امام مہدی کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا۔ اس حدیث سے شیعہ ٹولے کا رد ہو گیا جو کہتے ہیں کہ امام مہدی پیدا ہو چکے ہیں جو دوبارہ آئیں گے جو ابھی تک موجود ہیں حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ حضور ﷺ نے امام مہدی کا نام محمد بن عبداللہ ارشاد فرمایا ہے اور وہ زمانہ مستقبل میں پیدا ہوں گے اور شیعہ جسے امام مہدی بتاتے ہیں انکا نام محمد بن حسن عسکری ہے ان کا انتقال ۲۶۵ھ میں ہو چکا ہے۔ بحوالہ شواهد النبوۃ علامہ عبدالرحمٰن جامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۹۸ھ النبراس شرح شرح العقائد للعلامہ عبدالعزیز پرھاروی رحمہ اللہ المتوفی ۱۲۳۹ھ مزید دلائل آئندہ صفحات پر ہدیہ قارئین ہوں گے (ان شاء اللہ) معلوم ہوا کہ محمد بن حسن عسکری امام مہدی نہیں ہیں بلکہ امام مہدی محمد بن عبداللہ ہوں گے۔ جیسا کہ کتاب ھذا میں تحقیق ہوگی۔

تردید مذہب شیعہ:

شیعہ فرقہ کا عقیدہ باطل ہے بوجوہ ذیل:

1- شیعوں کے من گھڑت افسانے

2- جس محمد بن الحسن کو شیعہ مہدی مانتے ہیں وہ تو فوت ہو چکے ان کا مال میراث ان کے چچا حضرت جعفر کو ملا جو حضرت امام حسن عسکری کے بھائی تھے

3- جب امام مہدی رضی اللہ عنہ بیعت لیں گے اس وقت ان کی عمر مبارک چالیس سال یا اس سے کچھ کم اگر بقول شیعہ محمد بن الحسن العسکری مراد ہیں تو احادیث میں ان کی عمر تا حال یا تا اظہارِ مہدویت صدیوں سال ہونی چاہئے مصنف رحمہ اللہ کے زمانہ تک سات سو سال ہوتی۔

4- امام مہدی رضی اللہ عنہ کی ولادت مدینہ (و مشق تحقیق آئے گی) میں ہوئی بخلاف محمد بن العسکری کے۔

5- حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ محمد بن عبداللہ مہدی بنا کر لائے گا۔

بلکہ اس کے علاوہ بہت سی صحیح احادیث وارد ہیں جن میں شیعہ مذہب کی صریح اور صاف تردید ہے اور وجوہ بھی ہیں ہم اختصار سے کام لیتے ہیں تا کہ کتاب کی ضخامت نہ بڑھے۔

ازالہ وہم:

شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ المتوفی ۹۷۳ھ نے الیواقیت والجواھر میں لکھا ہے کہ جو شیعوں کا موقف ہے اور انہوں نے للفتوحات المکیہ کا حوالہ دیا ہے۔ حالانکہ فتوحات مکیہ شریف شیخ محی الدین ابن العربی شیخ اکبر رحمہ اللہ المتوفی ۶۳۸ھ میں حوالہ نہیں ہے بلکہ اس میں تو صاف لکھا ہے کہ مہدی موعود رضی اللہ عنہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوں گے اور امام عسکری رضی اللہ عنہ جس کے بیٹے کو شیعہ مہدی مانتے ہیں امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں۔

تحقیق قول:

الیواقیت والجواہر کی عبارت سوس ہے (من گھڑت مضمون شامل کر دیا گیا ہے) امام شعرانی رحمہ اللہ المتوفی ۹۷۳ھ نے خود اپنی زندگی میں فرمایا تھا کہ کسی کو جائز نہیں کہ وہ میری اس کتاب الیواقیت والجواھر کو بیان کرے یہاں تک کہ وہ علماء کرام کے سامنے پیش کرے اگر وہ اس کی اجازت دیں تو الحمد اللہ ورنہ اس کے بیان کی اجازت نہیں ہے یہ امام شعرانی قدس سرہ کی کرامت ہے کہ جس امر کا انہیں خطرہ تھا وہ سامنے آگیا کہ شیعوں نے اپنے عقیدہ کو ان کی کتاب الیواقیت والجواھر میں مدغم کر دیا۔ یونہی ان کی کتاب طبقات (الکبری) میں شیعوں نے تحریف کی کہ امام حسین بن علی (امام زین العابدین رضی اللہ عنہ) کی اولاد واقعہ کربلا کے بعد بچی اور امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے کوئی باقی نہیں بچ سکا سب فوت ہو گئے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

شیعوں نے یہ کارروائی اسی لئے کی تا کہ مہدی موعود امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ثابت نہ ہو سکے۔ یہی عادت وہابیوں دیوبندیوں کی ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۱۷۶ھ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۳۹ھ کی تصانیف میں عبارت گھٹائیں اور بڑھائیں۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے فقیر کی تصنیف ''التحقیق الجلی فی مسلک شاہ ولی'' مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز، کراچی)

امام شعرانی رحمہ اللہ کی صفائی:

شیعوں نے امام شعرانی قدس سرہ کی طرف غلط عبارتیں منسوب کر کے اپنے غلط ہونے کا اعتراف کیا ہے اس لئے امام شعرانی قدس سرہ جیسے عارف باللہ کیسے انکار کر سکتے ہیں کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا نسب منقطع ہو گیا اور واقعہ کربلا کے بعد کوئی نہ بچ سکا۔ یہ ایک ایسا بہتان اور من گھڑت افسانہ ہے کہ جس کے اظہار کی ضرورت نہیں اور خاندان امام حسن رضی اللہ عنہ کی اتنی بہت بڑی شہرت ہے کہ دنیا کا کوئی مسلمان اس سے بے خبر نہیں۔ خاندان امام حسن رضی اللہ عنہ میں بہت بڑے ائمہ۔ مشائخ، اولیاء کرام ہیں کہ جن کا شمار ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے مثلاً ائمہ یمن وملوک حجاز، ملوک مغرب ائمہ طبرستان جیسے داعی کبیر غوث الاغواث قطب الاقطاب سیدنا محی الدین الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ المتوفی ۵۶۱ ھ بھی باپ کی طرف امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

فقیر نے بہت بڑی تحقیق سے دو تصانیف لکھی ہیں "اماطۃ الاذی اور نسب غوث اعظم" (مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز کراچی) یہ بھی شیعوں کی شرارت کے جواب میں ہیں انہوں نے متعدد تصانیف میں لکھا ہے کہ (معاذ اللہ) غوث اعظم عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سادات میں سے نہیں وغیرہ وغیرہ۔ اویسی غفرلہ)

علاوہ ازیں کتب انساب ساری کی ساری شاہد ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد جملہ ممالک میں پھیلی ہوئی ہے خود شیعہ مصنفین نے نہ صرف اعتراف بلکہ تصریح کی ہے مثلاً عمدۃ الطالب (یہ شیعوں کی نہایت ہی مستند کتاب ہے) پھر ائمہ علم الانساب کا اجماع ہے کہ امام مہدی امام حسن کی اولاد ہے اس میں (سوائے شیعہ) کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ تعجب ہے کہ امام شعرانی نسب حسنی کے کیسے منکر ہو سکتے ہیں جب کہ آپ مصری (مصر کے باشی) ہیں اور مصر میں امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں بڑے بڑے ائمہ، مشائخ، اولیاء، مصر میں موجود ہیں اور مشہور ہیں مثلاً بنو طباطباء وغیرہ۔

انتباہ: اس پر خوب آگاہی ہونی چاہیے اس لئے کہ شیعہ کا یہ بہت بڑا حربہ ہے کہیں کوئی غلط فہمی میں پھنس نہ جائے اس سے نہ صرف امام مہدی رضی اللہ عنہ کے متعلق گستاخی کا ارتکاب ہے بلکہ عالم اسلام کے بڑے ائمہ ومشائخ اور اولیاء بالخصوص امام الاولیاء سید شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے حق میں بھی بڑی بے ادبی وگستاخی ہے۔

از خدا جوئیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

لقب امام مہدی رضی اللہ عنہ:

آپ کا یہ لقب اس لئے ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے حق کی ہدایت بخشی دوسرا لقب جابر ہے اس لئے کہ آپ امت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبر قلوب فرمائیں گے غلط اور ٹوٹے دلوں کو سنواریں گے یا اس لئے کہ جابر وظالم لوگوں پر قہر وغضب فرمائیں گے اور انہیں ٹکڑے ٹکڑے کردیں گے یعنی نیست ونابود فرمائیں گے۔

مسند عبدالرزاق میں مذکورہ بالا وجوہ کے علاوہ دو وجہیں اور لکھی ہیں:

انما سمی المھدی لانہ یھدی لامر قد خفی یستخرج التابوت من ارض یقال لھا انطاکیہ۔

مہدی کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضرت امام موعود کی راہنمائی ایک مخفی امر کی طرف کی جائے گی اور آپ سرزمین انطاکیہ سے تابوت سکینہ نکال لائیں گے۔

اسی کتاب میں اس کی ایک اور وجہ بھی بیان کی گئی ہے:

انما سمی المھدی لانہ یھدی الی جبل من جبال الشام یستخرج منہ اسفار توراۃ یحاج بھا الیھود فیسلم علی یدہ جماعۃ من الیھود۔

''مہدی کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ان کی راہنمائی شام کے ایک ایسے پہاڑ کی طرف کی جائے گی جس سے وہ اسفار تورات نکال لائیں گے جو یہودیوں کے سامنے بطور دلیل پیش کیے جائیں گے جس سے یہودیوں کی ایک جماعت آپ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کرے گی''۔ (مسند عبدالرزاق، ج ۱۱ ص ۳۷۲)

نسب وکنیت:

آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہوگی شفا قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۵۴۴ھ میں ہے کہ روایات کثیرہ صحیحہ مشہورہ میں ہے کہ آپ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے بعض روایات میں ہے کہ اولاد حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ہوں گے پھر اختلاف ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے کس شہزادہ کی اولاد سے ہوں گے بعض روایات میں امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے بعض روایات میں امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوں گے۔

اضافہ اویسی حضرت علامہ ابن حجر کی تحقیق انیق:

آپ یقینی طور حضرت امام مہدی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد کے متعلق لکھ کر ایک نکتہ بھی تحریر فرماتے ہیں اور ساتھ دوسری روایات کو بیکار سمجھتے ہیں، چنانچہ فرمایا: علماء محققین نے لکھا ہے کہ حضرت مہدی کا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہونا کسی حکمت سے خالی نہیں ہے۔ علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۷۴ھ اور دوسرے علماء امت لکھتے ہیں:

وکان سره ترك الحسن الخلافة لله عزّوجل شفقةً علی الامة فجعل الله القائم بالخلافة الحق عندشدة الحاجة اليها من ولده ليملاء الارض عدلاً ورواية من كونه من ولد الحسين واهية جداً۔

(صواعق المحرقہ ص ۱۶۸، نبراس ص ۵۲۰)

''اس میں راز یہ ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے خالصاً للہ اپنی خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کردی تھی اور مسلمانوں کو خون ریزی سے بچالیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے ان کی نسل سے ایسا خلیفہ پیدا کیا جو تمام زمین کا بادشاہ ہوگا اور عدل سے ملک کو بھر دے گا۔ جس روایت میں ہے کہ حضرت مہدی حسین رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہیں وہ بالکل ناقص روایت ہے''۔

اسی طرح جن جن رواتیوں میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی نسل سے حضرت مہدی کے ہونے کا خلاف پایا جاتا ہے وہ بالکل نکمی اور جھوٹی روایتیں ہیں بعض علماء نے ان میں تطبیق سے کام لیا ہے۔

تطبیق الروایات:

روایات مختلفہ مذکورہ کی تطبیق یوں ہے کہ باپ کی جانب سے حسنی اور ماں کی جانب سے حسینی جیسے سیدنا شیخ عبدالقادر غوث اعظم رضی اللہ عنہ حسنی بھی ہیں اور حسینی بھی امام مہدی رضی اللہ عنہ نجیب الطرفین ہوں گے۔ جیسے حضور غوث اعظم نجیب الطرفین ہیں یونہی عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد کا بھی یہی مطلب ہے کہ آپ کے اوپر کے نسب میں کسی جگہ کوئی خاتون حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہوں گی اس اعتبار سے اولاد العباس روایات میں آیا ہے تو کوئی حرج نہیں حقیقت وہی ہے جو اوپر مذکورہ ہوئی۔

فائدہ: علاوہ ازیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ایک اور مہدی موسوم ہے اس کے سیاہ جھنڈے خراسان سے آئیں گے جیسے امام مہدی رضی اللہ عنہ کے لئے جھنڈے آئیں گے اس کی تفصیل آئے گی۔

مولد شریف:

آپ کی ولادت مدینہ شہر میں ہوگی۔ (رواہ ابونعیم) تذکرۃ القرطبی میں ہے آپ کا مولد بلاد مغرب ہے وہاں سے تشریف لائیں گے سمندر عبور کر کے (آئندہ کاروائی جاری فرمائیں گے)

بیعت:

آپ کی بیعت مکہ شریف میں رکن و مقام کے درمیان عاشوراء کی شب میں ہوگی اور اس کی مزید تحقیق آئے گی۔ (انشاءاللہ)

ہجرت:

ولادت گاہ سے ہجرت کر کے بیت المقدس تشریف لے جائیں گے۔ مدینہ پاک آپ کی ہجرت کے بعد ویران ہو جائے گا اور وہ جانوروں وحشیوں کا مرکز ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مدینہ کے ویران ہونے کے بعد بیت المقدس آباد ہوگا۔

حلیہ امام مہدی رضی اللہ عنہ:

وہ گندمی رنگ والے، روشن پیشانی والے اور ناک ستون والے، اونچی بینی والے،

ان کے دائیں رخسار پر سیاہ تل ہوگا چمکتا چہرہ گویا وہ ایک روشن ستارہ ہے ان کا رنگ عربوں جیسا لیکن جسم اسرائیلی مردوں جیسا ہوگا، زبان میں ذرا ثقل ہوگا جب بولنے میں تکلف ہوگا تو اپنی بائیں ران پر دایاں ہاتھ ماریں گے، چالیس سالہ ہوں گے جب دعویٰ کریں گے بعض روایات میں تیس سے چالیس سال کے درمیان ہے اللہ تعالیٰ کے لئے خشوع کرنے والے جیسے گدھ خشوع سے دونوں پر بچھاتی ہے ان پر دو بھاری قبائیں ہوں گی یعنی دو بھاری قبائیں پہنے ہوں گے خُلق (ضمہ کے ساتھ) میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہوں گے نہ کہ خَلق (فتحہ کے ساتھ)

فائدہ: کیونکہ تخلیق میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کون ہوسکتا ہے۔

نہ ہماری بزم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

اضافہ اویسی غفرلہ:

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ متوفی ۹۱۱ھ نے احادیث سے یہ الفاظ بھی نقل کیے ہیں۔

کان وجهه كوكب دُرّي في خده الايمن خال اسود عليه عبائتان قطوانيتان كانه من رجال بني الاسرائيل۔ (الحاوی للفتاوی)

''گویا اس کا چہرہ ایک روشن ستارہ ہوگا اور دائیں رخسار پر کالا تل ہوگا اور وہ دو بھاری قبائیں پہنے ہوئے ہوگا اسے دیکھنے والوں کو لگے گا کہ اسرائیلی مردوں میں سے کوئی ہے''۔

امام سیوطی نے ہی کی نقل کردہ ایک اور حدیث۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"المهدی رجل من ولدی وجهه كالكوكب الدّری"

''مہدی میری اولاد سے ہوگا اور اس کا چہرہ روشن ستارے کی مانند (تاباں) ہوگا''۔

امام سیوطی ہی ایک اور حدیث، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"المهدی رجل من ولدی لونه لون عربی وجسمه جسم اسرائیلی علی

خدہ الایمن خال کانہ کوکب دُرّی۔

''مہدی (موعود) میری اولاد سے ہوگا اس کا رنگ عربوں جیسا اور جسم اسرائیلیوں جیسا ہوگا۔ دائیں رخسار پر ایک تل ہوگا اور اس کا چہرہ روشن ستارے کی مانند (چمکے گا)''۔

ایک اور نشانی بھی ہے جسے ابونعیم نے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یخرج المھدی وعلی راسہ عمامۃ ومعہ منادیا ینادی ھذا المھدی خلیفۃ اللہ فاتبعون انتھی۔ (الفتاویٰ الحدیثیہ ص ۵۵)

''امام مہدی کا جب ظہور ہوگا تو اس وقت ان کے سر پر عمامہ (دستار) ہوگا اور ان کے ساتھ ایک منادی ندا کرنے والا ہوگا جو اعلان کرتا ہوگا کہ لوگو! یہی حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں لہٰذا ان کی پیروی کرو''۔

نوٹ: بہت خوش قسمت ہیں وہ حضرات جو سروں پر عمامہ سجاتے ہیں یہ سنت مردہ ہو چکی ہے دعوت اسلامی والوں نے زندہ کیا اور اسے زندہ کرنا سو شہیدوں کا ثواب ہے علاوہ ازیں عمامہ سر پر سجانے کے بے شمار فضائل وفوائد ہیں۔ تفصیل فقیر کے رسالہ ''فضائل عمامہ'' مطبوعہ ضیاء الدین پبلشرز کراچی میں مطالعہ کیجئے۔ اویسی غفرلہ)

سیرت امام مہدی رضی اللہ عنہ:

آپ سنت مصطفیٰ ﷺ پر عمل کریں گے نیند والے کو نہ جگائیں گے اور نہ ناحق خون بہائیں گے کوئی سنت ایسی نہیں جسے زندہ نہ فرمائیں اور ہر بدعت سیئہ کو مٹائیں گے، آخری زمانہ میں دین کو زندہ کریں گے جیسے رسول اللہ ﷺ نے اول میں اسے قائم فرمایا تمام دنیا کے بادشاہ ہوں گے جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام اور ذوالقرنین نے تمام سرزمین کی بادشاہی کی۔ صلیب توڑیں گے خنزیر کو قتل کریں گے مسلمانوں کی طرف الفت ونعمت لوٹائیں گے۔ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جیسے وہ پہلے جور وستم اور ظلم سے پُر تھی مال ودولت مٹھی بھر بھر کر دیں گے اس کی گنتی نہ کر سکے گا بہت سا مال برابری کے طور تقسیم کریں گے یعنی کسی کے لئے کوئی خاص رعایت نہ ہوگی ان سے آسمان وزمین کے ساکن راضی ہوں گے

اور پرندے خلاء میں اور وحشی جنگلوں میں اور مچھلیاں دریاؤں میں امت مصطفےٰ ﷺ کے قلوب کو غناء دولت سے بھرپور فرمادیں گے یہاں تک کہ اعلان ہوگا کہ کسی کو مال کی ضرورت ہو تو آئے جتنا جی چاہے لے جائے۔

حکایت: اعلان مذکور پر سوائے ایک شخص کے کوئی نہیں آئے گا کہے گا مجھے مال و دولت کی ضرورت ہے اسے فرمائیں گے خازن (خزانچی) کے پاس جاکر کہہ کہ تمہیں مہدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے مال دے۔ اسے خزانچی کہے گا مال اٹھالے جتنا تراجی چاہے یہاں تک کہ وہ اپنی جھولی بھرلے گا وہ جھولی کو بھرا ہوا دیکھ کر شرمائے گا کہے گا کہ میں امت مصطفےٰ ﷺ میں سے سب سے زیادہ حریص ہوں اور ان کی وسعت مالی میں سب سے زیادہ عاجز ہوں لیکن اب تو مجھے میری ضرورت اور خواہش سے زیادہ مال ملا ہے وہ اس مال کو واپس کرنا چاہے گا لیکن اسے کہا جائے گا، ہم عطا کرکے مال واپس نہیں لیتے۔

امام مہدی رضی اللہ عنہ امت مصطفےٰ ﷺ کو نعمتوں سے مال مالا فرمائیں گے نیک اور برے کے لئے نعمت کی کوئی تفریق نہ ہوگی اور ایسی نعمت امت پر کبھی نہ سنی گئی۔ آسمان سے اتنی بارش ہوگی کہ آسمان پر ایک قطرہ بھی باقی نہ رہے گا اور زمین اپنی کوئی جگہ سبزی نہ چھوڑے گی مگر وہ تمام اُگادے گی آپ کے زمانہ میں خوب جنگیں ہوں گی خزانے ظاہر ہوں گے مابین منافقین کے مدائن فتح ہوگا۔ شاہان ہند آپ کے پاس آئیں گے ان کے خزانوں سے بیت المقدس کو آراستہ کیا جائے گا عوام آپ کے پاس ایسے بھاگ کر آئیں گے جیسے شہد کی مکھیاں اپنی ملکہ کے پاس یہاں تک کہ لوگ پہلے (نبوی دور) کی طرح ہوں گے۔

ملائکہ کرام امام مہدی رضی اللہ عنہ کی مدد کیلئے:

تین ہزار ملائکہ کرام آپ کی مدد کیلئے حاضر ہوں گے جو آپ کے مخالفین کے چہروں اور دبروں (کولھوں) پر کوڑے ماریں گے۔ حضرت جبریل علیہ السلام آپ کی فوج کے مقدمۃ الجیش اور حضرت اسرافیل علیہ السلام آپ کی فوج کے ساقہ ہوں گے۔

امن وسلامتی کا دور:

آپ کے زمانہ میں بکری اور بھیڑیا ایک جگہ چریں گے ننھے بچے سانپوں اور بچھوؤں

سے کھلیں گے۔ انہیں وہ موذی ضرر نہ پہنچا ئیں گے، انسان ایک مدزمین میں بیج ڈالے گا تو سات سو پیداوار ہوگی (مد) ایک پیمانہ ہے جس کی مقدار اہل حجاز کے نزدیک 3/1 اور اہل عراق کے نزدیک ۲ رطل ہے۔ ربا، زنا، شراب خوری سب دنیا میں ختم ہو جائیں گے عمریں بڑی ہوں گی امانتیں ادا کی جائیں گی (خیانت کا نام ونشان باقی نہیں رہے گا) شرارتی لوگ (دہشت گرد) ہلاک ہو جائیں گے آل محمد ﷺ سے بغض رکھنے والے مٹ جائیں گے تمام مخلوق آل محمد ﷺ سے محبت کرنے والی ہوگی (نہ شیعہ رافضی رہیں گے اور نہ وہابی) بریلوی سنی ہی ہوں گے اور اللہ تعالیٰ امام مہدی کی برکت سے تمام اندھے فتنے مٹا دے گا۔ تمام روئے زمین امن کا گہوارہ ہوگی یہاں تک کہ پانچ اکیلی عورتیں حج کو جائیں گی اور ان کے ساتھ مرد گا اور انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا۔ انبیاء علیہم السلام کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے فیصلوں میں ظلم ہے نہ عیب

ازالہ وہم:

مذکورہ بالا بعض امور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف بھی منسوب ہیں مثلاً صلیب توڑنا، خنزیر کا قتل تو کوئی حرج نہیں اس لئے کہ ہر دونوں ایسا کریں گے۔ (القول المختصر فی علامات المہدی المنتظر)

تطبیق مصنف رحمۃ اللہ علیہ:

میں کہتا ہوں کہ چونکہ ان دونوں حضرات کا ایک زمانہ ہوگا اسی لئے اگر یہ امور ہر ایک کیلئے منسوب ہوں تو کوئی حرج نہیں تفصیل آ ئے گی۔ (انشاءاللہ)

وہ علامات جن سے امام مہدی رضی اللہ عنہ آسانی سے پہچانے جائیں گے

1- امام مہدی رضی اللہ عنہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کی قمیض مبارک اور تلوار، بے سلا مخملی سیاہی کی ملاوٹ کا جھنڈا، تہ بند جسے رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد ظہور امام مہدی رضی اللہ عنہ تک نہ کھولا گیا اور نہ پھیلایا گیا۔ اس جھنڈے پر لکھا ہوگا:

البیعة للہ۔

"اللہ تعالیٰ کیلئے بیعت"۔

2- آپ کے سر پر بادل ہوں گے جس میں سے منادی پکارے گا:

هٰذَا الْمَهْدِيُّ خَلِيْفَةُ اللّٰهِ فَاتَّبِعُوْهُ۔

"یہ مہدی اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہیں ان کی اتباع کرو"۔

اور اس سے ایک ہاتھ ظاہر ہو کر امام مہدی رضی اللہ عنہ کی بیعت کا اشارہ کرتا ہوگا۔

3- خشک لکڑی خشک زمین میں بوئی جائے گی تو وہ سبز ٹہنی پتوں سمیت نمودار ہوگی۔

4- امام مہدی رضی اللہ عنہ سے ان علامت کا کوئی سوال کرے گا تو آپ ہوا میں اڑنے والے پرندے کو اشارہ کریں گے تو وہ پرندہ اڑ کر آپ کے ہاتھ پر بیٹھے گا۔

5- ایک لشکر جو آپ کے ہاں حاضری کا ارادہ رکھتا ہوگا تو وہ مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے درمیان مقام بیداء میں دھنس جائے گا۔ (اس کی تفصیل آئے گی)

6- آسمان پر منادی ندا کرے گا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے جابر، ظالم لوگوں اور منافقوں اور ان کے لشکروں کو جڑ سے نکال پھینکا ہے۔ اور تم پر امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہترین بزرگ والی مقرر کیا ہے مکہ شریف جاؤ وہی مہدی ہیں ان کا نام محمد بن عبداللہ ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

7- زمین اپنے جگر کے ٹکڑے سونے کے ستونوں کی طرح ظاہر کرے گی۔

8- عوام میں استغناء (بے نیازی) اور زمین کی برکات کی کثرت (جیسا کہ ہم نے امام مہدی کی سیرت میں بیان کیا ہے)

9- کعبہ معظمہ میں جو خزانہ مدفون ہے اسے امام مہدی رضی اللہ عنہ نکال کر فی سبیل اللہ تقسیم کریں گے۔ (رواہ ابونعیم عن علی کرم اللہ وجہہ)

10- غار انطاکیہ سے، بحیرہ طبریہ سے تابوت السکینہ نکال کر اٹھایا جائے گا اور بیت المقدس میں امام مہدی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا جائے گا پس جب یہود نے انہیں دیکھا تو اسلام لے آئے مگر ان میں سے تھوڑے (یعنی تھوڑے ایمان نہ لائے)

11- بنی اسرائیل کی طرح آپ کیلئے دریا پھٹ جائے گا۔ (اس کی تفصیل آئے گی۔ انشاءاللہ)

12- آپ کیلئے خراسان سے جھنڈے آئیں گے اور آپ بیعت کا پیام بھیجیں گے۔

13- حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی آپس میں ملاقات ہوگی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

14- آپ کے حلیہ میں لکھا گیا ہے کہ آپ سیرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہوں گے اور آپ کی زبان میں ثقل ہوگا۔

وہ علامات جو آپ کے ظہور سے پہلے ظاہر ہوں گی

1- دریائے فرات پھٹے گا پہاڑ سے سونا کھلم کھلا نظر آئے گا۔

2- پہلی رمضان شریف میں چاند گرہن ہوگا اسی دن دوپہر کو سورج گرہن ہوگا اور ایسا زمین و آسمان کی تخلیق سے اس وقت تک پہلے کبھی نہیں ہوا۔

3- ماہ رمضان میں دوبار چاند گرہن ہوگا اور یہ پہلے چاند گرہن کے منافی نہیں جیسا کہ واضح ہے۔

4- دمدار ستارہ چمکتا ہوا نمودار ہوگا۔

5- تین یا سات راتیں مشرق کی جانب تین یا سات راتیں بڑی آگ ظاہر ہوگی۔

6- آسمان پر تاریکی چھا جائے گی۔

7- آسمان میں سرخی ظاہر ہو کر تمام کناروں میں پھیل جائے گی لیکن یہ معروف سرخی جیسی نہیں ہوگی۔

8- ملک شام میں بستی حرستا زمین میں دھنس جائے گی۔

9- آسمان سے منادی امام مہدی رضی اللہ عنہ کا نام لے کر پکارے گا اس پکار کو مشرق و مغرب میں ہر انسان سنے گا یہاں تک کہ کوئی سو رہا ہوگا تو وہ بھی اٹھ بیٹھے گا کوئی کھڑا ہوگا یا بیٹھا ہوگا ہر ایک سنے گا سوائے اس کے جو اپنے دونوں پر پر کھڑا ہوگا یہ اس آواز کے سوا ہوگی جو آپ کے عین ظہور کے وقت سنائی دے گی۔

10- شوال میں عصابہ لشکروں کا اجتماع، ذوقعدہ میں معمہ جنگوں کا شوروغل سخت گرم دن یہاں فتنے مراد ہیں، ذوالحجہ میں حاجیوں سے لوٹ مار اور ان کا قتل کہ جمرۃ العقبہ

کے قریب ان کا خون بہے گا۔

فائدہ: ان میں بعض علامات گذر چکی ہیں مثلاً دمدار ستارہ اور سرخی، سفیدی۔

11- بہت بڑے اختلافات اور زلزلے ہوں گے۔

12- آپ کے ظہور سے پہلے چند فتنے واقعات ہوں گے جنہیں ہم آگے چل کر عرض کریں گے۔

وہ فتنے جو امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور سے پہلے واقع ہوں گے

ہم انہیں آسان طریقے سے بیان کرتے ہیں تاکہ ناظرین کے فہم کے قریب اور فوائد سے بھرپور ہوں۔

1- دریائے فرات پہاڑ کی طرف سے پھٹے گا تو سونا ظاہر ہوگا لوگ سن کر دوڑ پڑیں گے تین ٹولیاں ہو جائیں گی ان تینوں کے سربراہ خلیفہ کی اولاد سے ہوں گے، آپ کے سامنے لڑائی کریں گے آپ کسی کی طرف داری نہیں کریں گے آپ کو مشورہ دیا جائے گا، کہ آپ سونے لے جانے کی عام اجازت دے دیں جو چاہے لے جائے جب سونا نہ ہوگا لڑائی نہ ہوگی عوام اس پر لڑ مریں گے ان ہر تینوں گروہوں کے ہر سو (۱۰۰) سے ننانوے (۹۹) قتل ہوں گے۔

بعض روایات میں ہر دس سے نو مارے جائیں گے۔ بعض روایت میں ہر ایک کے نو سے سات سات مارے جائیں گے۔ ان میں ایک مرد کہے گا امید ہے میں نجات پا جاؤں گا۔

علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم

صحیحین وغیرہما میں ہے کہ جو اس سونے کے نکلنے کے وقت موجود ہو وہ سونا لینے نہ جائے۔

فائدہ: اس اجمال کی تفصیل اوپر مذکور ہوئی اسی کو اہلسنت علم غیب سے تعبیر کرتے ہیں۔

(اویسی غفرلہ)

2- خروج سفیانی۔ 3- الابقع۔ 4- الاصہب۔ 5- الاعرج الکندی۔

سفیانی کا خروج:

امیر المؤمنین سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سفیانی خالد بن یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ۔

تعارف خاندان سفیانی:

یہ سفیانی خالد بن یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہے،

فائدہ: حضرت خالد بہت بڑے سائنسدان گذرے ہیں فقیر کا رسالہ ''مسلمان سائنسدان'' زیر طبع دیکھئے۔ (اویسی غفرلہٗ)

یزید رضی اللہ عنہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اور جلیل القدر صحابی تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے اپنے باپ اور بھائی کے ساتھ فتح مکہ میں مسلمان ہوئے ان کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وصال ہوا۔

تعارف سفیانی:

یہ انہی کی اولاد سے ہوگا موٹی کھوپڑی والا چہرے پر چیچک کے داغ، آنکھ میں سفید داغ (یک چشم) کانا ہوگا۔ دمشق کی خشک وادی سے خروج کرے گا، اسے خواب میں کہا جائے گا اٹھ اور نکل (خروج کر) اٹھ کر دیکھے گا تو کوئی نظر نہ آئے گا، دوبارہ خواب میں یہی دیکھا، پھر تیسری بار دیکھا، اسے کہا گیا اپنے گھر کے دروازہ کو تو دیکھو، دروازہ پر دیکھے گا تو سات یا نو (9,7) افراد ہاتھ میں جھنڈے لئے کھڑے ہیں اور کہتے ہیں ہم تیرے ساتھی ہیں ان کے ساتھ ایک ایسا مرد ہے جس کے پاس جھنڈا ہے تیس میل تک اس کی ہیبت ہوگی اور وہ جس کا مقابلہ کرے گا شکست دے گا۔ وہ سفیانی کو لے کر چل پڑے گا اس کے ساتھ بستیوں کے کافی لوگ ہمراہ ہو جائیں گے، سفیانی کے ہاتھ میں تین لاٹھیاں ہوں گی وہ جسے مارے گا مر جائے گا۔ اس کی آمد کا سن کر دمشق کا حاکم اس کے مقابلہ کیلئے باہر آئے گا اس کے جھنڈے کو دیکھے گا شکست خوردہ ہو کر بھاگے گا، سفیانی اس کا پیچھا کرتا ہوا تین سو سواروں کے ساتھ دمشق میں داخل ہو جائے گا پھر ہر ماہ اس کے لشکر میں اضافہ ہوتا جائے گا یہاں تک کہ اس کے بنو کلب کے اعزہ و اقارب (ننھیال) کے لوگ حامی ہوں گے اس کا لشکر تیس ہزار تک ہو جائے گا۔

خروج سفیانی اور اس کا انجام بد:

سفیانی اس حالت میں ایک بستی میں لشکر سمیت دھنس جائے گا۔ غالباً اسی بستی کا نام حرستا ہے اس کی مسجد کا ایک حصہ غربی گر جائے گا۔ اس کے بعد الابقع اور الاصہب خروج کریں گے پھر سفیانی شام سے اور الابقع مصر سے اور الاصہب جزیرہ سے خروج کرے گا اور ان تینوں کے درمیان ایک سال تک جنگ جاری رہے گی۔ الابقع والاصہب پر سفیانی غلبہ پالے گا صاحب المغرب چل کر بہت سے مرد وزن کو قتل کرے گا اور عورتوں کو قیدی بنائے گا پھر جزیرہ میں سفیانی کی طرف لوٹے گا اور سفیانی قیس پر حملہ کر کے غلبہ پائے گا اور جتنا انہوں نے مال و دولت جمع کر رکھی ہوگی وہ سفیانی کے قبضہ میں آئے گی اور تینوں جھنڈے والے مذکورین پر غلبہ پالے گا۔

انتباہ:

الابقع، الاصہب، الاعرج، المنصور، الحارث، المہدی یہ ان کی صفات والقاب ہیں ایک نام نہیں اسے خوب سمجھ لو۔

سفیانی کی فتوحات اور تباہ کاریاں:

پھر سفیانی ترک وروم سے قرقیسیا (یہ نہر خابور کے کنارے لب کے قریب ایک شہر ہے) میں جنگ کر کے ان پر غلبہ پایا، سفیانی زمین میں فساد برپا کرتا تھا اور عورتوں کے پیٹ چاک کر کے بچوں کو قتل کر دیتا، قریشی لوگ بھاگ کر قسطنطنیہ کی طرف چلے گئے سفیانی دمشق کے باب المدینہ میں ان کی گردنیں اڑا دیتا تھا ان کی طرف لوٹ کر آتے تو ان کے ایک گروہ کو قتل کراتا کچھ لوگ خراسان کی طرف چلے جائیں گے، سفیانی کا لشکر رات اور سیلاب کی طرح ان کی طلب میں پیچھا کرے گا وہ لشکر جہاں سے گزرے گا لوگوں کو ہلاک کرے گا اور مکانات کو ڈھائے گا تمام قلعے مٹ جائیں گے وہ اس طرح قلعے گراتے ہوئے مقام زوراء تک یعنی بغداد میں پہنچیں گے ایک لاکھ آدمیوں کو قتل کرے گا پھر وہ لشکر خراسان میں پہنچ کر اہل خراسان کی تلاش کریں گے پھر ایک لشکر مدینہ طیبہ کو روانہ ہو کر اہل بیت کو گرفتار کریں گے بنو ہاشم کے مردوں اور عورتوں کو شہید کریں گے اور کوفہ سے ایک جماعت لائی جائے گی

اوراس کے باقی لوگ جنگلوں میں متفرق ہو جائیں گے تو اس وقت مہدی اور مبیض بھاگ جائیں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ المنصور سات آدمیوں کو لے کر مکہ معظمہ میں چھپ جائے گا، مدینہ پاک کا حاکم مکہ معظمہ کے حاکم کی طرف لکھ کر بھیجے گا کہ جب فلاں فلاں تمہارے پاس پہنچیں (وہ تمام کے نام لکھ کر بھیجے گا) انہیں قتل کرو۔ حاکم مکہ کو یہ حکم ناگوار ہوگا وہ اہل مدینہ کو کہے گا کہ میرے پاس آجاؤ وہ رات کے وقت آخر اس سے پناہ کی درخواست کریں گے وہ کہے گا تم امن وسلامتی کے ساتھ یہاں سے نکل جاؤ وہ یہاں سے نکل جائیں گے پھر وہ ان کے دو مردوں کی طرف پیام بھیجے گا ان دونوں میں سے ایک کو راستے میں قتل کردے گا دوسرا دیکھتا رہے گا پھر وہ نفس زکیہ کو رکن اور مقام کے درمیان شہید کریں گے تو اللہ تعالیٰ اور آسمان کی مخلوق کا غضب جوش میں آجائے گا جو مرد بچ گیا تھا وہ اپنے رفقاء کے پاس لوٹ کر دوسرے کو قتل کی خبر دے گا تو وہ تمام وہاں سے بھاگ کر طائف کے ایک پہاڑ میں اتریں گے وہیں مقیم رہ کر وہ لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے کے پیغامات بھیجیں گے جب لوگ ان کے ہاں جمع ہو جائیں گے تو وہ اہل مکہ پر دھاوا بول دیں گے اہل مکہ کو شکست دے کر یہ لوگ مکہ معظمہ میں داخل ہو جائیں گے اور اہل مکہ کو قتل کر دیں گے۔

غیوبت امام مہدی رضی اللہ عنہ:

حضرت ابو عبداللہ امام حسین بن سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ امام مہدی دو دفعہ غائب ہوں گے۔

1- ایسے غائب ہوں گے کہ لوگ کہیں گے کہ وہ فوت ہو گئے۔

2- بعض کہیں گے کہ وہ زندہ ہیں لیکن ان کے پوشیدہ مقام کی کسی کو خبر نہیں اپنوں کو نہ غیروں کو سوائے اس کے جو آپ کے بعد آپ کا نائب ہوگا یہ وہی دو غائب ہیں جن کا ذکر اوپر ہوا۔

1- طائف کے پہاڑوں میں کہ لوگ ان کے پاس جمع ہوئے اور آپ نے اہل مکہ پر دھاوا بول کر انہیں شکست دی۔

2۔ مکہ معظمہ کے پہاڑوں میں ایسے چھپ جائیں گے جس کی خبر نہ ہوگی۔

فائدہ: اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ حضرت امام ابوجعفر باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صاحب الامر یعنی مہدی رضی اللہ عنہ ان ہی گھاٹیوں میں چھپ جائیں گے آپ نے وادی ذی طوی کی طرف ہاتھ سے اشارہ فرمایا اسی کے موافق ہے وہ ابوعبداللہ الحسین کا قول کہ بعض لوگ کہیں گے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے الخ کیونکہ ظہور کے بعد چھپ جانا وہی ہے جس سے وفات کا گمان کیا جاتا ہے۔

ردِ شیعہ:

وہ جو شیعہ امامیہ کہتے ہیں کہ مہدی محمد بن الحسن العسکری رضی اللہ عنہ ہیں غلط ہے وہ کہتے ہیں کہ مہدی ایک دفعہ چھپ گئے تو آپ کے خواص شیعہ کو معلوم تھا کہ آپ کہاں ہیں دوسرے بار چھپے تو اسے آپ کے خواص شیعہ نے انہیں دیکھا اس کی تردید یوں ہے کہ جب آپ کو بعض خواص شیعوں نے دیکھا تو یہ چھپنا (مخفی ہونا) نہ ہوا یہ تو ظہور ہوا کیونکہ کسی شے کا بعض کیلئے ظاہر ہونے کا نام ظہور المہدی نہیں ہو سکتا۔

رد لیۃ الحسین رضی اللہ عنہ کا رد:

اوپر کی روایت میں ہے کہ امام مہدی کی غیبت کو کوئی نہیں جانتا تھا اپنے نہ بیگانے سوائے آپ کے خواص کے تو یہ بھی صحیح نہ ہوا کہ جو کسی کو معلوم کر لے کہ وہاں ہے تو پھر غیبت کیسی اور امام باقر رضی اللہ عنہ کا اشارہ وادی ذی طوی کی طرف کہ وہ اس میں چھپیں گے یہ بھی غلط ہوا اس لئے کہ شیعہ امامیہ کا عقیدہ ہے کہ وہ غار سرمن میں چھپے بیٹھے ہیں۔ (واللہ اعلم)

امام مہدی رضی اللہ عنہ کا حج:

امام مہدی رضی اللہ عنہ ظہور کے سال بلا امیر حج ادا فرمائیں گے تمام لوگ طواف کر کے منیٰ میں پہنچیں گے قبائل کی جنگ چھڑ جائے گی حجاج کرام کے مال و اسباب لوٹیں گے اور ایک دوسرے کو قتل کریں گے اتنی بڑی خونریزی ہوگی کہ خون بہہ کر جمرۃ العقبیٰ (بڑا شیطان) تک پہنچ جائے گا۔

آغاز بیعت امام مہدی رضی اللہ عنہ:

سات وہ علماء جو مختلف ملکوں سے آئے ہوں گے وہ بیعت لیں گے مختلف لوگوں میں سے سات سو افراد ان کی بیعت کریں گے اس کے بعد وہ مکہ معظمہ میں آکر کہیں گے اس بزرگ (مہدی رضی اللہ عنہ) کی تلاش کریں جن کے ہاتھ سے تمام فتنے ختم ہوں گے۔ قسطنطنیہ فتح ہوگا ہم اس کا اور اس کے باپ اور ماں کا نام جانتے ہیں۔

فائدہ: بڑی تجسس وتلاش کے باوجود ہمیں امام مہدی رضی اللہ عنہ کی والدہ مکرمہ کا نام کہیں نہیں ملتا (یہ مصنف کا خیال ہے بعض علماء نے تصریح کی ہے کہ والدہ کا نام آمنہ ہوگا (اویسی غفرلہٗ) تلاش کیلئے مکہ معظمہ میں وہ ساتوں علماء پہنچ کر تلاش امام مہدی رضی اللہ عنہ میں لگ جائیں گے۔ بالآخر آپ کو پالیں گے عرض کریں گے آپ فلاں بن فلاں ہیں؟ آپ فرمائیں گے میں ایک انصاری ہوں وہ ان سے ہٹ کر کسی دوسری جگہ چلے جائیں گے لیکن وہ علماء ان لوگوں کو (جو امام مہدی رضی اللہ عنہ کے اوصاف سے واقف ہوں گے) بتائیں گے لوگ کہیں گے وہی تو ہیں امام مہدی رضی اللہ عنہ جن کی تمہیں تلاش ہے لیکن امام مہدی رضی اللہ عنہ تو مدینہ طیبہ پہنچ چکے ہوں گے یہ علماء انہیں مدینہ طیبہ جا کر ملیں گے آپ اس وقت بھی اپنے ظہور سے گریز کرتے ہوئے مکہ معظمہ واپس آجائیں گے وہ علماء بھی آپ کے پیچھے مکہ معظمہ آجائیں گے پھر آپ مدینہ طیبہ چلے جائیں گے اس طرح مکہ معظمہ و مدینہ پاک میں تین بار آنا جانا ہوگا۔

بیعت امام مہدی رضی اللہ عنہ:

حاکم مدینہ کو معلوم ہوگا کہ لوگ امام مہدی رضی اللہ عنہ کی تلاش میں ہیں اور وہ مکہ معظمہ میں ہیں لہٰذا ایک لشکر بھیجے گا اور حکم دے گا کہ تمام ہاشمیوں کو ملیں اور وہ ساتوں علماء بھی ان کے ساتھ ہولیں گے۔ تیسری بار ان کی امام مہدی رضی اللہ عنہ سے رکن (حجر اسود) کے ساتھ ملاقات ہوگی، عرض کریں گے ہمارا گناہ اور ہمارے خون آپ کی گردن پر ہوں گے اگر آپ ہاتھ بڑھا کر ہماری بیعت قبول نہیں فرماتے۔ دیکھئے سفیانی کا لشکر ہمارا پیچھا کر رہا ہے اگر بیعت قبول نہیں فرماتے تو لشکر کا ایک سخت آدمی ہے جو ہمیں قتل کی دھمکیاں دے رہا ہے۔ (ہم سب مارے گئے تو پھر......)

حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ رکن (حجر اسود) اور مقام ابراہیم کے درمیان بیٹھ کر ہاتھ بڑھا کر بیعت لینے کیلئے بیٹھ جائیں گے آپ کا ظہور نماز عشاء کے وقت ہوگا آپ کے پاس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا اور آپ کی تلوار مبارک ہوگی۔

خطبہ امام مہدی رضی اللہ عنہ:

جب حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ نماز عشاء سے فراغت پائیں گے تو مقام ابراہیم میں دو رکعت پڑھ کر منبر پر رونق افروز ہوں گے اور بلند آواز سے طویل خطبہ دیں گے (تقریر فرمائیں گے) ''اے لوگو! تمہیں یاد دلاتا ہوں کہ تم قیامت میں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو گے۔ اپنے خطبہ (تقریر) میں سنت کو زندہ کرنا اور بدعت کو مٹانا کی ترغیب دلائیں گے شہدائے بدر کی گنتی کے مطابق اور جالوت کے اس لشکر کے مطابق (جنھوں نے دریا عبور کیا تھا) تین سو تیرہ (۳۱۳) افراد آپ کے لئے کھڑے ہوں گے''۔

اضافہ اویسی غفرلہ:

اسی دوران اصحاب کہف بھی بیعت میں حصہ لیں گے چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

ان صحاب الکھف اعوان المھدی انتھٰی۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، ج ۱۶، ص ۴۹ کتاب احادیث الانبیاء علیہم السلام وفتح الباری شرح البخاری ج ۶)

بے شک اصحابہ کہف حضرت امام محمد بن عبداللہ المہدی رضی اللہ عنہ کے مددگار ہوں گے۔

اصحاب کہف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور تک بزرگ ہیں۔

محققین علماء کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ حضرات اصحاب الکہف موسیٰ علیہ السلام کے دور کے ہیں ان کا ذکر تورات شریف میں اس طرح مرقوم ہے:

مکتوب فی التورۃ والاء نجیل ان عیسیٰ ابن مریم عبداللہ ورسولہ وانّہ یمر بالروحا حاجاً و معمراً ویجمع اللہ حواریہ اصحاب الکھف والرقیم فیمرون حجا جا فانھم لم یحجوا لم یموتوا۔

(تفسیر الصاوی جلد ۴، ص ۱۱۹۳ للشیخ العلامہ الامام احمد بن محمد الصاعی المصری رحمۃ التوفی ۱۲۲۳ھ)

"(آسمانی کتابیں) تورات اور انجیل مقدس میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں اور بے شک وہ روحا کے مقام سے گذریں گے حج اور عمرہ کرنے کی غرض سے تو اللہ تعالیٰ اصحاب الکہف کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حواری بنا دے گا تو اصحاب الکہف بھی ان کے ساتھ حج کریں گے کیونکہ انہوں نے تا حال حج نہیں کیا اور نہ ہی فوت ہوئے"۔

یاد رہے کہ علامہ بدرالدین عینی حنفی رحمہ اللہ المتوفی ۸۵۵ھ کی تحقیق یہ ہے کہ حدیث ابن عباس کی سند مرفوع ہے۔

وہ ابدال شام وعصائب عراق اور نجائب مصر ہوں گے اور عرض کی کہ ہم بلا میعاد آپ کے ساتھ ہیں وہ یک لخت بہار کے بادل کی طرح سامنے آ کر ظاہر ہو جائیں گے وہ دن کو شیر بہادر اور رات کو عبادت گذار۔ مکہ میں حاکم مدینہ کا لشکر آ کر ان سے جنگ کرے گا یہ حضرات (تین سو تیرہ) لشکر اہل مدینہ کو شکست دے کر ان کا پیچھا کرتے ہوئے مدینہ طیبہ میں پہنچ کر مدینہ طیبہ ان کے ہاتھوں سے چھین کر اپنے قبضہ میں لے لیں گے۔

سوال: بیعت تو عاشوراء کی شب کو ہوئی حج کے بعد تین بار مذکورہ بالا حضرات کا مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کیسے آنا جانا ہوا (بظاہر یہ تو مشکل ہے کیونکہ اس وقت تیز سواریاں تو نہیں تھیں) مناسک حج کی ادائیگی کے بعد عاشوراء (۱۰ محرم الحرام) تک تقریباً بیس یا پچیس دن بنتے ہیں حرمین طیبین کے درمیان دس یا اس سے زائد مراحل ہیں۔ (تفصیل دیکھئے شرح حدائق بخشش، حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو۔ اویسی غفرلہ) اس حساب سے بظاہر مشکل ہے کہ وہ عادت کے طور پر مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ چلیں اور پھر امام مہدی رضی اللہ عنہ کی تلاش میں کچھ نہ کچھ وقت ضرور صرف کریں۔

جواب: ان کا درمیانی سفر (مکہ معظمہ یا مدینہ طیبہ) کو سواری پر پانچ دن میں طے کرنا کوئی مشکل نہیں اس طرح سے آنے جانے و دیگر مصروفیات کے لئے پچیس دن کافی ہیں علاوہ ازیں یہ حضرات ابدال تھے ابدال کے لئے زمین لپیٹ دی جاتی ہے اسی لئے ان کے لئے یہ مسافت (مابین مکہ و مدینہ) طے کرنا مشکل نہ ہو گا یہ بھی ہے کہ وہ اصحاب خطوات ہوں یعنی تیز رفتاری سے یہ مسافت تھوڑے دنوں میں طے کر لیں گے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

سفیانی کے مقابلے اور اس کا انجام بد:

سفیانی کو امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور کا علم ہوگا تو وہ کوفہ سے اپنا لشکر مقابلہ کیلئے بھیجے گا تو وہ مدینہ پاک پر تین دن تک فساد پھیلاتے رہیں گے اور حرہ میں لوگوں کو شہید کرتے رہیں گے ان کا مقصد حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے شہید کرنے کا ہوگا وہ مدینہ پاک سے نکل کر بیداء (مقام) پر پہنچیں گے تو سارے کے سارے زمین میں دھنس جائیں گے صرف دو آدمی بچ جائیں گے ایک سفیانی کے لشکر کا جو سفیانی کو جا کر حالات سے آگاہ کرے گا دوسرا حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا جو آپ کو لشکر سفیانی کے دھنس جانے کی نوید سنائے گا آپ سن کر فرمائیں گے اب دشمنوں سے مقابلہ کا وقت آگیا ہے۔ آپ مدینہ طیبہ میں پہنچ کر سب سے پہلے بنو ہاشم کے قیدیوں کو رہائی بخشیں گے اس کے بعد سرزمین حجاز پر آپ کو فتح نصیب ہوگی۔

حارث المنصور اور سفیانی:

ہم پھر خراسانیوں کا ذکر کرتے ہیں۔ ایک من وراء النہر سے خروج کرے گا نام الحارث یا الحراث ہوگا اس کے لشکر کے سپہ سالار کا نام المنصور ہوگا وہ آل محمد ﷺ (اہل بیت) کی حمایت کرے گا جیسے قریش نے رسول اکرم ﷺ کی حمایت کی اس وقت ہر مومن کو اس کی مدد واجب ہوگی یہ مرد ممکن ہے ہاشمی خاندان سے ہو جس کا ذکر آئے گا جس کا لقب الحارث ہوگا جیسے امام مہدی رضی اللہ عنہ کا لقب الجابر ہے۔ ممکن ہے کوئی اور ہو اہل خراسان کی خراسانی کے ساتھ سخت جنگ ہوگی اور بار بار ہوگی۔

1- تونس میں۔

2- دولاب الری میں۔

3- تخوم الدرنج میں۔

جب ان میں جنگ طول پکڑے گی تو اہل اسلام ایک ہاشمی کی بیعت کریں گے اس کی علامت یہ ہوگی کہ اس کی دائیں ہتھیلی پر سیاہ تل ہوگا اللہ تعالیٰ اس کیلئے کام آسان کر دے گا وہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے بھائی یا چچا زاد ہوں گے وہ اس وقت مشرق کے آخر کونہ میں ہوں گے وہ اہل خراسان و طالقان سے مل کر سفیانی کا مقابلہ کرنے کے لئے نکلیں گے ان کے پاس

چھوٹے چھوٹے سیاہ جھنڈے ہوں گے یہ بنوالعباس کے سیاہ جھنڈوں کے علاوہ ہیں اس لشکر کا سپہ سالار تمیم کا آزاد کردہ ایک مرد ہوگا درمیانہ قد، رنگ زرد، داڑھی کے بال کم (کوسج یعنی وہ جس کی ٹھوڑی پر داڑھی ہو رخساروں پر بال نہ ہوں۔ اویسی غفرلہ) اس کا نام شعیب بن صالح تمیمی ہوگا اس کے ساتھ پانچ ہزار کا لشکر ہوگا۔ اس کی خبر سفیانی کو پہنچی گی تو وہ بھی مقابلہ کیلئے آگے بڑھے گا اگر اس کے سامنے مضبوط اور بلند پہاڑ آجاتے تو انہیں مٹا دیتا لیکن یہ شعیب تو منجانب اللہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی فتح ونصرت کا پیش خیمہ بن کر آرہے تھے جیسے قریش حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پیش خیمہ تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا سمعتم برایات سوداء اقبلت من خراسان فأتوها ولو حبواً علی الثلج۔

''جب تم دیکھو کہ سیاہ جھنڈے خراسان سے نمودار ہوئے ہیں تم ان کے ہاں جاؤ اگرچہ برف پر گھٹنوں کے بل چلنا پڑے''۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اگر میں تالے سے بند شدہ صندوق میں بند کر دیا جاؤں تو تالہ اور صندوق کو توڑ کر اس جنگ میں شامل ہو جاؤں۔

فائدہ: اس کے حاشیہ پر مولوی زکریا کاندھلوی دیوبندی لکھتا ہے کہ:

فقد اخرج معناہ فی المشکوۃ بروایۃ احمد عن ثوبان صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس معنی کی روایت مشکوۃ میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور لکھا کہ سواد سے مراد کثرۃ العساکر ہے اور ظاہر ہے کہ یہ لشکر حارث ومنصور کا ہوگا۔ (اویسی غفرلہ)

ایک روایت میں ہے کہ اس لشکر میں امام مہدی خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ ہوں گے یعنی ان میں منجانب اللہ مدد پہنچے گی یہی مراد مناسب ہے اس لئے کہ اس وقت امام مہدی رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ میں ہوں گے۔

تمیمی رضی اللہ عنہ اور سفیانی کی مڈبھیڑ:

تمیمی رضی اللہ عنہ اور سفیانی کا مقابلہ شروع ہو جائے گا میدان اصطخر میں سخت اور بہت بڑی

جنگ ہوگی اور بے شمار لوگ قتل ہوں گے اور اس خونریزی کا یہ عالم ہوگا کہ گھوڑے خون میں دوڑیں گے اور خون ان کے پنڈلیوں تک پہنچے گا اسی دوران ایک بڑا لشکر بجستان سے نمودار ہوگا قبیلہ بنی عدی کا ایک مرد اس لشکر کی کمان سنبھالے ہوگا، پس اللہ تعالیٰ اس کے مددگاروں اور لشکر کو غالب کرے گا۔

فائدہ: روایت کے یہی الفاظ ہیں جنود سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس لشکر کو ہاشمی (تمیمی) کی مدد کیلئے بھیجے گا اب معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مددگار سفیانی کی تباہی کے لئے بھیجے گا۔ (واللہ اعلم)

مدائن میں جنگ:

رے کے بعد مدائن میں جنگ ہوگی اور عاقر قوقا میں سخت لڑائی ہوگی اس کی خبر وہی دیں گے جو اس سے نجات پائیں گے یعنی گھمسان کی جنگ ہوگی اور سیاہ پانی میں گریں گے۔

فائدہ: حدیث شریف میں اس طرح ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جھنڈے دریائے دجلہ میں گریں گے۔

لشکر سفیانی کا حال:

جب سفیانی لشکر کوفہ سے سنے گا کہ ہاشمی لشکر کوفہ میں پہنچ رہا ہے تو وہ ڈر کے مارے وہاں سے بھاگے گا ہاشمی کوفہ میں سب سے پہلے بنوہاشم کو رہائی دے گا ادھر کوفہ کے گردونواح سے لوگ کہیں گے کہ وہ اسلامی لشکر کوفہ میں پہنچ گیا ہے تو وہ چھوٹا سا لشکر لے کر آئے گا اس لشکر کا نام العصب ہوگا۔ لیکن ان کے پاس بہت تھوڑے ہوں گے ان میں بعض وہ بصری بھی ہوں گے جنہوں نے سفیانی کا ساتھ چھوڑ دیا۔

یہ سب پہلے ان مسلمانوں کو رہائی دلائیں گے جو کوفہ میں قیدی تھے اس کے بعد یہ اپنے سیاہ جھنڈے لے کر امام مہدی رضی اللہ عنہ سے بیعت کیلئے روانہ ہوں گے۔ ادھر امام مہدی رضی اللہ عنہ حجاز سے کوفہ کی طرف روانہ ہوں گے اور سفیانی کوفہ سے روانہ ہوگا جب اس نے سنا تھا کہ اس کا لشکر بیداء (نواح مدینہ پاک) میں دھنس گیا ہے تو اس سے غصہ کھا کر حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کی ٹھانی اسے امام مہدی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کے لئے شام سے

بلوائے گا۔ وہ لوگ جو بیعت کے لئے روانہ ہوئے وہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کو حجاز میں ملیں گے بیعت کر کے سفیانی کے مقابلہ کے لئے شام کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے وہ لشکر سفیانی جو شام سے آئے گا وہ دھنس جائے گا بعض روایت میں ہے وہ لشکر سفیانی عراق سے آئے گا لیکن اس میں کوئی منافات نہیں جیسا کہ ابن حجر نے فرمایا کیونکہ وہ دراصل شامی ہوں گے اسی لئے عراق سے آنے کے باوجود شام کی طرف منسوب ہوں گے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ اہل بدر کی تعداد کے مطابق اس دوسرے لشکر کے ساتھ جنگ کریں گے آپ کے لشکر کی ڈھال اس وقت اس دن آسمان سے یہ آواز سنی جائے گی:

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ اَصْحَابُ فُلَانٍ یَعْنِیْ الْمَھْدِی۔

خبردار اولیاء اللہ مہدی رضی اللہ عنہ کے ساتھی ہیں۔ پس وہ (یعنی سفیانی) قتل کئے جائیں گے ان میں سوائے بھاگنے والے کے کوئی باقی نہ رہے گا پس وہ سفیانی کی طرف بھاگیں گے اسے اس کی شکست کی خبر دیں گے۔

تطبیق الروایات:

ان مذکورہ بالا روایات میں تطبیق یوں ہوگی کہ بعض لوگ تو امام مہدی رضی اللہ عنہ کی بیعت کریں گے بعض آپ سے جنگ کریں گے لیکن شکست کھا جائیں گے۔ یا یہ کہ وہ آپ کے ساتھ جنگ کریں گے جنہیں سفیانی کی مدد کیلئے مدینہ معظمہ کے والی نے امام مہدی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کیلئے روانہ کئے تھے جس کا پہلے اشارہ گزرا ہے۔

اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ اہل بدر کی گنتی کے مطابق ان سے جنگ کریں گے اور آپ کے لشکر کی ڈھالیں برادع ہوں گی یہ صفات ان کی ابتدائی بیعت کے حال کے مطابق ہوگا لیکن سرزمین حجاز پر غلبہ کے بعد آپ کا لشکر بہت زیادہ ہو جائے گا۔

سفیانی کی شرارتیں اور فسادات:

پھر سفیانی زمین میں فساد برپا کرے گا کفر ظاہر کرے گا کھلم کھلا عورت کے ساتھ گھومے

پھرے گا، جامع دمشق میں مجلس شراب جما کر جماع کرے گا یہاں تک کہ عورت سفیانی کی ران پر آ کر بیٹھے گی اور وہ مسجد کی محراب میں بیٹھا ہو گا یعنی بے حیائی کی انتہاء کر دے گا۔ یہ دیکھ کر ایک مسلمان کھڑے ہو کر کہے گا:

وَيْحَكُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ۔

تمہارے لئے افسوس ہے کہ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے ہو۔ یہ کام جو تو کر رہا ہے بالکل حرام و ناجائز ہے، سفیانی اٹھ کر اسے مسجد میں ہی شہید کر دے گا اور ان تمام لوگوں کو جو اس کے ساتھ آئے ہوں گے (وہ بھی شہید کر دیئے جائیں گی)۔ اس وقت ایک منادی آسمان سے ندا دے گا اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے جابروں و منافقوں کو اور ان کے لشکر کو تباہ و برباد کر کے تمہارا حاکم امت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر مقرر فرما چکا ہے اب تم مکہ معظمہ کو چلے جاؤ وہ مہدی ہیں ان کا نام احمد بن عبداللہ ہے۔ رضی اللہ عنہ

امام مہدی رضی اللہ عنہ کی جنگ کو روانگی:

حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ لشکر لے کر وادی القریٰ تک پہنچیں گے۔ وادی القریٰ یہ وادی شام کی جانب مدینہ طیبہ سے باہر دو مرحلوں کے سفر پر ہے۔ وہاں آپ کے چچازاد بارہ ہزار لشکر کے ساتھ ملیں گے اور کہیں گے بھئی اس امر (مہدویت) کا زیادہ مستحق میں ہوں میں ہی اولاد حسن سے ہوں اور میں مہدی ہوں حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ فرمائیں گے: مہدی میں ہوں۔ حضرت عرض کریں گے آپ کوئی نشانی (کرامت) دکھایئے تاکہ بیعت کر لوں۔ آپ (مہدی رضی اللہ عنہ) ایک پرندے کو اشارہ فرمائیں گے وہ آپ کے ہاتھ پر آ کر بیٹھے گا آپ ایک خشک ٹہنی کو زمین میں گاڑ دیں گے وہ اسی وقت سرسبز ہو جائے گی اور اس پر پتے اگ آئیں گے۔ حسنی عرض کریں گے بھائی واقعی اس امر کے مستحق آپ ہی ہیں۔

نوٹ: یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ امام مہدی حسینی ہیں رضی اللہ عنہ اور حسنی آپ کے چچازاد ہیں او پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ خلافت اولاد الحسن میں ہو گی (رضی اللہ عنہم) خود امام مہدی رضی اللہ عنہ بھی دعویٰ کریں گے:

اَنَا ابْنُ الْحَسَنِ رضی اللہ عنہما ہوں۔ اس دعویٰ کی دو دلیلیں ہیں:

-1 امام حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اس لئے آپ کی خلافت کی حقدار آپ کی اولاد ہے۔

-2 امام حسن رضی اللہ عنہ صرف مسلمانوں کے خون بچانے کے ارادہ پر دستبردار ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے عوض میں خلافت آپ کی اولاد میں مقرر فرمائی۔

انتباہ: ان دونوں دلیلوں کے معارض ہیں۔

1 امام حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کلی تو نہ تھی صرف بعض علاقہ کے لوگوں نے بیعت کی مثلاً اہل عراق و اہل مشرق اور اہل یمن، اہل شام و اہل مغرب و اہل مصر نے آپ کی بیعت نہیں کی تھی حالانکہ ان کے بعض نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی بھی بیعت کی تھی۔

-2 امام حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت کے حصول کے بعد اسے چھوڑ دیا اور امام حسین رضی اللہ عنہ نے خلافت کے حصول کا ارادہ فرمایا لیکن نہ پا سکے اسی لئے حق باقی تھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی اولاد کو عطا فرمایا (لیکن یہ صرف مناظرانہ معارضے ہیں حقیقت وہی ہے جو پہلے ثابت ہو چکا کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ہیں اور آپ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد سے بھی ہیں یعنی باپ سے حسنی اور ماں سے حسینی رضی اللہ عنہ۔

اشکال:

اس کی تقریر یہ ہے کہ اگر یہ حسنی وہی ہیں جو سیاہ جھنڈے لے کر آئے اور انہیں خود امام مہدی رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کی بیعت کیلئے بھیجا تھا۔ تو پھر اس حسنی کو حجاز میں نہیں آنا تھا ان کی ملاقات تو بیت المقدس میں ہونی چاہیے اگر یہ وہ حسنی نہیں کوئی اور ہے تو پھر اس کا جھگڑنا (مخالفت) کیسی جبکہ تمام اہل حجاز اور اہل مشرق اور اہل عراق حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ سے بیعت ہو چکے تھے۔ (تو یہ حسنی کہاں سے نکل آیا؟)

جواب: جو جھنڈے سیاہ لے کر آئیں گے وہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے بھائی ہوں گے اور یہ حسنی ان کا غیر ہے اس وقت اس غیر کا یہ دعویٰ اس معنی پر ہے کہ مہدی اہل بیت سے ہوگا خواہ وہ کوئی ہو چونکہ وہ اہل بیت سے ہوگا اسی لیے دعویٰ کر دیا کہ وہی مہدی ہے اس کا مقصد یہ ہوگا کہ میں اہل بیت سے ہوں اور بیعت اہل بیت کے کسی فرد سے ہوگی نہ کہ کوئی مخصوص شخص، اس کا جھگڑا ذاتی طور خلافت کے متعلق نہیں رہا۔ ہاں جب امام مہدی کی کرامت دیکھ لی تو

فوراً بیعت کرلی اور یقین کرلیا کہ آپ ہی مہدی ہیں رضی اللہ عنہ

دوسرے پہلو کا جواب:

اگر ہم کہیں یہ جھگڑنے والا ہے تو آپ کا چچازاد لیکن اس حسنی کا غیر ہے جسے امام مہدی رضی اللہ عنہ نے کوفہ بھیجا تھا اس کا جواب اوپر گذرا۔ اگر یہ احتمال ہو کہ یہ وہی حسنی ہے جو کوفہ گیا تھا تو اب اشکال ملاقات کے متعلق باقی رہے گا تو اس کی تفصیل یہ ہے کہ وہ حجاز خود ملنے نہیں آئے گا بلکہ بارہ ہزار لشکر امداد کے طور بھیجا اور ساتھ یہ احتیاط بھی سمجھا دی کہ ممکن ہے کہ حجاز سے آنے والا مہدی وہ نہ ہو جس کے ظہور کی بشارتیں دی جائی رہی ہیں۔ اسی لئے بھیجی ہوئی فوج کے سربراہ کو یہ کہہ کر بھیجے گا کے پہلے آنے والے مہدی سے خلافت پر جھگڑنا پھر ان سے امتحان لینا اگر وہ امتحان میں صحیح اتریں پھر میری طرف سے بیعت قبول کر لینا اگر وہ امتحان میں پورے نہ اتریں تو میری بیعت کی دعوت دینا تو اس کا لشکر بھیجنا تردد تھا۔ یقینی نہیں جب بیعت قبول کرلی گئی اب کہا جاسکتا ہے کہ یہ لشکر امام مہدی رضی اللہ عنہ کی بیعت کے لئے بھیجا گیا اور اسی طریق سے مجاز امہدی لقب ہوا۔ یہی وہ ہے جو اس مقام پر مجھ پر ظاہر ہوا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

امام مہدی رضی اللہ عنہ کا سفیانی کو قتل کرنا:

حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ سفیانی سے جنگ کے لئے روانہ ہو کر حد شام تک تشریف لائیں گے اس جگہ کا نام اُنغد ہے یہ حجاز و شام کے درمیان واقع ہے۔ یہاں آگے جانے کو مناسب نہ سمجھیں گے فرمائیں گے میں اپنے چچازاد کو خط لکھتا ہوں اگر وہ میری اطاعت سے انکار کرے گا تو پھر میں تمہارے ساتھ ہوں جہاں چاہو لے جاؤ جب اس کے پاس خط پہنچے گا تو لوگ اسے کہیں گے کہ امام مہدی ظاہر ہو چکے وہ تجھے بیعت کا فرماتے ہیں اگر تو قبول کرے گا تو بہتر ورنہ ہم تجھے قتل کر دیں گے وہ بیعت قبول کر کے بیت المقدس آجائے گا حضرت امام مہدی شام سے آنے والوں کو اہل ذمہ کے سپرد کر دیں گے باقی لوگوں کو جہاد کیلئے فرمائیں گے پھر ایک مرد بنو کلب سے خروج کرے گا اسے کنانہ کہا جائے گا وہ اپنی قوم کو لے کر ضحری یعنی امام مہدی کے چچازاد کے پاس آکر کہے گا ہم نے تمہاری بیعت کی اور

تمہارا ساتھ دیا اور تو نے بڑی شوکت حاصل کر لی اس کے باوجود تو نے مہدی کی بیعت کر لی اس پر اسے عار و ننگ دلا کر کہیں گے اللہ تعالیٰ نے تجھے خلافت کی قمیض پہنائی تو نے اسے اتار پھینکا وہ کہے گا اب کیا مشورہ ہے کیا میں بیعت توڑ دوں وہ کہیں گے ہاں۔ تمام لوگ تیرے ساتھ ہیں۔ کوئی بھی ایسا نہ رہے گا جو تیرا ساتھ نہ دے۔ ان کا مشورہ قبول کر لے تمام لوگ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے خلاف جنگ کے لئے چل پڑیں گے یہاں تک کہ تمام قبیلہ عامر کے لوگ اس کے ساتھ ہوں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ تین سال کے بعد عہد توڑ کر بیعت واپس لے لے گا اور حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ سے جنگ لڑنے کے لئے تیار ہو جائے گا ادھر ان کے مقابلہ کیلئے امام مہدی اپنے جھنڈے کا رخ اس کی طرف پھیر دیں گے دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہو گا قبیلہ کلب کے لوگ بھاگ کھڑے ہوں گے امام مہدی کا لشکر ان پر ٹوٹ پڑے گا بعض کو قتل کریں گے بعض کو قیدی بنائیں گے ان کی نوجوان کنواری لڑکیاں صرف آٹھ درم میں بکیں گی صحری یعنی سفیانی گرفتار ہو کر امام مہدی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لایا جائے گا آپ اسے صخرہ پر کنیسہ کے قریب بطن وادی میں ایسے ذبح کریں گے جیسے بکری ذبح کی جاتی ہے۔

علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبیلہ کلب کی غنیمت میں سے جو کوئی کچھ لے گا اگرچہ نکیل کی رسی تو وہ خائب و خاسر ہو گا عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اموال غنیمت کیوں اور انہیں قیدی کیسے بنایا جائے گا جب کہ وہ مسلمان ہوں گے؟ فرمایا کہ ان کا کفر شراب وزنا کو حلال سمجھنے کی وجہ سے ہو گا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ہاشمی آٹھ ماہ بعض روایات میں اٹھارہ ماہ تک برسرپیکار رہے گا بالآخر قتل کیا جائے گا اور اس کا مثلہ (یعنی بعد انتقال جس کو ناک اور کان کاٹ دیئے جائیں) ہو گا لوگ کہیں گے معاذ اللہ ایسا آدمی اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہوا ایسا نہیں ہو سکتا اگر وہ فاطمی ہوتا تو ہم ضرور اس پر رحم کرتے اللہ تعالیٰ اسے بنو عباس اور بنو امیہ کی طرف منسوب کرے۔ ان کے ساتھ نصیبین (جگہ کا نام) کے کسی علاقہ میں اور ان کے ساتھ حران (جگہ کا

نام) میں جنگ ہوگی اور ان کا نعرہ ہوگا (امتِ امت۔ مار دے مار دے)

فائدہ: بکش، بکش۔ (اسے ذبح کردے، اسے ذبح کردے) ایک روایت میں یہی الفاظ ہیں ہر دونوں کا ایک مطلب ہے۔ یہاں تک کہ ان جنگوں کا انجام یہ نکلے گا کہ اسے امام مہدی رضی اللہ عنہ کے سپرد کردیں گے۔

فائدہ: بعض روایات میں ہے کہ آٹھ ماہ، بعض میں اٹھارہ ماہ، بعض میں بہتر ماہ یعنی چھ سال جنگ بپا رہے گی۔ ایک روایت میں ہے کہ اس مدت سے پہلے وہ موت کے گھاٹ اترے گا۔

سفیانی وہاشمی کا مقابلہ:

ایک روایت میں ہے کہ ہاشمی کے بعض جھنڈے سفیانی کے لشکر سے ٹکرائیں گے ان دونوں میں گھمسان کی جنگ ہوگی سفیانی غلبہ پائے گا ہاشمی بھاگ جائے گا اور تمیمی چھپتا ہو امام مہدی کے ہاں بیت المقدس میں پہنچے گا اور امام مہدی رضی اللہ عنہ کی فتح کے لئے راستہ صاف کرے گا جب امام مہدی رضی اللہ عنہ شام میں آجائیں گے۔

فائدہ: ان تمام روایات میں تطبیق یہ ہے کہ ان کی کل مدت بہتر ماہ یعنی چھ سال گی۔

علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بعض روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اہل بیت رضی اللہ عنہم پر میرے بعد ایک بلا۔ شدید واقع ہوگی یہاں تک کہ ایک قوم مشرق سے سیاہ جھنڈے لے کر ساتھ آئے گی وہ ان سے خیر وبھلائی کا سوال کریں گے لیکن وہ انہیں نہیں دیں گے پھر وہ ان سے جنگ کرکے فتح پائیں گے انہیں مال واسباب دیا جائے گا لیکن وہ قبول نہ کریں گے اور امام مہدی رضی اللہ عنہ کے سپرد کردیں گے۔

تطبیق الروایات:

جہاں اٹھارہ ماہ کا وقت بتایا گیا ہے اس سے سفیانی کے لشکر اور اجتماع شعیب بن صالح کے ساتھ جنگ کرنے کے بعد مراد ہے اور جہاں آٹھ ماہ ہیں اس سے اس کے کوفہ

میں نزول اور امام مہدی سے بیعت کیلئے لشکر کو بھیجنے کے بعد مدت مراد ہے۔(یہ تطبیق حسن ہے اور حرج بھی کوئی نہیں)

تطبیق دیگر:

روایات اخیرہ میں تطبیق یوں ہوگی کہ لفظ ''علی بعد'' کے ''یموت'' کی ضمیر سفیانی کی طرف راجع ہے اب معنی یہ ہوا کہ ہاشمی مہدی رضی اللہ عنہ کو نہیں ملے گا یہاں تک کہ سفیانی مرجائے گا یا ضمیر ہاشمی کی طرف راجع ہے اور جھنڈا لے کر آنے والا اگرچہ تمیمی ہوگا لیکن اس کی نسبت ہاشمی کی طرف مجازاً اس لئے ہے کہ اس کا سبب وہی ہے یا کہ وہی جھنڈے لائے گا اور شام کو فتح کرے گا اور اس کے اجتماع سے تھوڑا عرصہ پہلے مرجائے گا۔
ہاں اس کا جھنڈا لے کر آنا اور اس کی طرف پہنچنے کی روایات اکثر واشہر ہیں ان کے جمع ہونے کا اگرچہ امکان نہ ہوگا لیکن وہ پہلے پہنچ جائے گا۔ قاعدہ ہے کہ روایات ایک دوسری کے معارض ہوں تو وہ ساقط ہوجاتی ہیں یونہی فتح ونصرت اور غلبہ کی روایات شکست کی روایات سے اکثر واشہر ہیں یہ تمام تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ اگرچہ وہ فوج بھی جمع کرے گا تب بھی بعض دفعہ شکست کھائے گا۔ پھر اسے کسی وقت غلبہ حاصل ہوگا۔(واللہ اعلم)

امام مہدی رضی اللہ عنہ کی فتح کلی:

امام مہدی رضی اللہ عنہ کیلئے تمام روئے زمین پر غلبہ آسان ہوگا اور ہر طرف اسلام ہی اسلام ہوگا تمام روئے زمین کے بادشاہ آپ کی اطاعت قبول کریں گے آپ خطہ ہند کی طرف لشکر بھیجیں گے تو ہندوستان فتح ہوگا شاہان ہند آپ کی طرف تابع ہو کر حاضر ہوں گے ان کے تمام خزانے بیت المقدس کو منتقل کر کے انہیں کے خزانے سے بیت المقدس کو آراستہ و پیراستہ کیا جائیگا۔ آپ بیت المقدس میں چند سال بسر فرمائیں گے۔

جنگ عظیم:

سفیانی کی موت کے بعد رومی لوگ امام مہدی رضی اللہ عنہ کو ہدایہ وتحائف بھیج کر امن و سلامتی اور صلح کا پیغام دیں گے، بعض روایات میں ہے کہ اس صلح وسلامتی کی کل مدت نوسال

ہے پھر مسلمان ان سے جنگ کریں گے کیونکہ وہ در پردہ مسلمانوں کے دشمن ہوں گے مسلمان فتح یاب ہوکر مال غنیمت جمع کر کے ذی تکلوم کی آبادی میں آ جائیں گے۔

فائدہ: فتح کے بعد عیسائی کہیں گے صلیب کی برکت سے فتح ہوئی مسلمان کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے فتح دی یہ دونوں گروہ اسی کی رٹ لگاتے رہے گے یہاں تک کہ بعض مسلمان جذبے سے مغلوب ہوکر صلیب پر ٹوٹ پڑیں گے جوان کے نزدیک ہوگی وہ صلیب کوٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے عیسائی مذہبی غیرت سے صلیب کے توڑنے والوں کوقتل کردیں گے اس پر مسلمان بپھر جائیں گے اسلحہ لے کر عیسائیوں سے لڑائی کریں گے اللہ تعالیٰ اس گروہ کو شہادت سے نوازے گا۔اور وہ سارے شہید ہو جائیں گے۔

رومیوں کی مسلمان دشمنی:

رومیوں نے اپنے بادشاہ سے کہا کہ اہل عرب کے شر سے ہمیں نجات کیوں نہیں دلواتے؟ ہم ان کے تمام بڑوں کوقتل کر دیں گے اب انتظار کس بات کا ہے براہ کرم جلد اجازت دیجیے۔عیسائی بادشاہ سے اجازت لے کر نو ماہ تک تیاری کرتے رہیں گے چنانچہ وہ میدان کارزار میں اسی طرح بڑے جھنڈے لہراتے ہوئے جمع ہوں گے۔

فائدہ: ایک روایت میں غایہ ہے ایک میں بند معنی ایک ہے یعنی بڑا جھنڈا۔ ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار افراد تھے وہ اعماق یا دابق میں اترے (یہ دونوں حلب وانطاکیہ کے قریب جگہیں ہیں) القاموس میں ہے العمق (دونوں متحرک) نواحی حلب میں ایک علاقہ ہے اور کہا کہ اعماق انطاکیہ وحلب کے درمیان ایک جگہ ہے یہاں بہت زیادہ پانی جمع رہتا ہے یہ سوائے سردیوں کے کبھی خشک نہیں ہوتی عمق پانی کے جمیع اجزاء کو کہا جاتا ہے۔

اہل مدینہ سمیت لشکر امام مہدی رضی اللہ عنہ کا رومیوں سے مقابلہ:

عیسائیوں کے جنگ کا ارادہ سن کر مدینہ پاک کے ممتاز لوگ ان کے مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے یہ حضرات امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ طیبہ سے آئے تھے۔عیسائی کہیں گے ہمیں وہ عرب چاہیے جو ہماری قید میں ہیں یعنی ہمارے ساتھ میں رہتے ہیں تم بیرون علاقہ کے لوگ ہو ہمارا تمہارے ساتھ کوئی جھگڑا نہیں۔مسلمان جواب دیں گے ہم

انہیں تنہا نہیں چھوڑ سکتے ہیں۔ وہ ہمارے اسلامی بھائی ہیں ہم ان کا ساتھ دیں گے۔

اہل اسلام کی شکست اور فتح علم غیب:

اس مقابلہ میں اسلامی لشکر تین حصوں میں بٹ جائے گا

1- ایک تہائی جنگ سے بھاگ جائیں گے ان کی توبہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ کے لئے قبول فرمائے گا۔

2- ایک تہائی شہید ہو جائیں گے یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل الشہداء ہوں گے۔

3- فتح یاب ہوں گے اس کے بعد ہمیشہ کیلئے ہر فتنہ سے محفوظ ہو جائیں گے۔

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان تحفے اور صلح ہو گی یہاں تک کہ آپس میں جنگ کریں گے اور غنیمتیں تقسیم کریں گے۔ پھر رومی مسلمانوں سے جنگ خوب کریں گے قتل ہوں گے اور ان کے بچے قیدی بنائیں گے۔ رومی کہیں گے غنیمتیں ہمارے لئے تقسیم کرو جیسے تم نے آپس میں تقسیم کی ہیں اور مشرکین کے قیدی بھی۔ مسلمان کہیں گے کہ ہم مسلمان قیدی تمہیں نہیں دے سکتے۔ رومی کہیں گے تم نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔ رومی قسطنطنیہ کے والی کے پاس شکایت کریں گے کہ مسلمانوں (عرب) نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔ حالانکہ ہم گنتی میں ان سے زیادہ ہیں اور ساز و سامان کے اعتبار سے بھی مکمل ہیں اور طاقت اور قوت کے لحاظ سخت ہیں آپ ہماری مدد فرمایئے تاکہ ہم ان سے جنگ کریں میں ان سے دھوکہ تو نہیں کرتا لیکن وہ چونکہ ہم پر بڑے عرصہ سے غلبہ پا رہے ہیں اسی لئے ہم آپ لوگوں کی ضرور مدد کریں گے۔

پھر وہ صاحب رومیہ آ کر خبر دیں گے وہ اس ڈھارس کے سہارے اسی ۸۰ جھنڈے روانہ کریں گے ہر جھنڈے کے ہمراہ بارہ ہزار فوجی ہوں گے اور وہ کشتیوں کا سفر کر رہے ہوں گے اور انہیں کہے گا کہ جب تم سواحل شام کے کنارے لگ جاؤ تو کشتیاں جلا دینا تاکہ تمہیں واپسی کا خیال نہ آئے اور تمام شام کے ملک میں پھیل جاؤ جنگلوں اور دریاؤں میں ڈیرہ جمالو سوائے دمشق و معتق کے کسی جگہ کو نہ چھوڑو وہ، بحکم والی رومیہ شام میں پہنچ کر

بیت المقدس کو فتح کریں گے۔

علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی دمشق وشام میں مسلمانوں کی کیا کیفیت ہوگی؟ فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! دمشق ان کے لئے اتنا وسیع ہو جائے گا جیسے ماں کا پیٹ بچے کیلئے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المعتق کیا ہے؟ فرمایا وہ حمص کا شام میں ایک پہاڑ ہے نہر کے کنارے اسکا نام الاریط ہے۔(نعیم بن حماد)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

عقیدہ صحابی رضی اللہ عنہ کو نہ بھولیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق علم کلی کا عقیدہ رکھتے تھے یعنی نہ ذرہ ذرہ کے متعلق یہاں تک کہ یہ بھی پوچھ رہے ہیں کہ ان کے قلوب کی کیفیت کیا ہوگی؟ اسی لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ المتوفی ۱۳۴۰ھ نے اہلسنت کا عقیدہ یوں ظاہر فرمایا۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

جنگ کے حالات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر:

مسلمانوں کے بچے معتق پہاڑ پر اور مسلمان نہر اریط پر ہوں گے رومیوں سے شب و روز صبح وشام جنگ میں مصروف ہوں گے جب صاحب قسطنطنیہ مسلمانوں کا حال دیکھے گا وہ تین لاکھ بری فوج قنسرین کی طرف بھیجے گا۔ یہاں تک کہ ان کے پاس یمن کے ایک لاکھ آدمی آئیں گے اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو ایمان کی دولت سے نوازے گا ان کے ساتھ چالیس ہزار فوج حمیر قبیلہ کے ساتھ ہوں گے وہ بیت المقدس میں آکر رومیوں سے جنگ کریں گے اور انہیں شکست دیں گے اور ان کے لشکروں کو شام سے نکالیں گے یہاں تک کہ ان کے پاس (مادۃ الموالی) پہنچ جائیں گے۔ میں نے عرض کی یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم مادۃ الموالی

کون ہیں؟ فرمایا وہی تمہارے آزاد شدہ لوگ وہ تمہارے لئے ہوں گے وہ فارس کی جانب سے آئیں گے اور کہیں گے اے گروہِ عرب! تم نے گروہ بندی کر رکھی ہے فریقین میں سے کوئی تمہارے ساتھ نہیں کیا تمہارا کلمہ ایک نہیں ہو سکتا یعنی اتفاق کر کے کیوں نہیں لڑتے ہم نزار ہو کر جنگ کرتے ہیں اور ایک دن موالی جنگ کریں وہ دمشق کی طرف نکلیں گے اور مسلمان نہر پر ہوں گے اسے ایسے ایسے کہا جاتا ہے یعری اور مشرکین نہر رقیہ پر اتریں گے یہ نہر اسود ہے وہ ان سے جنگ کریں گے اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر اپنی مدد نازل فرمائے گا اور ان دونوں لشکروں پر صبر اور استقامت یہاں تک کہ ایک تہائی مسلمان جنگ کریں گے وہ شہید جائیں گے اور ایک تہائی بھاگ جائیں گے باقی صرف تہائی رہ جائیں گے۔

علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

وہ جو شہید جو جائیں گے ان کا یہ مرتبہ کہ ان کا ایک شہید شہدائے بدر کے دس کے برابر ہے اور شہدائے بدر کا ایک ستر شہیدوں کے برابر شفاعت کرے گا۔ بہر حال یہ مسلمانوں کی فوج تین حصوں پر بٹ جائے گی

1- رومیوں سے مل جائیں گے اور کہیں گے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو اس دین اسلام سے کوئی غرض ہے تو اس کی خود مدد کرے

2- عرب مسلمان یہ جنگ سے نکل کر چلے گئے اور کہا ہمارا رومی کچھ نہیں بگاڑ سکتے وہ عربی جنگلوں کی طرف نکل گئے پھر عراق، یمن، حجاز میں پہنچے اور رومیوں سے نہ مدد طلب کی اور نہ ان کا ساتھ دیا۔

3- آپس میں مشورہ کیا کہ عصبیت اچھا کام نہیں مل جل کر کام کریں دشمن پر متفق ہو کر حملہ کریں اللہ تعالیٰ مدد کرے گا لیکن جب تک تعصب میں رہو گے کامیاب نہیں ہو گے یہ مشورہ کر کے متفق ہو کر دشمن سے لڑیں گے۔ یہاں تک کہ ان بھائیوں سے جا ملیں گے جو شہید ہوئے۔

سیدنا جبریل علیہ السلام دولاکھ ملائکہ کے ساتھ:

جب رومی دیکھیں گے کہ کچھ لوگ مسلمانوں سے ان کے پاس آگئے کچھ مارے گئے

اب ان کی تعداد کم رہ گئی ہے اسی لئے دو صفوں کے درمیان جھنڈا لے کر جنگ کے لیے اٹھ کھڑا ہوا اور جھنڈا پر صلیب کا نشان بنوایا اعلان کر رہا تھا کہ صلیب نے غلبہ پایا اس کے مقابلہ میں ایک مسلمان دو صفوں کے درمیان جھنڈا لے کر اعلان کرے گا کہ انصار اللہ و اولیاء اللہ نے غلبہ پایا ان پر ناراض ہو جو کہہ رہے ہیں کہ صلیب نے غلبہ پایا۔ اسی دوران سیدنا جبریل علیہ السلام دو لاکھ ملائکہ کو میدان میں لے کر اتریں گے اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

اے میکائیل! میرے بندوں کی مدد کر، تو میکائیل علیہ السلام دو لاکھ فرشتے لے کر میدان میں اتریں گے تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی مدد فرمائے گا اور کفار پر اللہ تعالیٰ کا عذاب اترے گا یہاں تک کہ بعض مارے جائیں گے بعض شکست کھا کر بھاگ جائیں گے۔ مسلمان فتح پا کر روم کے مقام عمورا پر آئیں گے تو دیکھیں گے عمورا میں بے شمار مخلوق موجود ہے مسلمان کہیں گے رومی اتنی بڑی تعداد میں ہیں کہ ان گنت لوگوں کو ہم نے قتل کیا اور ان کے خون بہائے لیکن اس کے باوجود یہاں بھی بے شمار لوگ زندہ موجود ہیں۔ رومی کہیں گے ہمیں امان دو ہم جزیہ ادا کریں گے رومی امان لے کر جزیہ دینے پر متفق ہوں گے۔

دجال کی جھوٹی خبر:

اس کے بعد اطراف سے لوگ آئے اور مسلمانوں کو کہا دجال کا خروج ہو چکا اے گروہ عرب! وہ تو تمہاری اولاد کی مخالفت کر رہا ہے (اور تم یہاں زندگی گزار رہے ہو) حالانکہ یہ خبر غلط ہوگی رومی کہیں گے جو تم میں سے جانا چاہیں تو اسے خطرہ نہیں کیونکہ تم ہمیشہ غالب رہے اور نہ ہی مال اسباب لے جانے کی ضرورت ہے۔ عرب لوگ یہ خبر سن کر چل پڑیں گے لیکن وہ خبر تو جھوٹی تھی اور رومیوں نے بہانہ بنایا کہ یہ نکل جائیں گے تو بقایا مسلمانوں پر حملہ کر دیں گے چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ جھوٹی خبر سن کر اکثر عرب چلے جائیں گے جو باقی بچ جائیں گے ان پر رومی حملہ کریں گے اور تمام بقایا مسلمانوں کو تہ تیغ کر دیں گے یہاں تک کہ اب روم میں نہ کوئی مرد بچے گا نہ عورتیں اور نہ بچے۔

مسلمانوں کی فتح:

ان مسلمانوں کو رومیوں کی خبر پہنچی جو یہاں سے چلے گئے تھے وہ لوٹیں گے اور

رومیوں پر حملہ کر دیں گے اور ان کے بچوں کو قیدی بنائیں گے اور ان کے اموال بطور غنیمت سمیٹیں گے ان کی فتح کا یہ حال ہوگا کہ جس شہر یا قلعہ میں تین دن گزاریں گے اسے بغیر فتح کئے بغیر نہ جائیں گے یہاں تک کہ تمام روم فتح کر لیں گے۔ پھر وہ خلیج پر اتریں گے لیکن خلیج پانی سے لبریز ہو جائے گا اس پر عیسائی کہیں گے کہ صلیب نے ہماری دریا کے ذریعے مدد کی اور ہمارے حامی و ناصر مسیح علیہ السلام ہیں لیکن صبح کو اٹھیں گے تو خلیج خشک ہو چکا ہوگا تب بھی کہیں گے صلیب نے ہماری مدد کی ہے۔ لیکن مسلمان حمد و تسبیح و تکبیر کہتے ہوئے جمعہ کی شب کو عیسائیوں کو گھیر لیں گے۔ صبح تک یہ سلسلہ جاری رہے گا عیسائیوں کو وہاں سے نکلنے نہیں دیا جائے گا۔ چاہے کوئی نیند میں ہوگا یا بیدار سب مسلمانوں کے محاصرہ میں ہوں گے جب صبح ہوئی تو مسلمانوں نے یکجا نعرہ تکبیر بلند کیا، اس پر برجوں کا درمیانی حصہ گر پڑے گا۔ عیسائی کہیں گے پہلے ہم مسلمانوں سے جنگ کرتے تھے اب ہماری جنگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اس نے ہمارا شہران کے لئے گرا دیا اور ان کی خاطر ویران کر دیا پھر مسلمان ان کا سونا ہاتھوں میں لے کر ڈھالیں بھرتے رہیں گے اور ان کے بچوں کو قیدی بنا کر آپس میں تقسیم کرتے رہیں گے یہاں تک کہ ایک ایک مجاہد کو تین تین سو نوجوان عورتیں حصہ میں آئیں گی اس کے بعد جتنا اللہ تعالیٰ چاہے گا مسلمان ان کے مال و اسباب و کنیزوں اور غلاموں سے نفع اٹھاتے رہیں گے۔ اس کے بعد حقیقتاً دجال کا خروج ہوگا۔ اس کی تفصیل آئے گی۔

فائدہ: قسطنطنیہ اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم کے ہاتھوں فتح کرائے گا جو اولیاء اللہ ہوں گے ان سے اللہ تعالیٰ موت و مرض اور بیماریاں اٹھا لے گا یعنی امن و سکون اور آرام سے زندگی بسر کریں گے یہاں تک کہ ان میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے یہی لوگ ان کے ساتھ مل کر دجال کو قتل کریں گے۔

نوٹ: یہ طویل حدیث امام سیوطی رحمہ اللہ نے ''الجامع الکبیر'' میں نقل فرمائی ہے۔

قولہ، رومیوں اور مسلمانوں کے درمیان صلح ہو جائے گی یہاں تک کہ ان رومیوں کے ساتھ مل کر روم کے دشمنوں سے جنگ لڑیں گے۔ اسی روایت کی ضمیر رومیوں کی طرف راجع ہے اب یہ معنی ہوگا کہ مسلمان رومیوں کے ساتھ مل کر روم کے دشمنوں سے جنگ لڑیں گے

اس کا قرینہ یہ ہے کہ اس عبارت میں لفظ مسلمین کی تصریح ہے۔ اور مال غنیمت ہمارے لئے ویسے تقسیم کرو جیسے ہم نے تمہارے لئے تقسیم کی اور فارس مسلمانوں کے دشمن ہوں گے۔

اور یہ تو امام مہدی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے والے مسلمان ہوں گے جیسے مسلمان ایک دوسرے سے ملک کی خاطر جنگ کرتے ہیں اور اس سے ظاہر ہے کہ وہ تقسیم غنیمت کے وقت کہیں گے کہ ہم تمہیں مسلمانوں کے بچے ہوئے مال کی غنیمت میں نہیں دیتے یا یہ کہ ان لوگوں نے اسلام کے بعد کفر کو اختیار کیا ہوگا اور یہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جنگ کے بعد وہ اموال اور مشرکین کی اولاد آپس میں تقسیم کریں گے اور یہی معنی مناسب ہے اس لیے کہ انہوں نے رومیوں سے ان پر جنگ کے لئے مدد مانگی اور رومی کافر تھے اور کافروں سے مسلمانوں پر جنگ کی امداد ناجائز ہے۔ اور بچوں کی قید کرانا یوں ہو کہ انہوں نے اطراف میں سے مسلمانوں کے بچے قید کئے ہوں کے جب انہوں نے ان پر غلبہ پایا تو پھر انہوں نے اس سے مسلمانوں کے بچوں کا مطالبہ کیا اور رومیوں نے ان میں تقسیم کا مطالبہ کیا اس لئے کہ یہ بچے کفار کے قبضہ میں چلے گئے تھے۔

فائدہ: اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ رومی دریا کی جانب سے آئیں گے اس سے یہ لازم نہیں کہ وہ مقام دابق والاعماق میں پہنچے کیونکہ یہ دونوں مقام حلب کے قریب ہیں اس سے کفار کا جملہ مسلمانوں پر غلبہ ثابت ہوتا ہے یہاں تک کہ قسطنطنیہ بھی جو اس وقت (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کے زمانہ میں دارالاسلام ہے یہ بھی دار الکفر ہو جائے گا (العیاذ باللہ) حالانکہ یہ ہمیشہ اسلام سے معمور رہا۔ یاد رہے کہ اس سے قسطنطنیہ کبری مراد ہے (جس کا بیان آئے گا۔ ان شاء اللہ)

اس توجیہ پر اشکال ہے وہ یہ کہ آگے آرہا ہے جب صاحب قسطنطنیہ اسے دیکھے گا تو وہ جنگل کی جانب سے تین لاکھ جنگی لے کر قنسرین کو جائے گا۔ اس کا جواب یہ ہوا کہ قسطنطنیہ کا حاکم یہ لشکر مسلمانوں کی مدد کیلئے بھیجے گا۔ اسی لئے اب کوئی اشکال نہ رہا۔ یہ لشکر اس لئے بھیجے گا کہ اس وقت مسلمانوں کا لشکر تھوڑا ہوگا کیونکہ تین لاکھ ۸۰ لاکھ کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں جب کہ وہ لشکر اسی ۸۰ گروہوں میں ہوگا ان کے ہر ایک جھنڈے کے نیچے بارہ بارہ

ہزار جنگی ہوں گے۔اس معنی پر مسلمانوں کی تین لاکھ کی فوج بہت تھوڑی ہے، یہ اس وقت ہے جب مسلمانوں میں جو پہلے شہید ہو چکے ان میں سے جو باقی رہے ان میں سے بعض رومیوں سے مل گئے تو اسی لئے یہ تین لاکھ باقی تھے، جنہیں مدد کی ضرورت تھی جو قسطنطنیہ کے والی کی طرف سے مددگار ہوگا۔ یا یہ کہا جائے گا کہ اہل قسطنطنیہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کی طرف آئے اور کچھ کافر اپنے شہروں میں بچ رہے پھر مسلمان انہیں گرفتار کریں گے جیسے اہل شام کو اس سے پہلے ملک شام سے گرفتار کئے۔ یہی مطلب واضح ہے۔

قسطنطنیہ کی تحقیق:

القاموس میں ہے کہ قسطنطنیہ یا تو زائدہ مشددہ کے ساتھ کبھی طاء اولیٰ کو مغموم کر کے پڑھا جاتا ہے ملک روم کا دارالسلطنت ہے اور طاء کی مفتوح بھی آئی ہے اس کی فتح قیامت کی نشانیوں میں سے ہے اسے رومیہ بھی کہا جاتا ہے اور بوزنطیا بھی۔ اس کی دیوار کا طول ۲۱ ہاتھ ہے اور اس کے کنیسے (گرجے) طویل ہیں اور اس کی ایک جانب لمبے چار ستون ہیں اور یہ چار ستون دیواروں پر نصیب ہیں جن کی لمبائی تقریباً چار ہاتھ ہے۔ اس کے ہر سرے پر تانبے سے گھوڑے کا مجسمہ ہے جس پر ایک سوار بیٹھا ہوا دکھایا گیا ہے جس کے ہاتھ میں سونے کا کوڑا ہے۔ اور دوسرے ہاتھ کی انگلیاں کھلی کر کے اشارہ کیا جا رہا ہے اور یہ دراصل قسطنطین شہر کے بانی کی تصویر ہے۔

قولہ ماخلد دمشق:

یہ اس کے موافق ہے جو ایک روایت میں ہے۔ جنگ عظیم کے دوران مسلمانوں کا خیمہ دمشق میں ہوگا اور خروج دجال کے وقت ان کا خیمہ بیت المقدس میں ہوگا۔

فائدہ: الاریط القاموس میں ہے برزق زبیر ایک جگہ کا نام ہے اس کا ذکر حدیث شریف میں آیا ہے اور وہ حمص کے نزدیک ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ وہ ایک نہر ہے یا وہ جگہ کا نام ہے جس کی طرف نہر منسوب ہے۔

قولہ فشہیدھم کشہید عشرۃ الی قولہ بسبعین شَهِيْدًا۔ (الحدیث)

اس کا معنی یہ ہے کہ قیامت میں ان کا ہر ایک شہید شفاعت کرے گا اور بدر کا ہر ایک

شہید ستر شہیدوں کے برابر شفاعت کرے گا۔ اور اس دور کا شہید اہل بدر کے دس شہیدوں کے برابر شفاعت کرے گا گویا اس دور کا ایک شہید سات سو ۷۰۰ شہیدوں کی شفاعت کرے گا۔

فائدہ: یہ حدیث اس ارشاد گرامی کی طرح ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ ان کے ایک کا اجرو ثواب تمہارے پچاس کے اجر و ثواب کے برابر ہوگا۔

ازالہ وہم:

اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ (دور امام مہدی رضی اللہ عنہ کے مجاہدین و شہداء) اہل بدر سے مطلقاً افضل ہو گئے اس لئے کہ صحبت نبوی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی فضیلت کے برابر تو کوئی فضیلت ہو بھی نہیں سکتی۔

فائدہ: آئندہ اوراق میں اس کی تفصیل آئے گی کہ فضیلت کی کئی قسمیں اور وجہیں مختلف ہیں اسی معنی پر امام مہدی رضی اللہ عنہ کے مجاہدین و شہداء کی فضیلت کی وجہ اور ہے اور مجاہدین و شہدائے بدر کی فضیلت کی وجہ اور۔ یا یہ کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے مجاہدین و شہدا کے ایک کی مشقت دس اہل بدر کے مجاہدین کی مشقت کے برابر ہوگی کیونکہ ان کا رومیوں سے واسطہ ہوگا اور رومیوں کی تعداد بدر کے کفار کی تعداد سے کئی گناہ زیادہ ہوگی۔ علاوہ ازیں بدر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر جنگ کریں گے جس میں ایک گونہ فرحت و سرور ہوگا اور امام مہدی رضی اللہ عنہ کے مجاہدین نبوت سے صدیوں بعد جنگ کر رہے ہوں گے جنہیں نبوت کی حاضری کا سرور و فرحت حاصل نہ ہوگا۔

فائدہ: اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ بدر میں صرف تین ہزار ملائکہ کی مدد کا بیان ہے اور تین لاکھ جنگی ہیں گویا اس گنتی کو سامنے رکھ کر مذکورہ بالا اجر و ثواب کا بیان ہے۔

سوال: ایک جگہ پر امام مہدی رضی اللہ عنہ کے معاون و ممد ملائکہ تین ہزار مذکور ہیں اور آپ تین لاکھ لکھ رہے ہیں۔

جواب: تین ہزار ایک خاص جنگ عظیم کی بات ہے ویسے امام مہدی رضی اللہ عنہ کی مجموعہ تعداد امداد ملائکہ تین لاکھ ہے۔

عمور ہم نے تین نسخوں میں اس لفظ کو دیکھا ہے تو ان میں تاء تانیث (جو وقف کے وقت ہا بن جاتی ہے) اور ہائے نسبی نہیں ہے اور القاموس وغیرہ میں اسے عمور یہ ہاء کے ساتھ ہے شاید اس کی ایک لغت یہی ہے یا بعض نسخوں میں زوائد (الفاظ) کی کمی واقع ہوئی ہے۔

فائدہ: ردم کا بار اول کہنا۔ (مدّلنا) اس کا معنی ہے۔ خلیج ہمارے لئے بڑھی یعنی خلیج کا پانی بڑھا اور وہ پانی سے بھر گئی دوسری باران کا اس سے انکار ہے بلکہ اس قول کی تکذیب ہے جو اوپر مذکور ہوا اس کی تطبیق یوں ہے کہ یہاں عبارت میں ہمزہ استفہام انکاری محذوف ہے۔

اس پر اس کا قول دلالت کرتا ہے کہ وہ کہتے تھے:

کنا نقاتل العرب فالآن نقاتل ربنا

''پہلے ہم عرب سے لڑتے تھے اب ہم اپنے رب سے لڑ رہے ہیں''۔

اصل کلام یوں ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس کا مددگار ہے اسی لئے ہم ان سے لڑنے کی طاقت نہیں رکھتے اس سے خود کو قیدی بننے کو تسلیم کر رہے ہیں۔ (واللہ اعلم)

قولہ یالبس و یجس البحر:

یعنی وہ خلیج کو بند کر رہا ہے اسے دوسری روایت میں فلق البحر سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہ ہمارے نبی پاک ﷺ کا معجزہ ہے اور اس میں علماء کرام کے اس دعویٰ کی دلیل ہے کہ جس نبی علیہ السلام سے جس طرح کا معجزہ ظاہر ہوا اس طرح کا بلکہ اس سے بڑھ کر عظیم معجزہ ہمارے نبی پاک ﷺ سے ظاہر ہوا۔ (واللہ اعلم بمراد رسولہ ﷺ)

فائدہ: اس کے بعد کے الفاظ حدیث آسان اور ظاہر ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ مسلمانوں میں جنگ میں ہر ایک نے موت کی شرط لگائی کہ یا فتح کر کے دم لیں گے یا مر جائیں گے اسی لیے دن بھر لڑتے رہتے یہاں تک رات کی تاریکی انہیں جنگ کو بند رکھتی۔ اس دوران کوئی بھی کسی پر غلبہ نہ پا سکا تین دن تک یہی حال رہا۔ مسلمان انہی سابق شرط پر قائم رہے یہاں تک کہ چوتھے روز بقایا مسلمانوں کی مدد کیلئے پہنچے اس پر اللہ تعالیٰ کفار پر شکست طاری کر دے گا اب ایسی سخت جنگ ہوگی کہ دیکھی اور سنی نہ گئی یہاں تک کہ اگر پرندے بھی ان کے قریب سے گزرتے تو وہ بھی بچ کر نہ نکلتے اس جنگ میں ایک قبیلہ کے سو آدمی جنگ

میں جاتے تو پچ کرنہ آتے ایک یا دو سوائے ایک یا دو حالانکہ جاتے وقت گنتی کر کے جاتے۔ پھر نہ تو ان کی میراث تقسیم ہوتی نہ وہ مال غنیمت سے خوشی محسوس کرتے۔ اس جنگ کے بعد ایک مرد پچاس عورتوں کا کفیل ہوگا۔

حل لغات:

الشرطۃ (بالضم) لشکر کا ایک گروہ جو جنگ کیلئے بھیجا جاتا فوج کے مقدمہ الجیش کے نام سے مشہور ہے۔ ونهدا الیهم بمعنی ان کے بالمقابل کھڑا ہوگیا۔ الدبرۃ بمعنی الهزیمۃ یعنی شکست جَنُبَاتهم جیم نون مفتوح پھر باء موحدہ یعنی ان کے کناروں سے پرندوں گزرتے "لا یخلفهم بتشدید اللام" یعنی وہ انہیں اپنے پیچھے چھوڑتا یعنی وہ پرندہ ان سے تجاوز نہ کر پاتا یہاں تک کہ اڑنے سے رک جاتا یعنی مرجاتا ان کے جنگ کے دائرہ میں اوران کی بکثرت مار دھاڑ سے اوران کے ایک دوسرے کے پے در پے قتل کرنے سے یہاں تک کہ قسطنطنیہ تک پہنچ جانے کے، یہاں قسطنطنیہ سے بڑا قسطنطنیہ یعنی دارالخلافہ مراد ہے۔

فائدہ: عقد الدار میں ہے کہ قسطنطنیہ کے سات قلعے ہوں گے ساتواں قلعہ ان چھ قلعوں کو محیط ہوگا اس کا عرض اکیس ہاتھ ہوگا اوراس کے سو ابواب (دروازے) ہوں گے اور وہ قلعہ جو شہر کے قریب ہوگا اس کا عرض دس ہاتھ ہوگا۔ اور وہ اس خلیج پر جس کا پانی بحر رومی میں گرے گا اور یہ خلیج بلاد رومیہ واندلس کے متصل ہوگی۔

کرامات امام مہدی رضی اللہ عنہ اوران کی فتوحات:

حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ (قسطنطنیہ کی فتح کے دوران) ایک مقام پر اپنا جھنڈا گاڑ کر نماز صبح کے وضو کیلئے دریا کے کنارے پر بیٹھیں گے تو دریا کا پانی آپ سے پیچھے کو ہٹنے لگے گا آپ اس کے پیچھے چلیں گے تو دریا اپنی جگہ دے گا یعنی دریا کا پانی خشک ہو جائے گا آپ اعلان فرمائیں گے کہ اے لوگو! تمہارے لئے دریا ایسے خشک ہوگیا ہے جیسے بنی اسرائیل کیلئے خشک ہوگیا۔ آپ لشکر کے آگے اور لشکر آپ کے پیچھے دریا کی خشکی میں چل پڑیں گے دریا پار کر کے نعرہ تکبیر بلند کریں گے ان کے نعرہ تکبیر سے شہر کی دیواریں گر پڑیں گی تین

نعروں سے دیواریں گر جائیں گی ان کی تیسری تکبیر سے قلعہ کی بارہ برجوں کے درمیان کی دیوار گر جائے گی اس طرح سے شہر فتح کر کے اس میں ایک سال مقیم رہ کر مساجد تعمیر فرماتے پھر آگے چل کر دوسرے شہر میں داخل ہو کر فتح یاب ہوں گے۔ اسی دوران جب کہ وہ اس شہر کا مال غنیمت ڈھالوں میں ڈال رہے ہوں گے تو بلند آواز سے اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ دجال تمہارے پیچھے شام میں آ گیا ہے وہ تمہاری اولاد کو قیدی بنا رہا ہے وہ اعلان سن کر واپس لوٹیں گے تو یہ جھوٹا اعلان ثابت ہو گا سخت شرمسار ہوں گے پھر ایک ہزار کشتی عکا (ایک جگہ کا نام) سے تیار کر کے رومیہ کی طرف روانہ ہوں گے ان میں اہل مشرق بھی ہوں گے اور اہل مغرب بھی اور شامی بھی ہوں گے حجازی بھی ایک ہی ان کا سربراہ ہو گا۔

علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبداللہ بن کبسر المازنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے بھتیجے! شاید تم قسطنطنیہ کا زمانہ پا لو تو خبردار اس کی غنیمت کو ہاتھ مت لگانا اور اس کی فتح اور خروج دجال کے درمیان سات سال کا عرصہ ہو گا۔ (رواہ نعیم بن حماد فی ''الفتن'')

فائدہ: بیت المقدس کا خزانہ نکالا جائے گا اور زیورات بھی جسے طاہر بن اسماعیل نے بنی اسرائیل سے جنگ کر کے چھینے تھے اور بنی اسرائیل کو قیدی بنایا تھا اور بیت المقدس کے زیورات پر قبضہ کر لیا تھا پھر انہیں آگ سے جلا دیا۔

یہ خزانہ سات سو کشتیوں پر لاد کر رومیہ لایا جائے گا۔

علم غیب:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ یہ خزانہ نکال کر بیت المقدس کی طرف واپس لوٹائیں گے۔

رومیہ کا تعارف:

رومیہ ملک روم کا ام البلاد تھا جو اسی کا سربراہ ہوتا اسے الباب (آج کی اصطلاح میں پاپا کہا جاتا ہے) کہا جاتا (اور آج کے دور میں اس کا فاتیکان ہے۔ اویسی غفرلہ) وہ دین نصرانیہ کا پابند ہوتا اسے یوں سمجھئے جیسے مسلمانوں میں خلیفہ ہوتا ہے یونہی نصرانیوں کا سربراہ کا

لقب باب ہوتا (جیسے آج کل بابا کہا جاتا ہے) (عقد الدرر)

فائدہ: اس رومیہ کے متعلق مورخین ایسے عجائب و غرائب بیان کرتے ہیں جو ہم نے اس دنیا میں اس جیسا شہر کوئی نہیں سنا۔

فتح القسطنطنیہ:

رومیہ کے قریب ہی قسطنطنیہ ہوگا وہاں چار تکبیریں کہیں گے تو اس کی دیواریں گر پڑیں گی یہاں چھ لاکھ آدمیوں کو قتل کریں گے اور وہاں سے بیت المقدس کے زیورات اور وہ صندوق جس میں سکینہ اور مائدہ بنی اسرائیل اور تختیوں کے ٹکڑے اور سیدنا آدم علیہ السلام کی پوشاک اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور منبر سلیمان اور وہ من وسلویٰ (جو بنی اسرائیل پر اترے تھے جو نہایت سفید ہوں گے) کی دو روٹیاں نکالیں گے اس کے بعد القاطع شہر میں آئیں گے جس کا طول ایک ہزار میل اور عرض پانچ سو میل ہوگا اور اس کے تریسٹھ دروازے ہوں گے ہر دروازے سے ایک ہزار جنگی نکلیں گے اور وہ شہر دریا کے کنارے پر ہوگا اس میں کشتیاں نہیں ہوں گی۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دریا میں کشتیاں کیوں نہیں ہوں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس لئے کہ یہ دریا اتنا گہرا نہیں ہوگا اسے چھوٹی کشتیوں کے ذریعے عبور کریں گے اللہ تعالیٰ نے اس میں بنی آدم کیلئے بیشمار منافع رکھے ہیں۔ ہاں اس کے بعض مقامات گہرے ہوں گے اس میں کشتیاں چلیں گی۔ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا لشکر اس شہر میں داخل ہوتے ہی چار بار نعرہ تکبیر بلند کرے گا ان سے شہر کی دیواریں گر جائیں گی یہ لشکر مہدی رضی اللہ عنہ اس کے اموال و اسباب کو غنیمت بنالیں گے۔ اور اس میں سات سال مقیم رہیں گے پھر وہاں سے منتقل ہو کر بیت المقدس میں آجائیں گے یہاں انہیں خبر ملے گی کہ دجال نے یہود اصبہان سے خروج کیا۔ ابوعمرو الدانی نے اسے اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔

تمام دنیا کو محیط بحیرہ اخضر:

ایک روایت میں ہے کہ وہ (امام مہدی رضی اللہ عنہ شہر قاطع میں تشریف لائیں گے یہ بحیرہ اخضر پر واقع ہے اور بحیرہ اخضر تمام دنیا کو محیط ہے اس کے پیچھے بس اللہ ہی اللہ) اس کا طول ایک ہزار اور عرض پانچ سو میل ہے یہاں تشریف لا کر تین بار نعرہ تکبیر بلند کریں گے ان کے

نعروں سے شہر کی دیواریں گر جائیں گی یہاں ایک لاکھ نفوس کو قتل کریں گے وہاں سے پھر امام مہدی رضی اللہ عنہ بیت المقدس کو ایک ہزار کشتی پر تشریف لے جائیں گے شام کے ملک فلسطین میں تشریف لائیں گے فلسطین، عکا، صور، عسقلان وغزہ کے درمیان واقع ہے۔ یہاں کا تمام مال واسباب غنیمت لے جائیں گے پھر آپ بیت المقدس میں رونق افروز ہوں گے خروج دجال تک یہیں پر قیام پذیر رہیں گے۔

فائدہ: مسلمانوں کے خیمے اس جنگ عظیم میں دمشق میں نصب کیے جائیں گے اور آپ خروج دجال کے وقت بیت المقدس میں ہوں گے اس کے بعد آپ آفاق، جملہ عالم دنیا کا دورہ کریں گے ذوالقرنین سکندر رحمۃ اللہ علیہ کی طرح کوئی شہر ایسا نہ ہوگا جس میں آپ داخل نہ ہوں گے اور اس ملک کی خوب اصلاح فرمائیں گے کوئی ظالم وجابر بادشاہ ایسا نہ ہوگا۔ جسے آپ تباہ نہ کریں گے۔

چار بادشاہ:

حدیث شریف میں ہے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روئے زمین پر دنیا کے دو مومن اور دو کافر بادشاہ ہوئے

مومن:

1- حضرت ذوالقرنین سکندر رحمۃ اللہ علیہ۔

2- حضرت سلیمان علیہ السلام۔

کافر:

1- نمرود

2- بخت نصر۔ عنقریب پانچواں میری عترت (اولاد) سے ہوگا وہ امام مہدی ہیں رضی اللہ عنہ۔

اصحاب کہف:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ اصحاب الکہف امام مہدی رضی اللہ عنہ کے یار و مددگار ہوں گے۔ (ابن مردویہ)

نکتہ: علماء کرام فرماتے ہیں کہ اصحاب الکہف کا اتنا عرصہ دراز کے بعد امام مہدی رضی اللہ عنہ

کے ساتھ ہونے کی تاخیر کی حکمت یہ ہے کہ وہ امت محمدیہ ﷺ میں داخل ہو سکیں یہ ان کیلئے اکرام و اعزاز کے طور ہے۔

امام مہدی رضی اللہ عنہ کا پہلا جھنڈا:

سب سے پہلا جھنڈا جو امام مہدی رضی اللہ عنہ کیلئے تیار ہوگا وہ ہے جو آپ ترکوں کے مقابلہ میں تشریف لے جائیں گے۔

فائدہ: یہ فتوحات روم کے تحائف بھیجنے پھر ان کے جنگ کے دوران ہوں گی کیونکہ آپ کی ان کے ساتھ مشغولی کے باعث اور کسی فتح کے لئے فارغ نہ ہو سکیں گے یا یہ کہ آپ خود دوسری جنگوں میں اپنی شرکت کی بجائے سرایا بھیجا کرتے ہوں گے اس معنی پر آپ کا ہر ملک میں داخل ہونے کی نسبت مجازی ہوگی۔

علم غیب نبی اکرم ﷺ

حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جنگ عظیم اور فتح قسطنطنیہ اور خروج دجال کی مدت صرف سات ماہ ہوگی۔ ایک روایت میں سات سال ہے۔

ابوداؤد نے فرمایا کہ ایک سال میں اور یہ روایت سات سال والی سترہ مہینے والی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

مدت خلافت مہدی رضی اللہ عنہ:

آپ کی خلافت کی مدت کے بارے میں مختلف روایات ہیں پانچ یا سات یا نو سال کم از کم پانچ سال تو ضرور ہے اور زیادہ نو سال بعض روایات میں انیس سال اور چند ماہ بعض میں بیس سال بعض میں چوبیس سال بعض میں تیس سال بعض میں چالیس سال ان میں نو سال میں وہ دور شامل ہے جس میں رومی آپ کو تحائف بھیجتے رہے اور صلح اور امن و سلامتی سے گذارا۔

تطبیق الروایات:

حضرت علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "القول المختصر" میں لکھا کہ بشرط صحت روایات ان کی تطبیق یوں ہے کہ آپ کی بادشاہی مختلف اوقات میں ظہور میں آئی اور کسی وقت قوت و طاقت

بڑھ جاتی کسی وقت کمزوری ہو جاتی۔ بعض نے کہا کہ زیادہ عرصہ اس لئے روایت میں آیا ہے کہ آپ کی جملہ مدت خلافت مراد لی گئی ہے اور کم از کم مدت ظہور کے اعتبار سے ہے اور اوسط مدت وہی درمیانی وقفے کہ کسی وقت شاہی زور پکڑ جاتی کسی وقت کمزور ہو جاتی۔

تحقیق المصنف رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے فرمایا علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر کی چند وجوہ ہیں۔

1- حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بالخصوص اہل بیت کرام کو بشارات سنائیں اللہ تعالیٰ نے ان کو ان پر ظالموں کے ظلم وستم کا بدلہ عدل وانصاف سے نوازا اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کا تقاضا بھی یہی ہے کہ مدت عدل اتنا زیادہ مقدار میں ہو کہ انہیں ظلم و ستم اور فتنے ذہن سے اتر جائیں اور سات ونو سال کی خلافت مہدی رضی اللہ عنہ کی مدت کم از کم سات یا نو سال ہے۔

2- حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ تمام دنیا کو اس طرح فتح کریں گے جیسے سیدنا سلمان علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ذوالقرنین رحمۃ اللہ علیہ نے فتح کیا پھر آپ دنیا کا دورہ کریں گے جیسا کہ بعض روایات میں ہے اس میں شک نہیں کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ تمام (آبادی) روئے زمین کا صرف چار پانچ سال میں دورہ فرماسکیں۔ بلکہ اس کیلئے طویل مدت چاہیے قطع نظر اس کے کہ آپ نے جہاد بھی کیا اور جہاد کیلئے عساکر (بہت زیادہ لشکر) بھی تیار فرمائے اور لشکروں کو جہادوں کی تربیت بھی دی اور ہر ملک کی اصلاح کے ساتھ ساتھ مساجد بھی بنوائیں وغیرہ وغیرہ۔

3- آپ کے دور میں عمریں بھی بڑی ہوتی تھیں جیسا کہ آپ کی سیرت میں گزرا اور عمروں کی درازی آپ کی عمر کی درازی کی مقتضی ہے اور نو سال اور اس سے کم مدت اتنی لمبی عمر نہیں۔

4- رومیوں نے نو سال آپ کو تحائف وہدایا بھیجے اور امن وسلامتی کا مظاہرہ کیا اور آپ نے قسطنطنیہ میں ایک سال قیام فرمایا اور شہر القاطع میں سات سال اور ان کے پاس دوبارہ آنا جانا ہوا اسی دور میں واپس بیت المقدس دوبارہ تشریف لائے۔

اس کیلئے کچھ مدت درکار ہے پھر سفیانی کے ساتھ جنگ کی مدت بھی ساتھ ملا لیجئے وہ تین سال کے بعد بیعت توڑ دے گا آپ نے اسی مدت مذکورہ کے دوران ہندوستان اور دیگر ممالک اور بہت سے شہر فتح فرمائے ان تمام حالات کو ملایا جائے تو آپ کی مدت خلافت کے لئے سالہا سال چاہیے (جیسا کہ بعض روایات میں وارد ہے) اس معنی پر تو آپ کی مدت خلافت نو سال سے زائد ہونی چاہیے۔

فائدہ: ہاں سات سال کی مدت بایں معنی ہے کہ آپ نے تمام دنیا پر قبضہ رکھا۔ اس دوران کوئی دیگر معاملات درپیش نہ آئے۔ اس تقریر پر حدیث شریف کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ سات سال تمام روئے زمین کے بلا شرکت غیر مالک رہے۔ سات مسلسل شہر القاطع کی فتح کے بعد اور نو سال قسطنطنیہ فتح کرنے کے بعد کا زمانہ مراد ہے سفیانی کو قتل کرنے اور جملہ اہل اسلام کا آپ کی خلافت قبول کرنے کے بعد انیس سال مراد ہیں۔ اس لئے کہ رومیوں نے نو سال تو آپ کے ساتھ صلح اور امن و سلامتی سے گذارے اس کے بعد آپ نے اس سے جنگ کی اور اپنے تابع کیا اس کی بھی مدت (کم وبیش چند ماہ) دس سال ہے۔ اور چوبیس سال اس اعتبار سے ہے کہ آپ ملک شام میں تشریف لے گئے اسی دوران سفیانی نے آپ کی بیعت کی (پھر ہوا جو کچھ ہوا) اور تیس سال بایں معنی ہے کہ آپ مکہ معظمہ میں اپنے خروج کا اظہار فرمایا اور پھر حجاز پر قبضہ کیا وغیرہ وغیرہ اور چالیس سال بایں معنی ہے کہ آپ نے پہلے طائف سے خروج کر کے امیر مکہ کو قتل کیا اس کے بعد آپ ایک عرصہ غائب رہے پھر خراسان میں ہاشمی نے سر اٹھایا تو اس کے مقابلہ کیلئے بہتر ماہ (تک تلوار کاندھے پر رکھی یعنی ہاشمی کے ساتھ برسر پیکار رہے

اللہ و رسولہ اعلم علیہ وسلم:

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میری تقریر مذکورہ اس سے بہتر ہے کہ بعض روایات کو ساقط کر دیا جائے (یا ضعیف قرار دیا جائے) اور قاعدہ ہے کہ ترجیح عدم اسقاط کو ہے یعنی حتی الامکان روایات میں تطبیق دی جائے (جیسے سیدنا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا طریقہ ہے اور وہ طریقہ غلط ہے جو بعض روایات کو ساقط کر دیا جائے یا ضعیف کہا جائے جیسے غیر مقلدین کا طریقہ ہے

آخر میں مصنف رحمہ اللہ نے فرمایا: واللّٰہ ورسولہ اعلم ﷺ۔

الحمد للہ! یہ طریقہ آج کل اہلسنت کو نصیب ہے یہاں تک کہ اکثر سنی مفتیان کرام (سدا سلامت ہوں) اپنے فتاویٰ کے آخر میں لکھتے ہیں (واللہ ورسولہ اعلم بالصواب) یہی طریقہ اسلاف رحمہم اللہ ہے اور الحمد للہ اسلاف رحمہم اللہ کے قدم بہ قدم سنی حضرات ہیں۔

اضافہ اویسی غفرلہ)

آخری جواب:

علاوہ ازیں نوسال یا اس سے کم جن روایات میں وارد ہے ان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے ان دونوں حضرات کامل کر وقت گزارنا مراد ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی سلطنت میں دخیل نہ ہوں گے کیونکہ قاعدہ ہے کہ خلفاء قریش میں سے ہوں گے اور آپ ان کے تابع ہو کر رہیں گے نہ کہ مستقل حاکم (امیر) اسی لئے آپ ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اور آپ ان کی اقتداء کریں گے جیسا کہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ اس پر دلالت کرتی ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث مسلم شریف میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب امام مہدی رضی اللہ عنہ کو دیکھیں گے کہ نماز کی امامت سے پیچھے ہٹ رہے ہیں تو فرمائیں گے تمہارے بعض بعض پر امیر ہیں یہ اسی امت کی تکریم واعزاز ہے۔

سوال: بعض روایات میں وارد ہے کہ وہی نماز امام مہدی رضی اللہ عنہ پڑھائیں گے پھر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام امام بن کر نمازیں پڑھائیں گے۔

جواب: وہی ایک نماز پڑھا کر امام مہدی رضی اللہ عنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نماز کا امام مقرر کردیں گے۔ کیونکہ جب ان کی خلافت وامارت ثابت ہو جائے گی پھر ان کے لئے جائز ہے کہ وہ جسے چاہیں نماز کا امام مقرر فرمائیں کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام مہدی رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں اور آپ کی افضلیت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے منافی نہیں کیونکہ قاعدہ ہے کہ مفضول کی خلافت افضل کی موجودگی میں جائز ہے بالخصوص جب خلیفہ قریش سے ہے۔

حوالہ قاعدہ مذکورہ:

امام قسطلانی رحمہ اللہ المتوفی ۹۱۱ھ شرح بخاری میں لکھتے ہیں کہ امام ابن الجوزی رحمہ اللہ المتوفی ۵۹۷ھ نے فرمایا کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام از خود امام بن کر نماز پڑھاتے تو اشکال ہوتا لیکن یہاں تو یہ ہے کہ وہ نائب اور مبتدی شرعی ہو کر امامت کرا رہے ہیں۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ماموم مقتدی ہوئے تا کہ اس شبہ کا غبار بھی مٹ جائے کہ ''لا نبی بعدی'' میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس سے واضح ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی سہی لیکن اس وقت وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کی حیثیت سے تشریف لائے ہیں۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قریش سے ان کا ملک سلب ہو جائے گا اس کا مطلب یہ کہ نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کیونکہ جو اختصاص قریش کو حاصل تھا وہ نہ رہا عیسیٰ علیہ السلام کے واپس تشریف لانے کے بعد اس کے ساتھ سوائے رجوع کرنے کے کوئی خصوصیت نہ رہی یہ اس حدیث کے بھی منافی نہیں کہ یہ امر خلافت قریش میں رہے گا جب تک کہ دنیا میں دو آدمی موجود ہوں۔ اس کا اشارہ شیخ اکبر رحمہ اللہ کی فتوحات مکیہ شریف کی تقریر میں آئے گا، ان شاء اللہ۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وجہ سے بہت سے اشکال مندفع ہو جاتے ہیں اس وجہ سے کہ ان دونوں (حضرت عیسیٰ، حضرت مہدی علیہما السلام) کا زمانہ برکت اور امن سے موصوف ہے کیونکہ وہ زمین کو عدل سے بھریں گے اور صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے کیونکہ زمانہ ایک ہی ہے اس لئے یہ کام کبھی ان کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور کبھی ان کی طرف سے اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے دلیل پکڑی جاتی ہے ارشاد گرامی ہے کہ ''تم اس وقت کیسے ہوں گے جب تم میں ابن مریم فیصلہ کرنے والے حاکم بن کر اتریں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

پس احتمال تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان انصاف کا فیصلہ کرنے والے حاکم سے امامت مراد ہو۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس احتمال کو اپنے ہی فرمان سے دفع کر دیا کہ فرمایا ''تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ اس امامت سے مراد نماز کی امامت نہیں کیونکہ مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے اتباع میں اثبات ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کی رعیت ہونا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ایک امتی ہونا ہے۔

فتوحات مکیہ شریف کی تقریر:

مصنف رحمہ اللہ تکملہ کا عنوان دے کر لکھتے ہیں کہ ذیل میں چند فوائد کا ذکر ہوگا جو احادیث مبارکہ کے مضامین پر مشتمل ہیں ان فوائد کی تائید اس کشف صحیح سے ہوتی ہے:

جو امام المحققین رئیس المکاشفین حضرت محی الدین والملۃ محمد بن العربی الطائی الحاتمی الاندلسی قدس سرہ المتوفی ۶۳۸ھ۔

(آپ کے تعارف کے لئے فقیر کی تصنیف سوانح الشیخ الاکبر، زیر طبع مطالعہ فرمائیں۔ اویسی غفرلہ) نے فتوحات مکیہ کے تین سو چھیاسٹھویں (۳۶۶) باب میں فرمایا ہے:

بیشک اللہ تعالیٰ اپنا خلیفہ (مہدی رضی اللہ عنہ) اس وقت بھیجے گا جب زمین جور و ظلم سے بھر جائے گی وہ خلیفہ زمین کو عدل و انصاف سے پر فرمائے گا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر ہوں گے ذرہ برابر بھی قدم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطا نہ کریں گے ان کی رہبری ایک فرشتہ کرے گا جسے نہ دیکھیں گے۔ بیواؤں محتاجوں کا بوجھ اٹھائیں گے اور ضعیف اور کمزور ں کو تقویت بخشیں گے مشکلات حق پر اعانت فرمائیں گے جو کہیں گے اس پر عمل کریں گے اور وہ کریں گے جو منہ سے نکالیں گے اور وہ بات کہیں گے جو وہ جانتے ہوں گے اور ان کا علم مشاہدہ سے ہوگا رات کو اللہ تعالیٰ ان کی اصلاح فرمائے گا وہ ظلم اور ظالموں کی جڑ کاٹ کر رکھ دیں گے۔ دین کو قائم کریں گے اور اسلام میں روح پھونکیں گے اسے ذلت کے بعد عظمت بخشیں گے اس کی موت کے بعد اسے زندہ فرمائیں گے جو پہلے جاہل، بخیل اور بزدل ہوں گے آپ کی برکت سے وہ لوگوں میں بڑے علم اور مکرم تر اور بہت بڑے بہادر ہو جائیں گے جزیہ معاف کریں گے تلوار کے ساتھ دعوت حق دیں گے جو انکار کرے گا وہ مارا جائے گا جو ان سے جھگڑے گا وہ رسوا و ذلیل ہوگا۔ دین کی وہ باتیں ظاہر ہوں گی جو اس کے لائق ہیں اگر اس دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ (ظاہراً) موجود ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح احکام صادر فرماتے جس طرح امام مہدی رضی اللہ عنہ جاری فرمائیں گے تمام مذاہب (مختلف ٹولے اور مختلف ادیان جیسے بدھ مذہب عیسائیت و یہودیت) زمین سے مٹا کر

خالص دین باقی رکھیں گے ان کے دشمن وہی مولوی ہوں گے جو اپنے لیڈروں کے اجتہاد پر عمل کرتے ہوں گے نہ وہ علماء کرام جو ائمہ کرام (ابوحنیفہ، مالک، شافعی، احمد حنبل رضی اللہ عنہم) کی تقلید میں ہوں گے وہ مولوی (بد مذاہب) آپ کے حکم کے تحت مجبوراً داخل ہو جائیں گے آپ کی تلوار کے خوف سے اور آپ کے دبدبہ اور اس حسن سلوک سے جو آپ کے ارشادات میں ہوگا آپ کے صرف وہ فقہاء مخالف ہوں گے جن کی فقاہت اصول اسلام کے خلاف ہوگی کیونکہ آپ کی وجہ سے ریاست کی سج دھج خاک میں مل جائے گی اور عوام پر جو سکہ جماتے ہوں گے وہ ختم ہو جائے گا ان کیلئے کسی حکم کا کوئی علم باقی نہ رہے گا مگر تھوڑا سا اور عالم میں اس امام کے وجود کی وجہ سے اختلاف اٹھ جائے گا۔ اگر آپ کے ہاتھ میں حق کی تلوار نہ ہوگی تو ایسے فقہاء غلط کار آپ کے قتل کا فتویٰ صادر فرماتے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے لطف اور تلوار حق سے انہیں غلبہ بخشے گا پھر وہ آپ سے طمع کریں گے اور خوفزدہ ہوں گے وہ ظاہراً تو آپ پر ایمان لائیں گے لیکن دل میں آپ کے مخالف ہوں گے آپ سے خواص سے زیادہ خوش ہوں گے۔ اس دور میں زیادہ سعادت مند اہل کوفہ ہوں گے آپ کے ہاتھ پہ عارف باللہ حضرات یعنی اہل الحقائق مشاہدہ وکشف ومعرفت الٰہی سے بیعت کریں گے۔ اس کے حامی خاص بندگانِ خدا ہوں گے وہی آپ کی دعوت قبول کریں گے اور آپ کی دل وجان سے مدد کریں گے۔ وہی آپ کے وزراء ہوں گے وہی آپ کی مملکت کے بوجھ کو اٹھائیں گے اور ہر طرح سربکف ہوکر آپ کی مدد کریں گے ان میں نو (۹) ایسے ہوں گے جو اقدام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ہوں گے اللہ تعالیٰ ایسے حضرات کے لئے فرماتا ہے:

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عٰهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ (پ۲۱ الاحزاب ۲۳)

''مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا''۔

اضافہ اُویسی غفرلہ:

دراصل یہ آیت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حق میں نازل ہوئی چنانچہ آیت کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی، حضرت طلحہ، حضرت سعید بن زید، حضرت حمزہ اور حضرت مصعب وغیرہم رضی اللہ عنہم نے نذر کی تھی کہ وہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کا موقع پائیں گے

تو ثابت رہیں گے یہاں تک کہ شہید ہو جائیں گے ان کی نسبت اس آیت میں ارشاد ہوا کہ انہوں نے اپنا وعدہ سچا کر دیا۔ (خزائن العرفان) اب یہ حکم ہے جیسا کہ علم التفسیر کا قاعدہ ہے کہ نزول خاص ہوتا ہے لیکن حکم عام ہوتا ہے۔ (اویسی غفرلہ)

وہ عجمی لوگ ہوں گے ان میں کوئی عربی نہ گا لیکن وہ عربی میں گفتگو کریں گے ان کے محافظ ہوں گے جو ان کے جنس سے نہ ہوں گے (وہ محافظ ایسے ہوں گے) جنہوں نے کبھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کی ہوگی (وہ نو ۹ حضرات آپ کی اس امامت کی اتباع کریں گے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو نصیب ہوگی۔ اور وہ محافظ بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کریں گے) یہی نو ۹ آپ کے خاص وزراء اور افضل الامین ہوں گے یعنی یہ محافظ کا اشارہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ہے کیونکہ معصوم صرف انبیاء علیہم السلام ہیں وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) آپ کے مخصوص وزیر ہونگے۔ ہاں امام مہدی رضی اللہ عنہ کی عصمت کے بارے میں اشارہ بعد میں آئے گا یا یہ اشارہ فرشتے کی طرف ہے جو اسے راست کی طرف رہنمائی کرے گا اس کی تائید ان کا یہ قول کرتا ہے کہ وہ محافظ ان کی جنس سے نہ ہوگا وہ یہ کہ وہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حکم میں ہیں لیکن وہ محافظ جو امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے گا اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں گے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا یا وہ فرشتہ ہوگا جو آپ کی رہبری اور تائید کرے گا۔

سوال: اگر محافظ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں تو یہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ اوپر کہا گیا ہے کہ وہ ان کی جنس سے نہیں ہوں گے حالانکہ یہ غلط ہے اس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام ان کی جنس سے ہیں یعنی بشر ہیں۔

جواب: کبھی جنس سے مراد نوع بھی ہوتا ہے اب مطلب صاف ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی نوع سے نہیں کیونکہ آپ بنی اسرائیل سے ہیں اور اعاجم سے ہیں (عجمی ہیں، عربی نہیں اگرچہ لفظ عجم ماسوی العرب کو کہتے ہیں لیکن عجمی کا غالب اطلاق اہل فارس پر ہے۔ ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی جنس سے نہیں یعنی ان کی نوع سے نہیں (واللہ اعلم)

کسی شاعر نے کہا:

الا ان ختم الاولیاء شهید   وعین امام العالمین فقید

هو السيد المهدى من آل احمد — هو الصارم الهندى حين يبيدُ

هو الشمس يجلو كل غم و ظلمة — هو الوابل الوسمى حين يجودُ

''خبردار ختم الاولیاء شہید ہیں اور امام العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا عین ہیں یعنی آپ کے عین نقش قدم پر ہیں وہ امام مہدی آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ وہ کاٹنے والی ہندی تلوار ہیں۔ جب وہ کاٹتے ہیں وہ سورج ہیں۔ جو ہر غم سے جلا بخشتے ہیں وہ موسلا دھار بارش ہیں بہار کی بارش کی طرح جب سخاوت کرتے ہیں''۔

فائدہ: ختم الاولیاء سے امام مہدی، امام العالمین سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم الصارم سے تلوار الوابل سے موسلا دھار بارش، الوسمی سے بہار کا موسم مراد ہے۔

امام مہدی رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری کا وقت آ گیا اس کا وقت آ گیا اس کا وقت تمہارے سروں پر سایہ فگن ہے وہ ظاہر ہوں گے قرن رابع (چوتھا) میں جو تین قرون گذشتہ سے لاحق ہوں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ صحابہ کرام کا زمانہ ہے پھر وہ جو اس کے متصل ہے پھر وہ جو اس کے قریب ہے یہ اس حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے جس میں ثم الذين يلونهم تین بار کہا گیا لیکن یہ خیر القرون قرنی کے بعد مراد ہوگا ایک روایت میں تین بار مسلسل اور ایک بار تنہا وارد ہوا ہے اس معنی پر چوتھا ان تینوں سے ملحق ہوگا پھر تیسرے اور چوتھے قرن کے درمیان امور مذکورہ (جو باب ۳ میں تفصیل گذری ہے حادث ہوں گے اور خواہشات نفسانی اور مذہبی فتنے پھیلیں گے، خونریزی ہوگی اور مذہبی بھیڑیے شہروں میں پھیل جائیں گے۔ فسادات پھوٹ پڑیں گے ظلم جوش مارے گا یہاں تک کہ خون ٹھاٹھیں مارے گا ظلم کی وجہ سے عدل کا دن منہ پھیر جائے گا جب ظلم کی رات آئے گی (تو عدل کا دن ڈوب جائیگا) اس دور کے شہداء بہترین شہداء ہوں گے اس کے امناء بہترین امانت دار ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کی ملاقات کے لئے ایک ایسے گروہ کو بھیجے گا جسے اس نے پردہ غیب میں چھپا رکھا ہے انہیں حقائق سے کشفاً شھوداً آگاہ فرمائے گا۔ ان کے اس وقت بندوں کے کام مشوروں پر ہوں گے اور وہ فیصلہ خدائی فیصلہ ہوگا۔

وہ عارف باللہ لوگ ہوں گے جو وہاں کے لائق ہوگا اسے خوب سمجھتے ہوں گے دراصل

یہ برکت تو حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی ہوگی آپ حق کی تلوار اور سیاست اصلیہ کے عامل ہوں گے آپ اللہ تعالیٰ سے ہی معاملات اور امور کی خوب معرفت رکھتے ہوں گے جتنا انہیں ضرورت ہوگی ان کے مراتب و منازل سے خوب واقف ہوں گے، چونکہ آپ خلیفہ حق ہیں اسی لیے انہیں منجانب اللہ کلی ہدایت وارشاد نصیب ہوگی۔ اسی لئے تمام حیوانات اور پرندوں کی بولیاں بھی جانتے ہیں آپ کا عدل وانصاف انسانوں و جنات تک اثر رکھتا ہوگا یہ آپ کے وزاراء کی نصرت وفراست کا نتیجہ ہوگا جو منجانب اللہ یہ حضرات وزراء مقرر ہوں گے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کیلئے فرماتا ہے:

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (پ ۲۱، الروم ۴۷)

''اور ہمارے ذمہ کرم پر ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا''۔

یہ ان حضرات کے نقش قدم پر ہیں جن کیلئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ۔ (پ ۲۱ الاحزاب ۲۳)

''کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا''۔

فائدہ: اس آیت کے مطابق اللہ تعالیٰ انہیں وہ اسرار رموز عطا فرمائے گا جس سے دوسرے لوگ محروم ہیں اور وہ رات کو قصے کہانیوں میں مست رہتے ہیں۔ لیکن امام مہدی رضی اللہ عنہ کے وزراء فضائل علم الصدق کو حالاً اور ذوقاً جانتے ہوں گے یہی علم الصدق سے یہی سیف اللہ زمین پر لٹکتی رہے گی جب تک کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ اور ان کے وزراء میں سے کوئی زمین پر زندہ موجود رہے گا اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرماتا رہے گا کیونکہ صدیق اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور صادق اس کا فاعل ہے جب امام مہدی رضی اللہ عنہ اس نکتہ تک پہنچ جائیں گے تو وہ اسی کے مطابق عمل کریں گے اسی لئے آپ اپنے ہم عصر تمام لوگوں سے زیادہ صادق ہوں گے آپ کے وزراء ہدایت والے ہوں گے اور آپ مہدی (اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہدایت یافتہ) اتنا قدر و معرفت و علم الٰہی انہیں ہوگا تو اس کے اسباب و برکات آپ کے وزراء ہوں گے۔

ان الامام الی الوزیر فقیر — وعلیهما فلك الوجود یدور

والملك ان لم تستقم أحواله — بوجود هذین فسوف یبور

الا الالٰہ الحق فھو منزّہ ما عندہ فیما یریدہ و زیر

جلّ الا الٰہ الحق فی ملکوتہ عن ان یراہ الخلق وھو فقیر

"امام مہدی رضی اللہ عنہ اپنے وزیر (سیدنا عیسیٰ علیہ السلام) کے محتاج ہوں گے ان دونوں کے گرد فلک الوجود کی چکی گھومے گی۔

تمام ملک کے احوال اگرچہ مستقیم نہیں رہیں گے اور جملہ ملک (دنیا) ان دونوں کے ساتھ مٹ جائیں گے سوائے اللہ تعالیٰ کے کہ وہ فناء سے منزہ ہے اور وہ جو ارادہ کرتا ہے وہی اس کے ہاں حاضر و موجود رہے گی اور بس۔

حق تعالیٰ بزرگی والا ہے جملہ ملکوت سے وراء ہے کہ کوئی اسے دیکھ سکے کیونکہ ہر ایک اس کا محتاج ہے"۔

امام مہدی رضی اللہ عنہ کے امور مخصوصہ

1-نفوذ البصر:

تاکہ آپ کی دعوت الی اللہ مدعو الیہ میں علی وجہ البصیرۃ اثر کرے نہ کہ مدعو میں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے فرمایا کہ:

اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ۔ (پ۱۳ الیوسف ۱۰۸)

"میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں اور جو میرے قدموں پر چلیں دل کی آنکھیں رکھتے ہیں"۔

علی وجہ البصیرۃ میں اور وہ جو میرے تابعدار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور امام مہدی رضی اللہ عنہ اور آپ کے تابعدار رضی اللہ عنہم دعوت الی اللہ میں خطاء نہ کریں گے آپ کا تابعدار اس لئے خطا نہ کرے گا کہ وہ آپ کے نقش پا پر ہوگا۔

2- **القاء کے وقت معرفت الٰہی نصیب ہوگی** اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا۔ (پ۲۵ الشوریٰ ۵۱)

''اور کسی آدمی کو نہیں پہنچتا کہ اللہ اس سے کلام فرمائے مگر وحی کے طور پر یا یوں کہ وہ عظمت کے ادھر ہو یا کوئی فرشتہ بھیجے''۔

3- اللہ تعالیٰ کی طرف حق کی ترجمانی: یہ اسے نصیب ہوتی ہے جو القاء وحی میں اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہو اسی لیے حق کا ترجمان صُوَر حروف لفظیہ و مرقومہ موجود کیلئے تیار ہوتا ہے ان صورتوں کی روح براہِ راست کلام الٰہی ہوتا ہے نہ کہ کوئی غیر۔

4- والیان امور کے لئے مراتب کی تعیین: وہ مصالح میں سے جس مرتبہ کیلئے پیدا کیے گئے ہیں اس کے استحقاق کو جاننا ایسا صاحب علم اس شخص کی ذات میں دیکھتا ہے کہ اسے ملک کا والی بنائے تو اس کے مرتبہ کے درمیان میزان (ترازو) رکھتا ہے جب اسے دیکھتا ہے کہ یہ مرتبہ کے پلڑا پر اعتدال کے طور یعنی مرتبہ کے مطابق اترتا ہے تو اسے ملک کا والی بناتا ہے اگر مرتبہ کا پلڑا اس پر بھاری ہو جاتا ہے تو پھر اسے ملک کا والی نہیں بناتا۔

5- الرحمة في الغضب:

(غصہ و غضب میں رحمت) یہ صرف حدود شرعیہ اور تعزیز ہوتی ہے اور ان کے ماسوا کسی پر غضب میں رحمت کی کوئی شے نہیں ہوتی۔

6- علم کہ جتنا بادشاہ کو وظائف مخلوق کی ضرورت ہوتی: یعنی پہلے وہ اصناف عالم کو معلوم کرے اور عالم صرف دو ہیں۔

عالم الصور، عالم الانفس۔

جو ان صور کیلئے تدبر کریں کہ ان کی حرکت و سکون میں تصرف کر سکیں ان دونوں صنفوں کے سوا باقی کسی بھی عالم پر ان کا کوئی حکم جاری نہیں، ہاں اگر وہ اس عالم پر تصرف کرنا چاہیں تو کر سکیں جیسے عالم جن (کہ ان میں ان کا تصرف حکم نہیں لیکن چاہیں تو جنات پر بھی ان کا تصرّف ہو سکتا ہے)۔

7- علم تداخل الامور بعض کا بعض پر: یہی معنی ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی ہے:

تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَتُوْلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ۔ (پ۳ آل عمران ۲۷)

''تو دن کا حصہ رات میں ڈالے اور رات کا حصہ دن میں ڈالے''۔

مولج نر ہے اور مولج فیہ مادہ اور یہ علوم میں صرف علم نظری میں ہوتا ہے اور محسوسات میں نکاح حیوانی ونباتی میں ہوتا ہے۔ اور سدی واللحام نہ ہو تو شقہ کے لئے عین ظاہر نہ ہوگا۔ اور یہ قاعدہ جمیع صنائع عملیہ وعلمیہ میں جاری وساری ہے۔ یہ وہی میزان ہے جو عالم میں معانی ومحسوسات کے لئے وضع کیا گیا ہے امام زمان کیلئے یہی متعین ہے کہ وہ جو بطریق تنزیل الٰہی علم حاصل ہو کے درمیان اور جو بطریق قیاس علم حاصل ہو کے درمیان جمع (تطبیق) کر سکے دوسروں کیلئے مشکل ہے۔ اور وہ ایسا علم اس لئے رکھتا ہے تا کہ وہ خطاء سے اجتناب کر سکے اور امام مہدی رضی اللہ عنہ جو فیصلے فرمائیں گے وہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے فرشتہ القاء کرے گا جسے اللہ تعالیٰ نے آپ پر مقرر کر رکھا ہوگا تا کہ وہ آپ کی سیدھے راستہ کی طرف رہبری کرے اور یہ وہی شرع حنفی محمدی ہے کہ اگر اس وقت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم دنیا میں ظاہری زندگی کے ساتھ موجود ہوتے تو بھی ایسے حکام کے فیصلے اسی طرح کرتے جیسے امام مہدی رضی اللہ عنہ کریں گے اس معنی پر اللہ تعالیٰ امام مہدی رضی اللہ عنہ کو خود ہی بتائے گا کہ یہی ہے شرع محمدی (علیہ الصلوٰۃ والسلام الف الف مرۃ) اسی لئے ان پر قیاس کا سوال ہی نہیں پیدا ہوگا کہ جب ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ نصوص موجود ہوں گی اسی لئے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے اوصاف میں سے ایک صفت یہ بھی ارشاد فرمائی ہے کہ وہ (امام مہدی رضی اللہ عنہ) میرے نقش قدم پر چلے گا اس کے لئے خطاء کا شائبہ تک نہ ہوگا۔

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہو کر آئیں گے مستقل شریعت کے اجراء کے لئے نہیں تشریف لائیں گے یعنی متبع ہوں گے مشرع نہیں۔ وہ معصوم ہوں گے لیکن اس سے معصوم فی الحکم مراد نہیں بلکہ معصوم عن الخطاء کیونکہ یہ صرف رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے کہ ان کی طرف خطاء منسوب نہ ہو۔ کیونکہ وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے مگر بولتے ہیں تو وحی سے بولتے ہیں جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔

یعنی نبی اپنے حکم میں معصوم ہوتا ہے اس کے علاوہ باقی حالات میں دوسرے اولیاء کرام کی طرح محفوظ ہوتے ہیں نہ کہ معصوم، کیونکہ عصمت صرف انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہے اور امام مہدی رضی اللہ عنہ نبی نہیں ہوں گے بلکہ وہ اولیاء میں سے ایک ولی ہوں گے اور اولیاء کرام محفوظ ہوتے ہیں معصوم نہیں ہوتے۔

8- عوام کی ضروریات کو مکمل طور پر پورا کرنا:

اور یہ عہدہ صرف امام مہدی رضی اللہ عنہ کے لئے متعین ہے نہ کہ باقی دوسرے لوگوں کیلئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اسی لئے اپنی مخلوق کے لئے مقرر فرمائیں گے تا کہ لوگوں کی مصالح میں سعی فرمائیں اور جسے ایسی سعی نصیب ہوگی وہ نہایت ہی عظیم الشان اور جملہ أئمہ کی ہر حرکت غیروں کیلئے ہوگی ان کی ذات کیلئے نہ ہوگی جس بادشاہ کو دیکھو کہ وہ رعیت کے امور اور ان کی ضروریات سے ہٹ کر امور سلطنت میں مصروف ہے تو یقین کرلو کہ وہ اس عہدہ سے معزول کر دیا گیا ہے عوام اور اس میں کوئی خاص فرق نہیں۔

9- اس علم الغیب پر آگاہ ہونا جس کا وہ دنیا میں اپنی مدت خاص تک محتاج ہے: (علم الغیب کے اطلاق علی غیر اللہ یعنی نبی علیہ السلام وولی اللہ سے وہابی دیو بندی گھبراتے ہیں ان کے رد کیلئے شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ جملہ کافی ہے تفصیل کیلئے دیکھئے فقیر کا رسالہ جامع الخیر فی اخلاق علی علم الغیب علی الغیر زیر طبع، اویسی غفرلہ)

فائدہ: یہ نو ایسے مسائل ہیں کہ ان کی امام کو خصوصیت سے ضرورت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے متعلق خبر دی ہے'' کہ ہر دن وہ نئی شان میں ہے وہ وہی ہے کہ عالم میں جو کچھ ہونا ہے وہ اسی یوم میں ہونا ہے اور اس امام مہدی رضی اللہ عنہ کو اس کے ہر مسئلہ پر منجانب حق تعالیٰ آگاہی ضروری ہے تا کہ وہ جس حق امر کا ارادہ رکھتے ہیں اس کی انہیں تائید ہو اور نئی شانوں میں ہر شان کی ہر شے کے وجود میں آنے سے پہلے آگاہی ہو پھر جس میں رعیت کا فائدہ ہو اس پر وہ اللہ کا شکر کریں اور اس کے اظہار سے خاموش رہیں اور اگر اس میں رعیت کو سزا کے طور کوئی بلاء عام کا نزول ہو ای مخصوص معین لوگوں پر بلاؤ مصیبت کے نزول کا خطرہ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ سے ان کے بارے میں وہ (امام) سفارش کریں اور ان کے لیے خیر و

امان کی دعا کریں اور عجز وزاری کریں تا کہ ان سے وہ بلاو مصیبت ٹل جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ امام کو ان بلاؤں اور مصائب کے نزول سے پہلے آگاہ فرمادے گا پھر انہیں ان شؤون سے آگاہ فرمائے گا جو اشخاص معینہ پر نازل ہونے والی ہوں گی۔ امام (مہدی رضی اللہ عنہ) کو اللہ تعالیٰ ان اشخاص معینہ کے خلیئے اور شکلیں پہلے دکھادے گا جن پر ان مصائب وغیرہ کا نزول ہونے والا ہوگا یہاں تک کہ جب امام نہیں دیکھے گا تو اسے کوئی شک تک نہ ہوگا کہ وہی اشخاص ہیں جن پر نزول بلاؤ مصیبت ہونا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ امام کو اس امور نازلہ کے ختم کرنے کے لیے اس حکم مشروع سے مطلع فرمائے گا جو اپنے نبی کریم علیہ السلام کو آگاہ فرماتا تھا کہ اس بارے میں یہ حکم فرمائیں وہ اسی حکم کے مطابق فیصلہ فرمائے گا اس میں وہ ہرگز خطانہ کرے گا۔

اگر بعض نوازل میں اللہ تعالیٰ ان پر حکم پوشیدہ فرمادے اور اس کے لیے کشف نہ ہو تو کم از کم حکم بالمباح کے زمرے میں اسے ضرور لاحق فرمائے گا۔ ایسے نوازل میں حکمِ شرع کے عدم تعریف کو وہ جانتا ہوگا اس لیے کہ وہ رائے وقیاس فی الدین میں معصوم ہوگا کیونکہ قیاس کرنا اس کا جو نبی نہیں ہے یہ حکم لگانا ہے دین اللہ تعالیٰ پر اس کا کہ وہ نہیں جانتا یہ علت کا اجراء ہے تمہیں کیا معلوم کہ اس طرح علت کے لیے اللہ تعالیٰ کا ارادہ نہیں اگر وہ اس کا ارادہ رکھتا ہوتا تو اس کے اجراء کا اپنے نبی پر ظاہر کرتا اور اس کے اجراء کا حکم فرماتا۔ یہ اس کے لیے ہے کہ جب نفس کسی قضیہ میں شرع نے اس پر نص فرمائی ہو۔ ورنہ تم خود جانتے ہو کہ وہ مسئلہ جو فقیہ اور عالمِ دین نے اپنے طور استخراج کیا ہے اس طرف نہیں دیکھا کہ شرع نے اس کا حکم نہیں فرمایا اس کے باوجود وہ فقیہ اس کا اجراء کردیتا ہے تو شرع سے تحکم ہے کہ جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں بخشی اس بنا پر امام مہدی رضی اللہ عنہ دینِ الٰہی میں قیاس سے منع فرمائیں گے بالخصوص انہیں علم ہوگا کہ ایسے امور میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ایسے مواقع میں تکلیف میں منجانب اللہ تخفیف ہے اور یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد ہوتی اسی لیے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے: ''جب تک میں تمہیں چھوڑے رکھوں تم مجھے چھوڑے رکھا کرو'' یہی وجہ ہے کہ آپ دین کے معاملہ میں سوال سے کراہیت فرماتے کہ کہیں اس سوال سے

امت کے لیے کوئی حکم زائد متعین نہ ہو جائے۔ جس حکم سے وہ خاموش ہو جائیں تو وہ کسی خاص حکم پر آگاہ نہیں کیے گئے ہوں گے کہ جس کے لیے کہا جا سکے کہ اس کا حکم اصل حکم جیسا ہے اور ہر وہ حکم جس پر انہیں اللہ تعالیٰ کشف و تعریف سے آگاہ فرمائے وہی اس مسئلہ میں حکم شرع محمدی ہوگا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ کبھی ایسا بھی ہوگا کہ انہیں اللہ تعالیٰ آگاہ فرمائے گا کہ یہ حکم مباح ہے اور اس کا یہ انجام ہے اور ہر وہ امر جو رعایا کے لیے بہتری کا ہے تو اللہ تعالیٰ انہیں آگاہ فرمائے گا کہ وہ اس کے لیے سوال کریں اور ہر وہ امر جو فساد پر مبنی ہے اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ رعایا کو اس میں مبتلا کر دے تو بھی اللہ تعالیٰ اس سے آگاہ فرمائے گا کہ ایسا ہونے والا ہے لیکن وہ آگاہ اس لیے کرتا ہے تا کہ وہ اس کے دفعیہ کی دعا فرمائیں کیونکہ وہ رعایا پر ایک قسم کی سزا و عقوبت ہے۔ جسے وہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کی دعا سے دفع فرمائے گا۔

بہر حال امام مہدی رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے ایک رحمت ہوں گے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جملہ عالمین کے لیے رحمت ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ (پ ۱۷، الانبیاء ۱۰۷)

''اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے''۔

اور امام مہدی رضی اللہ عنہ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر ہوں گے اسی لیے وہ خطاء نہ کریں گے اس معنی پر آپ کا رحمت ہونا ضروری ہے۔

خلاصہ کلام:

یہ جملہ نو (۹) امور کسی بھی امام اور اللہ عزوجل و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کے لائق نہیں سوائے امام مہدی رضی اللہ عنہ اور یہ تا قیامت ایسے رہے گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ائمہ دین میں سے کسی امام کے لیے نہیں فرمایا کہ وہ آپ کے بعد آ کر آپ کا وارث ہوگا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلے گا اور کوئی خطاء بھی نہیں کرے گا سوائے حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے آپ نے ان کی عصمت کی گواہی دی ہے کہ وہ احکام میں معصوم ہوں گے (ایسی عصمت کی تفصیل گزر چکی ہے) جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دلیلِ عقلی سے بتایا گیا ہے کہ آپ ان جملہ امور میں معصوم ہیں منجانب اللہ آپ کو حکم ہوتا ہے کہ یہ حکم مشروع امت کو پہنچائیں۔

نزول عیسیٰ علیہ السلام:

حضرت شیخ اکبر رحمہ اللہ المتوفی ۶۳۸ھ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام مہدی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں دمشق کی جامع مسجد (اموی) کے شرقی مینارہ سفید میں آسمان سے زمین کی طرف نمازِ عصر کے وقت نازل ہوں گے اور لوگ اس وقت نماز شروع کر رہے ہوں گے اس وقت نماز کا امام پیچھے ہٹ جائے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق لوگوں کو نماز پڑھائیں گے۔

سوال: احادیثِ صحیحہ میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فجر کی نماز میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی اقتداء کریں گے اور فرمائیں گے یہ نماز کی اقامت آپ کے لیے ہی کہی گئی ہے، فلہٰذا اس کی امامت آپ ہی کریں؟

جواب: قصۂ دجال میں ان روایات مختلفہ کی تطبیق آئے گی یہاں اجمالی جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق میں اتریں گے تو اس وقت امام مہدی رضی اللہ عنہ دمشق کے امیر (حاکم) ہوں گے اور یہ عصر کا وقت ہوگا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تشریف لانے پر تمام مسلمان اور یہود و نصاریٰ جمع ہو جائیں گے اس امید پر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہماری تائید فرمائیں گے اور یہاں جس حدیث سے سوال کیا گیا ہے یہ نمازِ فجر ہے اور اس میں صرف مسلمان ہوں گے اور اس نماز میں امام مہدی رضی اللہ عنہ ہی امامت کریں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقتدی ہوں گے۔ (و باللہ التوفیق)

سوال: پہلے گزر چکا ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کی خلافت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانۂ نزول کی متقاضی ہے پھر دونوں کا ایک وقت میں ہونا کیسا حالانکہ حدیث شریف صراحۃً ان کے جمع ہونے کی نفی کرتی ہے۔

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَنْ تُهْلِكَ اُمَّةٌ اَنَا فِي اَوَّلِهَا، وَالْمَهْدِي وَ عِيْسٰى فِيْ اٰخِرِهَا ۔

''وہ امت ہرگز ہلاک نہ ہوگی جس کے اوّل زمانہ میں میں ہوں اور درمیان میں مہدی رضی اللہ عنہ اور آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام''۔

جواب: حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور پہلے ہو چکا ہوگا جسے تیس سال کا عرصہ گزرے گا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی خلافت وحکومت کے دور میں تشریف لائیں گے اس وقت تیس سے چند سال اوپر کا وقت گزر چکا ہوگا، گویا امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور کے تیس اور اس پر چند سال کے بعد ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین میں تشریف لائیں گے اور احادیث میں وارد ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ دنیا میں چالیس سال رہیں گے اور عیسیٰ علیہ السلام سات یا نو سال مل کر گزاریں گے ان کے علاوہ کی مدت افتراق کی ہے کہ چند سال امام مہدی رضی اللہ عنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے پہلے گزار چکے ہوں گے پھر آپ کے وصال کے بعد چند سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں بسر فرمائیں گے۔

انکارِ مہدی کفر ہے:

یقین سے تم نے جان لیا کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور وخروج آخر زمانہ میں ہوگا اور یہ بھی یقین ہے کہ وہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے یہ دونوں باتیں معنوی حدتواتر تک پہنچ چکی ہیں فلہٰذا اس کا انکار کوئی جواز نہیں رکھتا، حدیث شریف میں ہے:

مَنْ كَذَّبَ بِالدَّجَّالِ فَقَدْ كَفَرَ وَمَنْ كَذَّبَ بِالْمَهْدِيْ فَقَدْ كَفَرَ۔

(رواہ ابوبکر الاسکاف فی فوائد الاخیار وابوالقاسم سہیلی فی شرح السیر)

''جس نے دجال کی تکذیب کی وہ کافر ہوا اور جس نے امام مہدی رضی اللہ عنہ کی تکذیب کی وہ بھی کافر ہوا''۔

لطیفہ: یہ دونوں امور اتنے یقینی ہیں کہ علمِ غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے منکر نجدی بھی قائل ہیں ایک دفعہ فقیر کا ان کے ایک بڑے سے سامنا ہوا اس کا خیال تھا کہ اویسی کو کسی طرح جیل میں ڈالا جائے۔ اس نے ایک سوال یہ اٹھایا کہ تم لوگ (اہل سنت بریلوی) علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر کو کافر کہتے ہو۔ مَیں نے کہا اس فتویٰ میں تو آپ (نجدی) لوگ ہمارے ساتھ ہیں۔ اس نے کہا وہ کیسے۔ مَیں نے کہا جو ظہور امام مہدی رضی اللہ عنہ اور خروجِ دجال کا منکر ہو وہ کافر ہے اس نے کہا یہ صحیح ہے مَیں نے کہا یہی علمِ غیب ہے کہ اس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے اور اس کا منکر تمہارے ہمارے سب کے نزدیک کافر ہے۔

وہ میری بات سن کر میرا منہ دیکھتا رہ گیا۔ (اویسی غفرلہ)

سوال: حدیث شریف میں ہے:

انہ لا مھدی الا عیسٰی بن مریم۔

''مہدی سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اور کوئی نہیں؟''

جواب ۱: یہ حدیث ضعیف ہے محدثین نے اس کا ضعف واضح فرمایا ہے اور حدیث ضعیف احکام میں نا قابلِ عمل ہے ہاں فضائل میں قابلِ قبول ہے۔ (تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ، حدیث ضعیف کی علمی تحقیق، زیرِ طبع، اویسی غفرلہ)

جواب ۲: حدیث مؤول ہے اس کی تاویل یوں ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشورہ کے بغیر کوئی کام نہ کریں گے یہ اس وقت ہے جب ہم کہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے وزیر ہوں گے۔

جواب ۳: ''**لا مھدی** میں **لا نفی جنس علی الاطلاق**'' ہے یعنی مہدی کامل جو ہر طرح سے معصوم ہو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یہ قاعدہ مسلّمہ ہے کہ ''**المطلق اذا اطلق یراد بہ الفرد الکامل**'' اور عصمت میں فرد کامل حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور بس اور امام مہدی رضی اللہ عنہ معصوم فی الاحکام ہیں فقط۔ (جس کی تفصیل پہلے گزری ہے)

جواب ۴: حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی مہدی (خلیفہ) برحق نہ ہوگا بادشاہ ہی بادشاہ ہوں گے جو مختلف طور طریقے رکھتے ہوں گے اس میں اگر بعض باتیں اچھی ہوں گی تو بہت زیادہ بری ہوں گی اور بعض تو سراپا شر ہی شر ہوں گے۔

سوال: شرح العقائد میں اسی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے مطلقاً مہدی کی نفی کی ہے؟

جواب: پہلے گزر چکا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور صحاح کی روایات کو ٹھکراتی ہے اور قاعدہ ہے جو صحیح حدیث کو حدیث ضعیف ٹھکرائے تو حدیث ضعیف قابلِ عمل نہیں رہتی۔

حدیث ''لا مھدی الا عیسٰی بن مریم'' کے ضعف کے حوالہ جات:

المنار میں حافظ ابن القیم نے لکھا کہ اس حدیث کو ابنِ ماجہ نے روایت کیا ہے۔ اس کی سند یوں ہے:

محمد بن خالد الجندی، عن أبان بن صالح، عن الحسن، عن أنس بن مالك، عن النبی ﷺ۔

اس حدیث کی روایت میں محمد بن خالد سے ابن ماجہ منفرد ہیں۔فلہٰذا یہ حدیث ضعیف ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

ابنِ ماجہ صحاح ستہ کی ایک صحیح کتاب ہے۔اس سے ثابت ہوا کہ صحاح ستہ میں بھی ضعیف احادیث مروی ہیں اور ابن قیم نے اس کے ضعف کا ایک سبب یہ بتایا ہے کہ ابنِ ماجہ محمد بن خالد جندی سے روایت کرنے میں منفرد ہیں۔اس سے ثابت ہوا کہ ابنِ قیم اپنے شیخ ابن تیمیہ کی طرح حدیث کو ضعیف کہتے ہیں اور اس کے معمولی سے سقم سے (اگرچہ وہ سقم نہیں) بھی حدیث کو ضعیف کہہ دیتے ہیں حالانکہ قاعدہ حدیث ہے کہ جو روایت کسی محدث نے بطور تفرد روایت کی ہو وہ حدیث اگر کسی دوسری سند سے مستند ہو جائے تو وہ حدیث حسن بن جاتی ہے جیسے انگوٹھے چومنے و دیگر احادیث کا حال ہے۔امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ التوفی ۱۳۴۰ھ کی تصنیف لطیف "منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین" سن تصنیف ۱۳۰۱ھ "انگوٹھے چومنے کا ثبوت" بہت خوب ہے۔

2- محمد بن الحسن الاسنوی مناقب الشافعی میں لکھتے ہیں کہ یہ محمد بن خالد اہل صناعہ محدثین کے نزدیک غیر معروف ہیں نہ انہیں اہلِ علم جانتے ہیں نہ اہلِ نقل حالانکہ متواتر روایات رسول اللہ ﷺ ان سے مروی ہیں جیسا کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور ہوگا اور وہ آپ ﷺ کے اہلِ بیت سے ہوں گے۔

3- امام بیہقی رحمہ اللہ التوفی ۴۵۸ھ نے فرمایا کہ اس سند میں محمد بن خالد منفرد ہیں۔

4- ابو عبدالحاکم نے فرمایا کہ یہ مجہول راوی ہے اس میں اختلاف بھی ہے کہ کس سے روایت کرتے ہیں ایک سند ان کی یوں ہے:

عن ابان بن ابی عیاش عن الحسن عن النبی ﷺ۔

فائدہ: اس حدیث کا دارومدار محمد بن خالد پر ہے اور وہ مجہول ہیں پھر یہ ابان بن ابی عیاش سے روایت کرتے ہیں وہ متروک ہیں اور وہ حسن سے روایت کرتے ہیں وہ منقطع ہیں۔

فیصلہ حق:

امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور کی روایت سند کے لحاظ سے صحیح تر ہے مثلاً حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر دنیا کا ایک دن بھی رہ گیا تو بھی اللہ تعالیٰ اس دن کو طویل فرما دے گا یہاں تک کہ ہمارے میں سے یعنی حضور ﷺ کی اولاد سے کسی ایک کو مبعوث نہ فرمائے۔ ایک روایت میں ہے کہ میرے اہل بیت سے مبعوث نہ فرمائے۔ (رواہ ابوداؤد والترمذی اور فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے)

علاوہ ازیں مندرجہ ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ظہور مہدی سے متعلق روایات مروی ہیں۔ (۱) حضرت علی۔ (۲) حضرت ابو سعید (۳) حضرت ام سلمیٰ (۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ راوی لکھ کر امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔

مزید براں:

ابنِ قیم نے کہا یہ روایت مزید دیگر صحابہ کرام سے مروی ہے۔ (۱) حذیفہ بن الیمان (۲) ابو امامہ الباہلی (۳) عبدالرحمٰن بن عوف (۴) عبداللہ بن عمر بن العاص (۵) ثوبان (۶) انس بن مالک (۷) جابر بن عبداللہ (۸) ابن عباس وغیرہم (رضی اللہ عنہم) واللہ اعلم۔

سوال: حدیث از ابن سیرین رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ "اَنَّ الْمَهْدِىَّ خَيْرٌ مِنْ اَبِىْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ رضى الله عنهم"۔

بیشک مہدی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے بہتر (افضل) ہیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی کیا وہ ابوبکر سے بھی بہتر ہوں گے؟ آپ نے فرمایا وہ تو بعض انبیاء سے بھی افضل ہوں گے۔ ایک اور روایت حضرت ابنِ سیرین سے مروی ہے کہ مہدی رضی اللہ عنہ پر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کوئی فضیلت نہیں رکھتے۔

جواب: حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "العرف الوردی" میں لکھا کہ هذا اسناد صحیح اس روایت کی سند صحیح ہے اور یہ پہلی سند ابن سیرین سے خفیف تر ہے اور فرمایا یہ دونوں روایتیں مؤول ہیں ان کی اس طرح تاویل ہے، جیسے حدیث میں ہے کہ اے صحابہ! تمہارے پچاس میں سے آخری دور کے لوگوں کا اجر و ثواب زیادہ ہوگا، اس میں فضیلت کے اجر و ثواب کی بات

ہے اس لیے کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے دور میں بہت بڑے اور سخت فتنے ہوں گے۔

مصنف کتاب کا جواب:

یہ فضیلت جزوی ہے اور قاعدہ ہے کہ ایک دوسرے کے تفاضل مختلف ہوتے ہیں۔ ہمیں حق نہیں کہ ہم علی الاطلاق کسی کو کسی دوسرے پر فضیلت دیتے پھریں۔ ہاں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضیلت کا تاج پہنائیں اس سے بھی ہمیں انکار نہیں کرنا چاہیے۔ یہ قاعدہ ہے کہ مفضول میں کسی اور وجہ سے ایسی فضیلت پائی جاتی ہے جو فاضل میں نہیں ہوتی (یہی قاعدہ شیعہ کے جواب میں اہل سنت کو یاد رکھنا ضروری ہے کیونکہ بعض جزوی فضائل حضرت علی المرتضیٰ کو اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم سے افضل نہیں بنادیتے۔ اویسی غفرلہ)

فائدہ: پہلے ہم شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کی تحقیق الفتوحات (المکیہ) نقل کر چکے ہیں کہ حضرت امام مہدی معصوم فی الحکم ہوں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر ہوں گے اسی لیے ان سے ہمیشہ تک خطاء نہ ہوگی اور اس میں شک نہیں کہ یہ صفت شیخین رضی اللہ عنہم میں نہیں تھی۔ علاوہ ازیں نو (۹) صفات جو ہم نے شیخ اکبر رضی اللہ عنہ سے نقل کیے ہیں وہ مجموعی طور کسی بھی خلیفہ اسلام کو نصیب نہیں اس معنی پر اگر امام مہدی رضی اللہ عنہ کیلئے شیخین رضی اللہ عنہم پر جزوی فضیلت کا قول مان لیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ ہاں وہ صحبت (صحابی ہونا) اور مشاہدۂ وحی اور ایمان واسلام کی سبقت و دیگر بعض ایسے فضائل جو امام مہدی رضی اللہ عنہ کو نصیب نہیں اس معنی پر شیخین رضی اللہ عنہم کی افضلیت میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

فائدہ: شیخ علی القاری رحمہ اللہ نے ''المشرب الوردی فی مذہب المہدی'' میں لکھا کہ امام مہدی کی شیخین رضی اللہ عنہم پر افضلیت کی جزوی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی رضی اللہ عنہ کو خلیفۃ اللہ کا لقب دیا ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صرف خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

یہ جزوی فضیلتیں کتنی ہی بڑھتی چلی جائیں امام مہدی رضی اللہ عنہ کو شیخین رضی اللہ عنہم مطلقاً افضل نہ کہا جائے گا صحیح مذہب یہی ہے کہ شیخین رضی اللہ عنہم سے امام مہدی رضی اللہ

عنہ سے افضل ہیں جزوی فضیلت اگر امام مہدی رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوگی تو جزوی فضیلت سے کلی فضیلت کا ثبوت نہیں پہنچے گا۔ فافہم و تدبر۔ اویسی غفرلہ)

خاتمہ: قیامت کی بقایا نشانیاں

چونکہ بڑی نشانیوں میں سب سے بڑی اور پہلی نشانی ظہور امام مہدی رضی اللہ عنہ ہے اسے ہم نے تفصیل سے عرض کر دیا ہے، اب ہم اور نشانیاں عرض کرتے ہیں ان کے متعلق چند اجمالی احادیث بھی بیان کریں گے اس ایفائے عہد پر کہ اہل اسلام و ہم احادیث مبارکہ بیان کریں اور وہ انہیں یاد کر کے اپنے ایمان و اسلام کا تحفظ فرمائیں۔

(۱) سونے کے پہاڑ سے دریائے فرات کا کھل جانا

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک فرات سونے کے پہاڑ سے کھل نہ جائے اور اس پر لوگوں کی خونریزی نہ ہو اس میں دس سے نو تہائی لوگ مارے جائیں گے۔ (رواہ ابن ماجہ واحمد و مسلم)

فائدہ: روایت کے آخر میں ہے کہ جب تک اس میں سو آدمیوں میں سے ننانوے (۹۹) قتل نہ ہو جائیں۔ (رواہ مسلم)

اور اسی سے شیخین نے روایت کی اور ابوداؤد بھی مختصراً قریب ہے کہ دریائے فرات خزانہ سے کھل جائے گا جو اس وقت موجود ہو چاہیے کہ وہ اس سے کچھ نہ لے۔

ایک روایت نعیم بن حماد میں ہے کہ اس وقت ہر نو میں سے سات آدمی قتل ہوں گے جب تم ایسا وقت پاؤ تو اس خزانہ اور جنگ و جدال کے قریب نہ جانا۔

(۲) نفس زکیہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

احادیث مبارکہ:

1. حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ سے کسی صحابی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب نفس زکیہ شہید کیا جائے گا تو قتلین پر

آسمان کے اور زمین کے لوگ پر غیظ و غضب کریں گے، پھر لوگ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے پاس آکر انہیں ایسے سنگاریں گے جیسے دلہن کو پہلی شب دولہا کے لیے سنگارا جاتا ہے۔ (رواہ ابن شیبہ)

2- عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب نفس زکیہ اور اس کا بھائی مکہ معظمہ میں بلاوجہ شہید کر دیئے جائیں گے تو ایک منادی آسمان سے ندا دے گا بے شک تمہارا امیر (حاکم) فلاں ہے اور وہ امام مہدی ہیں وہ زمین کو عدل وحق سے بھر دیں گے۔ (رواہ نعیم بن حماد)

انتباہ: یہ نفس زکیہ وہ نہیں جو المنصور (خلیفہ) عباسی کے دور میں شہید ہوئے انہیں عیسیٰ المنصور کے چچا نے شہید کیا ان کا نسب نامہ یہ ہے:

محمد النفس الزکیة بن عبداللّٰہ المحض بن الحسن المثنٰی بن الحسن السبط بن علی بن أبی طالب رضی اللّٰہ عنھم۔

ان سے اہلِ مدینہ نے خلافت پر بیعت کی حضرت نفس زکیہ رضی اللہ عنہ کی پاک دامنی اور دینی خدمات کے پیشِ نظر لوگ آپ کو امام مہدی رضی اللہ عنہ سمجھتے تھے۔

آپ (نفس زکیہ رضی اللہ عنہ) مدینہ پاک میں شہید کیے گئے اور آپ کے برادرِ محترم حضرت ابراہیم بن عبداللہ عراق میں شہید ہوئے اور ان کے والدِ گرامی رضی اللہ عنہم نے جیل میں شہادت پائی۔

(۳) خراسان کی جانب سے سیاہ جھنڈوں کا ظاہر ہونا

احادیثِ مبارکہ:

1- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سیاہ جھنڈے مشرق سے ظاہر ہوں گے وہ تمہارے ساتھ سخت سے سخت تر جنگ کریں گے ان جیسی تمہارے ساتھ کسی نے جنگ نہ کی ہوگی جب تم انہیں دیکھو تو ان کی بیعت کر لو اگرچہ گھٹنوں کے بل برف پر کیونکہ وہی اللہ کا خلیفہ مہدی (رضی اللہ عنہ) ہوگا۔ (رواہ

ابن ماجه والحاکم و صححه)

فائدہ: اس کا معنی یہ ہے کہ اس کا مہدی ہونا بایں معنی ہے کہ جھنڈے اس کے لیے آئیں گے اور اس کی مدد کریں گے۔

2- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک قوم مشرق سے سیاہ جھنڈوں کے ساتھ ابھرے گی وہ تم سے خیر کریں گے، خیر و بھلائی کے خواہاں ہوں گے تم انہیں نہیں دو گے تو وہ تمہارے ساتھ جنگ کریں گے تو وہ مدد لیے جائیں گے پھر تم انہیں وہی دو گے جس کا وہ مطالبہ کریں گے تو وہ قبول نہ کریں گے یہاں تک کہ وہ ایک مرد جو میرے اہل بیت سے ہوں گے کے سپرد کریں گے وہ مرد زمین کو عدل و انصاف سے معمور فرمائے گا جیسے انہوں نے اسے جور و ظلم سے بھرپور کیا ہوگا۔ تمہارے میں سے جو بھی اسے پائے تو وہ اس کے لشکر کے پاس جائے اگرچہ برف پر گھٹنوں کے بل جانا پڑے۔ (رواہ ابن ابی شیبہ و ابن ماجہ)

فائدہ: اس کے حاشیہ پر مولوی زکریا کاندھلوی دیوبندی لکھتا ہے کہ اس حدیث کو ابن الجوزی نے موضوع لکھا لیکن علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کا رد کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ حدیث موضوع نہیں صحیح ہے۔ (القول المسدد، صفحہ ۴۳)

اضافہ اویسی غفرلہٗ:

اس سے ثابت ہوا کہ ایک محدث کسی حدیث کو موضوع یا ضعیف کہہ دے تو ضروری نہیں کہ وہ لازماً موضوع یا ضعیف ہو۔ ہاں کہنا ہوگا کہ یہ حدیث اسی محدث کے نزدیک موضوع یا ضعیف ہے تو وہ بات ان کے علم کی چاردیواری تک محدود ہوگی۔ ان سے بڑھ کر کسی دوسرے محدث کا علم ان سے زائد ہوگا تو وہ اسی حدیث کو صحیح وغیرہ ثابت کرے گا صدق اللہ العلی العظیم۔ ”وفوق کل ذی علم علیم“ یہ قاعدہ ہر سنی بریلوی کو یاد رہنا ضروری ہے کہ وہابی، دیوبندی صرف ایک محدث کا قول دکھا کر اپنی من مانی منواتے ہیں۔

مزید تفصیل فقیر کا رسالہ ”شرح حدیث لولاک“ کا مطالعہ کیجئے۔ (اویسی غفرلہٗ)

انتباہ: یہ وہ سیاہ جھنڈے نہیں جو بنو العباس (خلفائے عباسیہ) کی مدد کیلئے آئے اگر یہ

دونوں مشرق سے اور اہلِ خراسان سے آتے۔ اور بنوامیہ سے جنگ کی ان دونوں میں فرق کیا ہے؟ جن کا ذکر ہم کر رہے ہیں ان کی ٹوپیاں تو سیاہ ہوں گی لیکن جھنڈا سفید ہوگا اور بنوامیہ کے بالمقابل جھنڈے والوں کا لباس بھی سیاہ ہوگا۔

2- ان کے بڑے بڑے جھنڈے ہوں گے اور جن کا ذکر ہم کر رہے ہیں ان کے جھنڈے چھوٹے چھوٹے ہوں گے۔

3- اس لشکر کے آگے آگے شعیب بن صالح تمیمی ہوں گے اور بنوامیہ کے مقابلہ والے سیاہ جھنڈوں والے لشکر کے آگے آگے ابومسلم خراسانی تھا۔

4- جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں وہ بنوابی سفیان (سفیانی) سے لڑیں گے اور بنوالخلفاء العباسیہ کے سیاہ جھنڈوں والے بنومروان سے لڑیں گے۔

فائدہ: اس کی صریح حدیث موجود ہے وہ ہے سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے مرسلاً مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنوعباس کے سیاہ جھنڈے مشرق سے نکلیں گے پھر جتنا اللہ تعالیٰ چاہے گا ٹھہریں گے پھر چھوٹے چھوٹے سیاہ جھنڈے نکلیں گے وہ ابوسفیان کی اولاد میں سے ایک (سفیانی) کے ساتھ لڑیں گے جو کہ مشرق سے آئے گا انجام بکار اس پر غلبہ پا کر اس کو امام مہدی رضی اللہ عنہ کی طاعت پر مجبور کر دیں گے۔ (رواہ نعیم بن حماد)

(۱۴) زمین کا اپنے جگر کے ٹکڑے سونے اور چاندی کے باہر اگلنا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بیشک یہ دین (اسلام) مکمل ہوگا لیکن وہ نقصان (کمی) کی طرف مائل ہوگا اس کی چند نشانیاں ہیں۔

1- قطع رحمی عام ہوگی۔

2- ناجائز طریقے سے مال لیا جائے گا۔

3- ناحق خون بہایا جائے گا۔

4- رشتہ دار اپنے اعزہ واقارب کی شکایت کرتا ہوا نظر آئے گا باوجود شکایت کے رشتہ دار اس کی طرف مائل نہ ہوگا۔

5- گداگر، سائل خوب چکر لگائے گا لیکن خالی ہاتھ رہ جائے گا۔

6- وہ اس حال میں ہوں گے یعنی مذکورہ بالا نشانیاں بدستور موجود ہوں گی تو اچانک زمین بیل جیسی آوازیں نکالے گی ہر کوئی یہی سمجھے گا کہ ہمارے ہاں سے آواز آ رہی ہے۔

7- وہ اسی حال میں ہوں گے تو زمین اپنے جگر کے ٹکڑے سونے اور چاندی سے اُگلے گی حالانکہ اس کی کوئی شے لوگوں کو فائدہ نہ دے گی نہ سونا نہ چاندی۔ (رواہ ابن ابی شیبہ)

(۵) خزانے کے نزدیک لوگوں کا دھنس جانا

احادیث مبارکہ:

1- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مختلف مقامات پر زمین سے خزانے نکلیں گے، ایک خزانہ حجاز کے قریب سے نکلے گا سب سے بڑا اثر یا سے لینے آئے گا اسے لوگ فرعون کے نام سے موسوم کرتے ہوں گے وہ اس طرح اس خزانہ کو لوٹ رہے ہوں گے کہ اچانک سونا ظاہر ہوگا انہیں اس جگہ کا خزانہ خوب لبھائے گا وہ اسی حالت میں ہوں گے کہ وہ فرعون اور دوسرے سونے کے طالب لوگ سب زمین میں دھنس جائیں گے۔ (رواہ الحاکم و صححہ)

2- سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ چار فتنے آئیں گے۔

(i) دکھ اور سکھ کا۔

(ii) ایسا ایسا فتنہ۔

(iii) آپ نے اس سونے کے فتنہ خزانہ کا ذکر بھی فرمایا۔

(iv) آخر میں نبی پاک ﷺ کی اولاد سے ایک مرد کا ظہور ہوگا اس ہاتھ تمام لوگوں کے جملہ امور سنور جائیں گے۔ (رواہ نعیم بن حماد بسند صحیح علی شرط مسلم)

(۶) بستی غوطہ کا دھنس جانا یہ بستی دمشق کے غربی جانب واقع ہے

حضرت خالد بن معدان نے فرمایا حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور نہ ہوگا جب تک بستی غوطہ زمین میں دھنس نہ جائے اس کا دوسرا نام حرستا ہے۔ (رواہ ابن عساکر)

(۷) بیداء میں دھنسنا

احادیثِ مبارکہ:

1- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تعجب ہے کہ میری امت کے چند آدمی قریشی کے گھر میں آئیں گے وہ ایک شخص کے لیے وہاں پہنچنے کا ارادہ رکھتے ہوں گے جس نے اس قریشی کے گھر میں پناہ لے رکھی ہوگی جب مقام بیداء تک پہنچیں گے تو وہیں پر دھنس جائیں گے ان میں بعض وہ ہوں گے جو ان کی مدد کیلئے آ رہے ہوں گے بعض مجبور ہو کر بعض مسافر۔ لیکن تمام وہیں پر ہلاک ہو جائیں گے لیکن ہر ایک کی اپنی مراد ہوگی اسی لیے قیامت میں اللہ تعالیٰ انہیں ان کی نیات پر اٹھائے گا۔ (رواہ البخاری و مسلم)

2- ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ اس گھر (بیت اللہ شریف) کی جنگ سے نہیں رکیں گے یہاں تک کہ ایک لشکر جنگ کے لیے آئے گا اور مقامِ بیداء میں دھنس جائے گا اوّل سے لے کر آخر تک سب زمین میں دھنس جائیں گے ان کا درمیانہ لشکر بھی بچ کر نہیں نکلے گا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو مجبور ہو کر آئے اس کا کیا ہوگا۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ انہیں ان کی نیات پر اٹھائے گا۔ (رواہ احمد و ابوداؤد و الترمذی و ابن ماجہ، و رواہ احمد و مسلم و الطبرانی عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا)

3- ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلیفہ شام سے چھ سو آدمیوں کا لشکر بھیجے گا ان میں اکثر لوگ مسافر ہوں گے ہاشمیوں کی طرف جو مکہ معظمہ میں ہوں گے جب وہ بیداء (مقام) تک پہنچیں گے تو چاندنی رات میں کہیں بستی میں ڈیرہ ڈالیں گے اچانک ایک چرواہا آئے گا اتنے بڑے لشکر کو دیکھ کر تعجب کرے گا اور کہے گا کہ اہلِ مکہ پر افسوس ہے کہ وہ اتنے بڑے لشکر سے کیسے بچ نکلیں گے۔ پھر وہی چرواہا دوبارہ اسی جگہ پر آ کر دیکھے گا تو وہ تمام لشکر زمین میں دھنس گیا ہوگا، کہے گا سبحان اللہ! یہ لوگ کتنے بڑے جلد باز تھے کہ منٹوں میں جلدی سے چلے گئے پھر وہ ایک قطیفہ (گرم چادر) پائے گا جس کا

ایک حصہ زمین میں دھنسا ہوگا اور دوسرا حصہ ظاہر ہوگا وہ اسے باہر نکالنے کی کوشش کرے گا لیکن وہ نکل نہ سکے گی اسی سے وہ سمجھے گا کہ وہ لوگ (بڑا لشکر) زمین میں دھنس گئے پھر وہ چرواہا والیِ مکہ کو جا کر خوشخبری سنائے گا وہ کہے گا الحمد للہ! یہ وہی علامت ہے جس کی تم خبریں دیئے جاتے رہے۔

(رواہ احمد و مسلم والنسائی وابن ماجہ ورواہ نعیم بن حماد)

ایک روایت میں ہے کہ صرف دو آدمی بچ نکلیں گے ایک بشیر (خوشخبری سنانے والا) دوسرا نذیر (خوفناک خبر سنانے والے) بشیر حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کو خوشخبری سنانے جائے گا اور نذیر خوفناک خبر سفیانی کو سنانے جائے گا اور وہ دونوں قبیلہ کلب سے ہوں گے۔

سوال: روایات مختلف کیوں جب کہ ایک میں دو مردوں کے بھاگنے کا ذکر ہے ایک اور روایت میں ہے کہ چرواہا آ کر حالات دیکھے گا؟

جواب: یہ روایات مختلف نہیں اس لیے کہ دو مرد لشکر کے دھنستے ہی بھاگ نکلیں گے اس کے بعد چرواہا آئے گا جب تمام لشکر کو دھنسا ہوا دیکھے گا تو خوشخبری لے کر امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ہاں پہنچے گا۔

فائدہ: بعض روایات میں ہے کہ ان کی ایک تہائی لوگ زمین میں دھنس جائیں گے دوسری تہائی مسخ ہو جائے گی ان کے چہرے گردن کی طرف پھر جائیں گے وہ اسی حالت میں پیچھے ہٹ کر لشکر کے سردار کے پاس واپس جائیں گے اور ان کا ایک تہائی مکہ معظمہ کو جائے گا۔

سوال: روایات کا اختلاف کیوں؟

جواب: یہ کوئی اختلاف نہیں پہلے یہ روایات اس نہج کی نہیں کہ ان کا اختلاف مضر ہو اگر روایات صحیح مان بھی لیں تو موؤل میں ایک تاویل یہ ہے کہ لشکر کے خسف میں تکرار ہوگا کبھی ایسا جو پہلے مذکور ہوا کبھی ویسا جو بعد کو مذکور ہوا اسی تاویل کے قریب یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ امیر المدینہ سفیانی کے لشکر کی طرف اس کی مدد کے لیے مدینہ پاک سے لشکر بھیجے گا کیونکہ وہ امیر مدینہ سفیانی کی طرف سے مدینہ کا امیر مقرر ہوگا اسی لیے بعض روایات میں یہ مضمون امیر مدینہ کی طرف بھی منسوب ہوتا ہے تو اس نسبت کی وجہ یہی ہے جو ہم نے اوپر عرض کی ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

(۸) رمضان شریف میں سورج گرہن اور چاند گرہن ہونا

1- حضرت امام محمد بن علی باقر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہمارے امام مہدی رضی اللہ عنہ کی ایسی دو نشانیاں ہیں جو جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین پیدا فرمائے ہیں وہ نشانیوں کا ظہور کبھی نہیں ہوا۔

(i) رمضان کی پہلی شب میں چاند گرہن ہوگا۔

(ii) اسی ماہ رمضان کے نصف آخر میں سورج گرہن ہوگا۔ یہ علامتیں جب سے آسمان و زمین پیدا ہوئے ہیں کبھی نہیں ہوئیں۔ (رواہ الدارقطنی)

2- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور نہ ہوگا یہاں تک کہ سورج ایک آیت خصوصی نشانی بن کر طلوع نہ کرے گ۔ (رواہ البیہقی و نعیم بن حماد)

(۹) قرن ذوالسنین کا طلوع

حضرت امام ابوجعفر محمد بن علی الباقر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب عباسی خراسان پہنچے گا تو مشرق سے ایک سینگ ذوسنین نکلے گا اور اس کا سب سے پہلے قوم نوح کی ہلاکت کے وقت طلوع ہوا جب انہیں اللہ تعالیٰ نے طوفان میں غرق کیا پھر اس وقت طلوع ہوا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا پھر جب فرعون مع قوم کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا اور حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام شہید ہوئے۔ اے خدا کے بندو! جب اس کا طلوع دیکھو تو فتنوں کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو اور اس سینگ کا طلوع سورج اور چاند گرہن کے بعد ہوگا پھر کچھ عرصہ نہ گزرے گا یہاں تک کہ ابقع مصر میں طلوع کرے گا۔ (رواہ نعیم بن حماد)

(۱۰) دُمدار ستارے کا طلوع

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور سے پہلے مشرق کی طرف دُمدار چمکیلے ستارے کا طلوع ہوگا۔ (اخرجہ نعیم)

فائدہ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دُمدار ستارے کا طلوع ۵ ۷ ھ ماہ جمادی الثانیہ میں ہوا وہ

دو ماہ رہا پھر گم ہو گیا۔ (دمدار ستارے کی تحقیق پہلے گزر چکی ہے۔ اویسی غفرلہ)

(۱۱) رمضان میں چاند گرہن کا دوبارہ ہونا

حضرت شریک رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے خبر پہنچی ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور سے پہلے چاند گرہن رمضان میں دوبار ہوگا۔ (رواہ نعیم)

(۱۲) مشرق سے آگ کا نکلنا

1- حضرت ابوعبداللہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب تم آسمان سے بڑی آگ کی نشانی مشرق سے دیکھو کہ وہ رات کے وقت ابھری ہے، پس اس کے نزدیک لوگوں کیلئے کشادگی ہوگی یہی نشانی حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے تشریف لانے کا وقت ہے۔

2- حضرت ابوجعفر محمد بن علی الباقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تم تین یا سات دن مشرق سے آگ دیکھو تو آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کشادگی کی امید رکھو۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

مدینہ شریف میں عظیم بارش:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مدینہ پاک میں عظیم بارش ہوگی جو احجار الزیت (ایک مقام ہے) کو ڈبو دے گی حرہ (شرقیہ) اس میں ایسے نظر آئے گا جیسے ڈنڈا، پھر مدینہ شریف سے از خود دو برید دور ہٹ جائے گی اس کے بعد امام مہدی رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوگی۔ (رواہ نعیم)

فائدہ: احجار الزیت مسجد شریف کے باب السلام کے قریب ہے باب السلام سے باہر نکل کر دائیں طرف مڑ جائیں تو تھوڑے سے فاصلے پر جو مکان ہے وہی احجار الزیت ہے۔ (لیکن اب تو میدان ہی میدان ہے) علامہ سمہودی رحمہ اللہ المتوفی ۹۱۱ھ خلاصۃ الوفاء میں لکھتے ہیں کہ احجار الزیت حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کے مزار کے قریب ہے وہاں پر تیلی حضرات اپنے مشکیزے رکھا کرتے تھے۔ اس پر مٹی چڑھ گئی تو وہ جگہ مٹ گئی۔

استسقاء کے لیے مقام نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام:

حضرت آبی اللحم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو زوراء کے قریب مقامِ احجار الزیت کے قریب بارش کی دعاء مانگتے دیکھا تھا۔ (ابوداؤد ترمذی)

خلاصہ کلام کعب الاحبار یہ ہے کہ احجار الزیت حرہ کے قریب ایک جگہ ہے جو منازل بنوعبدالاشہل میں واقع ہے، یہیں پر واقعہ حرہ رونما ہوا۔

(۱۴) نداء از آسمان

1- حضرت عاصم بن عمر البجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آسمان سے ایک آدمی کا نام لے کر پکارا جائے گا، اس کا انکار کسی دلیل سے نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی کوئی دلیل اس کے وقوع سے مانع ہے۔ (رواہ ابن ابی شیبہ)

2- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آسمان کا منادی ندا دے تو اس وقت یقیناً حق آل محمد ﷺ میں ہوگا اس وقت لوگوں کے منہ میں ہوگا کہ امام مہدی کا ظہور ہو گیا اور لوگ ان کی محبت سے سرشار ہوں گے اس وقت لوگوں میں امام مہدی رضی اللہ عنہ کا چرچا ہوگا۔ (رواہ نعیم)

3- حضرت سعید بن المسیب (تابعی) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دور میں فتنہ آئے گا اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے اوّل میں بچوں کا کھیل ہوگا وہ کھیل اس طرح جاری رہے گا یہاں تک کہ آسمان سے تین بار منادی ندا دے گا، خبردار! فلاں امیر ہے اور وہ امیر حق ہے۔ (رواہ نعیم بن حماد)

4- حضرت امام ابوجعفر باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آسمان سے منادی ندا دے گا کہ خبردار! حق آلِ محمد ﷺ میں ہے ایک منادی زمین سے ندا دے گا کہ خبردار! حق آل سیدنا عیسیٰ علیہ السلام میں ہے یا فرمایا کہ حق آلِ عباس میں ہے، راوی کا شک ہے، زمین کی آواز شیطانی ہوگی اور آسمانی آواز رحمانی ہوگی اور یہی كَلِمَةُ اللّٰهِ الْعُلْيَاءُ ہے۔ (رواہ نعیم)

5- انہی سے مروی ہے فرمایا کہ جب رمضان میں شب جمعہ آواز آئے کہ سنو! اور اطاعت

کرو! پھر شام کو ابلیس لعین کی آواز میں نداء دی جائے گی خبردار! فلاں مظلوم ہو کر شہید ہو گیا یہ اس لیے آواز دے گا تا کہ لوگ شک میں پڑ جائیں اور فتنہ میں مبتلا ہوں۔ اس دن بہت سے لوگ شک میں متحیر ہوں گے (اے امتیو!) جب تم رمضان میں شب جمعہ کی آواز سنو یعنی پہلی آواز میں شک نہ کرنا وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی آواز ہوگی اس کی علامت یہ ہے کہ وہ حضرت امام مہدی اور ان کے والدِ گرامی کا نام لے کر پکاریں گے۔

6- حضرت اسحٰق بن یحییٰ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ ایک فتنہ ایسا آئے گا جو لوگوں کو ہلاک کر دے گا اور اس فتنہ کا معاملہ تہ و بالا رہے گا یہاں تک کہ آسمان سے ندا آئے گی فلاں کو لازم پکڑو۔ (رواہ نعیم بن حماد)

7- حضرت شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ محرم میں منادی نداء دے گا کہ خبردار! اللہ تعالیٰ کا منتخب بندہ فلاں ہے اس کی بات سنو۔ اور سنۃ الصوت (آواز کا سال) اور معمعۃ (بانس وغیرہ جلنے کی آواز لڑائی میں بہادروں کا شور و گرمی کی شدت۔ المنجد) (رواہ نعیم)

8- پہلے گزرا ہے کہ یہ آواز نفس زکیہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت سنی جائے گی جیسا کہ عمار کی روایت میں ہے۔ عقد الدرر میں ہے کہ یہ نداء اہلِ زمین کو عام ہوگی جسے تمام اہلِ زبان اپنی اپنی زبانوں میں سنیں گے۔

9- حضرت حکم بن نافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب لوگ منیٰ و عرفات میں ہوں گے تو منادی نداء دے گا (اس وقت قبائل ایک دوسرے سے باہم جنگ میں مصروف ہوں گے) خبردار! بیشک وہ میرا حق سچ ہے۔

ازالۂ وہم:

تکرار نداء کا کوئی حرج نہیں کہ ایک آواز رمضان شریف میں ہوگی، ایک آواز ذوالحجہ میں، ایک آواز محرم میں، جیسا کہ روایات مختلف مذکور ہوئیں۔

(۱۴) آسمان سے جھاگ کا ظہور

1- حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مختلف فرقے اور لوگوں میں اختلافات ہیں یہاں تک کہ آسمان سے جھاگ نکلے گی اور منادی نداء کرے گا کہ تمہارا امیر فلاں ہے۔

2- حضرت اسماء بنت عُمیس رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس دن کی نشانی ہے کہ جھاگ آسمان سے نیچے لٹکے گی اسے لٹکتا ہوا لوگ دیکھیں گے۔ (رواہ نعیم بن حماد)

(۱۵) کعبہ معظّمہ کے خزانے کا نکالنا

1- امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس وقت مشورہ دیا جس کا ذکر آگے آئے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کعبہ معظّمہ میں داخل ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، بخدا! مجھے معلوم نہیں ہوتا کہ مَیں کعبہ کا خزانہ اور اس کے ہتھیار اور مالِ واسباب ساتھ لے جاؤں یا اسے راہِ خدا میں تقسیم کردوں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے امیر المؤمنین! آپ نے اس کی کوئی کارروائی نہیں کرنی اور نہ یہ آپ کے لائق ہے یہ کارروائی آخری زمانہ میں ہمارا ایک نوجوان قریشی کرے گا۔ وہی اس خزانہ وغیرہ کو راہِ خدا میں لٹائے گا۔

(۱۶) جنگِ عظیم

1- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ اہلِ روم اعماق یا دابق میں نہ اُتریں ہوں ان کی طرف ایک لشکر مدینہ پاک سے آئے گا۔ الحدیث۔ رواہ مسلم والحاکم وصححہ، اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

2- حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنگِ عظیم میں اہلِ اسلام کے خیمے غوطہ میں ہوں گے یہ غوطہ دمشق کی جانب ہے اور دمشق شام کے تمام شہروں سے بہتر ہے۔ (رواہ ابوداؤد والحاکم وصححہ)

اضافہ اویسی غفرلہٗ:

غوطہ: شام میں ایک جگہ کا نام ہے جہاں پانی اور درخت بہت ہیں اس کو غوطہ دمشق بھی کہا جاتا ہے۔

3- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت نہ آئے گی یہاں تک کہ نہ میراث تقسیم ہو سکے گی نہ غنیمت سے کسی کو خوشی ہوگی پھر فرمایا کہ لوگ اہلِ شام کیلئے جمع ہوں گے اور اہلِ شام اہلِ اسلام کیلئے جمع ہوں گے یعنی روم کیلئے یہاں تک کہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان پر ہلاکت نازل کرے گا وہ ایک دوسرے سے عظیم جنگ لڑیں گے اس جنگ جیسی جنگ دیکھی نہ سنی گئی ہوگی خون کی ندیاں بہہ جائیں گی اور ایسی خطرناک کہ پرندہ بھی وہاں سے گزرے تو بچ کر نہ نکلے کہ وہیں پر گر کر ڈھیر ہو جائے ایک باپ کے سو بیٹے ہوں گے اس جنگ میں سب کام آئیں گے صرف ایک بچ جائے گا۔ غور فرمائیں اسے غنیمت سے خاک خوشی ہوگی اور میراث کیسے تقسیم ہوگی۔ (رواہ مسلم)

4- حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی چھ نشانیاں ہیں۔ (۱) میرا وصال (۲) فتح بیت المقدس (۳) یہاں تک فرمایا کہ روم دھوکہ کرے گا پھر تم ایک سو لشکر جھنڈے والے دیکھو گے ہر جھنڈے کے تحت بارہ ہزار کا لشکر۔

(رواہ احمد و ابن ابی شیبہ وطبرانی)

5- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میری امت! تمہارے میں قیامت کی چھ نشانیاں واقع ہوئیں پانچویں نشانی یہ بتائی کہ جنگ کے بعد تمہاری (مسلمانوں) کی اور بنی الاصفر (گورے، عیسائیوں) کی صلح ہو جائے گی وہ تمہارے ساتھ عورت کے حمل کی مقدار نو ماہ متفق رہیں گے پھر وہ تمہارے ساتھ دھوکہ کریں گے۔ (رواہ احمد)

(17) ایک مرد پچاس (۵۰) عورتوں کا منتظم ہوگا

(18) میراث سے خوشی ہوگی نہ غنیمت سے

فائدہ: یہ دونوں جنگیں جنگ عظیم ہوں گی، یہاں تک کہ ایک باپ کے سو بیٹوں میں سے

صرف ایک بچے گا سب جنگ میں کام آجائیں گے (اسے غنیمت سے خاک خوشی ہوگی اور کس پر مال تقسیم کرے اور یہی ایک گھر کی پچاس عورتوں کا منتظم ہوگا۔

فائدہ: صحاح ستہ (سوائے ابوداؤد) میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ مرد کم ہوں گے عورتیں زیادہ ہوں گی یہاں تک کہ ایک مرد پچاس عورتوں کا انتظام سنبھالنے والا ہوگا پہلے بار بار گزرا ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ مال میراث تقسیم نہ ہوگا اور نہ ہی مال غنیمت سے خوشی ہوگی۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا کیا کہنا کہ جنگ عظیم کا نقشہ بھی کھینچ دیا اور مرنے والوں کے حالات بھی بتائے اس مرد کا پتہ بھی دیا کہ جس کی تمام اولاد جنگ میں کام آئے گی ان میں سے ایک بچنے والے کی خبر دے کر عورتوں کی کفالت بھی بتادی، پھر اور کیا چاہیے۔

انتباہ:

بعض علماء کرام نے فرمایا کہ عورتوں کی کثرت کا سبب فتنوں کی کثرت ہے، جو مردوں کے قتل کا موجب ہیں کیونکہ جنگ مرد لڑتے ہیں نہ کہ عورتیں اس حدیث پر جنگِ عظیم دلالت کرتی ہے لیکن امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۵۲ھ نے فتح الباری باب العلم میں فرمایا کہ ظاہر یہ ہے کہ حدیث شریف میں صرف علامت بتائی ہے کوئی اور سبب نہیں، بتایا بلکہ اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قضاو قدر سے آخری زمانہ میں اکثر عورتیں بانجھ ہوں گی یا یہ عورتیں نرینہ اولاد کم جنیں گی ان سے زیادہ بچیاں پیدا ہوں گی۔ اور فرمایا عورتوں کی کثرت ہونا علامات قیامت سے ہے جو جہالت کے ظہور اور علم کے اٹھ جانے کے وقت ذکر کیا جائے (مطلب یہ ہے کہ عورتوں کی کثرت سے علم اٹھ جائے گا) ہم نے جنگ عظیم کی مناسبت سے یہ احتمال بھی ذکر کیا ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

یہ بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی دلیل ہے کہ آج کل عورتوں سے بچیوں کی ولادت

بہت کثرت سے ہو رہی ہے پھر عوام کا رجحان اس طرف ہے کہ بچے دو ہی اچھے۔ گولیاں، ٹیکے، ادویات استعمال کئے جا رہے ہیں منصوبہ بندی کی شرارت کا حکومت اور عوام پر خبط سوار ہے، اس کے باوجود کوئی نہیں سمجھتا تو اسے خدا سمجھے۔ (اویسی غفرلہ)

فائدہ: علامہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۵۲ھ نے فرمایا کہ پچاس (۵۰) عورتوں کے متعلق خاص گنتی مراد ہو حقیقۃً تو بھی جائز ہے اور اس سے مجاز اً کثرت مراد ہو تو بھی مجازاً جائز ہے (جیسے فن حدیث کا قاعدہ ہے) مجاز کی تائید حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے ہوتی ہے کہ فرمایا تم دیکھو گے ایک مرد کے پیچھے چالیس عورتیں ہوں گی یعنی وہ ان کا کفیل ہوگا۔

(19) فتح قسطنطنیہ اور رومیہ

1- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے ایسا شہر سنا ہے جو ایک طرف سے جنگل میں دوسری طرف سے دریا میں صحابہ نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ ستر ہزار بنو اسحاق جنگ کریں گے۔ (الحدیث: رواہ مسلم والحاکم اور حاکم نے فرمایا یہ شہر قسطنطنیہ ہے)

فائدہ: علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۵۴۴ھ نے فرمایا کہ اصول مسلم میں لفظ بنو اسحاق ہے اور مشہور و محفوظ بنو اسماعیل ہے اس پر حدیث کا سیاق بھی دلالت کرتا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد عرب ہیں اور عرب بنو اسماعیل ہیں نہ کہ بنو اسحاق۔

حضرت امام حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بعض نے فرمایا کہ صواب بنو اسماعیل ہے جیسا کہ اس پر دیگر احادیث دلالت کرتی ہیں:

2- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اعتیو! تم میں قیامت کی چھ نشانیاں ہوں گی چھٹی کے متعلق فرمایا کہ فتح مدینہ، میں نے عرض کی کونسا مدینہ (شہر) یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فرمایا قسطنطنیہ۔

3- حضرت کثیر بن عبد اللّٰہ المزنی رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ دنیا ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم بنو الاصفر (گورے

یعنی نصاریٰ) سے جنگ کرو گے ان کی طرف بنو الاصفر (گوروں) کی طرف اہل حجاز سے مسلمانوں کا ایک کمزور گروہ نکلے گا ان سے جہاد کریں گے انہیں اللہ تعالیٰ کے متعلق کسی ملامت گر کی ملامت نہ روک سکے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو فتح دے گا کہ وہ قسطنطنیہ اور رومیہ کو تسبیح تکبیر پڑھتے ہوئے ان کا قلعہ توڑیں گے اس پر ان کی فتح ہوگی۔ الحدیث (رواہ ابن ماجہ والحاکم)

4- ابی قبیل فرماتے ہیں کہ ہم قسطنطنیہ اور رومیہ کی فتح کا آپس میں ذکر کر رہے تھے کہ ان میں کون سا شہر پہلے فتح ہوگا قسطنطنیہ یا رومیہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے ہرقل کا شہر فتح ہوگا یعنی قسطنطنیہ۔ (رواہ احمد والحاکم اور اسے صحیح کہا)

علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

ان احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا واضح ثبوت ہے اور صحابہ کرام کا بھی یہی عقیدہ تھا جب کہ رومیہ و قسطنطنیہ کی فتح کا یقین کر کے یہ پوچھا کہ ان میں کونسا پہلے فتح ہوگا صحابہ کرام کا آپ کے متعلق علم غیب کا عقیدہ تھا تو پوچھا تھا کیونکہ سوال علم والے سے کیا جاتا ہے جو بے خبر ہو اس سے سوال کیسا؟ (اویسی غفرلہ)

فتح قسطنطنیہ کی تفصیل:

مولوی زکریا کاندھلوی دیوبندی المتوفی ۱۴۰۲ھ نے حاشیہ میں لکھا کہ قسطنطنیہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت ۵۰ھ یا ۵۱ھ میں فتح ہوا۔ (تاریخ الخمیس، جلد ۲، صفحہ ۲۹۴) اسی موقعہ پر حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا، ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کی دو جنگوں کے ذکر میں یہی دوسری جنگ ہے اس کے الفاظ ہیں ''کالملوک علی الاسرۃ'' مفتی الشافعیہ بمکہ حضرت علامہ سید احمد بن سید زینی دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۰۴ھ کی ''الفتوحات الاسلامیہ''، جلد ۲ صفحہ ۷۱ میں ہے کہ مسلمانوں نے یہ شہر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تھوڑا سا فتح کیا اس کی مکمل فتح سلطان محمد از آل عثمان (ترکی) کے دور میں حاصل ہوئی بروز بدھ ۲۰، جمادی الآخر ۸۵۷ھ ترکوں کا اس پر اکاون دن محاصرہ رہا۔ مسلمانوں کو

اس جنگ میں اتنا بے شمار اموال اور جانور حاصل ہوئے کہ کبھی ایسا سنا نہیں گیا۔

مذاہب برائے امام مہدی رضی اللہ عنہ:

حافظ ابن القیم المتوفی ۷۵۱ھ نے المنار میں لکھا کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں چار مختلف اقوال منقول ہیں:

ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ مسیح بن مریم علیہ السلام اور وہی حقیقۃً مہدی ہیں اور اس قول کے قائلین نے محمد بن خالد الجندی کی متقدم حدیث سے استدلال کیا اور ہم نے اس کا حال بیان کر دیا کہ وہ صحیح نہیں ہے اور اگر صحیح بھی ہو تو اس حدیث میں اس بات پر کوئی دلالت نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے قبل مہدی اعظم پس صحیح یہ ہے کہ کہا جائے کہ فی الحقیقہ ان کے سوا کوئی مہدی نہیں اور اگر ان کے سوا مہدی ہے یعنی مہدی کامل معصوم۔

دوسرا قول یہ ہے کہ مہدی وہ ہے جو بنو عباس میں سے والی ہوا، اور اس قول کے قائلین نے اس روایت سے استدلال کیا جسے امام احمد نے اپنی ''مسند'' میں روایت کیا، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جب تم سیاہ جھنڈے دیکھو کہ وہ خراسان سے آ رہے ہیں تو تم اس میں آؤ اگرچہ برف پر گھٹنوں کے بل۔ کیونکہ اس میں خلیفۃ اللہ المہدی ہوگا۔

جواب: یہ روایت ضعیف ہے اس لئے کہ اس کی سند میں علی بن زید ہے اس سے مناکیر مروی ہیں اس کی روایت نا قابل حجت ہے۔ جب وہ اس میں منفرد ہو۔ اور ابن ماجہ نے حدیث ثوری سے اس طرح روایت کی حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے اس کی متابعت کی عبدالعزیز بن المختار نے از خالد رضی اللہ عنہ۔

2- بنو العباس سے مہدی ہوگا ذیل کی حدیث سے استدلال کیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ میرے اہل بیت میرے بعد بلاؤ مصائب اور دربدری کی تکالیف پائیں گے یہاں تک کہ اہل مشرق سے سیاہ جھنڈے آئیں گے۔ (الحدیث رواہ ابن ماجہ فی سنن)

جواب نمبر ۱: اس روایت کی سند میں یزید بن ابی زیاد ہے اور وہ سیئی الحفظ ہے آخری عمر میں اس کی عقل میں اختلاط آ گیا تھا اور فلوس (پیسے) قبول کر لیتا تھا۔

جواب نمبر ۲: اگر یہ روایت صحیح بھی ہو تب بھی ثابت نہیں ہوگا کہ اس کا حاکم ضروری ہے کہ وہ مہدی ہو۔ علاوہ ازیں ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے لئے بھی سیاہ جھنڈے خراسان سے آئیں گے، یہ سیاہ جھنڈے ان سیاہ جھنڈوں کے علاوہ ہیں جو کہ خراسان سے بنوالعباس کے لئے آئیں گے۔ (واللہ اعلم)

3- صحیح وہی ہے جو اہلسنت نے کہا کہ وہ امام حسن رضی اللہ عنہ سے ہوں گے آخری زمانہ میں پیدا ہوں گے آپ امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد سے نہ ہوں گے آخری زمانہ میں جب زمین جور اور ظلم سے بھر جائے گی آپ اسے عدل وانصاف سے پر کریں گے اس حق مذہب پر بے شمار احادیث موجود ہیں۔

3- روافض وامامیہ:

ان کے اپنے چار قول ہیں:

1- محمد بن الحسن العسکری المنتظر مہدی ہے، حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوں گے نہ کہ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے، وہ دنیا کے شہروں میں کسی جگہ چھپے ہوئے ہیں۔ پانچ سو سال سے سامرا کی غار میں داخل ہو کر غائب ہو گئے۔ اس کے بعد آپ کو کسی نے نہ دیکھا اور نہ کہیں سے کوئی خبر آئی۔ عرصہ سے شیعہ اس مہدی کا انتظار کر رہے ہیں بلکہ ان کے بعض روزانہ گھوڑوں پر سوار ہو کر اس غار کے منہ پر کھڑے ہو کر زور زور سے بلاتے ہیں "اخرج یا مولانا، اخرج یا مولانا" اے ہمارے مولیٰ باہر تشریف لایئے۔ لیکن ہمیشہ خائب وخاسر ہو کر واپس لوٹتے ہیں۔

یہی ان کا طریقہ ہے۔ کسی شاعر نے کہا اور خوب کہا:

ما آن للسرداب ان یلد الذی
کلمتموہ لجھلکم ما آنا
فعلی عقولکم العفاء فانکم
ثلثتموا العنقاء والغیلانا

"کیا سرداب (غار) سے ابھی وقت نہیں آیا جو وہ بچہ جنے، جس کی تم جاہلانہ

باتیں کرتے ہو، ابھی وقت نہیں آیا، تمہاری عقلوں پر افسوس ہے تم نے تیسرا ابنا دیا ہے۔ عنقاء اور غیلان غائب ہیں۔ یہ تمہارا اسلام کیلئے سیاہ داغ اور عار ہے کہ تم نے مسخرہ پن کیا"۔

مدعیان مہدویت:

اسلاف بیہیہ میں ایک قوم نے دعویٰ کیا کہ حضرت محمد بن عبداللہ المحض رضی اللہ عنہ یعنی النفس الزکیہ مہدی ہیں لیکن ان کا یہ دعویٰ صحیح نہیں تھا صحیح وہی ہے جو اہلسنّت کے عقیدہ میں مذکور ہے۔

محمد بن تومرت:

یہ مغاربہ کا مہدی مشہور ہے یہ شخص جھوٹا ظالم اس پر باطل غالب تھا۔ ظلماً بادشاہ ہوا بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور مسلمانوں کی عورتوں کیلئے زنا حلال قرار کیا اور ان کے بچوں کو قیدی بنایا اور ان کے اموال واسباب لوٹ لئے ملتِ اسلامیہ میں یہ حجاج بن یوسف سے زیادہ برا تھا۔

ظلم کا نمونہ:

زندہ لوگوں کو قبروں میں بٹھا کر اعلان کراتا کہ وہ لوگوں سے کہیں کہ یہ وہی مہدی ہے جس کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشخبری سنائی تھی جب وہ اعلان سے فارغ ہوتے ان پر مٹی ڈالوا دیتا اس طرح وہ زندہ درگور موت کے گھاٹ اتر جاتے یہ اس لئے کرتا تاکہ وہ قبروں سے باہر نکل کر اس کا پردہ فاش نہ کر دیں۔ خود اس نے اپنا نام مہدی المعصوم مشہور کر رکھا تھا۔

عبید بن میمون القداح الملحد:

اس کا دادا یہودی تھا جو مجوسی کی لڑکی سے پیدا ہوا تھا وہ اہل بیت کی طرف کذب وبہتان منسوب کرتا تھا۔ کہ وہ وہی مہدی ہے جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشخبری سنائی تھی۔ بادشاہ بن کر غلبہ پایا اس کا معاملہ اتنا بڑھا کہ اس کی اولاد ملاحدہ منافقین اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے دشمن تھے، بلاد مغرب ومصر وحجاز وشام پر چھا گئے۔ اسلام پر سخت غربت اور نہایت ہی زبوں حالی ہوگئی وہ بدنہاد خدا ہونے کے مدعی تھے اور ان کا دعویٰ تھا کہ شریعت کا ایک باطن ہے جو ظاہر کے خلاف ہے (ہمارے دور میں بعض جاہل

پیر عوام کو یہی پٹی پڑھاتے ہیں) یہ بدنہاد لوگ ملوک فاطمیہ باطنیہ اعدائے دین تھے یہ ظاہر میں رافضی اور خود کو اہل بیت کی طرف منسوب کرتے درحقیقت پکے ملحد تھے۔ان کا یہ معاملہ بہت عرصہ تک رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو ان سے چھٹکارا دیا اور اسلام کی حضرت صلاح الدین یوسف بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۹۳ھ سے مدد فرمائی۔سلطان نے ان سے ملت اسلامیہ کو بچایا اور ان بدنہادوں کو تباہ و برباد کیا اور مصر فاطمیوں کے دور میں دار نفاق والحاد بنا ہوا تھا سلطان نے از سر نو اسے دار الاسلام بنایا۔

ہند کا مہدی منتظر:

شیخ علی متقی نے اپنے رسالہ میں امام مہدی رضی اللہ عنہ کے حالات میں لکھا کہ ان کے زمانہ میں ایک مرد ہند میں ظاہر ہوا جو اپنے لئے مہدی منتظر کا دعویٰ کرتا تھا بہت سے لوگوں نے اس کی اتباع کی اور اس نے خوب ترقی کی اور اس کی بہت بڑی شہرت ہوئی لیکن تھوڑے عرصہ بعد فوت ہو گیا لیکن اس کے ماننے والے اس کے اعتقاد پر قائم رہے۔

ہند کا ایک اور مہدی:

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہندوستان سے آنے والے صالحین اور علماء کرام سے میں نے حرمین شریفین میں سنا کہ تاہنوز اس کے عقائد خبیثہ کے ماننے والے اب بھی ہندوستان میں موجود ہیں وہ فرقہ مہدویہ کے نام سے مشہور ہیں اور قتالیہ کے نام سے زیادہ شہرت یافتہ ہیں اس لئے جو بھی انہیں کہے کہ تمہارا اعتقاد باطل ہے تو وہ اسے قتل کر دیتے ہیں یہاں تک کہ ان کا ایک بھی کسی مسلمانوں کے اجتماع میں ہو اسے کوئی کہہ دے کہ تیرا اعتقاد باطل ہے تو وہ اسے مجمع میں قتل کر دیتا ہے وہ نہیں دیکھتا کہنے والے مسلم ہے غیر مسلم اور یہ بھی پرواہ نہیں کرتا کہ وہ اکیلا ہے یا دوسرے لوگ بہت زیادہ، اس کے علاوہ اور بھی بدعات سیئہ ہیں جس نے انہیں راہ مستقیم سے ہٹا دیا ہے۔

فائدہ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو کچھ میں نے کہا اہل ہند کے معتبر بزرگوں سے سنا ہے۔

شہروز کا مہدی:

جبال شہروز کا ایک شخص مہدی ہونے کا مدعی ہوا مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں اس

وقت بچہ تھا ازک بستی ازمک میں محمد نامی ایک شخص نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا (ازمک بفتح الہمزہ آخر میں کاف) اس جھوٹے مہدی کے کثیر لوگ تابع ہوئے اس علاقہ کے امیر (حاکم) احمد خان کردی کو غیرت نے ابھارا اس نے اس شخص پر حملہ کیا تو وہ خود تو بھاگ گیا لیکن اسکا بھائی پکڑا گیا حاکم وقت نے اس کی بستی کو تباہ و برباد کر دیا اور اس کے بے شمار ماننے والوں کو قتل کیا اس طرح سے اس کی شان وشوکت خاک میں مل گئی اور وہ ذلیل وخوار ہوا۔ کردی علماء نے متفق ہو کر اس کیلئے کفر کا فتویٰ جاری فرمایا اور حکم دیا کہ اس پر سچے دل سے توبہ کر کے تجدید ایمان وعقد نکاح ضروری ہے چنانچہ اس نے علماء کے فتویٰ کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے ظاہری طور پر توبہ کا اعلان کیا لیکن اس کے بعض ماننے والوں نے کہا کہ وہ سچے دل سے اپنے اعتقاد باطل سے تائب نہیں ہوا۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا بیان:

فرمایا کہ ۱۰۷۰ھ میں میں اس سے ملا تو میں نے اسے بہت عبادت گذار ریاضت شعار طعام کھانے، پینے اور لباس پہننے کے بارے میں پرہیزگار پایا طریقہ خلوتیہ پر اور اوراد ووظائف کا پابند تھا لیکن وہ اس کا بھائی جو گرفتار ہو کر جیل میں بند تھا وہ اس کا سخت منکر تھا بلکہ اس کو بہت زیادہ غلط کار سمجھتا تھا لیکن میں نے جس طرح اسے دیکھا صحیح تھا اسی حالت میں وہی فوت ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔

پس یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے مہدیت کا دعویٰ کیا اور بعض بے وقوف ان کے پیروکار ہوئے جن سے دین میں بہت سے فتنے وفساد پیدا ہوئے۔

حسینی مہدی:

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میری اس کتاب کی تالیف سے تھوڑا عرصہ پہلے ایک شخص کردوں میں سے جبال عقر یا عمادیہ میں ظاہر ہوا اس کا نام عبداللہ تھا وہ دعویٰ کرتا تھا کہ وہ حسینی سید ہے اس کا ایک چھوٹا بچہ بارہ سالہ تھا یا اس سے کم وبیش عمر تھی اس کا نام اس نے محمد اور لقب مہدی رکھا ہوا تھا اس کا دعویٰ تھا کہ جس مہدی کا انتظار تھا وہ یہی ہے اس کے بھی

تابعدار بکثرت ہوئے بلکہ بہت بڑے قبیلے اس کے ماننے والوں میں سے تھے اس نے بہت سے قلعوں پر قبضہ جمار کھا تھا اسی طرح اس نے آگے بڑھ کر موصل پر چڑھائی کر دی اہل موصل اور اس کے درمیان بہت جنگ ہوئی خون کی ندیاں بہہ گئیں اس نے شکست کھائی اور اسے اور اس کے بیٹے کو گرفتار کر کے استنبول میں ترکی کے بادشاہ کے ہاں لے آئے۔

سلطان ترکی نے ان دونوں کو معاف کر دیا لیکن اسے ان کے شہر کو واپس جانے سے منع فرمایا چنانچہ وہ دونوں اسی شہر میں فوت ہوئے۔

دجال

1- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یثرب کی ویرانی کے بعد بیت المقدس آباد ہوگا اور یثرب کی ویرانی جنگ عظیم میں پیش آئے گی اور جنگ عظیم پر قسطنطنیہ فتح ہوگا قسطنطنیہ کی فتح پر دجال کا خروج ہوگا۔

(رواہ ابن ابی شیبہ واحمد وابوداؤد والحاکم وصححہ)

2- امام بیہقی نے اپنے شیخ حاکم سے بیان کیا کہ ظہور کے لحاظ سے سب سے پہلی نشانی ظہور مہدی کے بعد خروج دجال ہے پھر نزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پھر خروج یاجوج وماجوج پھر ظہور دابۃ پھر سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔

فائدہ: کلام حاکم سے آئے گا کہ خروج دابۃ طلوع الشمس کے بعد ہوگا اور یہی وجہ ہے کہ ہم باذن اللہ تعالیٰ اسی ترتیب سے بیان کریں گے (وباللّٰہ التوفیق وعلیہ التکلان) ہم (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتے ہیں کہ قرب قیامت کے وہ فتنے جو زمانہ مہدی رضی اللہ عنہ میں واقع ہوں گے اور قیامت کی بڑی نشانیوں سے ہیں اور انہی کے بعد قیامت قائم ہوگی وہ خروج الدجال ہے اور اس کی خبریں اس قدر بے شمار ہیں کہ اس پر مستقل ضخیم تالیف لکھی جا سکتی ہے۔

فائدہ: بعض متعدد علماء نے مستقل تصانیف لکھی ہیں ان میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ بھی ہیں جنہوں نے الدر المنثور میں آیت کریمہ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ۔ (پارہ ۶، النساء، آیت ۱۵۹) کے تحت طویل بیان تحریر فرمایا ہے۔

3- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور قیامت کے درمیان سب سے بڑھ کر خروج الدجال سے کوئی واقعہ نہیں۔ (رواہ مسلم)

4- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی ماں سے روایات کرتے ہیں کہ تین ایسی چیزیں ہیں کہ ان کے ظہور کے بعد کسی کا ایمان لانا اسے نفع نہ دے گا۔ (۱) دجال (۲) دابہ (۳) سورج کا مغرب سے طلوع۔ (رواہ الترمذی وصححہ)

5- حضور اکرم ﷺ کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ۔

''اے اللہ! میں تجھ سے فتنہ مسیح الدجال کی پناہ مانگتا ہوں''۔

قرآن مجید میں دجال کا ذکر:

تفسیر بغوی میں ہے کہ دجال کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ۔ (پارہ ۲۴، المؤمن ۵۷)

''بیشک! آسمانوں اور زمین کی پیدائش آدمیوں کی پیدائش سے بہت بڑی ہے''۔

الناس سے یہاں دجال مراد ہے۔ یہ اطلاق الکل علی الجزو کے قبیل سے ہے۔

6- صحیح بخاری میں ہے کہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے دجال سے اپنی امت کو نہ ڈرایا ہو۔ روایت معمر میں مزید ہے کہ حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا۔

7- حضرت ابی عبیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کوئی نبی سیدنا نوح علیہ السلام کے بعد نہیں گزرا جس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو۔ (ابو داؤد، الترمذی وحسنہ)

8- احمد کی روایت میں ہے کہ سیدنا نوح علیہ السلام اور ان کے بعد تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنی امتوں کو دجال سے ڈرایا۔ (ابو داؤد، الترمذی وحسنہ)

فائدہ: دجال کے نام اور اس کے نسب ومولد وحلیہ اور سیرت وفتنہ اور اس کے خروج کا مقام اور اس کا وقت اور مدت اور کیفیت اور اس سے نجات کی کیفیت اور کون اسے قتل کرے گا۔ اپنے مقامات میں مستقل بحث آئے گی۔ (ان شاء اللہ)

ظہور مہدی رضی اللہ عنہ کب؟:

امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ المتوفی ۱۳۴۰ھ نے فرمایا کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں احادیث بکثرت اور متواتر ہیں مگر ان میں کسی وقت کا تعین نہیں اور بعض علوم کے ذریعہ سے مجھے ایسا خیال گزرتا ہے کہ شاید ۱۸۳۷ھ میں کوئی سلطنت اسلامی باقی نہ رہے اور ۱۹۰۰ھ میں حضرت امام مہدی ظہور فرمائیں۔

(ملفوظات صفحہ ۱۱۲، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ باب المدینہ کراچی)

دجال کا نام ونسب ومولد:

اس کا نام صافی بن الصیاد یا صائد ہے اس کا مولد مدینہ ہے یہ اس وقت مانا جائے کہ ابن الصیاد دجال ہے اس پر بحث آئے گی (ان شاء اللہ) لیکن یاد رہے ابن الصیاد اور ہے اور دجال اور۔

وہ شیطان بندھا ہوا ہے بعض جزائر میں یا وہ شق کاہن کی اولاد سے ہے اور وہ کاہن مشہور ہے یا وہ خود شق کاہن ہے اور اس کی ماں جنیہ ہے وہ شق کے باپ پر عاشق ہوئی اسی سے اس شق کو جنا۔ اسی کو شیاطین غرائب (عجائب) عمل کر کے دکھاتے۔ اسے حضرت سلیمان نبی علیہ السلام نے قید کر دیا اور اس کا لقب مسیح ہے اور صفت دجال ہے مشتق از دجل بمعنی کلام کو غلط ملط اور اس میں التباس ڈالنا اور دھوکہ کرنا دجال کا معنی ہے دھوکہ باز اور لوگوں میں باتوں سے التباس کرنا اس لغوی معنی کا اطلاق نبی علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اپنے نکاح کیلئے مانگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے وعدہ کر چکا ہوں اور وہ دجال نہیں ہوگا یعنی نہ دھوکہ باز اور نہ ہی یہ امر تم پر ملتبس ہے۔

مسیح کا مطلب:

1- چونکہ اس کی آنکھ بالکل صاف تھی گویا اس پر ہاتھ پھیرا گیا کہا جاتا ہے رجل مسیح الوجہ یہ اس کیلئے بولا جاتا ہے کہ جس کی ایک آنکھ مع ابرو کا گوشت برابر کر دیا گیا ہو (یک چشم جس کا نشان تک ختم کر دیا گیا ہو)۔

-2 چونکہ تمام روئے زمین کو مسح یعنی طے کرے گا اسی لئے اسے مسیح کہا گیا۔

-3 ابو الہیثم نے کہا مِسّیح بروزن سکّین جس کی ظاہری صورت پر ہاتھ پھیر کر بدل دیا گیا ہو۔

-4 بعض نے کہا وہ مسیخ ہے خاء معجمہ کے ساتھ اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام مسیح ہیں حاء مہملہ کے ساتھ۔

فائدہ: فتح الباری میں ہے کہ قاضی ابن العربی نے اس پر مبالغہ کیا اور فرمایا وہ لوگ غلطی پر ہیں جو اسے خاء معجمہ سے پڑھتے ہیں۔

-5 بعض مسیح کے سین کو مشدد بتلاتے ہیں تاکہ مسیح عیسیٰ علیہ السلام اور مسیح دجال کے مابین فرق ہو۔ اور فرمایا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرق بتلایا ہے کہ دجال کیلئے فرمایا مسیح الضلالۃ کہ وہ گمراہی کا مسیح ہے، اس سے ثابت ہوا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام مسیح الھدایۃ ہیں، ان لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعظیم پر حدیث کی تحریف کر دی کہ مسیح میں خاء سے کہا یا سین کو مشدد کہا۔

فائدہ: المجد القاموس میں لکھتے ہیں کہ مسیح کی وجہ تسمیہ میں ہمیں پچاس (۵۰) اقوال ملے (امام قرطبی نے صرف دس کا ذکر کیا ہے)۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسیح اس معنی پر ہیں کہ آپ کوڑھی پر ہاتھ پھیر کر اسے تندرست بنا دیں گے یا اس لئے کہ ان کے قدموں میں لکیریں نہیں ہوں گی جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے مسیح القدمین یا اس لئے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو ان کے منہ میں دودھ کے نشانات تھے یا اس لئے کہ آپ تمام روئے زمین کو طے کریں گے۔ اسلام پھیلائیں گے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

دجال کا حلیہ:

وہ نوجوان مرد ہے ایک روایت میں شیخ (بوڑھا) کا لفظ بھی آیا ہے اور ان دونوں کی سند صحیح ہے اس کا جسم سرخ ہوگا ایک روایت میں ابیض امھق (بہت زیادہ سفید) اور حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی روایت طبرانی میں ہے کہ وہ گندمی رنگ کا ہوگا، فتح الباری میں ہے ممکن ہے کہ اس کا گندمی رنگ ہونا بایں معنیٰ ہے کہ کبھی اسے حمرۃ (سرخی) سے

موصوف کیا جاتا ہے کیونکہ اس رنگ سے ہونٹ سرخ ہوں گے۔ جعد الراس، قطط، (چھوٹے اور گھنگریالے بالوں والا) دائیں آنکھ بعض روایت میں بائیں آنکھ نہ ہونے کی وجہ سے یک چشم ہوگا اور حدیث طبرانی میں حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے ہے اور اسے ابن حبان و حاکم نے کہا کہ وہ ممسوح العین الیسری ہوگا ایک روایت میں اعور العین مطموسھا ولیست جحراء۔

فتح الباری نے علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۵۴۴ھ سے نقل کیا کہ اکثر سے مروی ہے اور اسے جمہور نے صحیح کہا اخفش نے اس پر جزم کیا طافیہ بغیر ہمزہ۔

بعض شیوخ نے ہمزہ سے نقل کیا بمعنی ناتئۃ نتوء العنبۃ بعض نے اس کا انکار کیا لیکن اس کی کوئی وجہ نہیں۔ علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے روایات میں یوں تطبیق دی ہے کہ اس کی دائیں طافیہ بغیر ہمزہ کے اور ممسوحہ تھی یعنی اس کی آنکھ کی روشنی نہ تھی یہی معنی حدیث ابوداؤد کا ہے۔ اس میں ہے کہ مطموس العین لیست بناتئۃ ولاجحراء یعنی نہ وہ اونچی تھی اور نہ گہری۔ اسی طرح صحیحین میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

اس کی بائیں آنکھ طافئۃ ہمزہ کے ساتھ جیسا کہ اس کی روایت میں ہے بمعنی جاحظۃ گویا وہ ستارہ ہے اور گویا وہ نخاعۃ ہے دیوار میں یعنی وہ سبز ہے یہ تمام بیان احادیث میں وارد ہے فرمایا علاوہ ازیں وہ اعور العینین بھینگی آنکھوں والا ہوگا یعنی ہر دونوں آنکھیں بھینگی ہوں گی اس لئے کہ بھینگا پن عیب ہے اور بھینگا ہر طرح سے عیب دار ہوتا ہے۔ اور دجال کی تو دونوں آنکھیں عیب دار ہوں گی ایک نور کے نہ ہونے کی وجہ سے دوسری بوجہ اپنی جگہ سے ہٹ جانے اور سبزہ ہونے کے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۷۶ھ نے فرمایا کہ اگرچہ یہ غایت حسن کی دلیل ہے لیکن اس کی آنکھ پر غلیظ ناخنہ (آنکھ کی بیماری) ہوگا ناخنہ ایک موٹا چمڑہ ہوتا ہے جو آنکھ کو ڈھانپ دیتا ہے اگر اسے نہ کاٹا جائے تو آنکھ اندھی ہو جاتی ہے، قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۸۵ھ نے فرمایا کہ الظفرۃ (ناخنہ) ایک گوشت کا لوتھڑا ہوتا ہے جو آنکھ کے کونہ میں نکلتا ہے (نہایت خطرناک ہوتا ہے) بعض نے کہا وہ گوشت کا لوتھڑا جو ناک کی جانب آنکھ کے

کونہ میں نکلتا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حدیث میں وارد ہے کہ اس کی دونوں (آنکھوں) پر ختنہ مذکورہ ہوگا۔

حدیث نمبر ۱: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس کی دائیں آنکھ کا ڈھیلہ باہر نکلا ہوگا یعنی پوشیدہ نہ ہوگا یہ نہایت ہی قبیح محسوس ہوتا ہے گویا وہ ایک منکا ہے جو چونا گچ دیوار میں پیوست کیا گیا ہے اور اس کی بائیں آنکھ گویا ایک چمکتا ستارہ ہے۔ (رواہ احمد)

جواب نمبر ۲: حدیث میں ہے کہ اس کی ایک آنکھ گویا سبز شیشی ہے۔ (رواہ احمد والطبرانی)

طافیہ کی تحقیق:

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ مجموعہ اخبار کا خلاصہ یہ ہے کہ طافیہ کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ وہ بغیر ہمزہ کے ہے اور حضرت عبداللہ بن مغفل و سمرہ وابی بکرہ رضی اللہ عنہم کی روایت میں تصریح ہے کہ اس کی بائیں (آنکھ) بالکل ممسوحہ ہوگی، طافیہ بارزہ بمعنی یعنی ظاہری غیر ممسوحہ لیکن اس کا ڈھیلا نکلا ہوگا۔

یہ بھی جائز ہے کہ اسکی دونوں آنکھوں میں ایسے ہو کیونکہ یہ نہ طمس (مٹا) کے منافی ہے نہ اپنی جگہ سے ہٹنے کے۔ اور اس کی بائیں آنکھ میں روشنی نہ ہوگی اور بڑی عیب دار ہوگی آنکھ اپنی جگہ پر سہی لیکن ہوگی تو معیوب (خدا کی پناہ)۔

دجال کا جسمانی حلیہ:

چھوٹا قد۔ افحج (بفاء ساکنہ اس کے آخر میں جیم) یہ اَجْ سے ہے بمعنی دو پنڈلیوں کے مابین تباعد (دوری) بعض نے کہا کہ دونوں قدموں کا اگلا حصہ ایک دوسرے کے قریب اور ساتھ ہی دونوں گٹوں کا ایک دوسرے سے دور ہونا (یہ بھی بڑا عیب ہے) جفال الشعر بضم الجیم و تخفیف الفاء زیادہ بالوں والا۔

ھجان بکسر الاول و تخفیف الجیم سخت سفید ضخم فیلمانی بفتح الفاء وسکون التحتانیۃ عظیم الجثۃ سخت موٹا گویا اس کا سر کسی درخت کی ٹہنیاں ہیں۔ سر کے

بال بہت زیادہ متفرق اور قائم ہوں گے۔ بعض نے کہا کہ اس کے سر کے پیچھے کے بال بکھرے ہوں گے مجعودة: سے ہے یعنی جیسے پانی اور ریت پر ہوا کا جھونکا آئے تو وہ بکھر جاتے ہیں۔

فائدہ: ''نہایہ'' میں ہے کہ پہلے گزرا ہے کہ وہ جعد۔ قطط۔ گھونگھریالے سے بالوں والا گھنے اور پیچیدہ بالوں والا۔ یہ وہی ہے جو پہلے گزرا کہ دجال جعد۔ قطط۔ علامت دجال (ک۔ف۔ر) دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا (ک۔ف۔ر) حروف مقطعہ کے ساتھ اسے ہر پڑھا لکھا ان پڑھ مسلمان پڑھ سکے گا لیکن کفار نہ پڑھ سکیں گے اس کی اولاد نہ ہوگی نہ وہ مدینہ طیبہ و مکہ معظمہ میں داخل ہو سکے گا اس کی ایسی قوم اتباع کرے گی گویا ان کے چہرے پر تہ بہ تہ کھال چڑھائی ہوئی ہے مجان مطرقہ ڈھال ہے اس کے ساتھ اصبہان کے ستر ہزار یہودی ہوں گے جن پر لنگی ہوگی اطیلسان یعنی سبز چادر (اس کی تشریح آتی ہے)، ایک روایت میں ہے کہ ان پر سیجان (یعنی) سبز چادر۔

فائدہ: ''نہایہ'' میں ہے کہ سیجان ساج کی جمع ہے ایک قسم کی چادر (غیاث) یعنی سبز چادر دوسرے معنی میں طیلسان ہے بمعنی وہ سبز چادر جس کو علماء و مشائخ استعمال کرتے ہیں۔ (المنجد)

عجوبہ: فقیر نے مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے تشریحی الفاظ میں عمداً دیگر حوالہ جات (مثلاً طلیسان کا معنی غیاث اور المنجد) کی تصریح کی ہے تاکہ دین کے دشمن دھوکہ نہ دیں چنانچہ فقیر نے رسالہ سبز عمامہ کا جواز، مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز کراچی، میں ایک ظالم مفتی کا حوالہ لکھا ہے اس نے ''دعوت اسلامی'' کی دشمنی میں حدیث کی تحریف کر ڈالی اور لکھ مارا کہ دجال کے ساتھ سبز عمامہ والے ہوں گے۔ (استغفر اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) حالانکہ سبز عمامہ کا یہاں تصور تک نہیں بلکہ طیلسان ہے اور طلیسان بمعنی تمام اہل لغت نے سبز چادر لکھا ہے پھر ساتھ ہی طیلسان کو مقور سے موصوف کیا ہے یعنی ان کی وہ سبز چادر نئی روئی سے بنی ہوئی ہوگی۔ (اویسی غفرلہ)

بعض نے کہا ساج کا الف واو سے منقلب ہے بعض کے نزدیک یاء سے منقلب ہے۔

صفات دجال:

اس کی آنکھیں نیند کریں گی لیکن دل بیدار رہو گا اس کے باپ کا قد لمبا اور گاڑھے

گوشت والا اس کی ناک گویا چونچ ہے اس کی ماں فرضاخیہ یعنی: زیادہ گوشت اور بڑے پستانوں والی ہوگی اس کا گدھا گاڑھے اور زیادہ بالوں والا ہوگا اس کے دو کانوں کے درمیان چالیس ہاتھ کا فاصلہ ہوگا جہاں نگاہ پڑے گی وہاں اس کا قدم پہنچے گا (گویا راکٹ سے تیز)

خروج دجال کے متعلق علم غیب

حدیث نمبر ۱: رسول اکرم ﷺ کے ایک صحابی سے مروی ہے کہ دجال گدھے پر سوار ہو کر نکلے گا پلید پر پلید سوار ہوگا۔ (ابن ابی شیبہ)

حدیث نمبر ۲: حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: جال خروج کرے گا تو اس کے ساتھ ستر ہزار حاکہ کے افراد ہوں گے، حاکہ ایک جگہ ہے ان کے آگے ایک بہت زیادہ بالوں والا آدمی ہوگا جو کہہ رہا ہوگا ہٹ جاؤ ہٹ جاؤ۔ (رواہ الدیلمی) ''برو برو'' یہ فارسی کا کلمہ ہے اس کا ترجمہ ہے: جگہ فراخ کرو۔

حدیث نمبر ۳: امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دجال کا قد ۴۰X۴۰ دراز ہوگا وہ ایک سخت سفید گدھے پر سوار ہوگا اس کے قدم سے دوسرے قدم تک ایک رات دن کی مسافت ہوگی اس کے لئے چشمہ در چشمہ سے زمین لپیٹ لی جائے گی وہ بادل اپنے سیدھے ہاتھ میں رکھے گا اور غروب کی طرف سورج اس کے آگے چلے گا۔ وہ دریا میں داخل ہوگا تو پانی اس کے دونوں گٹوں تک پہنچے گا (یہ حدیث طویل ہے)

تطبیق الروایات:

اس روایت میں منافات نہیں جب کہ ایک روایت میں ہے کہ اس کا چھوٹا قد ہوگا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ موٹے پن کی وجہ سے چھوٹا قد محسوس ہوگا اس کے موٹاپے کا تقاضا ہے کہ قد پست محسوس ہوگا یا یہ پیدائش کے بعد ابتدائی دور میں فی نفس الأمر چھوٹا قد ہوگا پھر جب کفر ظاہر کرے گا اور پھر اُلوہیت کا دعویٰ کر کے دین کی دعوت دے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا قد طویل اور موٹا کر دے گا یہ بندوں کے لئے آزمائش اور دوسرے فتنوں کی طرح ایک فتنہ ہوگا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

دجال کا ابتدائی دور اور غلط دعوئی:

خروج کے ابتدا میں ایمان اور اعمال صالحہ کا دعوئی کر کے دین کی دعوت دے گا لوگ اس کی اتباع کریں گے اس طرح سے شہرت پائے گا پھر کوفہ چلا جائے گا یہاں بھی دین اور اعمال صالحہ ظاہر کرے گا اس کی لوگ اتباع کریں گے اس طرح سے شہرت پائے گا اور عوام کا محبوب بن جائے گا۔ پھر نبوت کا دعوئی کرے گا اس کے دعوئی سے عقلمند لوگ گھبرا جائیں گے فوراً اس سے علیحدگی اختیار کریں گے کئی دن ٹھہر کر خدا ہونے کا مدعی ہوگا۔

(انا للہ وانا الیہ راجعون)

دجال کو سزا:

خدائی دعوئی کے بعد اس کی آنکھ گوشت سے ڈھانپ لی جائے گی اور ایک کان کٹ جائے گا اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان (ک۔ف۔ر) کافر لکھا جائے گا جو ہر مسلمان پر مخفی نہ ہوگا۔ پھر جس کے دل میں ذرا برابر بھی ایمان ہوگا اس سے علیحدہ ہو جائے گا۔ (طبرانی نے روایت کیا حضرت عبداللہ بن معتمر رضی اللہ عنہ سے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں)

دجال کا لشکر:

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دجال شام کا رخ کرے گا، جامع مسجد دمشق شرقی منارہ کے قریب اترے گا یہی اس کے خروج کی ابتداء ہے اس کے بعد گم ہو جائے گا تلاش بسیار کے باوجود نہ ملے گا پھر دوبارہ دمشق میں مسجد کے اس مینار کے قریب جو نہر الکسوۃ کے قریب میں ہے ظاہر ہوگا پھر کہیں چلا جائے گا یہاں تک کہ لوگ اسے بھول جائیں گے پھر مشرق میں ظاہر ہوگا اور خلافت (حکومت) سنبھالے گا اس دوران جادو دکھائے گا پھر نبوت کا دعوئی کرے گا عوام (یعنی اہل اسلام) اس کا ساتھ چھوڑ دیں گے پھر خشک نہر پر کھڑے ہو کر اسے چلنے کا حکم دے گا تو نہر پانی سے پر ہو کر چل پڑے گی پھر حکم دے گا پیچھے کو لوٹ وہ پیچھے کو چلے گی پھر حکم دے گا کہ خشک ہو جا تو وہ خشک ہو جائے گی۔ (رواہ نعیم بن حماد)

ستر ہزار اصبہان کے یہودی اور تیرہ ہزار ان کی عورتیں اور دیگر عوام جو یہودیوں کے تابع ہوں گے اور غلام اور عورتیں اس کا اتباع کریں گے اللہ تعالیٰ اس کے لئے شیاطین بھیجے گا وہ کہیں گے اے دجال! ہم سے جو چاہو کام کرالو ہم تیری مدد کو آئے ہیں وہ کہے گا لوگوں میں پھیل جاؤ اور میرا پرچار کرو کہ میں ان کا رب ہوں۔ وہ شیاطین ملکوں میں پھیل جائیں گے دجال کیلئے اسی قسم کا پرچار کریں گے۔

دجال کے فتنے:

دجال کے بے شمار فتنے ہوں گے چند فتنے ملاحظہ ہوں:

1- چلے گا تو اس کے ساتھ دو پہاڑ بھی چلیں گے۔

2- اس میں درخت اور پھل فروٹ اور پانی ہوگا۔

3- اس میں آگ اور دھواں ہوگا اور کہے گا یہ جنت و دوزخ ہے۔

(رواہ حاکم، رواہ ابن عساکر، عن ابن عمر رضی اللہ عنہ)

4- اس کے ساتھ جنت و نار ہوگی

5- لوگوں کو قتل کر کے زندہ کر دے گا

6- اس کے ساتھ ایک پہاڑ ہوگا اس میں روٹیاں اور پانی کی نہر ہوگی۔

(رواہ نعیم عن حذیفہ رضی اللہ عنہ)

سوال: وہ ایک آدمی پر صرف ایک بار مسلط ہوگا اسکے بعد اس کے قتل کرنے پر قادر نہ ہو سکے گا اور وہ مرد کہے گا یہ میرے بعد کسی کو مارنے اور جلانے کی قدرت نہ رکھے گا؟

جواب: پہلے جو گذرا ہے کہ لوگوں کو قتل کر کے جلائے گا وہ شیاطین ہوں گے اور ان کا قتل کرنا اور جلانا بھی حقیقی نہ ہوگا بلکہ ظاہری طور صرف عوام کو محسوس ہوگا کہ یہ قتل ہو رہے ہیں اور مر کر جی رہے ہیں بعض نے کہا کہ اس کا مارنا حقیقی طور ہوگا اور جسے قتل کرے گا وہ حضرت خضر علیہ السلام ہوں گے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اس کے ساتھ روٹیوں کے پہاڑ ہوں گے صرف ان کو روٹی ملے گی جو اس کی اتباع کرے گا اسکے ساتھ دو نہریں ہوں گی کہے گا انہیں میں جانتا ہوں کہ

ان میں کیا ہے وہ کہے گا ایک نہر جنت ہے دوسری دوزخ پس جسے وہ جنت میں داخل کرے گا وہ آگ ہوگی اور جسے نار میں داخل کرے گا وہ جنت ہوگی۔

(رواہ احمد وابن خزیمہ والحاکم و سعید بن منصور)

ایک روایت میں ہے کہ میں جانتا ہوں کہ دجال کے ساتھ کیا ہوگا؟ اس کے ساتھ دو جاری نہریں ہوں گی ایک ظاہری نظر آئے گی وہ سفید پانی ہے دوسری بھی ظاہری طور نظر آئے گی کہ وہ دھواں ہے تم میں جو کوئی اسے پائے تو اس نہر میں جائے جس میں دھواں نظر آئے اس سے آنکھیں بند کر کے پانی پی لے کیونکہ اس میں ٹھنڈا پانی ہوگا۔

فائدہ: بخاری کی روایت میں ہے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ ہوگا، اور مسلم کی روایت میں اضافہ ہے کہ اس کیساتھ روٹیوں اور گوشت کے پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی۔ اور ابراہیم کی روایت میں ہے کہ اس کے ساتھ طعام اور نہریں ہوں گی اور یزید بن ہارون کی روایت میں ہے کہ اس کے ساتھ طعام اور پانی ہوگا ایک روایت میں ہے کہ اس کے ساتھ جنت و نار جیسی ہو۔

اور نعیم کی روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس کے ساتھ شوربے کا پہاڑ ہوگا عراقی گوشت گرم گرم ہوگا کہ ٹھنڈا نہ ہو اور نہر جاری ہوگی اور باغات کا پہاڑ اور سرسبز ہوگا۔ اور ایک پہاڑ آگ اور دھوئیں کا ہوگا، کہے گا یہ میری جنت اور یہ دوزخ ہے اور یہ طعام اور یہ میرا پانی ہے۔

فائدہ: اس میں اختلاف ہے کہ وہ حقیقی جنت و دوزخ ہوگی یا خیالی۔ ابن حبان کا اس طرف میلان ہے کہ وہ خیالی ہوگی اور اسے صحیح کہا اور ان کا استدلال حدیث مغیرہ بن شعبہ سے ہے جو صحیحین میں ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ سے اکثر سوال دجال کے متعلق کرتا تھا مجھے فرمایا وہ تجھے نقصان نہ دے گا، میں نے عرض کی کہ اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ ہوگا فرمایا یہ تو اس کیلئے معمولی بات ہوگی۔ یعنی اللہ تعالیٰ کیلئے کوئی بڑی بات نہیں کہ حقیقۃً روٹیاں اس کے ساتھ کر دے بعض نے کہا کہ یہ خیالی روٹیاں حقیقتاً نہ ہوں گی نظر آئیں گی اس پر سابقہ روایت دلالت کرتی ہے جیسا کہ فرمایا کہ لوگوں کی نظروں میں وہ ایک سفید پانی ہو

گا دوسری میں ان کیلئے پانی آگ کا دھواں محسوس ہوگا۔

بعض علماء کا خیال ہے ان میں قاضی ابن العربی بھی ہیں کہ یہ صرف ظاہری طور ہوگا صرف لوگوں کے امتحان کے طور کہ اللہ تعالیٰ اس سے بندوں کا امتحان لے گا، اب معنی یہ ہوا کہ لوگوں کیلئے آسان ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا خوف کریں یا اللہ تعالیٰ اسے گمراہ کرے جو دجال سے محبت کرتا ہوگا۔

مصنف علیہ الرحمۃ کی تحقیق:

میں کہتا ہوں کہ یہ حقیقی طور ہوگا جیسا کہ وہ روایت دلیل ہے کہ فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چاہئے اسے آنکھیں بند کر کے پئے کیونکہ وہ ٹھنڈا پانی ہوگا، ایک اور روایت میں ہے کہ تم میں سے جو کوئی پائے تو چاہئے اس میں واقع ہو جو اسے آگ نظر آئے کیونکہ وہ ٹھنڈا پانی ہوگا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ وہ آگ سبز باغ ہوگی اور دجال کی جنت غبار آلود اور دھواں ہوگی ان کے درمیان فرق خرق عادت کے طور ہے اس حیثیت سے کہ اس کی ایک حقیقت ہے جیسے جنت و دوزخ اسے نظر آنے کا جب وہ دار جزا و سزا میں ہوگا۔ اس لئے کہ غیر اللہ کیلئے جنت و دوزخ کا حقیقی ہونا ممتنع ہے بخلاف دوسری خوارق عادات کے۔ (واللہ اعلم)

فتنہ (۵): زمین اس کے لئے لپیٹی جائے گی ایسے چلے گی جیسے بھیڑ کا چھوٹا بچہ وہ تمام روئے زمین کو صرف چالیس دن میں طے کرے گا ہر شہر میں جائے گا سوائے مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے، جیسا کہ اس کا ذکر عنقریب آئے گا۔ اس کی تیز رفتاری کا یہ حال ہے جیسے بادل کہ اسے پیچھے سے ہوا دھکیل رہی ہو۔

فتنہ (۶): تین سخت آوازیں آئیں گی جنہیں تمام اہل مشرق و مغرب سنیں گے خلاء سے پرندے پکڑے گا دھوپ میں ضرورت کی چیزیں پکائے گا۔

(رواہ الحاکم وابن عساکر عن ابن عمر رضی اللہ عنہ)

فتنہ (۷): دریا میں تین غوطے لگائے گا اس کا ہر دوسرا غوطہ پہلے سے طویل ہوگا اس کے غوطہ کی طوالت کا یہ حال ہوگا کہ دریا کی تہ تک پہنچ جائے گا اس سے مچھلیاں نکالے گا جتنا چاہے گا۔ (رواہ ابو نعیم عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ)

فتنہ(۸): دین کی خِفت (بمعنی ہلکان) اور علم سے روگردانی کے درپے ہوگا اکثر روئے زمین پر کوئی ایسا نہ رہے گا جو اس کا علمی مقابلہ کر سکے بلکہ لوگوں کے ذہنوں سے دجال کا خیال محو ہو جائے گا (کہ اس نے بھی آنا تھا) اس کی اتباع میں اکثر دیہاتی مرد عام عورتیں ہوں گی۔ یہاں تک کہ مرد اپنی ماں، بہن، پھوپھی، بیٹی کو اس سے دور رکھنے کی کوشش کرے گا یہاں تک کہ انہیں گھر میں رسیوں وغیرہ سے باندھ دے گا کہ کہیں اس کے پاس نہ چلی جائیں۔

دجال کے فتنوں کا نمونہ:

دجال دیہاتی سے کہے گا کہ کیا میں تمہارے لئے قبر سے تمہارے باپ اور ماں کو زندہ اٹھاؤں وہ آکر گواہی دیں کہ میں تمہارا رب ہوں؟ وہ کہے گا ہاں پھر ایک شیطان اس کے باپ کی شکل میں دوسرا اس کی ماں کی شکل میں اس کے سامنے آکر کہیں گے بیٹا دجال کی اتباع کر یہ تیرا رب ہے۔ وہ دجال کی تابعداری کرے گا۔ اسی لئے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر دجال تمہارے دور میں نکلے تو تمہارے بچے بھی اسے کنکریاں ماریں اور ذلیل ورسوا کریں (کیونکہ یہ زمانہ خیر القرون وغیرہ علمی دور ہے) وہ تو اس وقت ظاہر ہوگا جب علم کی کمی ہوگی یا ہوگا ہی نہیں اور دین مٹ جائے گا یا کمزور ہوگا۔

فائدہ: اعراب (دیہاتیوں) سے مراد ہر وہ شخص جو علماء سے دور ہو (اگر وہ مطلب ہے جو اویسی غفرلہ نے لکھا تو اس کی نظیر ہمارے دور میں بھی جاہل عوام ہیں جو فاسق و جاجر عاملوں، جادوگروں، شعبدہ بازوں کے چکر میں پھنسے رہتے ہیں ان کے نزدیک علماء کی وہ عزت نہیں جو ان فساق کی ہے، کسی کے تعویذ سے اثر ظاہر ہوا اگرچہ وہ جادوگر ہی کیوں نہ ہو فوراً اس کے گرویدہ ہوگئے۔

لباسِ خضر میں یہاں سینکڑوں رہزن بھی پھرتے ہیں
جینے کی خواہش ہے تو کچھ پہچان پیدا کر

(اویسی غفرلہ)

جو دیہات اور پہاڑوں میں ہوں گے خواہ وہ عربی ہوں یا ترک یا اکراد یا کوئی اور کیونکہ ان کے ہاں اس وقت حق و باطل کی تمیز نہ ہوگی ان کے اکثر خوارق (عادات) کی

تصدیق کی طرف مائل ہوں گے۔

علم غیب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ابو نعیم نے ''الحلیۃ'' میں سند صحیح کے ساتھ نقل کیا کہ حسان بن عطیہ کے حالات میں نقل کیا کہ وہ تابعین میں سے ایک ثقہ تابعی ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال کے فتنہ سے صرف بارہ ہزار مرد اور سات ہزار عورتیں نجات پائیں گے۔ (رواہ ابو نعیم فی الحلیہ) اس روایت میں حضرت حسان بن عطیہ رضی اللہ عنہ تابعی ہی اور ثقہ ہیں یہ روایت ایسی ہے کہ عقل سے نہیں کہی جا سکتی فلہذا احتمال ہے اسے مرفوعاً روایت کیا ہے یا اسے انہوں نے بعض اہل کتاب سے لیا ہے۔

فائدہ: لائق ہے کہ اسے یوں محمول کیا جائے کہ اعراب سے مرد اور عورتیں اتنی مقدار میں نجات پا سکیں گے۔ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ذکر میں گذرا ہے کہ ان کے ساتھ جنگ میں اس سے زائد مرد و عورتیں شامل ہوں گی اس کا بعض نے یہ جواب لکھا ہے کہ یہ زائد آپ کو دیکھ کر آپ کے ساتھ ہوں گے لیکن یہ بات بعید از قیاس ہے۔

لطیفہ: حدیث میں ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے ذکر میں آیا ہے کہ جس کے دل میں ذرہ برابر بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی محبت ہے وہ دجال کی اتباع کرے گا اگر اس کا زمانہ نہ پائے گا تو قبر میں اس پر ایمان لائے گا۔

فائدہ: اس حدیث کے مطابق ہمارے دور میں جتنے رافضی (شیعہ) ہیں وہ اسی اعتقاد پر ہیں اور وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے محبت کرتے ہیں وہ اس پر خوش ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اچھا ہوا۔ (معاذ اللہ)

اضافہ اویسی غفرلہ:

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ کریم جل شانہ ہمیں حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں موت دے۔ آمین

فتنہ (۹): دجال کے ساتھ دو فرشتے ہوں گے جو انبیاء علیہم السلام میں سے کسی دو نبیوں کے مشابہ

ہوں گے ایک اس کے دائیں دوسرا بائیں جانب ہوگا۔ دجال کہے گا اے لوگو! کیا میں تمہارا رب ہوں میں مارتا ہوں جلاتا ہوں۔ ان دونوں فرشتوں میں سے ایک کہے گا کذبت تو (جھوٹا ہے) اس جملہ کو سوائے اس کے ساتھی فرشتے کے کوئی نہ سنے گا، پھر دوسرا فرشتہ اپنے ساتھی سے کہے گا تو نے سچ کہا اسے تمام لوگ سن لیں گے اس سے یہ سمجھیں گے شاید یہ دجال کی تصدیق کر رہا ہے اس پر ان کا یقین بڑھے گا کہ دجال بڑا سچا ہے، یہ بھی لوگوں کیلئے بہت بڑا فتنہ ثابت ہوگا یہ حدیث حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مضمون ہے۔ (رواہ نعیم والحاکم)

جب دجال کہے گا کہ میں رب العالمین ہوں، حضرت الیاس علیہ السلام فرمائیں گے تو جھوٹا ہے۔

فتنہ (۱۰): اللہ تعالیٰ دجال کے لئے مشارق ومغارب سے شیاطین بھیجے گا اور وہ کہیں گے ہم سے جو چاہے مدد لے وہ کہے گا روئے زمین پر پھیل جاؤ اور لوگوں کو اعلان کرو کہ دجال تمہارا رب ہے اور وہ تمہارے لئے جنت ودوزخ لے آیا ہے۔ شیاطین یہ سن کر روئے زمین پر پھیل جائیں گے ایک مرد کے ورغلانے کیلئے ایک ایک سو ۱۰۰ سے زیادہ شیاطین جمع ہوگا وہ اس کے باپ اس کی ماں اس کے بھائیوں اور نوکروں اور دوستوں کی شکل میں متشکل ہو کر کہیں گے اے فلاں! کیا انہیں پہچانتا ہے؟ وہ کہے گا ہاں یہ میرا باپ ہے یہ میری ماں ہے یہ میری بہن ہے یا میرا بھائی ہے وہ ان سے پوچھے گا تم دجال کے بارے میں کیا کہتے ہو وہ کہیں گے تو اسے کیا سمجھتا ہے وہ کہے گا یہ دجال اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے اس نے خروج کیا ہے۔ اسے شیاطین کہیں گے ٹھہر جا ایسی باتیں نہ کہہ وہ تمہارا رب ہے وہ تمہارے متعلق جو چاہے گا فیصلہ کر سکتا ہے اس کے پاس جنت، دوزخ اس دن اس کے پاس ایسا طعام ہے کہ تم نے پہلے کبھی نہ کھایا ہوگا وہ مرد مسلمان کہے گا تم جھوٹ بول رہے ہو تم شیاطین ہو وہ کذاب ہے۔ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پہنچی ہے فرمایا ہے کہ ایسے ایسے ہمارے ساتھ ہوگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دجال سے ڈرایا اور اس کی مکمل خبر دی ہے ہم تمہیں خوش آمدید نہیں کہتے تم شیاطین ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے اللہ تعالیٰ اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس لے جائے گا وہ اسے قتل کریں گے شیاطین اس کی تقریر سے ڈر کر غائب وخاسر ہو کر واپس چلے

جائیں گے۔

انتباہ از رسول صلی اللہ علیہ وسلم

1- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں اس کی خبر دے رہا ہوں تا کہ سمجھو اور متنبہ رہو اور اسے خوب یاد کر لو۔ اسی پر عمل کرو جو میں کہ رہا ہوں اور اسکی آنے والوں کو خبر دو پھر وہ آگے آنے والوں کو بتائیں کیونکہ یہ تمام فتنوں سے شدید ترین فتنہ ہے۔ (رواہ نعیم)

2- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے الفاظ یہ ہیں کہ دجال کے پاس ایک عورت آئے گی اور کہے گی اے رب! میرے بھائی، میری بیٹی، میرے شوہر کو زندہ کر یہاں تک کہ وہ شیاطین کو ملے گی جو اس کے گھر کو بھر دیں گے یعنی اس کے گھر شیاطین ہی شیاطین ہوں گے۔ اسی طرح اس کے پاس اعرابی (دیہاتی) آئے گا اور کہے گا اے رب! میرا اونٹ زندہ کر دے، میری بکری زندہ کر دے، شیاطین اس کے اونٹ جیسے اونٹ اسے دیں گے اس کی بکریوں جیسی بکریاں دیں گے جو عمر میں اور موٹے پن میں ان جیسی ہوں گے وہ کہیں گے اگر یہ رب نہ ہوتا تو ہمارے لئے مردے کیسے زندہ کرتا؟ (حاکم)

پہلی حدیث اس مسلمان کیلئے ہے جو دجال کو نہ مانے گا دوسری حدیث اس کے لئے ہے جو اس پر ایمان لائے گا اور اس کی اتباع کرے گا۔

فتنہ (۱۱): بادل کو اپنے دائیں بائیں رکھے گا اور تیز رفتاری میں سورج سے بڑھ جائے گا۔ سمندر میں غوطہ لگائے گا تو صرف اس کے گٹے تک پانی آئے گا اس کے آگے دھوئیں کا پہاڑ ہوگا اور اس کے پیچھے بھی سبز پہاڑ ہوگا اس کے لئے منادی ندا دے گا جسے ہر دو جانب درمیان میں ہر کوئی سنے گا۔ میرے دوستو! میری طرف آؤ، میرے محبوب میری طرف آؤ، میرے اصحاب میری طرف آؤ۔ میں وہ ہوں جس نے پیدا کیا اور ٹھیک کیا اور جس نے ٹھہرا دی اور راہ دکھلائی اور میں ہی تمہارا سب سے اونچا رب ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا دشمن جھوٹ بول رہا ہے تمہارا رب نہیں جیسے یہ ہے۔ ہاں دجال کے تابعدار اکثر یہودی اور حرام زادے ہیں اور ولد الزنا ہوں گے۔ (رواہ ابن المنادی عن علی رضی اللہ عنہ)

فتنہ (۱۲): دجال ایک برادری کے پاس آئے گا تو وہ اس پر ایمان لائیں گے پھر وہ آسمان کو

بارش کا حکم کرے گا تو بارش ہوگی اس سے کھیتیاں اگیں گی اس پر وہ لوگ خوشحال ہو جائیں گے اور ان کے جانور موٹے ہو جائیں گے اور دودھ والے جانوروں کے دودھ بڑھ جائیں گے انہیں ہر طرح کی خوشحالی ہی خوش حالی ہوگی۔ پھر ایک اور برادری کے پاس جائے گا انہیں دعوت دے گا وہ اس کی دعوت قبول نہ کریں گے ان سے واپس لوٹے گا تو وہ لوگ قحط میں مبتلا ہو جائیں گے اور ان کے اموال واسباب سب ختم ہو جائیں گے۔ (رواہ مسلم عن النواس بن سمعان)

فتنہ (۱۳): وہ ویرانے سے گزرے گا تو اسے کہے گا اپنے خزانے باہر نکال اس کے کہتے ہی خزانے اسکے پیچھے شہد کی مکھیوں کی طرح آئیں گے۔ (رواہ مسلم عن النواس)

فائدہ: یعاسیب یعسوب کی جمع بمعنی شہد کی مکھی کا نر لیکن یہاں مطلقاً شہد کی مکھیوں کی جماعت مراد ہے لیکن اس سے شہد کی مکھیوں کا بادشاہ مراد لینا زیادہ موزوں ہے اس لئے کہ وہ جب بھی چلتا ہے تو تمام شہد کی مکھیاں اس کے پیچھے چلتی ہیں۔

فتنہ (۱۴): وہ ایک نہر پر آ کر کہے گا کہ چل وہ چل پڑے گی اسے حکم کرے گا کہ پیچھے کو چل وہ پیچھے کو چلے گی پھر حکم دے گا کہ خشک ہو جا وہ خشک ہو جائے گی۔

(رواہ نعیم بن حماد، عن کعب الاحبار رضی اللہ عنہ)

فتنہ (۱۵): جبلِ طور سیناء اور جبل زیتا کو حکم کرے گا کہ وہ اس کے لئے آٹا دیں چنانچہ وہ آٹے کا انبار لگا دیں گے وہ ہوا کو حکم کرے گا کہ بادل دریا سے لے کر زمین پر بارش برسائے تو وہ اسی طرح کریں گے۔ (رواہ نعیم عن کعب الاحبار رضی اللہ عنہ)

فتنہ (۱۶): وہ اعلان کرے گا کہ میں رب العالمین ہوں اور یہ سورج میرے حکم سے چلتا ہے اگر تم چاہو تو چلتے سورج کو روک دوں لوگ کہیں گے ہاں چنانچہ وہ سورج کو روک لے گا یہاں تک کہ ایک دن کو مہینے کا بنا دے گا اور جمعہ کو سال جیسا پھر کہے گا چاہو تو میں اسے چلنے دوں لوگ کہیں گے ہاں چنانچہ دن کو ایک گھنٹے کا کر دے گا۔ (رواہ نعیم بن حماد والحاکم عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

فتنہ (۱۷): اس کے خروج سے پہلے تین سال خلق خدا پر نہایت ہی سخت گزریں گے ان میں لوگوں پر بھوک مسلط کر دی جائے گی اللہ تعالیٰ پہلے آسمان کو حکم دے گا کہ وہ تہائی بارش زمین پر برسانا بند کر دے اور زمین کو حکم فرمائے گا کہ وہ تہائی سبزہ یا نبات اگانا روک دے پھر تیسرے سال آسمان کو حکم فرمائے گا کہ وہ بارش بالکل بند کر دے ایک بوند بھی زمین پر نہ

کرے گی اور زمین کو حکم فرمائے گا کہ وہ سبزی اگانا بند کردے ایسے حالات میں تمام کھروں والے یعنی جانور ہلاک ہو جائیں گے سوائے ان کے جنہیں اللہ تعالیٰ چاہے، عرض کی گئی رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو پھر لوگ کھائیں گے کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تسبیح (سبحان اللہ) تکبیر (اللہ اکبر) لوگوں کو طعام کا کام دیں گی یعنی تسبیح وتکبیر کی کثرت کرنے والوں کو بھوک نہ لگے گی۔

(رواہ ابن ماجہ وابن خزیمہ والحاکم عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ)

فتنہ (۱۸): ایک آدمی کو قبضہ میں کر کے اس پر آرہ چلائے گا اس کے دو حصے کردے گا اس کے درمیان میں لوگ چلیں گے پھر لوگوں کو کہے گا میں اس کو ابھی زندہ کر دیتا ہوں اس کے وجود یہ مقتول پھر بھی کہتا ہے کہ میرے سوا رب کوئی اور ہے چنانچہ بندہ مقتول کو اللہ تعالیٰ اٹھائے گا تو اسے خبیث کہے گا تیرا رب کون ہے؟ کہے گا میرا رب اللہ تعالیٰ ہے اور تو اللہ تعالیٰ کا دشمن دجال ہے، بخدا مجھے اب کی بار پہلے سے زیادہ بصیرت نصیب ہوئی ہے کہ دجال تو ہے وہ اسے دوبارہ قتل کرنا چاہے گا تو اسے قتل نہ کر سکے گا۔

(رواہ ابن ماجہ وابن خزیمہ والحاکم والضیاء عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ)

مقام خروج:

دجال کا خروج یقیناً مشرق سے ہے ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ خراسان (افغانستان) سے نکلے گا۔ (احمد والحاکم من حدیث ابی بکر رضی اللہ عنہ)

ایک روایت میں ہے کہ وہ اصبہان سے نکلے گا۔ (رواہ مسلم)

ایک اور روایت میں ہے کہ وہ یہودیہ اصبہان سے نکلے گا۔

(رواہ الحاکم وابن عساکر من حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ اور اس کی مثل احمد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے)

ایک روایت میں ہے کہ وہ اصبہان شہر کی بستی رستقباد سے نکلے گا۔

(طبرانی من حدیث فاطمہ بنت قیس)

وقت خروج:

فتح قسطنطنیہ کے بعد نکلے گا جب کہ تین سال مسلسل قحط ہوگی جس کی تفصیل دجال کے فتنہ نمبر ۷ میں گزری ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ اس کے خروج کا وقت فتح القاطع کے بعد ہے۔

تطبیق:

دجال کا ابتدائی دور فتح قسطنطنیہ کے بعد ہے پھر آگے کی چھلانگیں کہ وہ خلیفہ ہے اور نبی ہے اور خدا ہے کہ دعوے فتح القاطع کے بعد ہے اور اس کی سلطنت چالیس دن ہوگی وہ دن بھی انہی دعووں کے دوران گزریں گے۔

مدت:

دجال کی کل مدت چالیس دن ہے پہلا دن سال کا، دوسرا ایک ماہ کا، تیسرا جمعہ کا یعنی ہفتہ کا، باقی دن دوسرے دنوں کی طرح۔ (کذافی حدیث النواس بن سمعان، احمد و مسلم و ترمذی)

حدیث شریف میں حضرت امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس کے چالیس سال ہیں لیکن اس کا ایک سال آدھے سال کے برابر اور اس کا دوسرا سال ایک ماہ کے برابر اور ایک سال ایک جمعہ یعنی ہفتہ کے برابر باقی دن بھی چنگاری کی طرح جلد ختم ہوں گے مثلاً کسی صبح شہر کے دروازہ پر ہوگی تو دوسرے دروازہ تک پہنچتے ہی شام ہو جائے گی۔

(ابن ماجہ، خزیمہ والحاکم والضیاء)

فائدہ: اس حدیث کی تاویل میں علماء کا اختلاف ہے بعض نے کہا کہ فتنوں کی یلغار سے لوگ ایسے مشغول ہوں گے کہ انہیں علم تک نہ ہو سکے گا کہ دن کیسے گزر گئے، ان کے نزدیک مشغولی کی وجہ سے دن کا گزرنا ایک گھنٹے جیسا ہوگا اور مہینہ ایک دن جیسا اور سال مہینے جیسا۔

بعض نے کہا کہ یہ اپنے ظاہر پر ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ زمانہ سکڑ جائے گا کہ سال مہینے جیسا ہو جائے گا اور مہینہ ہفتہ جیسا ہوگا اور دن ایک گھنٹہ اور گھنٹہ چنگاری جیسا ہوگا۔

سوال: دو حدیثیں مختلف ہیں ان میں ترجیح کس کو ہے؟

جواب: حدیث نواس بن سمعان، اس لئے کہ وہ زیادہ صحیح ہے اگرچہ یہ امام مسلم کے نزدیک زیادہ قوی ہے، لیکن تقدیم پہلی کو ہے اگر تطبیق دی جائے تو اس کی کئی وجوہ ہیں

1۔ اس کی حکومت چالیس سال ہوگی لیکن یہاں مہینے مراد ہیں سنین (سال) مجازاً کہا گیا ہے، ہاں یہ ہے کہ اس کا پہلا دن ایک سال کا دوسرا ایک ماہ کا تیسرا ہفتہ کا باقی دن

دوسرے دنوں کی طرح اور ایک سال کے دوسرے سال کے دنوں کے متناقض نہیں کیونکہ پہلا سال پورے بارہ ماہ کا دوسرا سال چھ ماہ کا یونہی آگے ہر سال ایک ماہ کا اور مہینہ ایک ہفتہ کا یہاں تک کہ آخری دن چنگاری کی طرح ہوگا یہاں تک کہ صبح شہر کے دروازے پر ہوگی تو دوسرے دروازے تک پہنچتے ہی شام ہو جائے گی۔ خلاصہ یہ کہ اس کا پہلا ہمارے سالوں جیسا ہوگا یونہی اس کا آخری سال بھی ہمارے سالوں جیسا ہوگا۔

تائید از حدیث شریف:

اس وجہ کی تائید حدیث حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہوتی ہے جو پہلے گذری ہے کہ وہ کہے گا" میں رب العالمین ہوں اور یہ سورج میرے حکم سے چلتا ہے کیا تم چاہتے ہو کہ میں اسے روک لوں یہاں تک کہ ایک دن کو ایک ماہ کا بنا دے گا اور ایک ہفتہ کو ایک سال کا بنا دے گا اور کہے کا چاہوں تو میں سورج کو چلاؤں اسی معنی پر ایک یوم ایک ہفتہ کا بنا دے گا۔

(رواہ نعیم و الحاکم)

دجال کے زمانہ میں نمازوں کا حال:

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ دجال کے زمانہ میں نمازوں کا کیا حال ہوگا جب کہ اس کا دن کامل سال کا ہوگا کیا ہمیں ایک دن کی نماز کافی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ تمہیں اندازہ کرنا پڑے گا کہ ہر دن کا اندازہ کر کے اس کی پانچ نمازیں پڑھو جیسے تم طویل دنوں میں اپنی نمازوں کا اندازہ کر لیتے ہو اسی طرح ایک دن جو سال کا ہوگا یا چھ ماہ کا وغیرہ وغیرہ۔

2- حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے چھوٹے دنوں کا سوال ہوا کہ جب اس کے لاغر دن چھوٹے ہوں گے (جیسے حدیث شریف میں مذکور ہوا) تو ان دنوں کی نمازیں کیسے ادا کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جیسے تم نے اس کے بڑے دنوں میں نمازوں سے متعلق اندازہ کا سمجھا ہے یونہی چھوٹے دنوں کا قیاس کیجئے۔

فائدہ: ظاہر یہ ہے کہ اس میں پہلے کا عکس ہے کہ پانچ نمازیں چھوٹے دنوں میں ادا کی

گنتی کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ اہل اسلام اپنے دنوں پر قیاس کر کے نمازیں ادا کریں۔ (جب گھڑیاں نہ ہوں، ورنہ گھڑیوں کی صورت میں دجال کے چھوٹے دنوں کو چھوڑ کر اپنی گھڑیوں کے مطابق چوبیس گھنٹوں دن رات کا حساب بنائیں) اگرچہ دجال کے اس میں کئی دن بن جائیں۔ (واللہ اعلم)

3- اس وجہ میں ایک مقدمہ ضروری ہے وہ یہ کہ عالم مثال (عندالصوفیہ) موجود ہے وہ حقیقی عالم ہے خیالی جہاں نہیں اور وہ خارج میں محسوس ہے (لیکن اہل مشاہدہ کیلئے)

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے **المنجلی فی تطور الولی** میں امام العلاء القونوی شارح الحاوی سے نقل کیا کہ صوفیہ کرام نے اجساد و ارواح کے درمیان ایک عالم (جہان) ثابت کیا جس کا انہوں نے عالم مثال نام رکھا ہے اس پر انہوں نے اس قاعدہ کی بنیاد رکھی ہے کہ ارواح مختلف اجساد اختیار کر کے عالم مثال میں مختلف صورتوں اور شکلوں میں ظاہر ہوتی ہیں اور انہوں نے اس کا استدلال آیت: فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا (پارہ ۱۶ مریم ۱۷) (وہ اس کے سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا) سے کیا ہے۔

فائدہ: اس کی مزید تفصیل فقیر کا رسالہ مذکورہ کا ترجمہ ''ولی اللہ کی پرواز مع حواشی'' اور تصنیف ''الانجلاء فی تطور الاولیاء'' میں پڑھیے۔ مطبوعہ لاہور۔ (اویسی غفرلہ)

فتوحات مکیہ شریف کی تقریر:

حضور شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۳۸ھ نے فتوحات مکیہ میں باب تریسٹھ (۶۳) میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ خاص پر اس عالم مثال کی حقیقت کو ظاہر فرمایا تا کہ وہ یقین کرے یہ بندہ عاجز ہے اور اس عالم (مثال) کے بارے میں متحیر ہے اور وہ اپنے خالق کی کنہہ کے علم سے جاہل و اجہل ہے۔ پس تحقیق عقول کو عدم محض لاحق ہوتا ہے اور نہ وجود محض اور نہ امکان محض۔ ہاں انسان اس عالم میں نیند میں پہنچ جاتا ہے یا پھر موت کے بعد اسے معلوم ہوگا اس وقت اعراض کو صور قائمہ متجسدہ پائے گا جس میں اسے کسی قسم کا شک نہ ہوگا اور اہل کشف بیداری میں وہ امور دیکھتے ہیں جو انسان خواب میں نیند کرنے والا دیکھتا ہے یونہی میت مرنے کے بعد یہ صورتیں دیکھے گا جیسے ہم آخرت

میں اعمال کی صورتیں دیکھیں گے کہ اعمال کا وزن ہورہا ہوگا اور موت کو ذبح کیا جائے گا یہ جملہ امور اعراض ونسبتیں ہیں اور بس

فائدہ: جیسے دورِ حاضرہ میں بخار (عرض) کا تھرمامیٹر سے وزن معلوم کیا جاتا ہے یعنی اس کے نمبرات معلوم ہوتے ہیں۔ (اویسی غفرلہ)

فائدہ: سیدنا شیخ اکبر امام ابن العربی قدس سرہ نے فرمایا کہ بعض حضرات اس خیالی (عالم جو لوگوں کے تصور میں خیالی ہے) کو حسی آنکھ سے پاتے ہیں۔ پھر فرمایا اگر عین (آنکھ) خیالی شے پالے اور اس سے غفلت نہ کرے تو اس کے ارادہ میں تکوینات مختلف نہیں ہوں گی وہ انہیں مختلف مواضع میں پائے گا لیکن درحقیقت وہ ایک ذات ہوگی اور ان میں وہ شک بھی نہ کرے گا اور نہ ذات اکوان مختلفہ میں منقول ہوگی اور نہ متحول ہوگی ایسا صاحب سمجھے گا کہ اس نے ان تکوینات کو حسی بصر سے ادراک کیا ہے کہ جس سے محسوسات کا ادراک ہوتا ہے۔

یہ تقریر جس غرض کی امام ابن العربی قدس سرہ نے بیان کی ہے یہاں ختم ہوئی۔ اس سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ عالم مثال خیال محض نہیں بلکہ وہ عالم مثال محسوس ہے اور خارج میں بارہا اس کی تصدیق ہوئی ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

عالم مثال حق ہے فقیر اس کی تصدیق ذیل سے ثابت کرتا ہے۔ چونکہ یہ عقل سے سمجھ آنا مشکل ہے اسی لئے مسلمان کو من حیث المسلم سر تسلیم خم کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ مسلمان عشق کا بندہ ہے اور کافر کے گلے میں عقل کا پھندا۔

1- مسلمان مانتا ہے کہ عالم ارواح میں ہمارے سے عہد و پیمان لیا گیا، ارشاد ربانی ہے:

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا۔ (پارہ ۹، الاعراف، آیت ۱۷۲)

''اور اے محبوب یاد کرو جب تمہارے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے ان کی نسل نکالی اور انہیں خود ان پر گواہ کیا، کیا میں تمہارا رب نہیں سب بولے کیوں نہیں ہم گواہ ہوئے''۔

انسان کی عادت ہے جو شے یاد نہ رہے اس کا انکار کر دیتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہ حجت بھی قائم فرما دی چنانچہ فرمایا:

اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِیْنَ o اَوْ تَقُوْلُوْۤا اِنَّمَاۤ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا ذُرِّیَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ o وَ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ وَ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ۔ (ایضا)

”کہ کہیں قیامت کے دن کہو کہ ہمیں اس کی خبر نہ تھی یا کہو کہ شرک تو پہلے ہمارے باپ دادا نے کیا اور ہم ان کے بعد بچے ہوئے تو کیا تو ہمیں اس پر ہلاک فرمائے گا جو اہل باطل نے کیا اور ہم اسی طرح آیتیں رنگ رنگ سے بیان کرتے ہیں اور اس لئے کہ کہیں وہ پھر آئیں“۔

فائدہ: نص قطعی سے ثابت ہوا کہ عالم ارواح ایک مستقل جہاں گذرا ہے اور اب بھی ہے لیکن اس کا شعور نہیں اس کی تفصیل حاشیۃ القرآن میں شبیر احمد عثمانی دیوبندی المتوفی ۱۳۶۹ھ نے لکھی کہ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ”اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی اولاد اور ان سے ان کی اولاد نکالی سب سے اقرار کروایا اپنی خدائی کا۔ پھر پشت میں داخل کیا۔ اس سے مدعا یہ ہے کہ خدا کے رب مطلق ماننے میں ہر کوئی آپ کفایت کرتا ہے۔ باپ کی تقلید نہ چاہئے۔ اگر باپ شرک کرے بیٹے کو چاہئے ایمان لائے۔ اگر کسی کو شبہ ہو کہ وہ عہد تو یاد نہیں رہا پھر کیا حاصل؟ تو یوں سمجھے کہ اس کی نشانی ہر کسی کے دل میں ہے اور ہر زبان پر مشہور ہو رہا ہے کہ سب کا خالق اللہ ہے سارا جہاں قائل ہے اور جو کوئی منکر ہے شرک کرتا ہے سو اپنی عقل ناقص کے دخل سے پھر آپ ہی جھوٹا ہوتا ہے“۔ موضح القرآن میں ہے کہ ”یہ قصہ یہود کو سنایا کہ وہ بھی عہد سے پھرے ہیں جیسے مشرک پھرتے ہیں“۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

جیسے عالم ارواح ہے لیکن ہمیں یاد نہیں اللہ والوں کو یاد ہے اس طرح عالم مثال بھی ہے اس کا ہمیں شعور نہیں لیکن اللہ والوں کے لئے محسوس مشاہد ہے اس کی مثالیں اور دلائل فقیر کے رسالہ ”عالم ارواح کی سیر“ زیر طبع میں مطالعہ کیجئے۔ اویسی غفرلہ

حکایت: اس وجہ میں ایک حکایت بیان فرمائی کہ ایک شخص نے مصر میں غسل کی نیت سے نہر میں غوطہ لگایا اور وہ جمعہ کا دن تھا۔ جب نہر سے باہر نکلا تو خود کو بغداد میں پایا اور شہر میں چلا گیا وہاں کسی عورت سے نکاح کیا اور اولاد پیدا ہوئی اور وہاں سات سال گذارے۔ پھر ایک دن دجلہ (دریائے بغداد) میں نہانے گیا غوطہ لگایا تو خود کو مصر میں اسی جگہ پایا جہاں پہلی بار غسل کیلئے آیا تھا لیکن کوئی تبدیلی نہیں آئی وہی دن وہی گھڑی گھر گیا تو اہل وعیال اور احباب انتظار میں تھے کہ آئیں تو نماز جمعہ کے لئے چلیں۔ عرصہ بعد مصر میں بغداد والی عورت اور بچے لے آیا۔

اضافہ اویسی غفرلہ:

اس قسم کی ایک حکایت کا فقیر اضافہ کرتا ہے۔ قصص الانبیاء معراج کے بیان میں ہے کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز فجر کے کچھ واقعات معراج شریف کے حضرت ابوبکر صدیق اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیان فرماتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ بات صداقت آیات سنتے ہی کہا کہ صَدَقْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اسی سبب سے ان کا لقب بھی صدیق ہوا۔ اور جب ابوجہل وغیرہ نے سن کر کہا کہ کَذَّبْتَ اسی واسطے خطاب ان کافروں کو کذاب وزندیق وملعون کا دیا گیا۔ اور جو کوئی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے موافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج پر تصدیق کرے گا وہ بے شک مثل ابوبکر صدیق کے صدیقوں کے مرتبے میں ہے اور جو کوئی منکر معراج ہوگا یہ یقیناً مطابق ابوجہل کے لعین اور مردود ہوگا۔ اور اس محفل میں ایک یہودی سنار نے معراج کا حال سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اٹھ کر بازار میں آکر ایک بڑی مچھلی مول لے کر اپنی بیوی کو دی اور اس سے کہا کہ جلدی اس مچھلی کے کباب بنا میں بھوک سے بیتاب ہوں اور مجھے سخت بے قراری ہو رہی ہے اتنا دن آیا اب تک نہار منہ ہوں۔ جب میں دریا سے نہا کر آؤں گا تو پھر کھانا کھاؤں گا۔ وہ یہودی یہ کہہ کر لب دریا چلا گیا اور اپنے کپڑے کنارے پر رکھ کر پانی میں غسل کرنے کو اترا اور پھر اس نے غوطہ لگایا جب اس نے اپنا سر اٹھایا اپنے تئیں ایک عورت جوان صورت پایا اور کپڑے کنارے پر رکھے تھے وہ بھی اس کو نہ ملے یہ ماجرا عجیب وغریب دیکھ کر بہت گھبرایا اور پھر اس نے اسی گرداب تحیر میں غوطہ کھایا کنارے کے پاس آکر آبرو کے سبب آنکھوں سے

اپنی آبرو پر رو رو کر آنسو بہایا، بار بار ہاتھ پر ہاتھ اور اپنے منہ سے ھیھات ھیھات پکارتا اور اپنا ننگا؛ بدن دیکھ کر اس کو شرم آئی تو اس نے درختوں کے پتوں سے اپنی شرم گاہ چھپائی اور اتنے میں ایک گنوار جو گھوڑے پر سوار تھا اس طرف سے گزرا کہ ایک عورت حسین خوبصورت ننگی بیٹھی ہے اس نے نہایت خوش اور شیدا ہو کر اس کا ہاتھ پکڑا اور اپنے گھوڑے پر بٹھا کر اپنے گھر لے گیا۔ اور پھر اس کو اپنے گھر میں لایا۔ غرض سات برس اس کو اس جوان کی خانہ داری میں گزرے اور تین فرزند بھی تولد ہوئے ایک دن وہ عورت اپنے ہمسایہ کی عورتوں کے ساتھ دریا پر نہانے کو گئی اور جس جگہ پر اس نے پہلے کپڑے رکھے تھے اسی جگہ پر اب کی بار بھی اتار کر رکھے اور اپنے خیال سے وہ واردات بھول کر نہانے میں مشغول ہوئی جب اس نے غوطہ مار کر اپنا سر اٹھا کر اپنے تئیں صورت اصلی پر دیکھا اور کنارے پر جو مردانے کپڑے پہلے رکھے ہوئے تھے وہاں پر وہیں پائے۔ اور جب وہ اپنے کپڑے پہن کر اپنے گھر آیا تو دیکھا کہ وہ مچھلی بازار سے لا کر اپنی بیوی کو دی تھی وہ اب تک زندہ تڑپ رہی ہے اور اس کی عورت کے ہاتھ میں جو کام تھا وہی کام کر رہی تھی اور بعض روایات میں یوں آیا ہے کہ اس کی عورت سوت کات رہی تھی اور ابھی تک وہ پونی اس کے ہاتھ میں تمام نہ ہوئی تھی پھر اس نے عورت سے جا کر کہا کہ تم نے ابھی تک مچھلی نہ پکائی اتنی دیر تو نے پکانے میں کیوں کی ہے۔ وہ عورت بولی کیا خیر تو ہے کچھ پی کر آئے ہو ابھی مچھلی لائے ہو۔ ایک لحہ میں کہیں مچھلی پکتی ہے پھر اس نے اپنی بیتی ہوئی واردات کو اس سے بیان کیا۔ وہ بولی! جی ابھی بہت دور ہے اور معلوم ہوتا ہے تم نشے میں چور ہو۔ اس نے یہ بات سن کر جی میں جانا کہ حال معراج کا سچ نہ جانا تھا، اور میں نے رسول خدا ﷺ کو جھوٹا سمجھا تھا اسی سبب سے یہ حال مجھ پر گزرا اس میں کچھ شک نہیں ہے۔ پس میں نے یقین کامل کیا کہ محمد ﷺ سچے رسول ہیں۔ اور دین اسلام برحق ہے۔ الغرض حاصل کلام یہ کہ اس یہودی کو دین اسلام کی خواہش ہوئی۔ چنانچہ وہ اسی وقت رسول خدا ﷺ کی طرف آیا دیکھا معراج شریف کا حال بیان فرما رہے ہیں اس نے آ کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کو میں جھوٹا جانتا تھا اس کی تعزیر پائی اس کے کہنے پر صحابہ کرام نے اس سے پوچھا کیا تو نے کوئی تعزیر پائی؟ تب اس یہودی نے سب حقیقت مچھلی اور غسل اور صورت بدلنے اور نکاح اور اولاد اور سات برس گزرنے اور پھر اصلی صورت پر آنے کی کیفیت

بیان کی یہ بات سن کر تمام صحابہ کرام سجدہ شکر جناب رب العالمین کا بجالائے اور پھر کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ معجزہ خاص کر آپ کے واسطے سے ایسا معجزہ عنایت ہوا۔ آخر وہ یہودی ایمان لایا اور ابوجہل کو کچھ اثر نہ ہوا اور پھر اس نے کہا کہ یہ سب فریب بازی ہے اور افترا سازی ہے پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَنْ یَّهْدِی اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ۔

''جس کو اللہ تعالیٰ راہ ہدایت دے پھر کوئی نہیں بہکانے والا اس کا اور جس کو اللہ تعالیٰ بہکادے اس کو کوئی راہ دینے والا نہیں''۔

جب تمہید سمجھ لی گئی تو اب مسئلہ سمجھئے کہ دجال کا معاملہ بھی اسی قبیل سے ہوگا کہ بعض لوگوں کیلئے دجال کے دن محسوس ہوں گے اور بعض کو کامل سال اور یہ دونوں اپنے مقام پہ حق ہیں جیسے حضرت عزیر علیہ السلام کے لئے یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ تھا لیکن دوسرے لوگوں کے لئے ایک سو سال۔ یا جیسے شب معراج کہ اہل دنیا کیلئے قبیل طرفۃ العین تھا اور حضور سرور عالم ﷺ کیلئے ہزاروں سال جب کہ مکہ معظمہ سے تا عرش پھر لامکان اور دنی فتدلی وغیرہ وغیرہ۔ (اویسی غفرلہ)

اسی قاعدہ پر احکام مرتب ہوں گے اور نمازوں کا وجوب اور ان کی ادائیگی اسی طرح جیسے حدیث گزر چکی ہے۔ یہاں ایک اور وجہ بھی ہو سکتی ہے لیکن چونکہ وہ ان دونوں وجہوں سے بعید تر ہے اسی لئے اسے ہم بیان نہیں کرتے۔ (واللہ اعلم)

دجال کی کیفیت خروج:

اس میں روایات مختلف ہیں اس میں زیادہ بسیط حدیث نواس رضی اللہ عنہ ہے جو مسلم وغیرہ میں مروی ہے اور حدیث ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے ابن ماجہ وابن خزیمہ والحاکم والضیاء نے روایت کی۔ اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ نعیم بن حماد اور الحاکم نے روایت کی اور حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مسلم اور بخاری اور حاکم نے نقل کی۔

دجال کے واقعات کا خلاصہ از خروج تا موت:

ہم یہاں پر خلاصہ کے طور وہ تمام احادیث بیان کرتے ہیں جو دجال کے بارے

میں ہیں اس میں حسب استطاعت ہم احادیث کے اختلاف میں تطبیق کی کوشش کریں گے اور واقعات کی تکمیل کے لئے چند اضافے بھی کریں گے۔

1- نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ مبارکہ میں فرمایا کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کا سلسلہ جاری فرمایا ہے دجال کے فتنہ سے اور کوئی بڑھ کر فتنہ نہیں ہے۔

2- ہر نبی علیہ السلام نے دجال کے فتنہ سے اپنی اپنی امت کو ڈرایا، میں آخری نبی ہوں صلی اللہ علیہ وسلم اور تم آخری امت ہو تم میں دجال کا خروج لازما ہوگا اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مبارک دھیمی پھر اونچی ہوئی ہم نے سمجھا شاید (سامنے والی) کھجوروں کے جھنڈ میں ہوگا جب ہم اس جھنڈ (کھجوروں) کی طرف جانے لگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اس دجال کا غیر ہے مجھے اس کا بہت خطرہ ہے اگر میرے زمانہ میں ہو تو میں تمہارے ساتھ اس کا مقابلہ کروں گا اور ہر مسلم کی طرف سے۔ اگر میرے بعد اس کا خروج ہو تو ہر انسان اس کا مقابلہ کرے اللہ تعالیٰ میرا نگہبان ہر اہل اسلام کیلئے۔

3- دجال کا خروج حلہ یعنی شام و عراق کے درمیانی راستے سے ہوگا وہ روئے زمین پر فساد پھیلائے گا اور دائیں بائیں اپنا لشکر اور سرایا بھیجے گا اس کے لشکر کا مقدمۃ الجیش اصبہان کے ستر مرد یہودی ہوں گے ان کا سالار بڑے بالوں والا مرد ہوگا وہ کہتا جائے گا (راستہ دو، راستہ دو) فرمایا اے اللہ کے بندو! ثابت قدم رہنا میں اس کے ایسے اوصاف بیان کروں گا جو مجھ سے پہلے کسی نبی نے بیان نہیں کیے وہ ظاہر ہو کر پہلے دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، پھر دعویٰ کرے گا وہ تمہارا رب ہے۔ حالانکہ مرتے دم تک نہیں دیکھو گے (اس کا دیدار قیامت میں ہوگا) اور وہ بھینگا (یک چشم) ہوگا حالانکہ اللہ تعالیٰ منزہ مقدس ہے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا (کافر) اسے ہر مومن پڑھا لکھا اور ان پڑھ، پڑھ لے گا یعنی حروف ہجا (ک، ف، ر) سے صاف لکھا ہوگا جیسے کہ اس کی بعض روایات میں تصریح ہے۔

4- اس کے فتنوں میں سے ایک یہ ہوگا کہ اس کے ساتھ جنت و دوزخ در حقیقت اس کی جنت دوزخ ہوگی اور دوزخ جنت جو اس کی دوزخ میں مبتلا ہو تو وہ سورۃ الکھف کی

ابتدائی آیات پڑھے تو اس پر اس کی دوزخ (نار) گلزار (ٹھنڈی) اور سلامتی والی ہو جائے گی جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نار گلزار ہوگئی تھی اس کے فتنوں میں ایسے ایسے اور بہت کچھ ہوگا (اسے پہلے مفصل لکھ آئے ہیں) اس کے ساتھ ہی حضرت الیسع علیہ السلام ہوں گے وہ لوگوں کو ڈرائیں گے کہ یہ مسیح کذاب ہے۔ اس سے ڈرو! اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

5- حضرت الیسع علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ اتنی تیز رفتاری عطا فرمائے گا کہ اسے دجال نہیں پا سکے گا۔

مکہ و مدینہ میں دجال کا داخلہ ممنوع:

روایت میں ہے کہ الیسع کے آگے دو آدمی ہوں گے جو دجال سے اہل قریہ کو ڈرائیں گے ان کے جانے کے بعد دجال کا لشکر داخل ہوگا۔ دجال تمام بستیوں میں جائے گا سوائے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے جب وہ مکہ معظمہ کے قریب جائے گا تو وہاں ایک عظیم شخصیت کو دیکھے گا اس سے پوچھے گا کہ تم کون ہو؟ وہ کہے گا میں میکائیل علیہ السلام ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تاکہ میں تمہیں مدینہ پاک میں داخل نہ ہونے دوں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ زمین کے چپہ چپہ پر دجال جائے گا سوائے مکہ شریف اور مدینہ پاک کے کہ وہاں پر چوراہے پر فرشتے تلوار نیام سے نکالے کھڑے ہوں گے جب وہ مکہ شریف کے قریب پہنچے گا تو میکائیل علیہ السلام کو دیکھ کر ان سے ڈر کے بھاگ جائے گا اور ایک زوردار چیخ مارے گا اس کی چیخ سن کر اہل مکہ کے منافقین مکہ سے نکل کر اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔

مدینہ پاک کی وادی جرف میں دجال کا نزول:

مکہ شریف کے بعد مدینہ طیبہ روانہ ہو کر مدینہ طیبہ کے باہر سرخ ٹیلہ (جو کہ شور یلی زمین کے آخری حصہ پر واقع ہے) پر اترے گا۔

اضافہ اویسی غفرلہ:

یہی وادی جرف ہے اور سرخ ٹیلے سے اس کے قریب کی پہاڑی مراد ہے جہاں اب

ملک فہد (سعودی عرب کے سربراہ، بادشاہ) نے ایک بہترین اور مضبوط اور کئی کمروں پر مشتمل بڑا محل بنوایا ہے گویا اس نے اپنے سربراہ دجال کے لئے پہلے سے ہی اس کی رہائش گاہ تعمیر کرادی ہے جو حضرات جبل احد شریف کو جائیں تو اس جبل شریف کی غربی جانب وادی جرف کو آنکھوں سے دیکھ کر ملک فہد کے تعمیر کردہ محل کو دیکھ کر یقین کریں کہ رسول اللہ ﷺ کی نگاہ نے کیا ہی آنکھوں دیکھا حال بتایا۔ اسے اہلسنت علم غیب سے تعبیر کرتے ہیں اس سے سعودیوں نجدیوں کی گمراہی اور دجال کی ٹولی ہونے کا کامل ثبوت مل گیا۔ (اویسی غفرلہ)

دجال کے دور کا مدینہ پاک:

دجال مکہ معظمہ سے فراغت پا کر مدینہ پاک کے ایک کنارہ پر اترے گا اس وقت مدینہ پاک کے سات دروازے ہوں گے ہر دروازہ پر دو فرشتے پہرہ دار ہوں گے اس وقت اللہ تعالیٰ شریر لوگوں کو مدینہ پاک سے نکال دے گا۔

(رواہ ابن حبان فی صحیحہ، کتاب التوحید، وفی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا)

نکتہ: کسی نے مجھ پر اعتراض کیا کہ سعودی (نجدی) حق پر نہ ہوتے تو مدینہ پاک پر مسلط نہ ہوتے۔ میں نے کہا یہ ان کی حقانیت کی دلیل نہیں اس لئے کہ کعبہ معظمہ پر بھی بت پرست مسلط رہے مدینہ پاک پر بھی باغی اور یزیدی وغیرہ وغیرہ قابض رہے۔ اگر یہ بھی سمجھ میں نہیں آرہا تو اس حدیث شریف پر غور کیجئے کہ دجال کے دور میں پرفتن اور شرارتی لوگوں (کو مدینہ شریف) سے نکالا جائے گا اور یقین کریں وہ یہی لوگ ہیں کیونکہ یہ لوگ پہلے ہوں گے تو نکالے جائیں گے۔ (اویسی غفرلہ)

حضرت خضر علیہ السلام اور دجال کا مقابلہ:

اہل اسلام میں ایک مرد خدا مسلمانوں کو کہے گا میں اسے دیکھتا ہوں کیا یہ وہی تو نہیں جس سے ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ڈرایا تھا یا کوئی اور ہے؟ لوگ کہیں گے اکیلے نہ جائیں کہیں وہ آپ کو شہید نہ کر ڈالے ہم ساتھ چلتے ہیں، کہیں وہ آپ کو فتنہ میں ڈال کر نقصان نہ پہنچائے اگر وہ آپ کو شہید کرنا چاہے گا تو ہم آڑے آجائیں گے۔ وہ مرد مؤمن کہے گا کوئی فکر نہ کرو مجھے اس کے پاس جانے دو۔ وہ مرد خدا چل کر دجال کے محلات میں داخل ہو جائے گا دجال

کے دربان کہیں گے کہاں کا ارادہ ہے؟ وہ مرد مؤمن کہے گا میں اس کے پاس جانا چاہتا ہوں جس نے خروج کیا ہے دربان کہیں گے کیا تو ہمارے رب پر ایمان رکھتا ہے؟ مرد مومن کہے گا ہمارا رب مخفی نہیں دربان کہیں گے اسے قتل کر دو۔ پھر وہ آپس میں کہیں گے کیا ہمارے رب نے نہیں روکا کہ اس کے سوا کوئی کسی کو قتل نہ کرے اس پر دربان دجال کو خبر دیں گے کہ ایک شخص ایسے ایسے کہتا ہے ہم نے اسے پکڑ لیا ہے۔ اگر آپ کا حکم ہو تو اسے قتل کر دیں یا آپ کے پاس لے آئیں دجال کہے گا اسے میرے پاس بھیج دو۔ جب مرد مؤمن دجال کو دیکھے گا تو اعلان فرمائے گا اے لوگو! یہ وہی دجال ہے جس کیلئے رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی۔ دجال حکم دے کر اپنی طرف کھینچے گا۔ پھر کہے گا کہ میری اطاعت قبول کر و ورنہ ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔

مرد مؤمن کا دوبارہ زندہ ہونا:

ایک روایت میں ہے کہ مرد مؤمن کا پاؤں سیدھا کر کے اس کی ریڑھ کی ہڈی پر آرہ رکھ کر اس کے دو ٹکڑے کر دے گا۔ اور دو ٹکڑے علیحدہ علیحدہ ایک تیر کے پھینکنے کی مسافت پر رکھ دے گا پھر دجال دو حصوں کے درمیان چل کر اپنے ساتھیوں کو کہے گا کہ اب تمہیں یقین ہو گیا ہے کہ میں تمہارا رب ہوں۔ وہ کہیں گے ہاں تو ہمارا رب ہے۔ پھر دجال اس مرد مؤمن کے ایک حصہ پر مٹی یا کوئی شے مار کر کہے گا اٹھ کھڑا ہو، چنانچہ وہ مرد مؤمن سیدھا ہو کر کھڑا ہو جائے گا۔ جب دجال کے ساتھی یہ منظر دیکھیں گے تو دجال کی تصدیق کرتے ہوئے کہیں گے ہمیں کامل یقین ہو گیا ہے کہ تو ہمارا رب ہے۔ جو تیرا حکم ہو گا ہمارے سر آنکھوں پر اور ہم آپ کی تہہ دل سے ہر طرح کی تابعداری کریں گے۔ جب مرد مؤمن دوبارہ زندہ ہو جائے گا اسے دجال کہے گا کیا اب بھی مجھ پر ایمان نہیں لاتے مرد مؤمن کہے گا اب مجھے اور زیادہ مستحکم یقین ہو گیا کہ تو دجال ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ مرد مؤمن کہے گا اب تیرے اس کرشمہ سے مجھے بہت زیادہ سخت یقین ہو گیا ہے کہ تو دجال ہے۔ اور مسیح کذاب ہے اور یہ بھی مجھے یقین ہے کہ اب میرے بعد تو اس طرح کے کرشمے نہیں دکھا سکے گا دجال کہے گا مجھے قسم ہے! کہ اگر تو میری اطاعت نہ کرے گا تو تجھے ذبح کر دوں گا یا آگ میں پھینک دوں گا۔ اس کے بعد دجال مرد

مؤمن کی گردن سے تر قوۃ تک چھرا گھونپ دے گا۔ اس پر دجال قدرت نہ پائے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ دجال اس مرد مؤمن کے جسم پر چھرے وغیرہ مارے گا لیکن اس کے تمام ہتھیار بیکار رہ جائیں گے پھر وہ اس مرد مؤمن کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر آگ میں ڈالے گا ظاہر میں تو وہ اس کی دوزخ ہو گی لیکن حقیقت میں وہ اس مرد مؤمن کیلئے جنت بن جائے گی۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سب سے مراتب و درجات میں زیادہ میرے قریب یہی مرد مؤمن ہو گا اور شہداء میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہی مرد مومن بہت بڑا ہے''۔

احادیث مبارکہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

''مجھے امید ہے کہ دجال کو پائے گا بعض وہ جس نے میری زیارت کی ہو گی یا میرا کلام سنا ہو گا''۔ (رواہ ابن حبان فی کتاب التوحید من صحیحہ)

فائدہ: اس بعض سے حضرت خضر علیہ السلام مراد ہیں مندرجہ ذیل امور اس کے دلائل میں سے ہیں۔

1- اس پر اجماع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے والوں میں سے اب کوئی زندہ موجود نہیں سوائے حضرت خضر و عیسیٰ علی نبینا و علیہما السلام کے اور اس مرد مؤمن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو مراد نہیں ہو سکتے اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو خود دجال کو قتل کریں گے اور اس مرد مؤمن کو دجال شہید کرے گا فلہٰذا ماننا پڑے گا کہ مرد مؤمن سے خضر علیہ السلام مراد ہیں۔

2- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام کا اجل مؤخر کیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ دجال کی تکذیب کریں گے (رواہ الدار القطنی الافراد) پس ''صحیح مسلم'' میں عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ یعنی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابو اسحٰق وہ ابراہیم بن محمد بن سفیان الزاہد جو صحیح مسلم کے ان سے روایت کرنے والے ہیں، کہا جاتا

ہے کہ وہ مرد (جسے دجال قتل کرے گا) وہ حضرت خضر علیہ السلام ہوں گے۔

3۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ دجال کو بعض وہ جس نے مجھے دیکھا ہوگا یا میرا کلام سنا ہوگا۔ الحدیث (ابن حبان)

فائدہ: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس سے جس نے استدلال کیا ہے کہ مرد مومن سے حضرت خضر علیہ السلام مراد ہیں یہ حدیث صحیح ہے ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے ذکر دجال میں بیان فرمائی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ کے بعض صحابہ کرام دجال کو پائیں گے اور دار قطنی کی روایت میں جس مبہم مرد مومن کا ذکر ہے اس سے حضرت خضر علیہ السلام مراد ہیں۔

حضرت خضر علیہ السلام صحابی ہیں:

ان مجموعہ دلائل سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت خضر علیہ السلام صحابی ہیں اور ان کی موت مؤخر کی گئی ہے تاکہ وہ دجال کی تکذیب کریں اور مذکورہ روایات سے واضح ہے کہ جسے دجال قتل کرے گا وہ حضرت خضر علیہ السلام ہوں گے۔

4۔ بعض روایات میں وہ مردِ مومن جسے دجال قتل کرے گا وہ قتل سے پہلے اعلان کرے گا کہ اے لوگو! یہ وہی ہے جس کی ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان فرمائی، جب کہ دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا۔

فائدہ: حدثنا (ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے حدیث فرمائی میں حقیقی معنی مراد ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خضر علیہ السلام کو بلاواسطہ حدیث ارشاد فرمائی ہوگی۔ اور جن روایات میں سند میں وسائط ہیں وہاں مجاز مراد ہوگا۔

کشفی ثبوت:

اسی طرح محققین صوفیہ جیسے حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بعض نے کہا کہ اصحاب کہف میں سے کوئی ایک ہوگا اور یہ بھی گزرا ہے کہ اصحاب کہف امام مہدی رضی اللہ عنہ کے رفقاء میں سے ہیں لیکن یہ پچھلا قول ضعیف ہے صحیح وہی ہے جو احادیث اور کشف سے ثابت ہے کہ مرد مومن حضرت خضر علیہ السلام ہوں گے نہ کہ بعض اصحاب کہف۔

مدینہ پاک میں زلزلہ:

دجال کے زمانہ میں مدینہ پاک میں تین زلزلے آئیں گے مدینہ پاک سے تمام منافق مرد اور عورتیں نکل جائیں گے اسی دن مدینہ پاک اپنے اندر کا خبث ایسے صاف کرے گا جیسے بھٹی لوہے کا زنگ صاف کرتی ہے آخری مدت تک اس کے ہاں عورتیں زیادہ آئیں گی یہاں تک کہ مرد اپنی ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی کو رسی سے باندھے گا اسی خطرہ سے کہ وہ دجال کے پاس نہ چلی جائیں۔

ایک روایت میں ہے کہ یوم الخلاص کیا ہے؟ تمہیں معلوم ہے کہ یوم الخلاص کیا ہے؟ تین بار فرما کر ارشاد فرمایا کہ دجال آتے ہی جبل احد شریف پر چڑھ کر ادھر ادھر جھانک کر شہر مدینہ کو دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے کہے گا یہ سفید محل کو نہیں دیکھ رہے ہو کہ حضرت احمد ﷺ کی مسجد ہے۔

علم غیب رسول ﷺ:

یہ آپ ﷺ کے معجزات میں سے ہے کہ آپ نے قبل از وقت خبر دے دی کہ آپ کی مسجد اونچی ہوگی اور چونے گچ سفید ہوگی کیونکہ آپ ﷺ کے دور میں مسجد چھڑیوں وغیرہ سے تھی اور یہ جو آپ نے بتایا اس طرح ہوا اور ہوگا کہ آپ کی مسجد شریف دور سے دکھائی دیتی ہے اور اس کے مینار سفید چمکتے ہوئے دور سے نظر آتے ہیں۔ واللہ اعلم

فائدہ: یہاں تک کہ اب مدینہ پاک سے 10 کلومیٹر دور میقات ذوالحلیفۃ جس کا نام اب ابیار علی ہے سے ہم اپنی آنکھوں سے دور سے زیارت کرتے ہیں۔ (اویسی غفرلہ)

اضافہ اویسی غفرلہ:

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دجال کے خروج کا اب وقت قریب ہے کیونکہ اب مسجد اور مینار دور سے نظر آتے ہیں۔ لیکن اب بھی دیر ہے اس لئے کہ گنبد نبوی ﷺ شریف سبز ہے لیکن اس وقت سفید ہوگا۔ فقیر اویسی غفرلہ کہتا ہے کہ اس کاروائی میں نجدی سعودی لگے ہوئے ہیں کہ کسی طرح یہ گنبد خضراء سفید ہو جائے، چنانچہ ایک کام کر چکے ہیں کہ مسجد

نبوی ﷺ شریف کے سرخ حصہ کو سفید کر لیا ہے اب گنبد شریف کی باری ہے ممکن ہے اس صدی کے آخر میں یا آئندہ ہو۔ نجدی کریں یا کوئی اور، گنبد سفید ہو گا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرما دیا ہے۔

مدینہ شریف پر پہرہ:

دجال مدینہ شہر میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا لیکن اس وقت اس کے ہر کونے پر فرشتہ ہتھیاروں سے لیس ہو کر مدینہ شریف کی حفاظت کے لئے پہرہ دار ہو گا گویا اس وقت فرشتوں کی فوج بحر موج مدینہ پاک میں پڑاؤ ڈالے ہو گی۔ دجال یہ منظر دیکھ کر وادی جرف کے ویرانہ میں آ جائے گا (اس کے لئے ابھی سے ملک فہد نے بہترین اور طویل محل تیار کرا رکھا ہے تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔)

ایک روایت میں ہے کہ وہ وادی قناۃ کی گزر گاہ میں اترے گا، وہیں پر اپنے خیمے نصب کرے گا پھر مدینہ پاک میں تین زلزلے آئیں گے اس وقت مدینہ شریف میں سے تمام منافق مرد اور منافق عورتیں اور تمام فاسق مرد اور فاسق عورتیں نکل کر دجال کے پاس آ جائیں گے اس وقت مدینہ پاک خالص پاک لوگوں کے لئے ہو گا اس دن کو یوم الخلاص کہا جائے گا۔ (رواہ احمد والحاکم عن محجن بن الادرع)

علم غیب رسول ﷺ:

حضور سرور عالم ﷺ کی یہ تقریر سن کر اُمّ شریک بنت ابی العکر رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس وقت خالص کہاں ہوں گے؟ فرمایا خالص عربی ہوں گے مگر تھوڑے۔ زیادہ خالص عربی بیت المقدس کو ہجرت کر جائیں گے وہاں ان کا امام حضرت مہدی ہوں گے۔ مہدی وہ مرد صالح ہے ملک شام کی طرف متوجہ ہوں گے تو لوگ جبل الدخان کی طرف بھاگ جائیں گے۔ جبل الدخان ملک شام میں ہے امام مہدی ان کا پیچھا کر کے انہیں محصور کریں گے ان لوگوں پر حصار سخت ہو گا اور امام مہدی ان کے تابع کرنے کے لئے سخت جدوجہد کریں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ لوگ دجال کے بارے میں شک میں پڑ جائیں گے جب وہ مرد صالح کو دوبارہ قتل نہ کر سکے گا (جس کی تفصیل گزری ہے) تو وہ مرد صالح بیت المقدس میں آ جائے گا جب وہ عقبہ افیق پر چڑھے گا تو اس کا سایہ مسلمانوں پر پڑے گا تو اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے کمانیں تان لیں گے ان کا سب سے قوی وہ ہوگا جو گھٹنوں کے بل چلے گا یا بیٹھ سکے گا باقی لوگ زمین پر پڑے ہوں گے اٹھ نہ سکیں گے جیسے دجال کے فتنے میں (اس کی تفصیل گذری ہے) اس دوران مومن کی تسبیح وتہلیل وتکبیر قوت لا یموت (زندگی کا سہارا) ہوگی اسی ذکر مبارک کی برکت سے انکی گذر اوقات آسان ہو جائے گی۔

دجال کے مقابلہ کی تیاری اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور:

جب مسلمانوں کو محصور ہوئے کافی وقت گذرے گا تو وہ مرد صالح کہے گا کب تک یہ مشقت اور حصار سر پر اٹھاؤ گے۔ اٹھو! اس دشمن (دجال) کا مقابلہ کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے اٹھو! اس سے لڑو شہادت نصیب ہوگی یا فتح۔ تمہیں ان دونوں میں سے ایک نصیب ہوگی، تو تمہارا فائدہ ہے شہادت عین مراد ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارا حامی وناصر ہے، لوگ مرد صالح کی تقریر سے متاثر ہو کر اس کی بیعت کر لیں گے اور یہ دجال کے مقابلہ کی بیعت ہوگی، اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ یہ بیعت ان کی مبنی بر صدق ہوگی اور وہ سچے دل سے بیعت ہوں گے۔ اسی دوران ان پر ایسی تاریکی چھا جائے گی کہ لوگ اپنا ہاتھ تک نہ دیکھ سکیں گے اسی حال میں ان کی آنکھوں اور دائیں بائیں تاریکی چھٹ جائے گی ان کے سامنے ایک مرد نظر آئے گا جس پر لامہ ہوگی کہیں گے کون ہیں آپ؟ وہ مرد فرمائے گا میں اللہ کا بندہ اور اس کا کلمہ عیسیٰ علیہ السلام ہوں اور فرمائیں گے کہ ان تینوں میں سے ایک کا انتخاب کرو۔ (۱) اللہ تعالیٰ دجال اور اس کے لشکر پر سخت عذاب بھیجے (۲) انہیں زمین میں دھنسا دے (۳) ان پر تمہیں مسلط کر دے اور ان کے ہتھیار تم سے روک دے لوگ کہیں گے یا حضرت رسول خدا یہی ہمارے سینوں کے لئے زیادہ شافی ہے اس دن یہودی طویل القامت اور مضبوط تر اور موٹا و فربہ کے ہاتھ میں تلوار ان کے رعب سے نہ ٹھہر سکے گی۔ وہ لوگ قلعہ سے اتر کر ان پر مسلط ہو جائیں گے۔

امام مہدی رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز:

اسی دوران امام مہدی رضی اللہ عنہ آگے بڑھ کر صبح (فجر) کی نماز پڑھائیں گے اس وقت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بھی ان کے ساتھ آ کر صبح کی نماز پڑھیں گے امام مہدی مصلّی سے پیچھے ہٹیں گے تا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عرض کیا جائے گا اے روح اللہ! آپ نماز پڑھائیں کہنے والا وہ ہوگا جس نے ابھی تکبیر تحریمہ نہیں کہی ہوگی حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے تمہارا امام مہدی رضی اللہ عنہ ہے اسی لیے وہی نماز پڑھائیں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام امام مہدی رضی اللہ عنہ کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے آپ نماز پڑھائیں آپ کے لئے ہی اقامت کہی گئی ہے۔ جب امام مہدی رضی اللہ عنہ لوٹ کر مصلّی پر آئیں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز شروع فرمائیں گے وہ نماز شروع کریں گے تو ان کے پیچھے دجال ستر ہزار یہودیوں سمیت کھڑا ہو گا اور یہودی تلواروں کو نیام سے خالی کر کے ساتھ ہوں گے جب دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا ایسے پگھل جائے گا جیسے نمک پانی میں۔ اس پر وہ بھاگے گا اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے میرا تیرے لئے ایک وار کافی ہے اور یہ وار تیرے سے پہلے کسی کو نہیں پہنچا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کا پیچھا کریں گے یہاں تک کہ اسے مقام لُد پر قتل کریں گے اور یہود شکست کھا کر بھاگیں گے۔

تعارف:

لُدّ: بضم اللام وتشدید الدال المهملة بروزن مُدّ۔ بیت المقدس کے نواح میں ایک شہر کا نام رملہ اور اس کے درمیان بطرف دمشق ایک فرسخ (تین میل) کا فاصلہ ہے لد اور رملہ کے کھجوروں کے باغات آپس میں قریب قریب ہیں۔

علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مسلم شریف میں ہے کہ اس دوران کہ دجال یونہی ہوگا (یعنی اپنے مذکورہ بالا کاموں میں ہوگا) کہ اللہ تعالیٰ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمائے گا وہ دمشق کی جامع مسجد (بنوامیہ) کے سفید مشرقی منارہ پر اتریں گے جو درمیان مہرادر ذتین کے واقع ہے، ذتین ذال معجمہ ومہملہ کے ساتھ یعنی وہ دونوں ہلدی یا زعفران یا ورس (زرد) سے رنگے ہوئے ہوں گے

اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوں گے جب وہ سر جھکائیں گے تو ان کے بالوں سے پانی کے قطرات گریں گے سر اٹھائیں گے تو ہر بال سے پانی کے قطرے سفید موتی کی طرح جھڑیں گے (الجمان ای بضم الجیم وتخفیف المیم، چاندی کے دانے جو بڑے موتیوں کی شکل پر بنائے جاتے ہیں) حضرت عیسٰی علیہ السلام کی خوشبو جس کافر تک پہنچے گی وہ مر جائے گا آپ کا سانس وہاں تک پہنچے گا جہاں تک آپ کی نگاہ پہنچے گی حضرت عیسٰی علیہ السلام اتر کر دجال کی تلاش میں نکلیں گے یہاں تک کہ اسے لد میں پائیں گے تو اسے قتل کر دیں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام وقت سحر اتر کر اعلان کریں گے اے لوگو! تمہیں کون سی شے مانع ہے کہ کذاب وخبیث (دجال) کی طرف نکلو، لوگ آپ کی آواز سن کر کہیں گے جاء کم الغوث تمہارا غوث (فریادرس) آ گیا۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

انبیاء علیہم السلام واولیاء عظام کو غوث (فریادرس) ماننا تا قیامت اہل اسلام کا طریقہ ہے اور آج یہی طریقہ اہلسنت کو نصیب ہے۔ ثابت ہوا دور حاضر میں اہلسنت کے سوا تمام مذاہب باطل ہیں کیونکہ سیدنا عیسٰی علیہ السلام وامام مہدی رضی اللہ عنہ کے دور میں تمام بد مذاہب مٹ جائیں گے ان کے ساتھ صرف اہل حق ہوں گے اور ان کے عقائد و معمولات یہی ہوں گے جو آج اہلسنت (بریلوی حضرات) کو نصیب ہیں۔ الحمدللہ علی ذلك)

سیدنا عیسٰی علیہ السلام کا بعد نزول شغل کیا ہوگا؟

لوگ کہیں گے یہ آواز دینے والا شکم سیر ہے (قوی اور مضبوط ہے) اس کی آمد سے زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہوگئی ہے سیدنا عیسٰی علیہ السلام آسمان سے اترتے ہی کہیں گے۔ مسلمانو! اپنے رب تعالیٰ کی حمد و تسبیح کرو کیونکہ یہی حمد و تسبیح ان کی روزی رزق رہی۔ (جیسے پہلے گزرا ہے) سیدنا عیسٰی علیہ السلام کی آمد سے دجال کے ماننے والے راہ فرار اختیار کریں گے اللہ تعالیٰ ان پر زمین تنگ کر دے گا تو مقام لد تک آدھے گھنٹے میں پہنچتے ہی حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ساتھ مل جائیں گے۔ جب دجال حضرت عیسٰی علیہ السلام کو دیکھے گا تو اپنے بعض ساتھیوں سے کہے گا اقم الصلوۃ نماز کیلئے اقامت کہ یہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے

خوف سے کہے گا آپ کو کہے گا اے اللہ تعالیٰ کے نبی! نماز کی اقامت کہی جا چکی ہے، آپ فرمائیں گے اے دشمن خدا! کیا تیرا گمان ہے کہ تو رب العالمین ہے؟ جب تیرا یہ گمان ہے تو پھر تو کس کی نماز پڑھتا ہے یہ کہہ کر اسے چابک مار مار کر قتل کر دیں گے۔

تطبیق الروایات:

مذکورہ بالا بیان میں روایات مختلف طریقوں سے مروی ہوئی ہیں ان کے درمیان تطبیق یوں ہوگی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سب سے پہلے جامع مسجد دمشق کے سفید مشرقی منارہ پر اتریں گے اور یہ منارہ اب بھی موجود ہے (فقیر اویسی اور مولانا الحاج حافظ محمد عبدالکریم اویسی قادری رضوی مدظلہ العالی کی طرح جو بھی دمشق ملک جائے شام گئے ہیں سب نے اس منارہ مشرقی کی زیارت کی ہے جس سال ہم گئے اس کا مسجد کی طرف سے دروازہ مقفل تھا وجہ یہ بتائی گئی کہ کوئی جھوٹا اوپر چڑھ کر دعویٰ نہ کر دے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے دن کو اتریں گے اس وقت دن کے چھے گھنٹے گزر چکے ہوں گے جیسا کہ فتوحات مکیہ کا بیان گذر چکا ہے، آپ اترتے ہی ظہر کی نماز پڑھائیں گے اس سے احتمال ہوتا ہے کہ آپ ظہر کے بعد اتریں گے یہود و نصاریٰ کو زد و کوب کی مشغولی کی وجہ سے عصر کی نماز کا وقت ہو جائے گا۔ آپ جامع مسجد اموی (دمشق) میں عصر کی نماز پڑھائیں گے، پھر بیت المقدس کے مسلمانوں کے لئے غوث (فریادرس) بن کر تشریف لے جائیں گے۔

عبارت کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

الی بیت المقدس غوثاللمسلمین۔

''پھر بیت المقدس کی طرف مسلمانوں کے غوث (فریادرس) بن کر تشریف لے جائیں گے'' ۔ (الاشاعۃ لاشراط الساعۃ صفحہ ۲۸۲ مطبوعہ دار المنھاج، جدہ، سعودیہ)

بیت المقدس میں صبح کی نماز کے وقت پہنچیں گے اس وقت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی امامت کے لئے صبح کی نماز میں اقامت کہی جا چکی ہوگی تمام یا بعض تکبیر کہہ کر نماز میں مشغول ہوں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر جنہوں نے ابھی تکبیر تحریمہ نہیں کہی ہوگی آپ

کا استقبال کریں گے آپ نماز کیلئے آئیں گے تو امام مہدی رضی اللہ عنہ نماز میں ہوں گے آپ کا سن کر امام مہدی رضی اللہ عنہ مصلّٰی سے پیچھے ہٹنے کا ارادہ فرمائیں گے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو نماز پڑھانے کا وہ لوگ عرض کریں گے جنہوں نے ابھی تکبیر تحریمہ نہیں کہی ہوگی کہ آپ امامت کرائیں، آپ کہیں گے تمہارا امام نماز پڑھائے گا۔

یہ سارا معاملہ یوں ہوگا کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ عملاً حضرت عیسٰی علیہ السلام کو امامت کی عرض کریں گے اور جنہوں نے تکبیر تحریمہ نہیں کہی ہوگی وہ آپ کو قولاً عرض کریں گے یہ تاویل ہم نے اس لئے عرض کی ہے تا کہ عملاً و قولاً دونوں طرح سے حدیث کی تطبیق ہو جائے صبح کی نماز ہو جائے گی تو آپ دجال والوں کا پیچھا کریں گے تو زمین ان پر تنگ ہو جائے گی آپ ان کے پیچھے چلتے چلتے مقام لد تک پہنچ جائیں گے اس وقت تک ظہر کی نماز کا وقت ہو جائے گا۔ دجال حیلہ کرتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہے گا یہیں نماز کی اقامت کہو جب وہ ملعون دیکھے گا کہ اس سے بھی چھٹکارا نہیں ہوگا تو حضرت عیسٰی علیہ السلام کے خوف سے نمک کی طرح پگھلے گا۔ عیسٰی علیہ السلام اسے پکڑ کر قتل کر دیں گے یا یہ کہ بے وقت نماز کیلئے ساتھیوں کو کہے گا یہی زیادہ مناسب ہے اس کی گمراہی اور اللہ تعالٰی سے جہالت کی یہی بہتر دلیل ہے۔ اسی کے قریب وہ حدیث ہے جو ابن المنادی نے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ دجال کو اللہ تعالٰی شام میں عقبۃ افیق پر دن کے تین گھنٹے گزرنے کے بعد حضرت عیسٰی ابن مریم علیہ السلام کے ہاتھوں قتل کرائے گا۔

فائدہ: القاموس میں ہے کہ افیق امیر کیطرح ہے اسی سے عقبۃ افیق (گاٹی) ہے۔

تحقیق قول:

یہاں ایک تحقیق اور ہے وہ یہ کہ پہلے گزرا ہے کہ دجال کے چھوٹے دنوں میں یہی آخری دن ہوگا اور ان دنوں میں نماز اندازہ اور تخمینہ سے ادا کی جائے گی اس معنی پر دجال کا نماز کے لئے کہنا اسی اندازہ پر ہوگا جو کہ مسلمانوں کے لئے وہ عصر کی نماز کا وقت ہوگا۔ علاوہ ازیں اس میں بھی اشکال نہیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان سے جامع مسجد دمشق میں دن کے چھ گھنٹے گزرنے پر اتریں گے اور آپ انہیں عصر کی نماز پڑھائیں گے کیونکہ اس تطبیق

سے واضح ہو گیا کہ یہ تمام امور دجال کی وجہ سے تخمینہ کے طور طے ہوں گے۔ یہی تحقیقی جواب ہے اور اللہ تعالیٰ ہی حق کی ہدایت دیتا ہے اور وہی سیدھی راہ کی ہدایت دیتا ہے۔

دجال اور یہود کو شکست:

اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے یہود اور دجال کے ساتھیوں کو شکست دے گا اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی ہر شے کہ جس سے یہودی چھپنے کی کوشش کرے گا تو وہ کہے گی اے مسلمان! یہودی میرے میں چھپا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ اس وقت ہر درخت ہر پتھر ہر دیوار ہر جانور بولے گا۔

یَاعَبْدَاللّٰہِ الْمُسْلِم ! ھٰذَا یَھُوْدِیٌّ۔

"اے مسلمان بندۂ خدا! یہودی یہ ہے"۔

ایک روایت میں ہے کہ ہر شے کہے گی:

ھٰذَا دَجَّالٌ فَتَعَالْ فَاقْتُلْہُ

"دجال یہ ہے ادھر آ کر اسے قتل کر دے، غرقد (درخت) کے سوا باقی تمام شے دجال اور یہودیوں کے لئے بولے گی"۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام امتی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام میری امت میں حاکم عادل اور امام انصاف والے ہوں گے (اس کا کامل و مکمل واقعہ آگے آئے گا ان شاء اللہ۔ فقیر اویسی غفرلہ کا اس بارے میں رسالہ "اعلام ارباب العقول بشغل عیسیٰ علیہ السلام بعد النزول" عرف نزول کے بعد سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے مشاغل۔ مطبوعہ صدیقی پبلشرز، گلستان جوہر، کراچی، قابل مطالعہ ہے۔ اویسی غفرلہ)

دجال سے نجات کی کیفیت:

دجال سے نجات کے لئے دو طریقے ہیں (۱) علم (۲) عمل۔ علم سے تو نجات یہ ہے کہ دجال خدائی دعویٰ کرے گا لیکن علم سے یقین ہوگا کہ وہ کیسے خدا ہو سکتا ہے جب کہ وہ کھاتا پیتا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کھانے پینے سے منزہ (پاک) ہے اور علم سے معلوم ہوگا کہ دجال

اعور (بھینگا) ہے اور اللہ تعالیٰ منزہ مقدس ہے وہ ہر عیب سے پاک ہے۔ علم بتائے گا کہ اللہ تعالیٰ موت سے پہلے کسی کو نظر نہیں آئے گا (اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ رویت باری تعالیٰ دنیا و آخرت میں عقلاً ممکن ہے لیکن یہ رویت دنیا میں ہمارے نبی علیہ السلام کے سوا کسی اور کے لئے واقع نہیں ہوئی۔ جیسا کہ ''فرائض الاسلام'' از شیخ الاسلام والمسلمین للمخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۱۷۴ھ میں ہے۔ اویسی غفرلہ) اور دجال تو سب کو دکھائی دے گا۔ اور ہر ایک سے موت سے پہلے دیکھ رہا ہوگا وغیرہ وغیرہ بڑی تفصیل سے اس کی علامات گزری ہیں جن سے یقین ہوگا کہ یہ وہی دجال کذاب خبیث ہے جس کی نشانیاں احادیث میں بیان کی گئی ہیں۔

عمل سے معلوم ہوگا کہ یہ دجال ہے:

1- دجال حرمین شریفین کے داخلہ کی کوشش کرے گا لیکن نا کام رہے گا۔

2- مسجد اقصیٰ یا مسجد طور میں بھی بعض روایات کے اعتبار سے نہ داخل ہو سکے گا۔

3- جو سورۃ الکہف کی پہلی دس آیات کی تلاوت کرے گا اس پر دجال کا کوئی اثر نہ ہوگا۔

4- دجال پہاڑوں اور جنگلوں میں بھاگے گا کیونکہ دجال اکثر دیہات وغیرہ میں جائے گا۔

حضرت عبید بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک قوم دجال کے ساتھ وقت گذار رہی گی اور کہیں گے کہ ہم دجال کے ساتھ وقت گذارتے ہیں اور ہاں ہمیں یقین ہے کہ وہ کافر ہے۔ ہم اس کی صحبت میں رہتے ہیں ہم اس کے طعام سے کھاتے پیتے ہیں اور ہم درختوں سے بکریاں چراتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کا ان سب پر عذاب نازل ہوگا تو کوئی بھی عذاب سے نہ بچ سکے گا۔ (رواہ نعیم بن حماد)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جو دجال کو ملے تو اس کے منہ پر تھوک دے۔ (رواہ الطبرانی)

5- تسبیح و تکبیر و تہلیل سے نجات پائی جا سکے گی کیونکہ یہ اوراد مومن کی قحط کے دوران قوت (روزی) ہوں گے۔ اگر کوئی فتنہ دجال میں مبتلا ہو تو اسے چاہیے کہ ثابت قدم رہے اور صبر کرے کیونکہ وہ اگر کسی کو آگ میں ڈالے تو آنکھیں بند کر کے اللہ تعالیٰ کی مدد

سے آگ میں چھلانگ لگادے اس پر وہ آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی ہوگی۔

اگر دجال کسی کو قتل کرے تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ اسے عیسیٰ علیہ السلام قتل کریں گے۔

(الحمدللہ رب العالمین)

سبق: المحازلی فرماتے ہیں کہ دجال کی حدیث معلم (مدرسہ و اسکول میں) نصاب میں شامل کر کے بچوں (شاگردوں) کو ابتداء سے ہی بتائے۔ تا کہ ان کے دماغ میں شروع سے ہی اس کا تصور یقینی ہو جائے۔ (ابن ماجہ)

فائدہ: دجال کے خروج کی ایک علامت یہ ہے کہ جب اس کے ظاہر ہونے کا وقت قریب آئے گا تو منبروں پر ذکر بھلا دیا جائے گا (یعنی واعظین حضرات عوام الناس کو دجال کے بارے میں بتانا چھوڑ دیں گے)

خاتمہ: صحابہ کرام اور ان کے بعد ائمہ کا اختلاف ہے کیا وہی ابن صیاد ہے یا اس کا غیر؟ اس پر دو قول ہیں، ہر ایک کے دلائل ہیں۔ ہم پہلے اسے شروع کرتے ہیں کہ جو راجح ہے بعون اللہ تعالیٰ وحسن توفیقہ

اس بارے میں جو سب سے زیادہ جامع ہے وہ امام حافظ قاضی القضاۃ شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۵۲ھ کا قول ہے جو آپ نے فتح الباری شرح البخاری میں بیان فرمایا ہے۔ ان کے مقاصد بیان کرتے ہیں اس میں کفایت ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

احادیث: آپ نے فرمایا کہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ دلیل ہے اس کی کہ دجال وہی ابن صیاد ہے۔

1- حضرت جابر رضی اللہ عنہ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ دجال یہی ابن صیاد ہے اور فرمائے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے میں نے سنا انہوں نے قسم کھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کہا کہ دجال یہی ابن صیاد ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا انکار نہ فرمایا۔ (رواہ البخاری)۔

2- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ابن صیاد کو دو بار ملا ہوں ایک دفع اس کی ملاقات کا ذکر کیا پھر دوبارہ بھی۔ (رواہ مسلم وعبدالرزاق بسند صحیح)

ابن صیاد کی بدنما آنکھیں:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابن صیاد کی آنکھ سے سخت نفرت ہوئی کیونکہ

وہ اونٹ کی آنکھ کی طرح چشمہ خانہ سے باہر نکلی ہوئی تھی میں نے اس سے کہا کہ کب سے یہ تیری آنکھ خراب ہوئی؟ کہا مجھے کوئی خبر نہیں کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہے میں نے کہا عجیب بات ہے تمہیں اس کا علم نہیں جب کہ یہ تیرے سر میں ہے اس نے کہا انشاء اللہ یہ عنقریب تیرے عصا میں ہوگی پھر اس نے آنکھ پر ہاتھ پھیرا اور تین بار گدھے جیسی بلکہ اس سے بھی سخت آواز نکالی جسے میں سن رہا تھا میرے ساتھیوں کو گمان ہے کہ میں نے اپنا عصا اسے مارا جو میرے پاس تھا، میرا عصا میں نے دیکھا کہ اس کی آنکھ میرے عصا میں تھی اور عصا اس کے مارنے پر ٹوٹ گیا۔

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ ابن صیاد کے ساتھ یہودی تھا اور یہودی کا گمان تھا کہ میں نے اپنا ہاتھ ابن صیاد کے سینہ پر مار کر کہا اخساء (دفع ہو) تیرا قدر ہرگز آگے نہ بڑھے گا۔ میں نے یہ ساری داستان اپنی ہمشیرہ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کو سنائی انہوں نے فرمایا تیرا اس سے کیا کام تھا کیا تم نے نہیں سنا کہ دجال اللہ تعالیٰ کے غضب کے وقت خروج کرے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ان لوگوں پر بھیجے گا جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا۔

3- ابن صیاد کا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی واسطہ پڑا تھا وہ بھی دجال کے معاملہ جیسا ہے۔ اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابن صیاد (یعنی لوگ میرے متعلق باتیں کرتے ہیں) سے میری ملاقات ہوئی اس نے مجھے کہا کیا نہیں دیکھ رہے ہو کہ مجھے لوگوں سے پہنچ رہا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ میرا ارادہ ہوا کہ میں اسے رسی سے جکڑ کر اسے ایک درخت سے لٹکا دوں پھر وہ مجھ سے بول پڑا۔ اے ابو سعید رضی اللہ عنہ! لوگوں کا گمان ہے کہ میں ہی دجال ہوں ان کا یہ خیال غلط ہے کیا تم نے نہیں سنا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دجال یہودی ہوگا اور میں نے تو اسلام قبول کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دجال حرمین شریفین میں نہیں جا سکے گا اور میں تو خود مدینہ پاک میں پیدا ہوا ہوں اور ابھی مکہ معظمہ جانے کا پروگرام ہے اور یہ بھی ہے کہ دجال کی کوئی اولاد نہ ہوگی اور میری اولاد ہے۔

فائدہ: اس سے واضح ہو کہ ابن صیاد اور ہے اور دجال اور۔ (اویسی غفرلہ)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا ارادہ ہوا کہ میں نے جو اس کے ساتھ زیادتی کی تھی اس کی معذرت کر لوں ہاں میں ابن صیاد کو جانتا ہوں اور اس کی ولادت گاہ کو بھی اور یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ اب کہاں ہے؟ ایک روایت ہے کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر اب بھی وہ میرے سامنے آجائے تو میں اس سے کراہت نہ کروں گا یعنی چونکہ میں اسے دیکھ چکا ہوں اس لئے اس سے غیر مانوس محسوس نہ کروں گا۔

نتیجہ الروایات:

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ان روایات سے صراحۃً ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی اس بارے میں یہ نص ہیں کہ ابن صیاد وہی دجال ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تردد کے طور پہ بھی فرمایا ان یکن ھو اگر ابن صیاد وہی دجال ہے وغیرہ وغیرہ۔ علاوہ ازیں یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی جانب ہجرت کے ابتدائی زمانہ میں فرمایا پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے خبر دی تو آپ نے بالجزم فرمایا کہ دجال وہی ہے جو زنجیروں سے جکڑا ہوا ہے جسے تمیم داری رضی اللہ عنہ نے دیکھا اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی روایت مفصل آئے گی۔ (ان شاء اللہ)

سوال: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر فرمایا کہ ابن صیاد وہی دجال ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر انکار نہ فرمایا (تو واضح ہوا کہ ابن صیاد ہی دجال ہے)

جواب: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہ فرمانا اس لئے تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں متردد تھے جب ابتدائی دور تھا یعنی ہجرت کے اوائل میں تھا لیکن تعین بعد میں فرمایا (اور اس طرح کے مضامین اور بھی ہیں اسی لئے علمائے اہلسنت نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم تفصیلی تدریجاً ظہور میں آیا، اس قاعدہ کی تفصیل فقیر کی تصنیف ''غایۃ المامول فی علم الرسول'' مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ، بہاول پور، میں پڑھئے۔ اویسی غفرلہ)

سوال: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قسم کھانا تمہارے موقف کے خلاف ہے۔

جواب: حضرت جابر کا قسم کھانا حضرت ابن عمر کی قسم پر اعتماد کی وجہ سے ہے (اور یہ بھی احادیث میں عام ہے کہ صحابہ کرام ایک دوسرے کے اقوال پہ اعتماد کر کے قسم کھاتے تھے اور

مضامین بھی بیان فرماتے وغیرہ۔ (اویسی غفرلہ)

سوال: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت بھی تمہارے موقف کے خلاف ہے۔

جواب: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے ابن صیاد کو معین دجال نہیں فرمایا مطلق دجال فرمایا ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ ابن صیاد بھی دجالوں میں سے ایک دجال ہے اور اس بڑے دجال کا ایک پیروں ہے (اور یہ بھی علم حدیث کے قواعد سے ہے کہ معروف لفظ کا استعمال کر کے اس سے مطلق (لغوی ومناسبتی معنی) مراد لیا جاتا ہے۔ (اویسی غفرلہ)

جواب از مصنف رحمۃ اللہ علیہ:

میں کہتا ہوں کہ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے حضرت تمیم رضی اللہ عنہ والی حدیث حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی ہوگی اور نہ ہی انہیں کسی دوسرے واسطہ سے یہ حدیث پہنچی ہوگی۔

سوال: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سوالیہ طور پر حدیث نقل فرماتے ہیں کہ ابو داؤد میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ دجال کے والدین کو تیس سال تک اولاد نہ ہوئی پھر ایک بچہ پیدا ہوا تو وہ بھی بھینگا (یک چشم) جس کا ضرر زیادہ نفع کم اس کی آنکھ سوتی تھی لیکن دل بیدار رہتا تھا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کی ماں اور باپ کا تعارف بھی بیان فرمایا۔ اور فرمایا ہم نے سنا کہ ایک بچہ یہودیوں میں پیدا ہوا میں اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اسے دیکھنے گئے ہم اس کی ماں وباپ کے پاس گئے واقعی وہ بچہ اسی طرح تھا جس کی نشانیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائیں ہم نے اس کے باپ اور ماں سے پوچھا کیا تمہارا کوئی اور بیٹا بھی ہے؟ انہوں نے کہا ہم سے تیس سال تک کوئی بچہ پیدا نہ ہوا تیس سال کے بعد یہی بچہ اعور (کانا، یک چشم) پیدا ہوا ہے اس سے نفع کم اور ضرر زیادہ ہے۔ (الحدیث)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

اس سوالیہ سے سمجھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بن دیکھے بچہ کی علامات بتادیں۔ اسے علم غیب نہ کہیں تو کیا کہیں، ہاں بن دیکھے بھی میں نے عرفاً کہہ دیا ہے ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر شے اپنی ہتھیلی کی طرح دیکھ رہے ہیں، جیسا کہ طبرانی کی روایت میں ہے:

اَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهَا وَاِلٰى مَاهُوَ كَائِنٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

اور زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں ہے کہ یہاں انظر حقیقی معنی میں ہے نہ کہ مجاز۔

تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف، تفريح الخواطر في تحقيق الحاضر و الناظر

عرف دلوں کا چین۔ مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور۔ (اویسی غفرلہ)

سوال کا جواب ملاحظہ ہو۔

جواب نمبر ۱: اس سوال مذکور کے جواب میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۴۵۸ھ نے فرمایا کہ اس روایت میں علی بن زید بن جدعان راوی منفرد ہے اور وہ قوی بھی نہیں (ضعیف ہے)

جواب نمبر ۲: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حدیث تاریخی حدیث سے بھی کام کی نہیں۔ اس لئے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تو فتح طائف کے وقت اسلام لائے یعنی جب حضور سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے طائف کا محاصرہ فرمایا اہل طائف نے پناہ چاہی اس پر وہ لوگ قلعہ سے نیچے اترے ان میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تھے جو مسلمان ہوئے ۸ھ کا واقعہ ہے اور سوالیہ بیان اس ۸ھ سے پہلے کا ہے۔

فائدہ: صحیحین کی روایت میں ہے کہ جب دجال حضور سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجوروں کے باغ میں ملا تو وہ اس وقت نوجوان بالغ جیسا معلوم ہوتا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ قریب البلوغ تھا، ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ولادت مدینہ کا دور نہیں پایا۔ اور نہ ہی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے قبل مدینہ پاک کی سکونت اختیار فرمائی تھی ہاں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے دو سال بعد مدینہ پاک میں اقامت پذیر ہوئے پھر انہیں کیسے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دجال نوجوان بالغ جیسا معلوم ہوتا تھا؟ بہر حال اعتماد اسی پر ہے جو صحیحین میں ہے اور اس روایت کو ہم نے پہلے ذکر کیا ہے۔

فائدہ: امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۴۵۸ھ نے فرمایا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں زیادہ سے زیادہ سکوت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے خلاف استدلال کیا جا سکتا ہے اور سکوت کا جواب ہم پہلے بار بار لکھ آئے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سکوت اس بارے میں تردد کے اظہار کے طور تھا جیسے آپ کی عادت کریمہ تھی کہ جس امر کو آئندہ چل کر یقینی طور بیان فرمائیں گے اسے پہلے

لفظ تردد سے ظاہر فرماتے ہیں (اس کے لئے فقیر نے پہلے عرض کر دیا ہے)

فائدہ: آپ ﷺ نے اس مسئلہ میں تشبیت من اللہ تعالیٰ کا اظہار بعد کو فرمایا کہ ابن صیاد دجال نہیں جس کا خطرناک فتنہ ظاہر ہوگا جیسا کہ قصہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کا تقاضا ہے۔

سوال: قصہ تمیم داری کی روایت میں بھی فاطمہ بنت قیس منفرد ہیں اسی لئے یہ روایت بھی قابل قبول نہ ہو؟

جواب: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ اس روایت میں فاطمہ بنت قیس منفرد نہیں اس لئے کہ ان کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بھی روایت کی ہے۔

توثیق روایت:

حضرت ابو ہریرہ کی روایت احمد و ابو داؤد و ابن ماجہ و ابو یعلیٰ سے مروی ہے حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت وہی حدیث ہے جو فاطمہ مذکور سے مروی ہے چنانچہ اس کی سند یوں ہے عن الشعبی، قال لقیت القاسم بن محمد فقال اشهد علی عائشه حدثتنی کما حدثت فاطمة بنت قیس (رضی الله عنهم اجمعین)۔ حدیث جابر کو ابو داؤد نے سند حسن سے روایت کیا ہے۔

حدیث فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو امام مسلم و ابو داؤد اور ترمذی و ابن ماجہ نے روایت کیا اور امام ترمذی نے فرمایا حدیث حسن صحیح ہے۔

روایت تمیم داری:

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے منادی کا اعلان سنا کہ الصلوٰۃ جامعۃ میں مسجد کی طرف نکلا میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی آپ نماز کے بعد منبر پر رونق افروز ہوئے اور آپ نے ہنستے ہوئے فرمایا ہر نمازی اپنی جگہ پر بیٹھا رہے، پھر فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہیں کیوں جمع کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کی اللہ ورسولہ اعلم اللہ اور اس کے رسول ﷺ خوب جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے کسی کام کی

۔غیب اور کسی امر سے ترتیب کے طور جمع نہیں کیا صرف اسی لئے جمع کیا ہے کہ تمیم داری رضی اللہ عنہ ایک نصرانی مرد تھا وہ میرے پاس آ کر مسلمان ہوا اور وہ بیان کیا جو میں تمہیں دجال مسیح کذاب سے متعلق بیان کرتا رہتا ہوں اس کا بیان میرے بیان کے مطابق ہے (حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے آنکھوں دیکھا حال بتایا جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خداداد علم غیب سے بتایا اسی لئے اہل سنت کہتے ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہے کہ جو امور لوگوں سے اوجھل ہیں آپ کے لئے یوں جیسے ہتھیلی پر رائی کا دانہ اس کی ایک دلیل یہی تمیم داری رضی اللہ عنہ کا حال بھی ہے۔ (اویسی غفرلہ)

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں تیس آدمیوں کے ساتھ کشتی میں دریائی سفر کو روانہ ہوا، دریا کی موجوں نے ایک ماہ تک موجیں دکھائیں بالآخر ہمیں ایک جزیرہ میں پناہ ملی اس وقت سورج غروب ہو رہا تھا وہ ایک چھوٹی کشتی (جو بڑی کشتی کے ساتھ قضائے حاجت کیلئے باندھی جاتی ہے) پر بیٹھ کر جزیرہ میں آ گئے انہیں وہاں ایک جانور ملا جو سخت اور زیادہ بالوں والا تھا، ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہاں مجھے ایک عورت ملی جو اپنے بال کھینچ کر چلتی تھی اس سے لوگوں نے پوچھا کہ تیرے لئے افسوس ہے تو کون ہے؟ اس نے کہا میں الجساسة ہوں (بضم الجیم و تشدید السین الاولی) یہ اس نام سے اسی لئے موسوم ہے کہ خبروں کا تجسس کرتی ہے۔

تعارف جساسہ:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جساسہ یہ وہی دابۃ الارض جانور ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہو کر لوگوں سے کلام کرے گا۔

اس نے کہا: اس بت خانہ میں چلو۔ وہاں ایک مرد تمہاری خبر کا منتظر ہے ہم ڈر گئے کہ یہ کوئی شیطان تو نہیں بہر حال ہم اس کے کہنے پر جلدی سے اس بت خانہ کی جانب چل پڑے وہاں ہم نے ایک عظیم انسان دیکھا کہ اس جیسا بڑا انسان ہم نے نہیں دیکھا وہ زنجیروں سے جکڑا ہوا تھا جس طرح وہ جکڑا ہوا تھا ایسا ہم نے کبھی نہیں دیکھا، ہم نے کہا افسوس ہے تو کون ہے؟ کہا کہ میرے لئے تم نے اندازہ کر لیا ہوگا لیکن تم بتاؤ تم کون ہو؟ ہم

عرب لوگ ہیں ہم کشتی پر سوار ہوئے پھر اپنا سارا حال سنایا۔ اس نے کہا مجھے نخلستان بیسان کا حال سناؤ (بیسان بفتح الباء الموحدہ اسے بالکسر نہ پڑھا جائے) یہ شام (ملک) میں ایک بستی ہے۔ پھر اسنے پوچھا بیسان کا باغ پھل دیتا ہے یا نہیں؟ ہم نے کہا ہاں دیتا ہے اس نے کہاں عنقریب وہ پھل دینا بند کر دے گا، پھر پوچھا بحیرہ طبریہ کا حال سناؤ کیا اس کا پانی جاری ہے یا نہیں؟ ہم نے کہا اس کا پانی جاری ہے اور بہت زیادہ۔ اس نے کہا عنقریب وہ خشک ہو جائے گا۔ پھر پوچھا کہ چشمۂ زغر کا کیا حال ہے؟

(زغر: بضم الزاء و فتح الغین المعجمتین علی وزن صرد) یہ ایک مشہور شہر ہے جو شام سے قبلہ کی جانب واقع ہے۔ اس نے پوچھا کیا اس چشمہ میں پانی ہے یا نہیں اور لوگ اس سے کھیتی باڑی کرتے ہیں یا نہیں؟ ہم نے کہا اس میں بہت زیادہ پانی ہے لوگ خوب کھیتی باڑی کرر ہے ہیں۔ اس نے پوچھا نبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بتاؤ وہ کیا کرر ہے ہیں؟ ہم نے کہا ان کا ظہور مکہ میں ہوا اور اب آپ یثرب (مدینہ طیبہ) کو ہجرت فرما گئے ہیں اس نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے کیا برتاؤ کیا؟ ہم نے کہا کہ عرب کا گردونواح ان پر ایمان لایا ہے اور آپ کی خوب اطاعت ہو رہی ہے اس نے کہا کہ یہ ان کیلئے بہتر ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں اور بیشک میں تمہیں خبر دوں کہ میں ہی مسیح (الکذاب) ہوں عنقریب مجھے خروج کا اذن ہونے والا ہے میں یہاں سے نکل کر تمام روئے زمین کا دورہ کروں گا زمین کی کوئی بستی نہ چھوڑوں گا ان سب کا چالیس راتوں میں دورہ کرلوں گا۔ سوائے مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے۔ وہ دونوں مجھ پر حرام ہیں یعنی میں وہاں نہ جاسکوں گا۔ اگر ان میں سے کسی کا ارادہ کروں گا تو میرے مقابلہ میں فرشتہ تلوار نیام سے نکال کر سامنے کھڑا ہو گا اور مجھے ان میں داخلے سے منع کرے گا اور ان دونوں کے ہر چوک پر فرشتہ ہو گا۔ فرشتے ہی ان دونوں کے نگران ہوں گے جو مجھے داخلے سے روکیں گے۔

علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عصا یا لکڑی سے جو کہ ہر فرشتے یا خطیب کے پاس ہو گا اس سے منبر پر تین بار اشارہ کر کے کہے گا یہ طیبہ (مدینہ) ہے مخصرۃ (بکسر المیم) بمعنی عصا یا

تمیزی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں خبر دوں؟ صحابہ کرام نے عرض کی ہاں آپ نے فرمایا وہ (دجال) بحر الشام میں یا بحر یمن میں نہیں بلکہ مشرق کی جانب ہے کہیں بھی۔ آپ نے اپنے ہاتھ مبارک سے مشرق کی جانب اشارہ فرمایا۔

فائدہ: قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۵۴۴ھ نے فرمایا کہ لفظ ما حدیث مذکور میں کلام کا صلہ ہے نافیہ نہیں اس سے مراد یہ ہے کہ وہ دجال مشرق کی جانب ہے اور امام بیہقی کی روایت میں ہے کہ بے شک وہ شیخ (بوڑھا) ہے اس کی سند صحیح ہے۔

فائدہ: امام بیہقی نے فرمایا کہ دجال اکبر آخر زمانہ (قرب قیامت) میں خروج کرے گا یہ ابن صیاد کا غیر ہے اور ابن صیاد منجملہ دجالوں کذابوں میں سے ایک ہے یعنی جن دجالوں کذابوں کے خروج کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے ان میں ایک ابن صیاد بھی ہے۔

ازالہ وہم:

جن لوگوں نے ابن صیاد کو دجال اکبر سمجھ رکھا تھا انہوں نے تمیم داری کا واقعہ نہیں سنا ہو گا۔ اگر کوئی اس واقعہ سے بے خبر ہے تو اس کے لئے مختلف روایات کی تطبیق مشکل ہے ورنہ وہ اس کی تطبیق کیسے دے گا جب کہ مروی ہے کہ دجال حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی میں بتایا گیا کہ وہ جوان قریب البلوغ ہے پھر آپ کی آخری زندگی میں اس کے بارے میں کہا گیا کہ وہ جزیرہ بحر میں لوہے کی زنجیروں سے جکڑا ہوا ہے اور بوڑھا ہے۔

پہلی روایت میں اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی ابتدائی زندگی مبارک میں اجتماع ثابت ہو رہا ہے دوسری روایت میں ہے کہ جزیرہ بحر میں لوہے کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھتا ہے کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا ہے یا نہیں؟ بہر حال آسان اور خلاصہ تطبیق یہی ہے کہ ابن صیاد دجال اکبر نہیں بلکہ دوسرے دجالوں میں سے ایک ہے اور جس نے دجال اکبر اسی کو سمجھا اس کے پاس تمیم داری رضی اللہ عنہ کی روایت پہنچی نہیں۔

سوال: ابن صیاد اگر دجال اصغر ہے تو اس کا اسلام لانا اور اس کا حج و جہاد کیسا جب کہ دجال تو سراسر شر ہی شر ہوتا ہے؟

جواب: یہ امور خیر اس کے ابتدائی دور کے ہیں جیسے دجال اکبر کا ابتدائی دور اچھا ہوگا دارو مدار خاتمہ پر اور آخری زندگی پر ہے اور ابن صیاد کا آخری دور شر ہی شر ہے۔ خلاصہ یہ کہ ابن صیاد اور ہے اور دجال اکبر اور۔

ابن صیاد کی گمشدگی:

-1 حسان بن عبدالرحمٰن اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ہم نے اصبہان کو فتح کیا تو ہمارے لشکر اور یہودیوں کے درمیان صرف ایک فرسخ (تین میل) کا فاصلہ تھا ہم ایک دوسرے کے پاس آتے جاتے تھے ایک دن میں ان کے یہاں گیا تو دیکھا ان کے ہاں شادی جیسا سماں ہے اور خوشیوں سے ڈھول باجے پیٹ رہے ہیں، میں نے ان میں سے اپنے ایک دوست سے اس کا سبب پوچھا؟ تو اس نے کہا ہمارا بادشاہ یہاں موجود ہے ہم اس کی وجہ سے فتح پائیں گے وہ عنقریب عرب میں داخل ہوگا میں نے اس کے ہاں مکان کے چھت پر شب باشی کی صبح کی نماز بھی وہاں ادا کی جب سورج طلوع ہوا تو لشکر کی جانب سے ایک شور (وہج) بپا ہوا میں نے دیکھا کہ ایک مرد ہے اس پر پھلوں کا قبہ بنا ہوا ہے اور یہودی خوشیاں منا رہے ہیں میں نے اس مرد کو غور سے دیکھا تو وہ ابن صیاد تھا۔ پھر وہ مدینہ پاک میں داخل ہو کر ایسا گم ہوا کہ تا حال واپس نہیں لوٹا۔ (رواہ ابو نعیم ''تاریخ اصبہان'')

فائدہ: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حسان بن عبدالرحمٰن کو نہیں جانتا باقی جملہ راوی ثقہ ہیں

-2 حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے ابن صیاد کو یوم الحرہ (یعنی یوم حرہ جس میں یزید کی فوج نے اہل مدینہ پر حملہ کیا) میں گم پایا۔ (رواہ ابوداؤد بسند صحیح وغیرہ سند حسن)

فائدہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت اس روایت کو ضعیف کرتی ہے جس میں ہے کہ ابن صیاد مدینہ منورہ میں مرا اور اس پر نماز جنازہ پڑھی گئی اور اس کا چہرہ کھولا گیا وغیرہ وغیرہ اور روایت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ روایت حسان بن عبدالرحمٰن سے موافقت نہیں کرتی جو کہ اوپر مذکور ہوئی کہ اصبہان کی فتح کے موقع پر ابن صیاد موجود تھا وغیرہ وغیرہ اسی لئے کہ اصبہان تو امیر

المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فتح ہوا۔ جیسا کہ اسے ابونعیم نے اپنی ''تاریخ میں'' ذکر کیا ہے۔

علاوہ ازیں حرہ کی جنگ اور شہادت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان چالیس سال کا عرصہ ہے کیونکہ یہ جنگ یزید کے دور میں ہوئی (تو پھر کس طرح دونوں زمانوں میں ابن صیاد کا موجود ہونا ثابت ہوگا؟)

بہترین تطبیق:

جس قصہ کا مشاہدہ حسان بن عبدالرحمن نے کیا وہ فتح اصبہان کے بعد ہے اور یہاں عبارت محذوف ہے وہ یہ کہ فتح کے بعد میں یہود کے پاس آتا جاتا تھا تو وہاں ابن صیاد کا ذکر چھڑ گیا اس کا مطلب یہ نہیں کہ ابن صیاد وہاں موجود تھا۔

خروج دجال کا مقام:

1- طبرانی نے ''الاوسط'' میں مرفوعاً حدیث فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا روایت کی ہے بے شک دجال اصبہان سے خروج کرے گا، حدیث عمران بن حصین کا مضمون بھی اسی طرح ہے۔

2- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دجال یہود یہ اصبہان سے خروج کرے گا۔

(رواہ احمد بسند صحیح)

فائدہ: ابونعیم نے فرمایا کہ یہود یہ اصبہان کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے۔ اسے یہود یہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ یہودیوں کیلئے خاص تھی یہاں تک کہ یہاں ایوب بن زیاد امیر مصر نے زمانہ المہدی بن المنصور العباسی کے دور حکومت میں شہر بسایا اور اس میں مسلمانوں کو ٹھہرایا گیا یہودیوں کیلئے اس میں ایک چھوٹا حصہ رہ گیا۔ (کلام ابن حجر کا خلاصہ یہاں ختم ہوا)

آخری فیصلہ:

صحیح تر یہ ہے کہ دجال (اکبر) اور ہے اور ابن صیاد اور ان دونوں میں بعض امور میں مشارکت ہے:

1- دجال اَعْوَر (کانا یا بھینگا) بھی اور ہوگا اور ابن صیاد بھی اَعْوَر تھا۔

2- وہ بھی یہودیوں سے ہوگا اور ابن صیاد بھی یہود میں سے تھا۔

3- ابن صیاد یہودیہ اصبہان کا ساکن تھا اور دجال اکبر بھی یہاں سے خروج کرے گا وغیرہ۔ علاوہ ازیں ابن صیاد کی احادیث محتمل ہیں کہ شاید یہی دجال اکبر ہو حدیث جو پہلے گذری ہے وہ دجال اکبر کے بارے میں نص ہے، اسی لئے محتمل پر نص کو مقدم کیا جائے گا جیسے علم الحدیث کا قاعدہ ہے۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

مذکورہ بالا تحقیق کے علاوہ قصہ تمیم داری قصۂ ابن صیاد سے مؤخر ہے وہ گویا اس کیلئے بمنزلہ ناسخ کے ہے لہٰذا ترجیح اسی کو ہے کہ دجال اور ہے اور ابن صیاد اور۔ علاوہ ازیں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحۃً فرمایا ہے کہ ابن صیاد بحر الشام یا بحر الیمن میں نہیں بلکہ وہ مشرق کی جانب میں ہے اس وقت ابن صیاد مدینہ منورہ میں تھا اگر ابن صیاد دجال اکبر ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ وہ مدینہ پاک میں ہے۔

سوال: حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خوف سے ابن صیاد کی بحیثیت دجال اکبر کے نشاندہی نہیں کی تاکہ اسے قتل نہ کردیں صرف وہ خبر دی جو انجام کی حیثیت سے ہے۔

جواب: یہ سوال صرف ایک وہم ہے اور کچھ نہیں کیونکہ کون ہے جو کسی کو اس کے اجل سے پہلے قتل کرسکے حالانکہ دجال اکبر کیلئے مقدر ہو چکا ہے کہ اسے سیدنا عیسیٰ نبی اللہ علیہ السلام قتل کریں گے اگر یہ بات ہوتی تو اس خارجی کے قتل کیلئے نہ فرمایا ہوتا کہ اس کی نسل سے خوارج ہوں گے آنے والی نسلوں میں اس کے ایسے ایسے ساتھی ہوں گے۔

تبصرہ اویسی غفرلہٗ:

گنجے، موٹی پنڈلی پر چادر وغیرہ جس کی تفصیل فقیر نے اپنی تصنیف "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی وہابیوں دیوبندیوں کی نشانی"۔ مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور، میں عرض کی ہے۔

(اویسی غفرلہٗ)

یونہی قاتل علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تصریح نہ کی ہوتی کہ وہ آپ کی داڑھی خون آلود کرے گا اور کھوپڑی پر وار کرے گا اور آپ حکم بن ابی العاص کیلئے ظاہرنہ فرماتے کہ اس کی پشت سے ایک ننگ پیدا ہوگا جو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تبدیل کر کے رکھ دے گا۔

ایک اور مضبوط دلیل:

جبیر بن نفیر و شریح بن عبید و عمر بن الاسود اور کثیر بن مرہ کے طرق سے نعیم بن حماد نے روایت کیا اور سب نے متفق ہو کر کہا کہ دجال انسان نہیں بلکہ وہ شیطان ہے زنجیروں سے جکڑا ہوا ستر حلقے لوہے اس پر مضبوطی سے باندھے ہوئے ہیں وہ یمن کے بعض جزائر میں ہے نا معلوم اسے سیدنا سلیمان علیہ السلام نے باندھا تھا یا کسی اور نے۔ جب اس کے ظہور کا وقت قریب آئے گا تو ہر سال اللہ تعالیٰ اس کا ایک حلقہ توڑے گا جب ظاہر ہوگا تو اس کے سامنے ایک گدھا حاضر ہوگا اتنا بڑا گدھا کہ اس کے دو کانوں کے درمیان چالیس ہاتھ کا فاصلہ ہوگا اس پر پیتل کا منبر بچھایا جائے گا دجال اس پر بیٹھے گا اس کے پیچھے جنات کے قبائل نکلیں گے اور ان کیلئے زمین کے خزانے ہوں گے۔

نتیجہ: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ التوفی ۸۵۲ھ نے فرمایا کہ اس روایت سے واضح ہوا کہ ابن صیاد دجال اکبر نہیں ہو سکتا ابن صیاد کے راوی تمام ثقہ صحیح لیکن انہوں نے روایت تو یہود سے لی ہیں۔

ازالہ وہم:

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول گرامی کہ وہ دجال اکبر جزائر الیمن سے خروج کرے گا، یہ دوسری روایات کے اس لئے منافی نہیں کہ آپ کا یہ ارشاد گرامی جو قصہ تمیم داری رضی اللہ عنہ میں ہے کہ وہ مقبل المشرق سے خروج کرے گا تو یہ آخری وہ قول ہے جو دجال خروج کرے گا دوسرے اقوال اس کے خروج کے مبادی ہوں گے۔

دجال کا باپ اور ماں:

ابن وصیف المؤرخ نے ذکر فرمایا ہے کہ دجال مشہور شق الکاہن کا بیٹا ہے اور یہ بھی

ہے کہ شق خود دجال ہوا سے اللہ تعالیٰ نے گمراہی کیلئے مہلت دے رکھی ہو دجال کی ماں حنیہ ہے وہ دجال کے باپ پر عاشق ہوئی تو اس سے دجال شق (گوشت کا لوتھڑا) پیدا ہوا شیطان اس سے عجائب وغرائب امور کراتا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے قید کر کے کسی جزیرے میں باندھ دیا۔ لیکن حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ روایت واہ (بیکار) ہے۔

تطبیق:

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تطبیق کی ایک صورت یہ ہوسکتی ہے کہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ والی روایت دجال اکبر کیلئے ہو جسے انہوں نے زنجیروں سے جکڑا ہوا دیکھا تھا اور ابن صیاد بھی دجال تو ہو لیکن دجال اکبر کا غیر۔ اس کا ظہور دجال کے دور میں اس معنی پر ہو کہ شیطان ابن صیاد کی شکل میں متشکل ہو کر دجال کے خروج کے وقت موجود ہوگا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

سوال: ابن صیاد کو کیسے کافر کہا جاسکتا ہے چہ جائیکہ اسے دجال کہا جائے اس لئے کہ اس کا مسلمان ہونا اور جہاد احادیث صحیحہ سے ثابت ہے؟

جواب: پہلے بھی عرض کیا گیا کہ یہ امور اس کے گمراہ ہونے سے پہلے کے ہیں موت سے پہلے دجال بن گیا تھا اور دارومدار خاتمہ اور آخری عمر کا ہوتا ہے۔

تحقیق مصنف رحمۃ اللہ علیہ:

میں کہتا ہوں کہ حدیث ابو سعید خدری میں ہے کہ وہ اس سے کراہت نہیں کرتا تھا کہ اسے دجال کہا جاتا اگر اسے یہ لقب پیش کیا جاتا تو وہ اسے ضرور قبول کر لیتا اور اس کے عدم اسلام کی دلیل اس کا باطن ہے کہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو دعویٰ ربوبیت ودعوائے نبوت کیوں کرتا؟ یہ امور وہ ہیں جن سے کہا جائے کہ وہ کافر تھا بلکہ کافروں کا سرغنہ۔ (واللہ اعلم باللہ التوفیق)

دجال کا قصہ قیامت کی چند نشانیوں پر مشتمل ہے:

وہ یہ ہیں:

1۔ تین سال متواتر قحط شدید اس کے متعلق حدیث گزری ہے اسی حدیث میں اشارہ ہے

کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے تین سال دھوکوں کے آئیں گے کہ ان میں جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا۔

2- زمانہ گھٹ جائے گا کہ سال مہینہ جیسا اور مہینہ ہفتے جیسا اور جمعہ (ہفتہ) ایک دن جیسا اور دن ایک گھنٹہ جیسا اور گھنٹہ چنگاری کی مقدار محسوس ہوگا۔

3- زمین سے خزانے نکلنا یہ ہر تینوں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی رضی اللہ عنہ اور دجال کے زمانوں میں ہوگا ہر ایک کیلئے کچھ نہ کچھ زمین سے خزانہ نکلے گا لیکن سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی رضی اللہ عنہ کے زمانوں میں برکت ہی برکت ہوگی۔

4- خروج شیاطین اور ان کا جھوٹی خبر پھیلانا اور لوگوں کے سامنے قرآن خوب پڑھنا اس کی تفصیل احادیث کی صورت میں بیان ہو چکی ہے۔

5- قوموں کا ایمان کے بعد کافر ہو جانا بلکہ بت پرستی کی طرف لوٹ جانا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک میری امت کے بعض لوگ بتوں کی عبادت کی طرف لوٹ نہ جائیں کہ وہ بدستور پہلے کی طرح بتوں کی پوجا کریں گے (طیالسی) اس کے متعلق احادیث کثیرہ ہیں۔

نزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام:

قرب قیامت کی ایک نشانی نزول عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

1- وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ (پ النساء آیت ۱۵۹)

''اور کوئی کتابی ایسا نہیں جو اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے''۔

2- وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا (پ۲۵، الزخرف آیت ۶۱)

''اور بیشک عیسیٰ قیامت کی خبر ہے تو ہرگز قیامت میں شک نہ کرنا''۔

فائدہ: شاذ قرأت میں لعلم بفتح العین و اللام ہے بمعنی علامت۔

احادیث مبارکہ:

1- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے! حضرت عیسیٰ علیہ السلام عنقریب حاکم عادل ہو کر

اتریں گے، وہ صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ مقرر کریں گے۔

(الحدیث، رواہ الشیخان)

-2 مسلم شریف کی روایت میں ہے بخدا حضرت عیسٰی بن مریم علیہما السلام حاکم عادل ہو کر اتریں گے اور وہ صلیب کو توڑیں گے۔

-3 حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر جنگ کرتا رہے گا اور تا قیامت فتح یاب ہوتا رہے گا۔ پھر فرمایا کہ حضرت عیسٰی بن مریم علیہما السلام اتریں گے امت کا امیر کہے گا آئیں نماز پڑھائیں وہ فرمائیں گے نہیں۔ تمہارے بعض دوسروں پر امیر ہیں یہ اللہ تعالٰی نے اس امت کو اکرام بخشا ہے۔ (رواہ مسلم)

نوٹ: حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بارے میں ہم چند مقامات متعین کرتے ہیں آپ کا حلیہ و سیرت اور نزول کا وقت اور محل اور ان کے دور میں کتنی جنگیں ہوں گی ان کا دنیا میں رہنے کی مدت و حیات ہاں ان کا نام و نسب و مولد سب کو معلوم ہے بعض ان میں گذشتہ اوراق میں گذرا ہے۔

حلیہ: حضرت عیسٰی علیہ السلام سرخ رنگ اور گھنگریالے بالوں والے چوڑے سینے والے ہوں گے۔ (رواہ البخاری)

ایک روایت میں ہے گندمی رنگ حسین ترین ایسے کہ جیسے تم گندمی رنگ والے دیکھتے ہو۔ گھنگریالے بالوں والے جس سے پانی کے قطرے گریں گے ینطف: بکسر الطاء المھملۃ بمعنی یقطر ایک روایت میں ہے ان کیلئے لمۃ (بکسر اللام و تشدید المیم) مثل حسین ترین کے کہ جیسے تم زلفیں دیکھتے ہو جنہیں کنگھا کیا جائے۔ رجلھا متشاید اللام بمعنی سر جھا انہیں کنگھا کی جائے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ کی زلفیں دونوں کاندھوں کے درمیان ہوں گی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے سیدنا عیسٰی بن مریم علیہما السلام کو دیکھا موزوں خلقت والے، سرخی و سفیدی والے، گنگھریالے بالوں والے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں اضافہ ہے کہ گویا وہ دیماس یعنی حمام (غسل خانہ) سے نہا کر ابھی نکلے ہیں۔

ازالہ وہم:

سرخی اور گندمی رنگ میں کوئی مناسبت نہیں کیونکہ اس کا گندمی رنگ ہونا نہایت ہی صفاف ہوگا جیسا کہ دجال کے بارے میں گذرا ہے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی سانس جس کافر پر پڑے گی وہ مر جائے گا آپ مہرو ذقان ہوں گے وغیرہ وغیرہ بہت سی باتیں آپ کے بارے میں گزر چکی ہیں

سیرت:

حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان سے نازل ہوتے ہی صلیب توڑیں گے اور خنزیروں اور بندروں کو قتل کریں گے اور جزیہ مقرر کریں گے کوئی مذہب قبول نہ کریں گے سوائے اسلام کے۔ دین میں اتحاد بیدار کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے گی صدقہ ترک کریں گے۔ یعنی زکوٰۃ ختم ہوگی جب کہ اس وقت لینے والا کوئی نہ ہوگا، آپ کے زمانہ میں زمین کے خزانے ظاہر ہوں گے کسی کو ذخیرہ اندوزی اور مال جمع کرنے کی ہوس نہ ہوگی کیونکہ انہیں علم ہوگا کہ اب قیامت قریب ہے۔ بخل اور ایک دوسرے سے بغض اٹھ جانے کا کیونکہ بغض کے اکثر اسباب ختم ہو جائیں گے، ہر زہر والی شے (سانپ، بچھو وغیرہ) سے زہر مٹ جائے گا یہاں تک کہ سانپ وغیرہ سے بچے کھیلیں گے اور بھیڑیئے اور بکریاں ساتھ چریں گے وہ انہیں کوئی ضرر نہ پہنچائیں گے اور زمین سلامتی سے بھر جائے گی جنگیں منعدم ہو جائیں گی اور زمین انگور اگائے گی۔ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ کی طرح یہاں تک کہ چند آدمی انگور کے ایک گچھے کو حل کر کھائیں گے تو وہ ایک گچھا ان کا پیٹ بھر دے گا یونہی انار کا حال ہوگا گھوڑے چھوڑ دیئے جائیں گے جب کہ جنگ نہ ہوگی تو کسی کام کے اور بیل مہنگے ہو جائیں گے کیونکہ تمام روئے زمین پر کھیتی باڑی ہوگی حضرت عیسٰی علیہ السلام شریعت نبویہ کیلئے مقرر ہوں گے۔ کیونکہ وہ رسول بن کر نہیں آئیں گے بلکہ ایک امتی کی حیثیت سے ہوں گے اور وہ آسمان میں امر الٰہی سے جان لیں گے کہ میں نے زمین پر امتی

بن کر جانا ہے۔ ہاں یہ انہیں نزول سے پہلے علم تھا کہ وہ نبی ہیں لیکن زمین پر امتی بن کر رہیں گے۔ اس معنی پر وہ رسول اللہ ﷺ کے امتی اور صحابی ہیں کیونکہ وہ شب معراج حضور سرور عالم ﷺ سے ملے تھے اسی لئے وہ اس وقت افضل الصحابہ ہوں گے۔

پہیلی:

اسی مسئلہ پر امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۶۱ھ نے عربی میں پہیلی لکھی ہے۔

من باتفاق جميع الخلق افضل من
خير الصحاب ابي بكر ومن عمر
ومن علي ومن عثمان وهو فتى
من أمة المصطفىٰ المختار من مضر

وہ کون ہیں جو بالاتفاق جمیع مخلوق خیر الصحابہ ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں وہ نوجوان امت مصطفیٰ ﷺ مضر سے برگزیدہ نبی کے امتی ہیں۔

جواب: وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں (جس کی تفصیل اور پرگذری پہیلیوں کی تفصیل فقیر کی تصنیف، اسلامی پہیلیاں۔ مطبوعہ سبزواری، پبلشرز کراچی، میں پڑھیے۔ اویسی غفرلہ)

قریش سے ان کا ملک سلب کرلیا جائے گا:

فائدہ: امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۵۲ھ نے "القول المختصر" میں ان سے پہلے امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۰۲ھ "القناعة" میں لکھا ہے کہ قریش کا اختصاص ختم ہوگا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد۔

سوال: حدیث شریف میں ہے کہ امر حکومت ہمیشہ قریش میں رہے گا اگرچہ لوگوں میں صرف دو ہی بچ جائیں؟

جواب: یہ حکم سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے پہلے کیلئے ہے۔

حدیث شریف میں ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کا امیر (امام مہدی رضی اللہ عنہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمائیں گے آیئے نماز پڑھایئے، وہ فرمائیں گے نہیں تمہارا بعض بعض پر امیر ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کا اکرام و

احترام ہے۔

سوال: امام مہدی رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی موجود ہوں گے؟

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن امور کیلئے آسمان سے زمین پر تشریف لائیں گے وہ انہی کا حق ہے اور امام مہدی رضی اللہ عنہ امیر پہلے سے مقرر تھے وہ ان کا حق تھا۔ یہی طریقہ تطبیق الروایات میں موزوں ہے۔ یہ بھی نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کی بات ہے (ورنہ جب امام مہدی رضی اللہ عنہ کا وصال ہو جائے گا اس کے بعد مستقل طور پر کلی حکومت خلافت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے ہوگی)

سوال: حدیث "لَا یَزَالُ هٰذَا الْاَمْرُ فِیْ قُرَیْشٍ مَابَقِیَ مِنَ النَّاسِ اثْنَانِ" یہ امر (حکومت اور خلافت قریش کیلئے ہمیشہ ہے یہاں تک کہ لوگوں میں اگرچہ صرف دو آدمی رہ جائیں) کیسے صادق آسکتی ہے جب کہ آج کل صدیوں پہلے اور بعد کو بھی صدیاں گزر رہی ہیں قریش حاکم خلفا نہیں عوام میں سے حکومتیں کر رہے ہیں۔

جواب: اس سے استحقاق مراد ہے کہ خلافت کے مستحق قریش ہیں اگر ظالم ظلم کے طور انہیں خلافت وحکومت نہ دے تو وہ اور ۔ ت ہے اس میں شک نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کمال عدل ظاہر کریں گے اسی لئے ان کے قریش سے حق چھیننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (وباللہ التوفیق)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا محل اور نزول کا وقت

محل نزول کے بارے میں روایات کا اختلاف بیان ہو چکا اور اس کی تطبیق بھی اسی طرح وقت نزول کے متعلق بھی تفصیل گزر چکی ہے یہاں پر ہم صرف اختلاف روایات کی تطبیق اجمالاً عرض کرتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جامع مسجد اموی دمشق کے مشرقی سفید منارہ پر نزول اجلال فرمائیں گیا اور یہ منارہ تا حال موجود ہے (جس کی تفصیل گزر چکی ہے) اپنی دونوں ہتھیلیاں ملائکہ کے پروں پر رکھے ہوں گے دن کے چھ گھنٹے گزرے ہوں گے کہ دمشق کی جامع مسجد (اموی) میں تشریف لاکر منبر پر رونق افروز ہوں گے تمام مسلمان مسجد میں آجائیں گے۔ یونہی نصاریٰ و یہودی بھی آئیں گے سب کو یہ امید ہوگی کہ انکے مذہب کا اعلان کریں

گے اور مسجد میں اتنا ہجوم (رش) ہوگا کہ انسانوں کے سر ہی سر نظر آئیں گے کوئی شے اوپر سے گرائی جاتی تو انسانوں کے سروں پر گرتی۔ مسلمانوں کی طرف مؤذن اور یہودی اپنا بوق اور نصاریٰ ناقوس بجائیں گے۔ پھر وہ قرعہ اندازی کریں گے تو مسلمانوں کے نام قرعہ نکلے گا اس پر مسلمانوں کا مؤذن اذان کہے گا اور یہود و نصاریٰ مسجد سے نکل جائیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو عصر کی نماز پڑھائیں گے اس کی تفصیل گزر چکی ہے کہ عصر سے تو بہت پہلے نزول ہوگا لیکن نماز عصر پڑھانے سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی روایت صحیح نہیں۔ اس کا جواب تفصیل سے گزرا ہے کہ نزول کے بعد دوسرے مشاغل ہوں گے ان سے فراغت کے بعد عصر کا وقت ہو جائے گا اب عصر کی نماز پڑھائیں گے۔

قتل دجال:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز عصر پڑھا کر دمشق کے لوگوں کے ساتھ دجال کی تلاش میں مسجد سے باہر چل پڑیں گے آپ نہایت وقار و سکون کے ساتھ چلیں گے آپ کے لئے زمین سمٹتی جائے گی آپ کی سانس جہاں تک جائے گی کافر مریں گے آپ کی سانس آپ کی نگاہ پہنچنے کی جگہ تک پہنچے گی۔ آپ کی نگاہ لوگوں کے قلعوں اور بستیوں تک پہنچتی ہوگی یہاں تک کہ آپ بیت المقدس میں تشریف لائیں گے صدر دروازہ مقفل ہوگا جسے دجال نے بند کر کے رکھا ہوگا آپ صبح کی نماز کے وقت بیت المقدس میں پہنچیں گے (اس کی تفصیل گزری اور دجال لعین کے قتل کا بیان بھی) یاجوج و ماجوج آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کی دعا سے ہلاک ہوں گے اس کا تفصیلی ذکر آئے گا یہاں اس کے ذکر کی ضرورت نہیں۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی دنیا میں زندگی کی مدت:

1- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم نزول فرمائیں گے تو لوگوں میں چالیس سال بسر فرمائیں گے۔

(رواہ الطبرانی وابن عساکر)

2- دجال خروج کرے گا تو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر اسے قتل کریں گے پھر وہ زمین پر امام عادل و حاکم ہو کر چالیس سال زندگی بسر فرمائیں گے۔

3- حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال زمین پر گزار کر وفات پائیں گے مسلمان آپ کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یا (روضہ اقدس، مدینہ طیبہ) میں مدفون ہوں گے۔ (رواہ ابن ابی شیبہ واحمد ابن جریر وابن حبان)

4- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتر کر دجال کو قتل کریں گے (دجال پر لعنت ہو خدا تعالیٰ کی) چالیس سال لوگ مزے کی زندگی گزاریں گے اس دوران کسی پر موت نہیں آئے گی مرد اپنی بکریوں اور جانوروں سے کہے گا جاؤ مزے سے جہاں چاہو چرو۔ جانور کھیتوں میں جائیں گے وہ خوشے نہیں کھائیں گے صرف گھاس چریں گے (انہیں پتہ ہوگا کہ خوشے آدمیوں کا حق ہے) سانپ وبچھو کسی کو اذیت نہ پہنچائیں گے، درندے آدمیوں کے دروازوں پر پھریں گے لیکن کسی کو ایذاء نہ دیں گے آدمی ایک مد (ایک پیمانہ کا نام ہے جو اہل عراق کے نزدیک دورطل کا ہوتا ہے) بیج لے کر زمین میں بوئے گا اس میں ہل چلانے کی ضرورت نہ ہوگی محض بیج ڈالنے سے بلا تکلف ایک مد سے سات سو مد اناج پائے گا اسی طرح لوگ چین سے زندگی گزاریں گے یہاں تک کہ یاجوج و ماجوج دیوار توڑ کر باہر آجائیں گے۔ (رواہ ابن ابی شیبہ والحاکم فی المستدرک)

5- سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نزول فرما کر دجال کو قتل کریں گے۔ اور وہ زمین پر امام عادل اور حاکم انصاف کرنے والے ہو کر چالیس سال گزاریں گے۔ (رواہ احمد وابویعلی وابن عساکر)

6- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چالیس سال بسر فرمائیں گے اگر وہ پتھریلی زمین کو فرمائیں کہ وہ شہد بہائے تو وہ شہد بہائے گی۔

(رواہ احمد فی الزہد)

فائدہ: ایک روایت میں ہے پینتالیس (۴۵) سال زندگی بسر فرمائیں گے۔ قاعدہ حدیث ہے کہ قلیل کثیر کے منافی نہیں ہوتا جن روایات میں چالیس کا ذکر ہے ان میں کسر متروک ہے۔ چالیس (۴۰) کے عدد میں کسر نہیں ہے اور پینتالیس (۴۵) میں کسر ہے اسی کی وجہ

سے اس مندرجہ بالا روایات میں ۴۵ کو ترک کر دیا گیا۔

سوال: ایک روایت میں سات سال کا ذکر ہے اوپر کی روایات میں چالیس سال ہے؟

جواب: بعض نے کہا ہے کہ جب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے اس وقت آپ کی عمر تینتیس (۳۳) سال تھی اور نزول کے بعد سات گزاریں گے اس طرح سے چالیس سال ہوئے پہلے عرض کیا گیا ہے کہ قلیل کثیر کے منافی نہیں ہوتا اب تطبیق کی ضرورت بھی نہیں۔

7- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عیسیٰ بن مریم زمین پر نزول فرما کر خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب کو مٹائیں گے، ان کے لئے نماز باجماعت کا اہتمام ہوگا، عوام کو اتنا مال دیں گے کہ اسے کوئی قبول نہ کرے گا، خراج معاف کریں گے، روحاء وادی پر نازل ہو کر حج وعمرہ کریں گے یا دونوں کو (حج وعمرہ) اکٹھا کریں گے۔ (رواہ احمد وابن جریر وابن عساکر)

8- حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام فج روحاء سے حج یا عمرے کے لئے احرام باندھیں گے یا دونوں (حج وعمرہ) اکٹھا ادا کریں گے۔ (راوہ مسلم)

فائدہ الفج بمعنی الطریق (راستہ) الروحاء مدینہ پاک کے درمیان ایک جگہ اور وادی صفراء مکہ معظمہ کے راستہ پر ہے۔

9- حضرت ابن مریم علیہما السلام حاکم عادل اور امام انصاف بن کر اتریں گے اور راستہ میں ٹھہریں گے حج یا عمرہ کے ارادہ پر اور میرے مزار پر آئیں گے الصلوٰۃ والسلام عرض کریں گے میں ان کے سلام کا جواب دوں گا۔ (رواہ الحاکم وصححہ وابن عساکر)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

1- اس روایت میں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا ثبوت ہے۔

2- براہ راست مزار کی حاضری کا ذکر ابن تیمیہ اور نجدیوں وہابیوں کے منہ پر طمانچہ ہے کہ براہ راست مزار کی زیارت کے سفر کا عزم، جب کہ یہ صاحبان کہتے ہیں براہ راست مزار کا سفر حرام ہے مسجد نبوی کی نیت ہو پھر طفیلی طور مزار پاک کی زیارت ہو۔ اس حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد شریف کا ذکر تک نہیں فرمایا۔

3- نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات حقیقی واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سلام کا جواب عنایت فرمائیں گے۔

فائدہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے بھائیو! اگر تم انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھو تو کہنا آپ کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سلام عرض کرتے ہیں۔

10- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملے تو انہیں میری جانب سے سلام کہہ دے۔ (رواہ الحاکم)

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نکاح:

حدیث میں وارد ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد نکاح کریں گے اور ان کے بچے پیدا ہوں گے پھر وہ مدینہ پاک میں وفات پائیں گے۔

فائدہ: شاید آپ (سیدنا عیسیٰ علیہ السلام) کی وفات حج اور زیارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوگی ورنہ اس سے قبل تو وہ بیت المقدس میں ہوں گے۔

احادیث مبارکہ:

1- حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تورات میں حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات لکھی ہوئی ہیں اور یہ بھی مکتوب ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدفون ہوں گے۔ (رواہ الترمذی وحسنہ وابن عساکر)

2- سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدفون ہوں گے روضہ اقدس میں چوتھی قبر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ہے۔ (رواہ البخاری فی تاریخہ طبرانی وابن عساکر)

3- بقاعی نے "سر الروح" میں لکھا کہ ابن المراغی نے "تاریخ المدینہ" میں اور "المنتظم" میں ابن الجوزی نے لکھا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے نکاح و بیاہ کریں گے، اور آپ کے بچے پیدا ہوں گے، پینتالیس سال زمین پر گزاریں گے پھر وفات پائیں گے اور میرے ساتھ مدفون ہوں گے۔ قیامت میں میں اور عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) مزار سے اکٹھے اٹھیں گے درمیان ابو

بکر و عمر کے رضی اللہ عنہما۔ اس روایت کو القرطبی نے تذکرہ کے آخر میں ابوحفص المیانشی کی طرف منسوب کیا ہے۔

رد حنفی جہلاء کا:

عوام جہال احناف سے یہ غلطی سرزد ہوئی ہے کہ (معاذ اللہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی رضی اللہ عنہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلد ہوں گے۔ بلاد ہند (مشترکہ پاک و ہند) میں اپنی تصنیف فارسی (مکتوبات امام ربانی) میں بعض مشائخ (سیدنا امام احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ المتوفی ۱۰۳۴ھ کذا قال امام احمد رضا خان مجدد دوراں فاضل بریلوی رحمه الله فی حواشی ردالمحتار) نے ذکر فرمایا کہ ہمارے ملک (مشترکہ ہندوپاک) میں یہ عام جاہل حنفیوں میں مشہور ہے بعض غلط قسم کے مدعیان طریقت بلکہ درس و تدریس کے میاں مٹھو اس غلط قول کو مشہور کرتے ہیں بلکہ اس پر فخر کرتے ہیں اور ستم بالائے ستم یہ کہ روضہ نبویہ میں درس و تدریس کے دوران بیان کرتے ہیں۔ مجھ (امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ) سے ہندی علماء (جہلاء) کے متعلق پوچھا تو میں نے نہ صرف انکار کیا بلکہ ایسا کہنے والوں اور ناقلوں کی سخت تردید کی اور انہیں جاہل کہا ان ظالموں کو جب میرے متعلق معلوم ہوا تو مشہور کر دیا کہ یہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص کرتا ہے۔ پناہ بخدا! بخدا اگر یہ بات امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تک پہنچتی تو آپ اس شخص کے بارے میں تعزیر بلکہ تکفیر کا فتویٰ صادر فرماتے۔ ایک مدت کے بعد میں (مولف الاشاعہ) حضرت شیخ ملا علی القاری الحنفی رحمۃ اللہ علیہ نزیل مکہ معظمہ کی تصنیف لطیف "المشرب الروی فی مذهب المهدی" سے آگاہ ہوا تو انہوں نے بھی اس قول کی سختی سے تردید فرمائی اور قائل کی شناعت اور جہالت کا اظہار فرمایا۔ میں (مولف) نے اس قائل کے درس کی مجلس میں کتاب بھجوائی تو اس کے درس میں یہ کتاب پڑھی گئی تو اپنے تلامذہ کے سامنے سخت شرمسار ہوا۔

تقریر حضرت ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۱۴ھ:

یہاں میں (مولف) حضرت ملا علی القاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سے اختصار کر کے عبارت نقل کرتا ہوں تا کہ عوام حنفیہ کے قبول کرنے کے لئے معاون ثابت ہو کیونکہ یہ اپنے

اہل مذہب کی نقول کے مقلد جامد ہیں اگر چہ ان نقول کو فقہ سے دور کا واسطہ بھی کیوں نہ ہو۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ قضیہ یعنی مسئلہ مذکورہ تقلید مذکورہ میرے سامنے پیش ہوا تو میں نے سمجھ لیا کہ اس کا قائل فضیلت علمی سے بالکل کورا ہے۔ اور جن کتابوں سے اپنے مجموعہ میں نقل کیا ہے وہ قطعی طور پر اس کا بطلان کرتی ہیں اسی پر کوئی جان سکتا ہے یہاں تک کہ عقل سے کوتاہ بھی۔ علاوہ ازیں جس کتاب کا حوالہ دیا ہے وہ مجہول ہے یہاں تک کہ امام ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۶۱ھ نے اس کے متعلق عدم نقل کی تصریح فرمائی ہے اور علوم اصلیہ ونقلیہ کے علاوہ غیر کتب متداولہ میں بھی اس کی صراحت نہیں پائی جاتی پھر اس کا ضعف لفظی ومعانی خود اس کے بطلان کی دلیل کافی ہے۔ میں اس کی عبارت بعینہ نقل کرتا ہوں تا کہ یقین ہو جائے کہ ناقل کو وبال وعذاب خداوندی کا ذرہ برابر بھی خوف نہیں۔ اس جاہل ناقل نے شریعت وکرامت کے ساتھ صرف امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو خاص کیا ہے۔

"منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ پانچ سال" حضرتِ خضر علیہ السلام، امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے علم حاصل کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کا وصال ہوا تو حضرتِ خضر علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے امام اعظم کی قبر پر جا کر تکمیل علم کی اجازت چاہی تو اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی، پھر تکمیل علوم پر حضرت خضر علیہ السلام نے پچیس سال لگا دیئے تکمیل کے بعد حضرت خضر علیہ السلام نے پوچھا الٰہی! اب کیا کروں؟ حکم ہو میرا حکم آنے تک عبادت میں مشغول رہو۔ اسی دوران ماوراء النہر کے ایک شہر میں ایک نوجوان امام ابوالقاسم قشیری کا ظہور ہوا جو اپنی ماں کی خدمت میں مصروف رہتے تھے، ایک دن انہوں نے ماں سے اجازت مانگی کہ وہ طلب علم کے لئے سفر اختیار کریں، ماں نے کار خیر سے روکنا مناسب نہ سمجھتے ہوئے بادل ناخواستہ اجازت دے دی اور پھر بیٹے کو الوداع کر کے دروازے پر بیٹھ گئیں، روتی رہیں اور بیٹے کے غم میں غمگین تھیں، عرض کرنے لگیں اے اللہ تعالیٰ! جب تک میں اپنے بیٹے کو نہ دیکھوں مجھ پر یہاں سے اٹھنا اور کھانا حرام ہے چنانچہ اتفاقاً امام قشیری ایک منزل طے کرنے کے بعد قضائے حاجت کے لئے بیٹھے تو نجاست سے ان کے کپڑے آلودہ ہو گئے اس لئے وہ اپنے ساتھیوں کی اجازت سے واپس گھر آ گئے، ازاں بعد حضرتِ خضر علیہ السلام آئے اور کہا کہ چونکہ

تم نے والدہ کی خدمت کے پیش نظر طلب علم کے لئے سفر کا ارادہ ترک کیا ہے لہٰذا جو علم میں نے امام ابو حنیفہ سے پڑھا ہے وہ تجھے پڑھاؤں گا، چنانچہ امام قشیری تین سال تک ان سے پڑھنے کے بعد بہت بڑے فاضل بن گئے اور انہوں نے ایک ہزار کتب تصنیف کر کے اپنے خاص شاگرد کو صندوق میں بند کر کے دیں کہ وہ دریائے جیحون میں ڈال دے، اولاً تو وہ دو تین مرتبہ جھوٹ بولتا رہا لیکن آپ پر اسکا جھوٹ ظاہر ہو جاتا۔ چنانچہ آخری دن جب اس نے صندوق دریا میں ڈالا تو ایک ہاتھ نمودار ہوا جس نے وہ صندوق پکڑ لیا، شاگرد کے پوچھنے پر امام قشیری نے راز بتایا کہ جب قرب قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو ایک طرف انجیل رکھی ہوگی تو آپ فرمائیں گے کہ کتب محمدیہ کہاں ہیں کیونکہ مجھے بارگاہ الٰہی سے ان کتب کے مطابق فیصلہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور میں انجیل سے فیصلہ نہیں کروں گا۔ جگہ جگہ تلاش کے باوجود کتب نہیں ملیں گی تو ارشاد باری ہوگا اے عیسیٰ! علیہ السلام دریائے جیحون کے پاس جا کر دو نفل ادا کریں اور آواز دیں اے امام قشیری کے صندوق کے امین! میں عیسیٰ بن مریم ہوں لہٰذا وہ صندوق میرے حوالے کر دے، چنانچہ وہ ایسا ہی کریں گے تو صندوق باہر آئے گا، چنانچہ آپ ان کتب کے مطابق فیصلہ کریں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھیں گے کہ امام قشیری نے یہ مرتبہ کیسے پایا؟ تو آپ فرمائیں گے کہ اپنے ماں کی خدمت کی وجہ سے۔ (انیس الجلساء)

فائدہ: حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس من گھڑت واقعہ کا رد فرمایا اور کہا کہ یہ بعض ملحدین کا افتراء ہے جو دین میں فساد پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس لئے کہ حضرت خضر علیہ السلام کا عظیم مرتبہ ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی ان سے علم حاصل کیا تو کس طرح آپ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے ہو سکتے ہیں؟ اس کی تفصیل آتی ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''انیس الجلساء'' نامی کتاب غیر معروف ہے اور اس کا مولف بھی مشہور نہیں اور نہ ہی کشف الظنون میں اس کتاب کا ذکر ہے۔

(تعلیقات رضا بر حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار مطبوعہ مرکزی مجلس رضا، لاہور سن اشاعت ۱۹۸۲ء، ۱۔ ایس غفرلہ)

قصہ مذکورہ کاردازملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ:

اس عبارت کا ضعف اور عربیت سے جہالت کے علاوہ واضح ہے کہ بعض ملحدین کی کارستانی ہے جو فساد دین میں کوشاں رہتے ہیں حالانکہ حضرت خضر علیہ السلام وہ اعلیٰ مقام کے مالک ہیں کہ جن کیلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا (پارہ ۱۵، الکہف ۶۵)

''تو ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا''۔

ان سے حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے برگزیدہ پیغمبر نے علم حاصل کیا ایسی برگزیدہ شخصیت کے استاذ کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں بتایا جا رہا ہے۔ (حیف در حیف)

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اولعزم نبی کے لئے ثابت کیا جا رہا کہ وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد کے شاگرد سے احکام اسلام سیکھیں گے (توبہ، توبہ) اور اس شاگرد کی کتنی تیز فہمی بیان کردی کہ اس نے تین سالوں میں وہ تمام علوم حاصل کر لئے جو اس کے استاد حضرت خضر علیہ السلام نے تیس سالوں میں امام ابوحنیفہ کی زندگی اور بعد وفات کے علوم حاصل کئے۔

تعجب بالائے تعجب یہ کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضور سرور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک میں آپ کی زیارت کی آپ سے شرائع اسلام نہ سیکھے پھر نہ صحابہ کرام میں اکابر علماء مثلاً حضرت علی جو باب مدینۃ العلم ہیں اور صحابہ میں سب سے بڑے اور اعلیٰ فیصلہ کنندہ اور حضرت زید جو تمام صحابہ سے علم المیراث کے بڑے اور حضرت ابی بن کعب جو سب سے بڑے تجوید دان اور حضرت معاذ بن جبل جو حلال و حرام کے سب سے بڑے عالم رضی اللہ عنہ سے کچھ نہ سیکھا ان کے بعد اکابر تابعین اور عظیم ترین فقہاء مثلاً فقہاء سبعہ اور حضرت سعید بن مسیب مدینہ پاک میں اور حضرت عطاء مکہ معظمہ میں اور حضرت حسن بصری بصرہ میں مکحول شام میں سے کچھ حاصل نہ کیا اور معاذ اللہ ان کی جہالت پر راضی رہے یہاں تک کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی آخری عمر میں مسائل شریعت سیکھے (کتنی بڑی جہالت اور قائل کی بیوقوفی ہے)۔ ملا علی قاری

رحمۃ اللہ علیہ نے آخر میں فرمایا کہ یہ وہ بات ہے کہ کسی سے مخفی نہیں رہ سکتی یہاں تک کہ کم عقل اور بیوقوف آدمی پر بھی، یہاں تک کہ علمائے مذہب نے ایسی کہانی پر مسخریاں کیں اور اسے طائفہ حنفیہ کی قلت عقل کی دلیل بتائی۔

حالانکہ ان حضرات کو معلوم ہوگا کہ ہم میں سے کوئی بھی اس واقعہ سے راضی نہیں، اگر قائل کی تصنیف کی علمی، لفظی، معنوی غلطیوں کی نشاندہی کروں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے اور واضح ہوگا کہ اس کا قائل پاگل ہے اسے انسانی حیثیت سے کوئی مرتبہ حاصل نہیں لیکن اس سے درگزر کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

خُذِا الْعَفْوَ وَامُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ۔ (پارہ ۹ الاعراف ۱۹۹)

''اے محبوب! معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو''۔

ثابت ہوا کہ قائل کا قول باطل بلکہ جو اس نے ظاہر کیا اس سے وہ کافر ہو گیا بالخصوص اس کے اس اظہار سے جو اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ کے بارے میں جب آپ اپنی سابق نبوت پر برقرار ہیں اور بعد نزول بھی اپنی نبوت میں برقرار ہوں گے۔ جو بھی آپ کی نبوت کے سلب کا قائل ہے وہ یقیناً کافر ہے جیسا کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمائی ہے کہ:

فَاِنَّ النَّبِیَّ لَا يَذْهَبُ عَنْهُ وَصْفُ النَّبُوَّةِ وَلَا بَعْدَ مَوْتِهٖ۔

''نبی علیہ السلام سے وصف نبوت نہیں جاتی نہ زندگی میں نہ بعد وفات''۔

حدیث: لَاوَحْيَ بَعْدِیْ۔

''میرے بعد وحی نہیں آئے گی''۔

باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں، ہاں ''لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ'' میرے بعد کوئی نبی نہیں اس کا معنی علماء کے نزدیک یہ ہے کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آئیگا جو آکر میری شریعت کو منسوخ کرے۔

فائدہ: امام بکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۵۶ھ نے اپنی تصنیف میں تصریح فرمائی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے بارے میں قرآن وسنت کی روشنی میں احکام صادر فرمائیں گے۔

عقیدہ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے فرمایا کہ "وحِيْنَئِذٍ يُتَرَجَّحُ اَنَّ اَخْذَهٗ لِلسُّنَّةِ مِنَ النبیﷺ بِطَرِيْقِ الْمُشَافَهَةِ مِنْ غَيْرِ الْوَاسِطَةِ اَوْ بِطَرِيْقِ الْوَحْيِ وَالْاِلْهَامِ" اس وقت ترجیح اس میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سنت سے احکام اخذ بایں معنی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے بالمشافہ بلاواسطہ احکام حاصل کریں گے یا بطریق وحی والہام احکام صادر فرمائیں گے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

بالمشافہ کے لفظ پر غور ہو کہ اسلاف صالحین کا عقیدہ یہی تھا کہ رسول اکرم ﷺ باحیات حقیقی حسی زندہ ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے کیا خوب فرمایا:

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

(حدائق بخشش)

نوٹ: اسی موضوع پر امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف "اعلام الاعلام" خوب ہے۔ فقیر نے ان کے فیض و برکت سے رسالہ تیار کیا ہے "اعلام ارباب العقول بشغل عیسٰی علیہ السلام بعد النزول" قابل مطالعہ ہے۔ مطبوعہ صدیقی پبلشرز جامعۃ المدینہ کراچی۔ (اویسی غفرلہ)

فضیلت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ:

مروی ہے کہ جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث بکثرت مروی ہوئیں تو بعض لوگوں نے آپ پر اعتراض کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام میری موت سے پہلے تشریف لائیں تو ان کو میں احادیث رسول اللہ ﷺ سناؤں گا تو وہ میری تصدیق فرمائیں گے۔

فائدہ: فیصد قنی (تو وہ میری تصدیق فرمائیں گے) کا جملہ اس امر کی دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول اکرم ﷺ کی جملہ سنتوں کے عالم ہیں انہیں یہ محتاجی نہیں کہ وہ کسی دوسرے

سے کوئی مسئلہ سیکھیں۔ یہاں تک کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی محتاج ہیں کہ ان کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تصدیق فرمائیں کہ ابو ہریرہ جو روایات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر رہے ہیں سچ ہیں حق ہیں۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تصدیق وتائید فرمائیں گے۔

سوال: کیا کہیں سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد ان کے ہاں وحی آئے گی۔

جواب: ہاں ثابت ہے مسلم شریف میں حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقام لُد کے باب مشرقی کے نزدیک دجال کو قتل کریں گے وہ اس حال میں ہوں گے کہ ان کے ہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئے گی کہ اے عیسیٰ علیہ السلام! میں نے اپنے ایسے بندے نکالتے ہیں جن کا مقابلہ کسی سے نہ ہو سکے گا فلہذا آپ میرے ان بندوں (جو تیرے تابعدار ہیں) کو پہاڑ پر لیجائیں۔

سیدنا جبرائیل علیہ السلام حامل وحی:

ظاہر یہ ہے کہ یہ وحی لانے والے سیدنا جبرائیل علیہ السلام ہی ہوں گے بلکہ اس پر ہمارا یقین ہے اس میں ہمیں معمولی شک بھی نہیں۔ کیونکہ وحی لانا انہی کی ڈیوٹی ہے کیونکہ وہی اللہ تعالیٰ اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان سفیر ہیں دوسرے ملائکہ میں سے کسی کی ایسی ڈیوٹی نہیں اس پر مندرجہ ذیل حدیث دلیل ہے، انبیاء علیہم السلام کی طرف اللہ تعالیٰ نے کتب اور وحی کے لئے جبرائیل علیہ السلام کی ڈیوٹی لگائی ہے۔ (رواہ ابو حاتم فی تفسیرہ)

ازالہ وہم:

وہ جو عوام میں مشہور ہے کہ سیدنا جبریل علیہ السلام حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد زمین پر نازل نہ ہوں گے۔ اسکی کوئی اصل نہیں۔

نزول سیدنا جبرائیل علیہ السلام کا ثبوت:

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص باوضو ہو کر سوئے اس کی موت کے وقت سیدنا جبرائیل علیہ السلام تشریف لائیں گے اور سیدنا جبرائیل علیہ السلام ہر لیلۃ القدر کو زمین پر آتے ہیں اور جبرائیل علیہ السلام ہی دجال کو مکہ معظمہ ومدینہ طیبہ میں داخل ہونے سے روکیں گے وغیرہ وغیرہ۔

افاضات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ:

امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمہ اللہ المتوفی ۱۳۴۰ھ نے اس موضوع پر چند بہت بہترین باتیں لکھی ہیں تبرک کے طور حاضر ہیں۔ آپ نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تقلید امام ابو حنیفہ کا قول باطل ہے بلکہ قائل نے اس قسم کے خیالات کا اظہار کر کے ارتکاب کفر کیا ہے، کیونکہ نبی غیر کا مقلد نہیں ہوسکتا۔

ایک حدیث لکھ کر اس کا جواب امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۳۱ھ دیتے ہیں وہ یہ ہے کہ حدیث پاک میں ہے لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (میرے بعد کوئی نبی نہیں) امام طحطاوی فرماتے ہیں علماء کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نیا نبی ایسی شریعت لے کر نہیں آئے گا جو میری شریعت کو منسوخ کردے۔ یہ جواب امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کو ناگوار گذرا فرمایا اللہ کی پناہ، اس ترجمہ میں قبیح لغزش واقع ہوئی (وہ معنی نہیں جو امام طحطاوی نے بیان کیا بلکہ) معنی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، چاہے موافق شریعت کے ساتھ یا مخالف کے ساتھ یا موافقت و مخالفت کچھ بھی نہ ہو اور یہی مسلمانوں کا ایمان ہے۔

تصدیق سیدنا عیسیٰ علیہ السلام:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کثرت سے احادیث بیان کرنے پر جب لوگوں نے ان پر انکار کیا تو آپ نے فرمایا اگر میرے وصال سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نزول فرمایا تو میں ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کروں گا اور وہ میری تائید فرمائیں گے۔

امام طحطاوی نے اس سے استدلال کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فَیُصَدِّقُنِیْ فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام سنت کے عالم ہیں اور افراد امت میں سے کسی فرد سے اس بات کے حصول کی انہیں احتیاج نہیں ہے حتیٰ کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ان مرویات کی تصدیق کیلئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی احتیاج ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ اس روایت سے صرف یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس بات کے عالم ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عادل ہیں، بات کو یاد رکھنے والے ہیں اور ان کی بات پسندیدہ ہے۔ علامہ طحطاوی نے فرمایا پھر کتاب الاشاعہ کے مصنف نے ان

لوگوں کا رد بھی کیا جو کہتے ہیں کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تقلید کریں گے، البتہ صاحب الاشاعہ نے دلائل شافعیہ کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ امام مہدی مجتہد مطلق ہوں گے۔

امام طحطاوی فرماتے ہیں کہ بعض جاہل لوگ تعریف کرتے ہوئے غلو اختیار کر لیتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل سے متعلقہ کتب سے ناواقف ہیں چنانچہ وہ من گھڑت واقعات کا سہارا لیتے ہیں جن سے نہ تو خدا راضی ہوتا، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ ہی خود امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بات پسند ہے اور اگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان باتوں کو سن لیتے تو قائل پر کفر کا فتویٰ لگاتے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل میں ذکر کیے گئے صحیح واقعات ہی (مخالفین کو) جواب دینے کیلئے کافی ہیں اور آپ کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے من گھڑت واقعات کی کوئی ضرورت نہیں خصوصاً اس قسم کے واقعات جو انبیاء علیہم السلام کی تنقیص کا موجب ہوں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد صاحب الاشاعہ نے امام قہستانی پر تعجب کیا کہ انہوں نے باوجود اپنے فضل وجلالت کے ان لوگوں کی اتباع میں اپنے خطبہ کی شرح میں خطا کی کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب پر عمل کریں گے اور یہ بات "الفصول الستة" میں مذکور ہے، اس پر تعجب کرتے ہوئے صاحب الاشاعہ کہتے ہیں "الفصول الستة" کیا ہے اور یہ قول کیا؟ (غلط اور بالکل غلط ہے، اویسی غفرلہ)

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں الفصول الستة مشہور کتاب ہے اور اس کے مصنف حضرت سید خواجہ محمد پارسا قدس سرہ المتوفی ۸۲۲ھ ہیں، اگر سید محمد صاحب کتاب الاشاعہ کشف الظنون کی طرف رجوع کرتے تو انہیں وہاں اس کا ذکر ملتا اور پھر جب اس کتاب اور اس کے مصنف (جو عامل اور صاحب کشف ہیں) کی پہچان حاصل ہو جاتی تو دلیل طلب نہ کرتے کیونکہ کشف ایک عیاں وظاہر چیز ہے اور ظاہر کو بیان کی حاجت نہیں، علاوہ ازیں عبارت کا مطلب ہرگز تقلید نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کا عمل امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذاہب کے موافق ہوگا جس طرح کہ خود صاحب الاشاعہ نے اس سے کچھ پہلے حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کی فتوحات سے نقل کیا ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ظاہری حیات کے

ساتھ) زندہ ہوتے اور پھر یہ اختلاف آپ کی طرف اٹھایا جاتا تو آپ وہی فیصلہ فرماتے جو امام مہدی نے فرمایا اور اسی پر امام شعرانی کا وہ قول بھی دلیل ہے جو علامہ ابن عابدین شامی نے ردالمحتار میں نقل فرمایا ہے اور وہ یہ ہے ''امام شعرانی میزان کبریٰ میں فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص احسان سے مجھے شریعت کے چشمہ پر مطلع فرمایا تو میں نے تمام مذاہب کو اس چشمہ سے متصل دیکھا اور چار مذاہب کو حق پایا اور ان تمام مذاہب کو بھی دیکھا جو مٹ چکے ہیں، ان کی نہریں پتھروں سے بھری جا چکی ہیں، میں نے دیکھا کہ ائمہ میں سے سب سے بڑی نہر حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ہے، اس کے ساتھ امام مالک، پھر امام شافعی، پھر امام احمد حنبل رضی اللہ عنہم متصل ہیں، سب سے چھوٹی نہر امام داؤد رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جو پانچویں صدی میں کٹ چکی ہے پس میں نے اس کی تاویل ائمہ اربعہ کے مذاہب کے عرصۂ دراز تک جاری رہنے اور ان (امام داؤد) کے قلیل المدت ہونے سے کی، پس جس طرح سب سے پہلے امام ابوحنیفہ کے مذہب کی تدوین ہوئی، اسی طرح آپ کا مذہب سب سے آخر میں ختم ہوگا۔ (ردالمحتار صفحہ ۹۳، جلد ۱)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

غیر مقلدین حنفیوں پر آج بھی یہی الزام لگاتے ہیں کہ حنفیوں کے اکابر لکھ گئے ہیں کہ امام مہدی وعیسیٰ علیہما و علی نبینا الصلوٰۃ والسلام امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تقلید کریں گے ہم ان کے جواب میں کہتے ہیں لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین حقیقت اس کے برعکس ہے وہ یہ کہ ہمارے اکابر نے الٹا ایسے عقیدے کا زبردست رد فرمایا ہے جیسا کہ فقیر نے گذشتہ اوراق میں تفصیل سے لکھا ہے اور فقیر کا اسی پر ایک مستقل رسالہ ہے۔

''مذہب حنفی بمطابق عیسیٰ ومہدی'' اس میں ان عبارات کا جواب ہے جن میں غیر مقلدین نے ثابت کیا کہ حنفی قائل ہیں کہ مہدی وعیسیٰ علیہم کا مذہب حنفی ہوگا (معاذ اللہ) بلکہ ان عبارات کا مطلب یہ ہے کہ ان کی تحقیق منجانب اللہ وہی ہوگی جو امام ابوحنیفہ کے مذہب کی موید ہوگی۔ اویسی غفرلہ

"ذخائر المحمات" کے مصنف نے اپنی کتاب کے خاتمہ میں کہا کہ ''الاشاعۃ'' کے

مصنف نے بعض جہلاء حنفیوں کا یہ دعویٰ کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مہدی، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تقلید کریں گے''، نقل کر کے اس کا شدید رد کیا ہے۔ (اور خوب، الحمدللہ فقیر کو اس کے ترجمہ کی سعادت نصیب ہوئی ہے اور الحاج حافظ مولانا عبدالکریم قادری اویسی کو اس کی اشاعت کی دولت حصہ میں آئی۔ اویسی غفرلہ)

ہندوستان کے ایک شیخ طریقت نے بھی اپنی ایک مشہور تصنیف میں اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا اور جہلاء کا رد کیا، جو امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تقلید امام کا نظریہ رکھتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا یعنی وہ ہندوستانی مصنف جن کی تصنیف مشہور ہے، امام ربانی مجدد الف ثانی احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۳۴ھ ہیں اور ان کی تصنیف (مکتوبات) فارسی زبان میں ہے، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح ان جہلاء کا رد کیا ہے جس طرح ''الاشاعۃ'' میں کیا گیا ہے اور اس بات کا ذکر آپ نے مکتوبات کی پہلی جلد کے صفحہ نمبر ۲۸۲ میں کیا ہے۔ (اردو ترجمہ مکتوبات شریف دفتر اول صفحہ ۵۲، حصہ پنجم، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی) پھر جلد ثانی میں مندرج مکتوب نمبر ۵۵ میں اس قول کی تاویل کہ ''حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نزول کے بعد امام ابوحنیفہ کے مذہب پر عمل کریں گے''، یوں فرمائی کہ حضرت روح اللہ کا اجتہاد امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہاد کے مطابق ہوگا۔ یہی تاویل زیادہ موزوں ہے۔

انتباہ: یہ بیان اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے التعلیقات علی الطحطاوی میں تحریر فرمایا ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

یہ ان لوگوں کے منہ پر طمانچہ ہے جو الزام لگاتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت حضرت مجدد الف ثانی سیدنا امام ربانی رضی اللہ عنہ کے مخالف ہیں (معاذ اللہ) ایسے بدلگام لوگوں کے رد میں فاضل محترم حضرت علامہ پروفیسر غلام مصطفےٰ صاحب مجددی (شکر گڑھ، صوبہ پنجاب نے بہترین رسالہ لکھا ہے ''امام ربانی اور امام احمد رضا'' مرکزی مجلس رضا لاہور نے شائع کیا ہے، قابل مطالعہ کتاب ہے۔ فقیر نے یہ رسالہ کی صورت میں علیحدہ مواد جمع کر لیا ہے بنام ''امام احمد رضا بریلوی باقتداء امام مہدی'' کی تائید میں خدا کرے شائع ہو جائے۔ اویسی غفرلہ)

پھر اس تحریر پر واقف ہو جو شیخ الاسلام علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بھیجی گئی کہ آخری زمانہ میں جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو کیا حافظ القرآن اور عالم بسنة النبی الکریم ﷺ ہوں گے یا قرآن وسنت کو اس دور کے علماء سے حاصل کریں گے۔

تقریر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے مذکورہ بالا تحریر کا جواب لکھا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے لائق یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے براہ راست قرآن وسنت کا علم حاصل کر کے آپ کی امت میں احکام صادر فرمائیں اسی طرح کہ جیسے انہیں رسول اللہ ﷺ سے حاصل ہو کیونکہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام فی الحقیقت ہمارے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ہوں گے۔

فائدہ: یہاں شیخ ملا علی القاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۱۴ھ کی کتاب کی نقل ختم ہوئی اللہ تعالیٰ علامہ ملا قاری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے لطف خفی سے نوازے حق یہ ہے کہ آپ کی یہ کتاب ''المشرب الروی'' اس موضوع پر خوب ہے۔ اویسی غفرلہ)

کیا امام مہدی رضی اللہ عنہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلد ہوں گے (معاذ اللہ):

اس کے بعد علامہ ملا علی القاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کے قائل کا رد کافی وشافی دلائل سے فرمایا کہ معاذ اللہ امام مہدی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلد ہوں گے۔ (جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء)

سیلی نے ایک بات ایسی لکھی جو ''فتوحات مکیہ'' کی تحقیق کے خلاف ہے وہ یہ کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ مجتہد مطلق ہوں گے۔ حالانکہ امام المکاشفین سیدنا شیخ اکبر محی الدین ابن العربی قدس سرہ نے ''فتوحات مکیہ'' میں لکھا کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ قیاس کو جانتے تک نہ ہوں گے کہ اس پر احکام صادر فرمائیں بلکہ وہ قیاس کو اس لئے جانتے ہوں گے کہ آپ اس سے اجتناب کر سکیں۔ ہاں ان کے احکام اس فرشتہ کے توسط سے ہوں گے جو انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے القا کرے گا وہ فرشتہ صرف اس لئے ہوگا کہ وہ منجانب اللہ انہیں صحیح راہ بتائے۔ یہی شرع حنفی محمدی ہوگی کہ اگر اس وقت رسول اکرم ﷺ بظاہر زندہ ہوتے اور آپ ﷺ کے ہاں ایسے احکام پیش ہوتے تو آپ بھی اسی طرح فیصلے فرماتے جیسے امام مہدی رضی اللہ عنہ فرمائیں گے تاکہ یقین ہو کہ یہی شرع محمدی ہے اور بس۔ اس معنی پر تو ان پر قیاس حرام ہوگا کیونکہ جب ان

کے پاس نصوص من اللہ ہوں گی تو پھر وہ قیاس پر عمل کیوں کریں، اسی لئے ان کی صفت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ میرے نقش قدم پر چلیں گے وہ ذرہ برابر بھی خطا نہ کریں گے۔ اس سے معلوم ہو کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ بھی رسول کریم ﷺ کے متبع (تاجدار ہوں گے) نہ کہ علیحدہ شریعت کا اجراء کرنے والے۔ (فتوحات مکیہ شریف کی عبارت ختم ہوئی)

نوٹ: یہ بھی یاد رہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ مجتہد مطلق بھی نہیں کیونکہ مجتہد قیاس پر عمل کرتا ہے اور آپ پر قیاس حرام ہوگا اس کے علاوہ مجتہد خطاء کر سکتا ہے امام مہدی رضی اللہ عنہ ہرگز خطاء نہ کریں گے بلکہ احکام کے بارے میں آپ معصوم ہوں گے اس کی شہادت خود رسول کریم ﷺ نے دی، یہ قاعدہ اس پر مبنی ہے جب کہ کہا جائے کہ انبیاء علیہم السلام کے لئے قیاس ناجائز ہے۔ لیکن ان کا اجتہاد تعلیم لامت کیلئے ہوتا ہے۔ (تفصیل کیلئے فقیر کا رسالہ "قیاس کا جواز" پڑھئے۔ (اویسی غفرلہ) یہی تحقیق ہے وباللہ التوفیق۔

جاہل حنفیوں کے رد میں مزید بیان:

جاہل حنفی لوگوں کا مذکور بیان سراسر باطل اور غلط ہے اس کے بارے میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے مزید دلائل لکھے ہیں، ملاحظہ ہوں:

1- وہی جو حضرت ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا۔

2- حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۴۶۵ھ (صاحب رسالہ قشیریہ) فقہائے شوافع سے ہیں آپ کے مشائخ فی الفقہ والکلام والتصوف سب کو معلوم ہیں جیسا کہ آپ کا رسالہ (قشیریہ) جو کہ شرق وغرب اہل علم کے ہاں متداول ہے (شاہد ہے)

3- امام قشیری رحمۃ اللہ کی تصانیف میں سے صرف رسالہ قشیریہ اور تفسیر ہی معروف ہیں باقی معدوم ہیں لیکن زیادہ سے زیادہ ہزار اوراق ہوں گے چہ جائیکہ آپ کی ہزاروں کتابیں ہوں۔

4- امام مہدی رضی اللہ عنہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں اور مذاہب کے فقہاء بھی ہوں گے وہ تو امام مہدی رضی اللہ عنہ کے جانی دشمن ہو جائیں گے جب کہ آپ کی وجہ سے ان کا وقار اور رعب دبدبہ ملیامیٹ ہو جائے گا اور اس وقت قرآن مجید باقی ہوگا۔ آسمان پر اٹھائے

نہیں اٹھایا جائے گا۔

5- جب عیسیٰ علیہ السلام نہر جیحون کی طرف کتابیں مذکورہ لینے جائیں گے تو مسلمانوں کے معاملات ذھپ ہو جائیں گے اور وہ صرف جائیں گے نہیں بلکہ جیحون سے کتابیں نکالیں گے بھی۔
اس میں بھی ان کا وقت صرف ہوگا حالانکہ اس دوران کئی طرح کے حدود وخصومات اور واقعات کا وقوع ہوگا انہیں کیسے معطل کیا جا سکے گا وغیرہ۔

6- وہ جو جاہل حنفیوں نے کہا کہ سیدنا جبرائیل علیہ السلام کے پاس آکر فرمائیں گے کہ نہر جیحون جا کر کتابیں نکالو یہ عجیب بات ہے کہ وہ نہر جیحون کی رہبری تو کر رہے ہیں لیکن سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو شرع محمدی علیہ التحیۃ والثناء کیوں نہیں سکھاتے تا کہ غیروں کی محتاجی نہ ہو اور کتب ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ کے مطالعہ کی مشقت یا تکلیف سے بھی بچ جائیں۔

7- سیدنا خضر علیہ السلام جو حضرت ابوالقاسم (قشیری) رحمۃ اللہ علیہ کے معلم ہیں وہ نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت زندہ ہوں گے انہیں دجال شہید کر کے دوبارہ زندہ کرے گا تو وہ خود کیوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تعلیم نہیں دیں گے اپنے شاگرد کا کیوں محتاج بنا رہے ہیں تا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان سے بچ کر ایک واسطہ سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہو جائیں (جب کہ علماء کے نزدیک سند عالی اسفل سے زیادہ بہتر ہوتی ہے)

8- جب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر نزول فرمائیں گے اس وقت نماز میں ہوں گے موذن اذان دے گا امام مہدی رضی اللہ عنہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے آگے ہو کر نماز پڑھایئے آپ کے لئے اقامت کہی گئی۔ اگر قران باقی ہے اور مذاہب بھی باقی ہیں کیسے نماز پڑھائیں گے اور ان کی نماز کیسے جائز ہوگی جب کہ وہ ابھی تعلیم کے محتاج ہیں؟ (معاذ اللہ) حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کو قرون ثلاثہ کے ساتھ ملحق فرمایا ہے جو خیر القرون ہیں۔

9- حضرت خضر علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ سے بلاواسطہ مناجات فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں جواب سے نوازتا ہے اور وہ رب تعالیٰ حضرت خضر علیہ السلام کو نداء بھی فرماتا ہے (مثلا

یاخضر کذا کذا) تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے کیوں سوال نہ کرلیا کہ یارب تعالیٰ مجھے شرائع اسلام کا خود ہی علم دے دے مجھے کسی دوسرے کا محتاج نہ بنا یہاں تک کہ (قبوری مذہب پر بقول نجدی) امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے ان کی قبر پر جا کر علم پڑھے۔

10- حضرت خضر علیہ السلام یا تو شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مامور ہوں گے یا نہیں ہوں گے اگر مامور ہوں گے تو وہ زمانہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی زندگی تک امر الٰہی کے خلاف کیوں رہے بلکہ ان کی وفات تک بھی جب کہ ان کا وصال ۱۵۰ھ میں ہوا۔ اس سے ترک واجب لازم آتا ہے اور انبیاء علیہم السلام (ایسی غلطی سے منزہ اور پاک یعنی معصوم ہوتے ہیں) اگر اس شرع کے مامور نہ تھے بلکہ انہیں تحصیل الکمال کی حیثیت سے علم مزید پڑھنا پڑا تو انہوں نے اس کمال کی تحصیل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیوں نہ کی حالانکہ ان کے لئے تو یہ ایک نعمت عظیم تھی اگر کہیں کہ وہ یہ نہ جانتے تھے کہ یہ کمال نہیں کمال کا علم انہیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے وصال تک نہ ہوسکا اور یہ جہل ہے اور انبیاء علیہم السلام کے لئے جہل جائز رکھنا کفر ہے

11- حضرت عیسیٰ علیہ السلام مطلقاً معصوم ہیں اور امام مہدی معصوم فی الاحکام ہیں اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ مجتہد مطلق ہیں اور مجتہد مصیب بھی ہوتا ہے اور مخطی بھی۔ یہاں تک آپ کے تہائی سے اکثر مسائل میں آپ کے صاحبین امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ نے مخالفت کی پھر وہ جو کبھی خطا نہ کرے کیسے اس کی تقلید کریں گے جو خطا نہیں کرتے۔

12- امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تمام فقہ کے اصول و فروع کو جمع کیا جائے تو وہ صرف ایک کتاب ہوسکتی ہے یا دو۔ پھر ابوالقاسم (قشیری) رحمۃ اللہ علیہ عنہ کی ہزار کتب میں کیا ہوگا زیادہ سے زیادہ یہی کہ ان میں معرفت الٰہی اور حقائق یا سلوک وغیرہ ہوں گے تو پھر لازم آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (معاذ اللہ) اس سے قبل معرفت الٰہی سے فارغ تھے ایسا عقیدہ تو کفر ہے اگر ان کے ماسوا کچھ اور ہوگا تو جاہل حنفیوں کو بیان کرنا چاہئے۔

13- امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب میں ہے کہ کفار سے جزیہ قبول کیا جائے اور زکوٰۃ نکالی

جائے اور صلیب عیسائیوں کے لئے باقی رکھی جائے اور خنزیر کو عیسائیوں کی وجہ سے قتل نہ کیا جائے وہ ان کے قبضہ میں ہو تو رہنے دیا جائے، دو نمازوں کو جمع نہ کیا جائے۔ وغیرہ وغیرہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو نہ جزیہ قبول فرمائیں گے اور نہ زکوٰۃ نکالیں گے اور صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے اور نمازان کیلئے جمع کی جائے گی وغیرہ وغیرہ۔

اگر یہ مسائل ابوالقاسم (قشیری) رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں میں ہیں تو انہوں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے خلاف کیا اور وہ مجتہد مطلق ہوں گے اس وقت فضیلت ابوالقاسم برامام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ لازم آتی ہے۔ اگر یہ مسائل ان کی کتابوں میں نہیں تو لازم آئے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مخالفت کریں گے اور شاگرد استاد کے خلاف کیسے کرے گا؟ ان کے علاوہ بیشمار مفاسد لازم آتے ہیں ان کے لئے یہ اوراق حامل نہیں جو ہماری بیان کردہ احادیث کو پڑھے گا وہ خود بخود ایسے مفاسد پر آگاہ ہو جائے گا۔

ایسے جاہل حنفیوں کا مطمع نظر صرف امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے اگر چہ ایسے بیان سے جس کی کوئی اصل نہ ہو اگر چہ وہ انہیں کفر کی طرف لے جائے کیا انہیں ان کتب کا علم نہیں جو امام حنیفہ رضی اللہ عنہ کے فضائل سے پر ہیں (مثلاً مناقب الموفق اور مناقب الکردری اس کا اردو ترجمہ فقیر اویسی غفرلہ نے کیا ہے اور مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور نے اسے بہت خوبصورت اور اعلیٰ شائع کیا ہے اس کے علاوہ بھی دیگر کتب فضائل امام پر دنیا کی ہر زبان میں دستیاب ہیں اور اگر کوئی اردو میں تحقیقی اور مفصل مقالات کا مطالعہ کرنا چاہے تو وہ ''انوار امام اعظم از صاحبزادہ سید محمد زین العابدین شاہ راشدی'' مطبوعہ مکتبہ امام غزالی کراچی کو ملاحظہ کرے۔ (اویسی غفرلہ) کیا یہ لوگ جھوٹے انسانوں سے خوش ہیں کیا وہ صرف ایسے افترآت پر نظر رکھتے ہیں جن سے نہ اللہ تعالیٰ راضی ہے نہ اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم خود امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بلکہ اگر وہ ان کی حرکتوں سے آگاہ ہو جائیں تو آپ ان پر کفر کا فتویٰ صادر فرمائیں۔

آخری فیصلہ:

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے فضائل خود ایسے جاہلوں کے رد کے لئے کافی ہیں ایسی فضیلت

ثبت کرنے کی کیا ضرورت ہے جو انبیاء علیہم السلام کی تنقیص کا موجب ہے۔ اوران کے اقوال کاذبہ سراسرافتر آت ہیں اوربس۔

افسوس ہے کہ قہستانی بایں معنی اپنی فضیلت وجلالت کے باوجود وہ بھی ایسی غلطی کے مرتکب ہوئے ہیں انہوں نے نقایہ کی شرح کے مقدمہ میں لکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تشریف لائیں گے تو وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب پر عمل کریں گے جیسا کہ الفصول الستة میں ہے۔ الفصول الستة کیا شے ہے؟ اوراس کے پاس اس کی کیا دلیل ہے؟ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ٥

خیرخواہانہ نصیحتیں:

عزیزو! اتباع سنت غراء (روشن) کو لازم پکڑو کیونکہ یہ خواہشات اور غلط آراء کیلئے بہت بڑا مضبوط قلعہ ہے اور شیطان سرکش کے تیروں کی ڈھال ہے اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہو اور خبردار ایسے خیالات باطلہ کے پھندے میں آ کر مغرور نہ ہونا اور تعصب سے دور رہو کیونکہ یہ شیطان رجیم کے ابواب میں سے ایک باب ہے۔

دعاء: اے اللہ تعالیٰ! ہم شیطان کے شر اور وسوسہ اور مکر سے تیری پناہ مانگتے ہیں اور تجھ سے اس عمل کی توفیق کا سوال کرتے ہیں جو تجھے پسند ہیں اور جن سے تو راضی ہوتا ہے۔

والحمدللّٰه رب العالمين و صلى الله على سيدنا محمد الامين وعلى آله الطيبين واصحابه اجمعين آمين۔

(بجاه حبيبه طٰهٰ ويٰسين صلى الله عليه و آله واصحابه اجمعين)

اضافہ اویسی غفرلہ:

باوجودیکہ ہمارے اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ اتنے بڑے زبردست دلائل سے ثابت کر رہیں کہ احناف کا اس سے دامن پاک ہے لیکن غیر مقلدین بہتان تراشی سے باز نہیں آتے وہ اپنی تصانیف میں بار بار اس قصہ پارینہ کو دہراتے ہیں او. بہتان افتراء کا مجرم نام کا حنفی ضرور ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسے حقیقت سے دور کا واسطہ بھی نہیں اور ایسے حنفی پہلے بھی بہت گزرے ہیں کیا بعض معتزلہ خود کو حنفی نہیں کہلاتے تھے اور ہمارے دور میں دیوبندی فرقہ تو

خود کو پکے حنفی کہلاتے ہیں خود غیر مقلدین بھی صرف انہیں حنفی سمجھتے ہیں حالانکہ عقائد میں وہ پکے وہابی ہیں حنفی صرف نام کے ہیں کام کے نہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کا رسالہ ''دیو بندو بابی ہیں'' مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز کراچی۔ (اویسی غفرلہ)

خروج یاجوج وماجوج

یہ سب سے عظیم فتنہ ہے، قرآن مجید میں یاجوج وماجوج کا متعدد مقامات پر ذکر آیا ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

1۔ قَالُوْا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِنَّ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ۔

(پارہ ۱۶، الکہف، آیت ۹۴)

''انہوں نے کہا اے ذوالقرنین بیشک یاجوج و ماجوج زمین میں فساد مچاتے ہیں''۔

2۔ حَتّٰۤی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ۔

(پارہ ۱۷، الانبیاء آیت ۹۶)

''یہاں تک کہ جب کھولے جائیں یاجوج وماجوج اور وہ ہر بلندی سے ڈھلکتے ہوں گے''۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی جب تک دس نشانیاں ظاہر نہ ہوں۔ (i) طلوع از مغرب (ii) دخان (دھواں) (iii) دابہ (iv) یاجوج و ماجوج (v) نزول عیسیٰ بن مریم علیہما السلام (vi) تین خسوف (vii) نار (آگ) جو قصر عدن سے نکلے گی۔

(الحدیث، رواہ ابن ماجہ، عن حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ)

اس کے علاوہ اور بہت سی حدیثیں ہیں جو یاجوج و ماجوج کے نسب، حلیہ، سیرت، خروج فساد و ہلاکت کے بیان میں آئیں گی۔ (ان شاء اللہ)

نسب یاجوج وماجوج:

وہ بنو آدم ہیں از بنو یافث بن نوح علیہ السلام اسی پر وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ نے جزم فرمایا اسی

پر بہت سے متاخرین نے اعتماد کیا ہے۔ بعض نے کہا وہ ترک سے ہوں گے۔ یہی ضحاک نے کہا اور بعض نے کہا کہ یاجوج ترک سے ہوں گے اور ماجوج دیلم سے۔

عجوبہ: حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ بنو آدم سے ہیں لیکن بی بی حواء رضی اللہ عنہا کے بطن سے نہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو نیند میں احتلام ہوا آپ کا نطفہ گر کر مٹی میں مل گیا اللہ تعالیٰ نے اس سے یاجوج ماجوج کو پیدا فرمایا لیکن یہ قول مردود ہے اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام احتلام سے پاک ہوتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کیلئے وہ احتلام ناجائز ہے جو خواب میں کسی سے جماع کیا جائے اگر یہ احتمال ہو کہ ان کا خواب میں صرف نطفہ ٹپک کر نکلے تو وہ جائز ہے یہ ایسے جیسے پیشاب کیا جائے۔

تحقیقی قول:

حضرت حافظ ابن حجر (عسقلانی) رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۵۲ھ نے فتح الباری میں فرمایا کہ پہلا قول قابل اعتماد ہے اس لئے کہ اگر وہ سیدنا آدم علیہ السلام کے نطفہ سے نہیں تو پھر طوفان نوح علیہ السلام کے وقت کہاں تھے؟

یاجوج وماجوج ہمارے اخیافی بھائی:

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ میں فرمایا کہ یاجوج و ماجوج ہیں تو حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد لیکن وہ سیدہ بی بی حواء رضی اللہ عنہا کے بطن سے نہیں ہیں جمہور علماء کا قول ہے اس معنی پر ہمارے اخیافی بھائی ہوئے۔ (اخیافی وہ بھائی جس کا باپ ایک ہو اور ماں جدا جدا۔ اویسی غفرلہٗ)

فائدہ: مذکورہ بالا روایت صرف حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور بس، بلکہ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کعب الاحبار کے قول کا رد حدیث مرفوع میں ہے فرمایا کہ یاجوج وماجوج ذریۃ نوح ہیں اور سیدنا نوح علیہ السلام قطعاً ذریۃ حواء سے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ سیدنا نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تھے۔

(i) سام (ii) حام (iii) یافث۔ سام سے عرب و فارس وروم ہیں۔ حام سے قبط، بربر، سوڈان ہیں۔ یافث سے یاجوج وماجوج، ترک، صقالیہ ہیں۔

فائدہ: حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس روایت کی سند میں ضعف ہے۔

حلیۂ یاجوج وماجوج:

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یاجوج و ماجوج تین قسم کے ہیں۔ (i) ان کے اجسام ارز کی طرح ہیں (ارز بفتح الہمزہ وسکون الراء پھر زاء) وہ ایک بڑا درخت ہے۔

(ابن ابی حاتم)

"نہایہ" میں ہے کہ ارز ایک لکڑی مشہور ہے بعض نے کہا یہی صنوبر ارز ہے۔ (ii) چار ہاتھ لمبے چار ہاتھ چوڑے ہیں۔ (iii) ان کی ایک قسم ایسی ہے کہ ایک کان ان کا زمین پر ہوتا ہے دوسرے سارے جسم کو ڈھانپتے ہیں۔ حدیث سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ میں ایسے ہی وارد ہوا ہے۔

فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ یاجوج و ماجوج میں سے بعض کا قد صرف ایک بالشت بعض کا دو بالشت سب سے لمبا صرف تین بالشت۔

(والحاکم من طریق ابی الجوزاء)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یاجوج و ماجوج کے بائیس (22) قبیلے ہیں۔ حضرت سلطان سکندر رحمۃ اللہ علیہ نے اکیس (21) کے آگے دیوار کھینچ دی تھی ایک قبیلہ جنگ سے بھاگ نکلا وہ یہی ترک ہیں ان کے اکیس (21) قبیلوں کو دیوار حائل ہے۔

سدی نے فرمایا کہ ترک یاجوج و ماجوج کے سرایا میں سے ایک سریہ ہے وہ عرصہ سے غائب ہے۔ حضرت سکندر رحمۃ اللہ علیہ نے یاجوج و ماجوج کے آگے دیوار کھینچی تو باہر والے باہر رہے۔ (ابن مردویہ)

حضرت خالد بن عبد اللہ بن حرملہ اپنی خالہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں فرمایا کہ تم کہتے ہو کہ تمہارا کوئی دشمن نہیں (یہ خام خیالی ہے اس لئے) کہ تم دشمنوں سے لڑتے رہو گے یہاں تک کہ تمہاری آخری جنگ یاجوج و ماجوج سے ہوگی۔ وہ چوڑے چہرے والے، چھوٹی آنکھوں والے، سخت بالوں والے، وہ ہر ڈھلان سے نیچے اتریں گے گویا ان کے چہرے المجان المطرقہ ہیں۔ (احمد، طبرانی)

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کہ ترک یاجوج و ماجوج کے قبائل سے ایک قبیلہ ہے۔ سخت قسم کے سرخ و سیاہی کے درمیان میں ہوں گے۔

سیرت یاجوج وماجوج:

1- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ یاجوج بہت کم ہے کہ یاجوج وماجوج ایک ہزار اولاد چھوڑ کر مرتا ہے۔ (رواہ ابن حبان فی صحیحہ)

2- عمرو بن اوس اپنے والد سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ یاجوج وماجوج جتنا چاہیں جماع کریں ان میں کوئی ایک مرتا ہے تو ایک ہزار اولاد چھوڑ جاتا ہے یا اس سے بھی زیادہ۔ (رواہ النسائی)

3- یاجوج وماجوج کیلئے عورتیں ہوں گی وہ ان سے جتنا چاہیں جماع کریں اور ان کیلئے درخت ہیں جتنا چاہیں ان میں بیج ڈالیں۔ (رواہ ابن ابی حاتم وابن مردویہ)

4- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یاجوج وماجوج اولاد آدم علیہ السلام سے ہیں ان کے علاوہ تین گروہ ہیں ان میں جو بھی مرتا ہے ایک ہزار یا اس سے زائد اولاد چھوڑ کر مرتا ہے۔ (رواہ الحاکم وابن مردویہ)

5- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے انہوں نے اس پر اضافہ کیا اور ان تین گروہ کے نام بتائے ہیں۔ (i) تاویل (ii) تاریس (iii) منسک۔

(رواہ الطبرانی وابن مردویہ والبیہقی وعبد بن حمید)

فائدہ: عبد بن حمید نے یہی روایت حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کی اور یہ روایت سند صحیح سے مروی ہے۔

6- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ جن وانس کے کل دس اجزاء ہیں ان میں نو حصے یاجوج وماجوج ہیں باقی ایک حصہ جملہ انسان۔ (رواہ ابن ابی حاتم)

7- یاجوج وماجوج سدِ سکندری کو روزانہ کھودتے ہیں۔ (رواہ الترمذی وحسنہ ابن حبان والحاکم اور ان دونوں نے اسے صحیح کہا ہے)

8- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ یاجوج و ماجوج روزانہ سد سکندری کو کھودتے ہیں یہاں تک کہ قریب ہے کہ وہ اسے توڑ ڈالیں ان کا سربراہ کہتا ہے چلو اسے کل ہی توڑ ڈالیں گے اللہ تعالیٰ دوسرے روز اسے پہلے سے بھی زیادہ سخت بنا دیتا ہے یہاں تک کہ جب ان کی مدت پوری ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کہ انہیں لوگوں پر بھیجے تو آخر میں ان کا سردار کہے گا چلو کل انشاء اللہ پڑھا ہو گا پھر جب اسی کل آئیں گے تو دیوار اتنا باقی ہو گی جہاں اسے چھوڑ کر گئے تھے اسے توڑ کر لوگوں پر ٹوٹ پڑیں گے۔ (الحدیث)

فائدہ: حضرت حافظ ابن حجر نے فرمایا کہ رواہ الترمذی و ابن ماجہ والحاکم و عبد بن حمید و ابن حبان از قتادہ اور ان کے بعض رجال رجال الصحیح ہیں۔

تین نشانیاں:

حضرت ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۳۸ھ نے فرمایا کہ اس حدیث میں تین نشانیاں ہیں:

1- سد سکندری کو رات دن روزانہ کھودتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں روکے رکھا ہے کہ وہ اسے توڑ سکیں۔

2 انہیں روک رکھا ہے کہ وہ دیوار پر سیڑھی لگا کر اوپر چڑھیں یا کسی اور طریقہ سے اوپر چڑھیں اس کا نہ انہیں الہام فرماتا ہے یا کوئی انہیں اس کا علم ہو سکے گا۔ یعنی بروایت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ ان کے بڑے بڑے درخت اور کھیتیاں اور دیگر آلات ہیں۔

3- انہیں اللہ تعالیٰ نے انشاء اللہ کہنے سے روک رکھا ہے یہاں تک کہ وقت مقررہ آئے۔

فائدہ: ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان میں بڑے کاریگر اور صاحب تصرفات ہیں اور بہت بڑی رعایا ہے جو کام میں اپنے سردار کے مطیع ہیں اور ان میں بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کا عرفان بھی رکھتے ہیں اور اس کی قدرت کاملہ کے قائل بھی ہیں۔

عجوبہ: اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ انشاء اللہ ان کے سردار سے بلا ارادہ نکل جائے گا اس کا اسے معنی بھی معلوم نہ ہو گا لیکن اس کلمہ (انشاء اللہ) کی برکت سے ان کا مقصد پورا ہو جائے گا، ان دونوں احتمالوں کیلئے حدیثیں وارد ہیں۔

1- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا امر آئے گا تو بعض کی زبان پر بے ساختہ جاری ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ کل اس کام سے فراغت پائیں گے۔

(رواہ عبد حمید)

2- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کل واپس دیوار توڑنے آئیں گے تو وہ پہلے سے بھی زیادہ مضبوط ہوگی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جب ارادہ فرمائے گا کہ یہ (یاجوج وماجوج، خروج کرے) ان میں سے ایک کو اسلام کی دولت سے نوازے گا وہی مؤمن کہے گا کل ان شاء اللہ تعالیٰ اس دیوار کو توڑ ڈالیں گے چنانچہ جب کل کے دن آئیں گے تو دیوار توڑ ڈالیں گے۔ (رواہ ابن مردویہ)

لیکن اس کی سند میں ضعف ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا کلام یہاں ختم ہوا۔

خلاصہ یہ کہ انشاء اللہ تعالیٰ ان کے سب سے بڑے قوی کو القاء ہوگا اور یہ احتمال بھی ہے کہ ان میں سے ایک کو دولت اسلام نصیب ہوگی جیسا کہ ہر دونوں احتمال کی روایات مذکور ہوئیں۔

شب معراج یاجوج وماجوج:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب اسراء اللہ تعالیٰ نے مجھے یاجوج وماجوج کو دعوت اسلام دینے کیلئے بھیجا، میں نے انہیں اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی عبادت کی دعوت دی تو انہوں نے میری دعوت سے انکار کیا اور وہ دوزخ میں جائیں گے ان بنو آدم کے ساتھ جو میرے نافرمان ہیں اور اولاد ابلیس کے ساتھ۔

(رواہ نعیم بن حماد)

سوال: اوپر کی حدیث میں ایک کا اسلام لانا تو ثابت ہے؟

جواب: یہ معراج شریف کے واقعہ کے بعد ہے دوسرا یہ کہ وہ ایک ہے اور وہ کالمعدوم۔ (للاکثر حکم الکل قاعدہ مشہور ہے)۔ (اویسی غفرلہٗ)

خروج یاجوج وماجوج کا وقت:

خروج یاجوج وماجوج کے بارے میں احادیث وارد ہیں۔

۱۔ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ نے دجال کے ذکر اور اس کی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں ہلاکت کے بعد ذکر فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک قوم آئے گی جنہیں دجال سے اللہ تعالیٰ نے بچایا ہوگا ان کے چہروں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہاتھ پھیر کر ان کے جنت میں درجات بیان فرمائیں گے وہ اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجے گا کہ میں نے اپنے ایسے بندے نکالے ہیں کہ ان کے ساتھ لڑنے کی کسی کو طاقت نہیں میرے ان بندوں (جو آپ کے پاس حاضر ہوں گے) کو پہاڑ پر لیجائیے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ یاجوج وماجوج کو خروج کا حکم فرمائے گا وہ لوگوں پر خروج کریں گے آتے ہی تمام پانی پی جائیں گے اور لوگ (مؤمن) ان سے بچ کر قلعوں میں محفوظ ہو جائیں گے اور اپنے مویشی (جانور) بھی ساتھ لیجائیں گے یاجوج وماجوج تمام روئے زمین کا پانی چٹ کر جائیں گے یہاں تک کہ ان کا کوئی کسی نہر سے گذرے گا تو وہ اکیلا ہی تمام نہر کا پانی پی جائے گا یہاں تک کہ وہ نہر خشک ہو کر رہ جائے گی لوگ ان کے بعد وہاں سے گذریں گے تو کہیں گے یہاں تو پانی کی نہر تھی مؤمن لوگ سب کے سب قلعوں میں محفوظ ہوں گے یا شہروں میں ہوں گے۔

یاجوج وماجوج بحیرۂ طبریہ سے گزریں گے تو اس کا تمام پانی نگل جائیں گے یہاں تک کہ ان کے بعد بعض لوگ گزریں گے تو کہیں گے یہاں تو بڑی نہر (طبریہ) تھی لیکن اس وقت اس میں معمولی سا پانی ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے رفقاء قلعوں میں محصور ہوں گے خوراک وغیرہ سب ختم ہو جائے گی اس وقت بیل اور گدھے کا ایک سر سو دینار سے زیادہ بہتر ہوگا۔ (رواہ مسلم)

مسلم شریف وغیرہ کی ایک روایت میں ہے کہ یاجوج وماجوج کہیں گے ہم نے تمام اہل زمین کو مار ڈالا اب چلو آسمان والوں کو بھی قتل کر دیں وہ آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے اللہ تعالیٰ ان کے تیروں کو خون آلود کر کے واپس کرے گا۔

بعض روایات میں ہے کہ یاجوج وماجوج کوئی ایک اپنا حربہ لہرا کر آسمان کی طرف

پھینکے گا تو اس کی طرف خون آلود ہو کر واپس آئے گا یہ بھی ایک بڑی آزمائش اور فتنہ ہوگا اللہ تعالیٰ کے نبی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے رفقاء اللہ تعالیٰ کی طرف التجاء کریں گے اللہ تعالیٰ کیڑے بھیجے گا جو یاجوج وماجوج کی گردنوں میں تک جائیں گے)

یاجوج وماجوج کی ہلاکت:

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ یاجوج وماجوج کیلئے کیڑوں جیسی شے بھیجے گا اور وہ کیڑوں کی طرح ہوگی جیسے اونٹوں اور بکریوں کی ناک میں ہوتی ہے۔(نغف بفتح النون و الغین المعجمه وہ کیڑا جو اونٹوں اور بکریوں کی ناک میں ہوتا ہے)

یاجوج و ماجوج صبح کے وقت مرے پڑے ہوں گے گویا وہ ایک ہی آن میں تمام ہلاک ہوں گے ان کی کسی قسم کی آواز سنائی نہ دے گی۔ مسلمان کہیں گے کوئی ہے جو جان کی بازی لگا کر ان دشمنوں (یاجوج وماجوج) کی خبر لے آئے۔ ایک مرد مولیٰ اپنی جان اللہ کے نام پر قربان کر کے نیچے اترے گا اسے یقین ہوگا کہ میں بچ کر واپس نہیں لوٹ سکوں گا جب وہ اترے گا تو دیکھے گا کہ وہ (یاجوج وماجوج) ایک دوسرے پر مرے پڑے ہیں وہاں سے پکارے گا مسلمانو! مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے تمہاری دشمن سے کفایت کی ہے۔ تمام لوگ اپنے شہروں اور قلعوں سے نکل کھڑے ہوں گے اور اپنے مویشی (جانور) بھی ساتھ لائیں گے لیکن ان جانوروں کیلئے گھاس وغیرہ نہ ہوگا بس اب ان کا اپنا گوشت ہی ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ خود بخود ہی موٹے ہو جائیں گے ایسے کہ جیسے بہترین جانور موٹے ہوتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے رفقاء سمیت زمین کی طرف تشریف لائیں گے زمین کے چپہ چپہ پر یاجوج وماجوج کی بدبو پھیلی ہوگی لوگوں کو وہ بدبو کھا رہی ہوگی وہ اس وقت کہیں گے اس جینے سے موت بھلی۔ تمام لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد کریں گے اللہ تعالیٰ آٹھ دنوں تک غبار آلود ہوا بھیجے گا لوگوں پر غبار اور دھواں ہی ہوگا اس سے وہ زکام (نزلہ وغیرہ) میں مبتلا ہو جائیں گے اس کے بعد تین دنوں کے بعد نجات پائیں گے۔ وہ ہوا یاجوج و ماجوج کے مردار کو دریا میں پھینک دے گی۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی دعا قبول:

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے رفقاء اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں گے اس پر اللہ تعالیٰ ایسے پرندے بھیجے گا جیسے اونٹ کی گردن ہوتی ہے وہ یاجوج وماجوج کے مردار اٹھا کر لے جائیں گے جہاں اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ انہیں آگ میں پھینکیں گے۔ اس میں منافات نہیں اس لئے کہ انہیں دریا میں پھینکیں گے تو وہ دریا آگ کا بن جائے گا۔ قیامت میں بھی ایسا ہوگا کہ کفار کیلئے آگ کے دریا ہوں گے۔

رحمت کی بارش:

پھر اللہ تعالیٰ بارش نازل فرمائے گا کوئی گھر مٹی کا یا بالوں کا ایسا نہ ہوگا جہاں وہ بارش نہ پہنچی ہوگی تمام روئے زمین بارش دھو ڈالے گی اب زمین آئینے کی طرح ہوگی یہاں تک کہ اس میں آدمی اپنا چہرہ دیکھے گا جیسے آئینے میں دیکھا جاتا ہے۔ پھر زمین کو حکم ہوگا اپنی کھیتی اُگا اور پھل وغیرہ نکال اور اپنی برکت واپس لوٹا۔ اس وقت اتنی برکت ہو جائے گی کہ ایک انار کو ایک جماعت کھائے گی اور اس کے چھلکوں سے دھوپ سے بچنے کیلئے چھتری کا کام لیں گے۔ لوگ یاجوج وماجوج کے تیروں ڈھالوں وغیرہ کو سات سال تک ایندھن کی طرح جلائیں گے۔

یاجوج وماجوج کی لغوی تحقیق:

یاجوج وماجوج کے اشتقاق میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا أجج النار سے ہے بمعنی آگ کا شعلہ بعض نے کہا الأجۃ (بالتشدید) سے ہے بمعنی اختلاط یا سخت گرمی بعض نے کہا الاج سے ہے بمعنی تیز دوڑنا۔

بعض نے کہا الاجاجۃ سے ہے بمعنی سخت کڑوا پانی۔ بہرحال جو بھی ہے یاجوج وماجوج وزن یفعول مفعول ہیں، یہی عاصم کی قراءت ہے، یہی واحد امام ہیں جو انہیں ہمزہ پڑھتے ہیں باقی ائمہ تجوید الف مہملہ از ہمزہ کے ساتھ پڑھتے ہیں، بعض نے کہا کہ یہ دونوں بروزن فاعول یسجد و مسجد۔ بعض نے کہا کہ یہ یاجوج وماجوج سے ہے بمعنی اضطرب اس کا وزن مفعول ہے یہ ابو حاتم نے کہا ہے اور فرمایا کہ یہ دراصل موجوج تھا (ہمزہ الف سے تبدیل ہوا)

جملہ اشتقاقات ان کے حال کے مطابق ہیں بعض نے کہا کہ ان کا اشتقاق ماج سے موزوں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے فرمایا:

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ۔ (الکہف آیت ۹۹)

''اور اس دن ہم انہیں چھوڑ دیں گے کہ ان کا ایک گروہ دوسرے پر ریلا (سیلاب کی طرح) آوے گا''۔

فائدہ: یہ ان کا وہ حال ہے جو سد سکندری کو توڑ کر باہر آئیں گے۔

بقایا نشانیاں دور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام میں:

ہم یہاں پر قیامت کی وہ نشانیاں بیان کرتے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں واقع ہوگی۔

یہودیوں کا قتل:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ مسلمان یہودیوں سے جنگ کریں گے یہودیوں کو مسلمان قتل کریں گے یہاں تک کہ یہودی حجر و شجر کی اوٹ میں چھپ جائیں گے حجر و شجر بولیں گے اے بندۂ خدا! ادھر آ۔ یہودی میری اوٹ میں چھپا ہوا ہے اسے قتل کردے سوائے شجر الغرقد کے کہ یہ یہودیوں کا درخت ہے۔ (رواہ مسلم)

تبصرہ اویسی غفرلہٗ:

یہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب'' و لکن الوهابية قوم لا يعقلون''۔

نشانیاں

(1) یاجوج وماجوج سے جنگ:

خالد بن حرملہ کی خالہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ تم ہمیشہ دشمنوں سے لڑتے رہو گے یہاں تک کہ تم یاجوج وماجوج کے ساتھ جنگ کرو گے، وہ چوڑے چہرے والے، چھوٹی آنکھوں والے، موٹے بالوں والے، وہ ہر ڈھلان سے نیچے اتریں گے۔ (رواہ احمد والطبرانی)

(2) ہمہ گیر بارش:

کہ زمین کا کوئی گھر مٹی کا ہو یا بالوں کا ہر ایک میں برابر بارش ہوگی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ لوگوں پر بارش ہوگی مٹی اور بالوں کے گھروں پر برسے گی۔ (رواہ احمد)

(3) جہاد منقطع ہو جائے گا:

یہاں تک کہ لوگ کھیتی باڑی کے کاموں میں واپس لوٹ آئیں گے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم کسان ہو کر واپس لوٹو گے۔ (رواہ الطبرانی)

(4) ارض مقدسہ میں خلافت کا نزول:

ابن حوالہ سے مروی ہے کہ جب تم دیکھو کہ خلافت کا ارض مقدسہ میں نزول ہوا ہے تو زلزلے اور جھٹکے اور بڑے بڑے امور قریب ہوں گے اس وقت قیامت اتنی قریب ہوگی جیسے تمہارے دونوں ہاتھ سر کے قریب ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک سر اقدس پر رکھا۔
(رواہ احمد وابوداؤد والحاکم)

فائدہ: اگر اس سے مطلق خلافت مراد ہے تو وہ بنوامیہ کے زمانہ میں گزر چکی ہے اور اس کے بعض امور ہم بیان کر چکے ہیں اگر اس سے خلافت کاملہ مراد ہے تو وہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگی۔

اور الامور العظام، بڑے امور جنہیں احادیث میں کہا گیا ہے وہ یہ ہیں (i) دابہ (ii) سورج کا مغرب سے طلوع (iii) آگ (iv) ہوا وغیرہ وغیرہ، اس پر حدیث کا حصہ دلالت کرتا ہے فرمایا آج قیامت بہت زیادہ قریب ہے۔

(5) کثرتِ مال:

کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ مال کی کثرت ہوگی اور دنیا کی ایسی ریل پیل ہوگی کہ زکوٰۃ دینے والا زکوٰۃ کا مال لے کر نکلے گا تو اسے کوئی قبول کرنے والا نہ ملے گا۔ (رواہ

الشیخان) ایک روایت میں ہے کہ تمہارے میں مال کی کثرت ہوگی۔

فائدہ: یہ ہم نے نشانیوں کی قسم اول میں بھی ذکر کیا ہے اور اس سے کوئی امر مانع نہیں کہ روایت ثانیہ کا اشارہ حضرت عثمان اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوا اس کا قرینہ حدیث کے لفظ فیکم میں ہے یعنی صحابہ کرام میں مال کی کثرت ہوگی اور روایت اولیٰ کے مطابق ایسا حال بعد کو واقع ہوگا وہ ہے حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ۔

اسی لئے ہم نے یہ حدیث دونوں قسموں میں ذکر کردی ہے۔(یعنی جو حالات گزر چکے ان میں بھی اور جو حالات آنے والے ہیں ان میں بھی)

(6) بیل کا سر سونے کے وزن پر میسر ہوگا:

حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ بیل کا سر سونے کے برابر ہوگا۔ اور یہ یاجوج و ماجوج کے اس احصار میں ہوا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے رفقاء محصور رہے (ابن ابی شیبہ) جیسا کہ گزرا۔

(7) بحیرہ طبریہ کے پانی کا خشک ہوجانا:

جیسا کہ گزرا ہے کہ اس کا پانی یاجوج و ماجوج ہڑپ کر جائیں گے۔

(8) گھوڑے سستے اور بیل مہنگے:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ گھوڑے چند ٹکوں میں اور بیل ایسے ایسے یعنی سو دینار میں بکیں گے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے کیوں سستے ہوں گے؟ فرمایا جہاد ختم ہو جائے گا۔ عرض کی گئی تو بیل کیوں مہنگے ہوں گے؟ فرمایا کہ اس وقت تمام روئے زمین پر کھیتی باڑی ہوگی۔ (ابن ماجہ، ابن خزیمہ)

(9) برکات کا نزول:

ہوگا اور زہر والے کا زہر چھین لیا جائے گا وغیرہ وغیرہ۔

مدینہ پاک کی ویرانی:

قربِ قیامت کی ایک نشانی یہ ہے کہ قیامت سے چالیس سال پہلے مدینہ پاک

ویران ہو جائے گا۔

احادیث مبارکہ:

1- حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ بیت المقدس کی آبادی یثرب (مدینہ شریف) کی ویرانی اور مدینہ پاک کی ویرانی جنگوں کے چھڑ جانے اور جنگوں کے چھڑ جانے سے قسطنطنیہ فتح ہوگا اور فتح قسطنطنیہ پر دجال کا خروج ہوگا۔ (رواہ ابوداؤد)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ترتیب بیانی پر غور فرمایئے کہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے بتا رہے ہیں جیسے کوئی دیکھ کر بتاتا ہے یہی اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کل کائنات کو ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ (اویسی غفرلہ) لیکن

بے خبر آپ کو بے خبر مانتے ہیں

(معاذ اللہ)

2- مدینہ پاک کی آبادی جبل سلع تک پہنچے گی پھر مدینہ پاک پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ مسافر یہاں سے گزرے گا تو کہے گا کبھی یہ شہر (مدینہ) بڑا آباد تھا (جیسے اب ہے) یہ اس وقت کہے گا جب مدینہ پاک کو ویران ہوئے عرصہ گزرے گا اور اس کی آبادی کے نشانات تک ختم ہو جائیں گے۔ (رواہ الطبرانی ورواہ احمد باسناد حسن)

3- ایضاً امام احمد نے رجال ثقاہت سے روایت کیا کہ مدینہ پاک کو اہل مدینہ چھوڑ جائیں گے حالانکہ یہ بڑا بارونق ہے، عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پُر رونق شہر کی تروتازہ چیزوں کو کون کھائے گا؟ فرمایا درندے اور چوپائے۔

4- صحیحین میں ہے مدینہ پاک کو چھوڑ دیا جائے گا جب کہ وہ خیر و بھلائی پر ہوگا، اس کے پھلوں کے گچھے لٹکے ہوئے ہوں گے جنہیں پرندے درندے ہی ڈھانپ لیں گے۔ آخر میں جس کا اس شہر میں حشر ہوگا وہ مزینہ قبیلہ کے دو چرواہے ہوں گے۔ (الحدیث)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

کتنی روشن خبریں ہیں لیکن۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

5- ابن زبالہ نے روایت کی اور ابن النجار نے اس کی متابعت کی کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ میری اس مسجد پر کتے، بھیڑیے اور بندر قبضہ کرلیں گے۔ کوئی ایک مسجد سے گذرے گا اور ارادہ کرے گا کہ اس میں نماز پڑھے تو نہ پڑھ سکے گا۔ (کیونکہ اس پر موذیوں کا قبضہ ہوگا)

6- ابن ابی شیبہ نے سند صحیح کے ساتھ روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے مدینہ پاک کو چالیس سال تک درندوں پرندوں کیلئے بیکار چھوڑے رکھیں گے۔

(رواہ ابن زبالہ بنحوہ)

7- دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مدینہ پاک قیامت سے پہلے چالیس سال ویران رہے گا۔

8- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ لومڑی منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قبضہ کر کے بیٹھے گی اسے ہٹانے والا کوئی نہ ہوگا۔

9- ابن شیبہ نے روایت کی کہ اہل مدینہ، مدینہ شریف سے نکل جائیں گے پھر واپس آئیں گے پھر دوبارہ نکلیں گے تو حبشہ تک واپس نہیں آئیں گے اور اسے اس وقت چھوڑ جائیں گے جب کہ وہ پر رونق ہوگا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعاً مروی ہے۔

فائدہ: قسم اوّل میں مدینہ پاک کے ایسے حال کی تفصیل گزری ہے (جب کہ یزید خبیث نے اہل مدینہ کو ستایا تھا) یہ دوسری ویرانی قرب قیامت میں ہوگی۔

مدینہ پاک کی ویرانی کا سبب:

واللہ اعلم ویرانی کا سبب کیا ہوگا؟ لیکن ایک وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اہل مدینہ جہاد کیلئے جائیں گے پھر مدینہ پاک منافقین کو بذریعہ زلزلہ اپنے سے باہر پھینکے گا اور وہ دجال سے جا کر ملیں گے پھر اس میں صرف خالص اہلِ ایمان باقی رہ جائیں گے لیکن پھر یہ بھی بیت المقدس کو ہجرت کر جائیں گے۔

حدیث شریف میں ہے ہجرت من المکۃ الی المدینہ ایک بار ہوئی تو پھر دوبارہ مدینہ سے ہجرت ہوگی اس وقت بہترین مہاجرین وہ ہوں گے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت گاہ کو لازم پکڑیں گے۔ پھر بھی جو ان میں باقی بچ جائیں گے تو ٹھنڈی اور بھینی بھینی ہوا ان کی ارواح قبض کرلے گی اس ہوا کا ذکر آئے گا اس کے بعد ویرانی چھا جائے گی۔ ویرانی کا ایک سبب یہ بھی ہے اس سے قبل کہ کوئی اور سبب اس کی ویرانی کا موجب بنے۔

ایمان کی پناہ گاہ:

1- المرجانی نے ''اخبار المدینہ'' میں روایت کی کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ یہ امر یعنی دین مدینہ پاک کی طرف لوٹ آئے گا جیسے اس کی ابتداء یہاں سے ہوئی ہو یہاں تک کہ ایمان صرف مدینہ میں ہوگا۔

2- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اسلامی بستیوں میں ویرانی کے لحاظ سے آخری بستی مدینہ پاک ہے۔ (رواہ النسائی)

اور ابن حبان نے روایت کیا کہ اسلام کی بستیوں میں ویران ہونے کے لحاظ سے مدینہ پاک ہے۔

3- صحیح حدیث میں ہے کہ دین مدینہ پاک میں ایسے واپس آئے گا جیسے سانپ اپنے بل میں آتا ہے۔

ازالۂ وہم:

یہ روایات ظاہراً سابقہ روایات کے خلاف معلوم ہوتی ہیں ان دونوں کے درمیان تطبیق کا طریقہ یہ ہے کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور پر تمام دنیا فتنوں کی لپیٹ میں آ جائے گی اور اہل مدینہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ پاک میں ہوں گے اس وقت دین سمٹ کر مدینہ پاک میں آ جائے گا۔ چونکہ تمام مؤمنین کاملین خلیفہ حق کی پیروی کریں گے تو جس وقت امام حق موجود بھی ہو اور کوئی انہیں نہ پہچانے یا بیعت نہ کرے تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ دین مدینہ پاک کی طرف سمٹ کر آ جائے گا والی روایت کا یہی محمل ہے۔

پھر مدینہ اپنے سے خبث کو دور فرمائے گا وہ دجال کے زمانہ میں ہوگا۔ کیونکہ اس وقت

منافقین مدینہ پاک سے نکل جائیں گے صرف خالص اہل ایمان ہی بچ جائیں گے یہی حضرت جابر رضی اللہ عنہ والی روایت کہ ایمان خالص کہ جس میں معمولی طور منافقت کا شائبہ نہ ہو وہ صرف اور صرف مدینہ پاک میں ہوگا کا محل ہے اس کے بعد ٹھنڈی ٹھنڈی بھینی بھینی ہوا آئے گی وہ مومن مرد اور مومن عورت کی روح قبض کر لے گی وہ ہوا شام (ملک) سے آئے گی یا یمن سے یا دونوں ملکوں سے یہی طریقہ تطبیق کا ہے۔

فائدہ: جو ہوا شام (ملک) سے آئے گی وہ اہل شام سے ابتداء کرے گی یعنی پہلے شام کے اہل ایمان کی روح قبض کرے گی۔ اور جو یمن سے آئے گی وہ پہلے یمن کے اہل ایمان کی روح قبض کرے گی یہ مدینہ پاک میں تب پہنچے گی جب دونوں اقلیموں کے اہل ایمان کی روح قبض کر چکی ہوگی سب سے آخر میں ہوا اہل مدینہ کے اہل ایمان کی روح قبض کرے گی۔ یہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کا محمل ہے وہ حدیث نسائی، ترمذی اور ابن حبان میں سے پہلے گزر چکی ہے۔

پھر اس وقت مدینہ پاک میں صرف اہل ایمان ہی ہوں گے کیونکہ دجال کے دور میں تو مدینہ پاک منافقین کو باہر نکال پھینکے گا۔ ان اہل ایمان کی موت کے بعد مدینہ پاک ویران ہو جائے گا باقی دنیا شراتی لوگوں سے آباد ہوگی اور انہی پر ہی قیامت قائم ہوگی جس کا ذکر آئے گا۔ (ان شاء اللہ)

نوٹ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ کتاب لکھتے وقت یہی تطبیق میرے ذہن میں آئی ہے اور امید ہے کہ یہ تطبیق بعید از صواب نہیں اور میں نے اس پر (یعنی تطبیق دینے پر) کسی کا کلام نہیں دیکھا یہ اگر مبنی بر خطاء ہے تو اسے میری طرف منسوب کرنا کسی دوسرے پر الزام نہ لگانا ہم اللہ تعالیٰ سے سیدھی راہ کا سوال کرتے ہیں۔

نوٹ از مصنف رحمۃ اللہ علیہ:

میں نے یہ بحث یہاں لکھ دی حالانکہ اس کا ذکر طلوع الشمس از مغرب اور دابہ کے بعد ہونا چاہئے تھا۔ کیونکہ مدینہ پاک کی ویرانی اس سے لوگوں کے خروج کے بعد ہوگی جیسا کہ احادیث دلالت کرتی ہیں اور اہل مدینہ کا خروج از مدینہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگا۔

اسی لئے ہم نے اسے یہاں ذکر کر دیا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

خروج قحطانی والجہجاہ والہیثم والمقعدوغیرہم:

یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام و مہدی رضی اللہ عنہ کے بعد خروج کریں گے۔

احادیث مبارکہ:

1- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے چالیس سال دنیا میں گذاریں گے کتاب اللہ اور میری سنت پر عمل کریں گے ان کا وصال ہوگا تو لوگ ایک شخص کو خلیفہ مقرر کریں گے وہ بنی تمیم سے ہوگا اسے المقعد کہا جائے گا۔ جب المقعد فوت ہو جائے گا تو لوگوں پر ابھی تین سال نہ گزریں گے تو قرآن مجید اٹھالیا جائے گا یعنی یہاں تک کہ سینوں سے بھی محو ہو جائے گا اس وجہ سے ان میں نقص واقع ہوگا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال کے بعد مدت دراز تک دین کے موافق زندگی بسر کریں گے۔ (ابوالشیخ)

2- علیاء السلمی سے مروی ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ لوگوں کا بادشاہ غلاموں سے مقرر ہوگا، اسے جہجاہ کہا جائے گا۔ (رواہ الطبرانی)

3- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رات دن نہ گزریں گے یہاں تک کہ لوگوں پر جہجاہ نامی بادشاہ مقرر ہوگا۔ (رواہ مسلم)

4- قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ ایک مرد قحطان سے خروج کرے گا وہ لوگوں کو ڈنڈے سے چلائے گا۔

5- حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب میرے بعد خلفاء ہوں گے ان کے بعد امراء ہوں گے امراء کے بعد جابر بادشاہ ہوں گے پھر میرے اہل بیت سے ایک مرد ظہور فرمائے گا۔ جو زمین کو عدل سے بھر دے گا جیسے وہ ظلم سے بھری ہوئی تھی پھر قحطانی حاکم بنے گا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا! وہ اس سے مرتبہ میں کم ہوگا۔ (رواہ الطبرانی فی الحلیہ، ابن مندہ، ابونعیم، ابن عساکر)

6- سلیمان بن عیسیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے حدیث پہنچی ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ چودہ سال

بیت المقدس میں شاہی کریں گے پھر وہ وفات پا جائیں گے اس کے بعد ایک مرد قوم تبع سے آئے گا اسے منصور کہا جائے گا وہی قحطانی ہے۔ وہ بیت المقدس میں اکیس سال شاہی کرے گا پھر وہ قتل کیا جائے گا اس کے بعد ھیشم المھدی تین سال چار ماہ دس دن شاہی کرے گا۔ (رواہ نعیم بن حماد)

-7 حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ فوت ہوں گے پھر ان کے بعد ایک مرد ان کے اہل بیت سے شاہی کرے گا اس میں خیر بھی اور شر بھی ہے وہ لوگوں کو ناراض کرے گا کیونکہ وہ جماعت میں تفرقہ کی دعوت دے گا اس کی بقا بہت کم ہوگی اس کے اپنے اہل بیت سے اس پر حملہ کریں گے اور اسے قتل کر دیں گے۔

(رواہ نعیم بن حماد)

-8 حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ فوت ہوں گے تو ان کے بعد لوگ فتنہ میں مبتلا ہو جائیں گے لوگوں کی طرف ایک مرد بنو مخزوم سے آکر ان سے اپنی بیعت لے گا وہ ایک عرصہ تک ٹھہرے گا پھر آسمان سے منادی ندا کرے گا یہ نہ اچھا ہے نہ برا لیکن تم فلاں کی بیعت کرو لیکن ہجرت کے بعد اپنے ٹخنوں کی طرف نہ لوٹو یعنی بیعت نہ توڑنا وہ ششش و پنج میں پڑ جائیں گے کیونکہ وہ اس مرد کو نہیں پہچان سکیں گے پھر اس طرح تین بار منادی ندا کرے گا اس کے بعد وہ المنصور کی بیعت کریں گے وہ مخزومی سے لڑنے جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے گا کہ مخزومی کو وہ قتل کر دے گا۔ (نعیم بن حماد)

-9 حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ک بنو مخزوم میں سے ایک مرد لوگوں کا بادشاہ بن جائے گا پھر ایک مرد غلاموں سے بادشاہ بنے گا پھر عرب سے ایک مرد آئے گا اس کا جسم لمبا چوڑا ہوگا اس کے دو کاندھوں کا درمیانی حصہ بہت چوڑا ہوگا۔ جو بھی اسے ملے گا وہ اسے قتل کرے گا یہاں تک کہ وہ بیت المقدس میں پہنچ جائے گا پھر وہ اپنی موت خود مر جائے گا پھر دنیا پہلے سے بھی زیادہ شریر بن جائے گی اس کے بعد قبیلہ مضر کا ایک مرد بادشاہ ہوگا ظالم جابر نیک لوگوں کو قتل کرے گا پھر مضری کے بعد یمانی

قحطانی بادشاہ بنے گا وہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی سیرت پر چلے گا اسی کے ہاتھوں مدینۃ الروم فتح ہوگا۔ (نعیم بن حماد)

10- حضرت معمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قحطانی امام مہدی رضی اللہ عنہ سے مرتبہ میں کچھ کم ہوگا۔ (نعیم بن حماد)

11- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جابروں کے بعد ایک جابر آئے گا پھر امام مہدی رضی اللہ عنہ آئیں گے پھر منصور آئے گا پھر سلامتی والا آئے گا پھر امیر العصب آئے گا۔ (نعیم بن حماد)

12- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تین بادشاہ متواتر آئیں گے تمام روئے زمین ان کے ہاتھوں فتح ہوگی (۱) صالح جابر (۲) المفرج (۳) ذوالعصب۔ یہ چالیس سال ٹھہریں گے بادشاہی کریں گے پھر ان کے بعد کوئی خیر و بھلائی نہ ہوگی۔ (نعیم بن حماد)

13- حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے بعد ایک خلیفہ یمن سے قحطانی آئے گا وہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کا بھائی ہوگا یعنی ان کی طرح دین میں اچھا ہوگا وہ امام مہدی رضی اللہ عنہ جیسے عمل کرے گا وہی مدینۃ الروم کو فتح کرکے غنیمت کے اموال حاصل کرے گا۔ (نعیم بن حماد)

14- حضرت ارطاۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے یہ بات پہنچی کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ چالیس سال زمین پر گزاریں گے پھر اپنے بستر پر وفات پائیں گے، پھر ایک مرد قحطان سے نکلے گا جس کے دونوں کانوں میں سوراخ ہوں گے وہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کی سیرت پر چلے گا وہ بیس سال بادشاہی کرے گا لیکن ہتھیاروں سے مقتول ہوکر فوت ہوگا پھر اہل بیت نبوی سے ایک مرد نکلے گا وہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کی طرح اچھی سیرت والے ہوں گے مدینہ قیصر میں جنگ کریں گے وہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آخری امیر ہوں گے پھر ان کے زمانہ میں دجال کے فتنے کا ظہور ہوگا۔ (نعیم بن حماد)

ازالۂ وہم:

یہ احادیث اکثر ایک دوسری کے متعارض ہیں فقیہ ابن حجر اپنی کتاب ''القول المختصر''

میں بیان فرماتے ہیں کہ یہ عقیدہ تو مسلم ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے دور میں دجال کا خروج اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہوگا اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ جہاں بھی احادیث میں مطلق لفظ مہدی آئے اس سے یہی امام مہدی رضی اللہ عنہ مراد ہوں گے ان سے پہلے جو بھی مہدویت کا دعویٰ کرے گا یا اس پر مہدی کا اطلاق آیا ہے۔ ان روایات کی کوئی اصل نہیں ان کے بعد جو حاکم بھی آئے گا ان میں بعض صالح ضرور ہوں گے لیکن ان جیسے کہاں آخری مہدی درحقیقت وہی ہیں جن کا اوپر بار بار ذکر آیا ہے۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

احادیث مختلفہ کے درمیان تطبیق ممکن ہے وہ مہدی کبیر رضی اللہ عنہ وہی ہیں جو روم کو فتح کریں گے انہی کے زمانہ میں دجال خروج کرے گا انہی کے زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اور وہ آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گے خلافت ان کے لئے ہوگی اور ان کے بعد قریش کے لئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مستقل طور قریش سے خلافت نہیں چھینیں گے۔ اور قریش ان کو حکومت و خلافت کا مشورہ دیں گے وہی ان میں حاکم ہوں گے وہ انہیں دین سکھائیں گے اس کا اشارہ پہلے بھی گزر چکا ہے۔ پھر مہدی رضی اللہ عنہ کے بعد ایک مرد ان کے اہل بیت سے ان کی سیرت پر بادشاہی کرے گا اور وہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں ہو گا۔ اور اس کا مدینۃ الروم کا فتح کرنا (جیسا کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی روایت میں گزرا) یا یں معنی ہے کہ جس سریہ کو مدینۃ الروم کی فتح کیلئے بھیجا جائے گا اس کا امیر یہی ہو گا۔ وہ روم کو فتح کرے گا تو امام مہدی رضی اللہ عنہ کی تابعیت میں اور وہ (یعنی امام مہدی رضی اللہ عنہ) متبوع ہوں گے اور نہ اس (یعنی قحطانی کی) خلافت ہوگی اور نہ اس کی متبوعیت، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وصال ہوگا ان کے وصال کے بعد المقعد سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی نیابت میں خلیفہ ہوگا وہ بھی قریش سے ہوگا اس کے انتقال کے بعد حکومت کی باگ ڈور سنبھالے گا تو قریشی لیکن اس کی سیرت اچھی نہیں ہوگی اس پر مخزومی خروج کرے گا شاید یہی جہجاہ ہوگا وہ تفرقہ بازی کی دعوت دے گا اس پر قحطانی مسلط ہوگا یہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کی سیرت پر ہوں گے۔ یہی المنصور کے لقب سے مشہور ہیں اتبع اور یمن کے ایک مرد سے یہی مراد ہے۔ وہ اکیس سال بادشاہی کرے گا جس روایت میں بیس سال ہے اس میں کسر کا اعتبار نہیں کیا۔

گیا۔ پھر دنیا میں کمی واقع ہوگی اور غلام لوگ بادشاہی کرتے رہیں گے اور شر کا غلبہ ہوتا رہے گا یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع کرے۔ (واللہ تعالٰی اعلم)

کعبہ معظمہ کا گرایا جانا:

قربِ قیامت میں بڑی نشانیوں میں سے کعبہ کو گرایا جانا اور اس کے زیورات قبضہ میں لے لینا اور اس کے خزانے نکالنا ہے۔

1- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کعبہ معظمہ کو دو چھوٹی پنڈلیوں والا ویران کرے گا۔ (رواہ الشیخان)

2- حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے اس میں اضافہ ہے اس کے زیورات قبضہ میں لے لے گا اور اسے غلاموں سے خالی کر دے گا لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ حبشی گنجا اور چھوٹی ناک والا ہے وہ کعبہ پر ہتھوڑے وغیرہ برسا رہا ہے۔ (احمد)

3- بحر حبشی سوڈان سے کعبہ معظمہ کی جنگ کے لئے پوری رات چلے گا پھر وہ حبشی سیل النمل بہا کر لیجائیں گے یہاں تک کہ وہ کعبہ شریف پہنچ کر اسے ویران کرے گا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! میں کعبہ کے گرانے والے کو کتاب اللہ میں دیکھ رہا ہوں وہ افیحج (i) بڑا متکبر (ii) ٹانگوں کو پھیلانا معنی ہوگا ٹانگوں کو بہت پھیلانے والا اصیلع (گنجو) افیدع (لنجہ) ہے وہ اپنے ہتھوڑوں سے کھڑے ہو کر کعبہ معظمہ کو گرا رہا ہے۔ (رواہ الازرقی)

4- حارث بن سوید فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ اس سے پہلے کعبہ کا حج کر لو جب کہ تم حج نہ کر دگے تو گویا میں اصلع افدع حبشی کو دیکھ رہا ہوں کہ اس کے ہاتھ میں ہتھوڑا ہے وہ کعبہ معظمہ کی اینٹ سے اینٹ بجا رہا ہے۔ میں نے عرض کی کیا آپ اپنی رائے سے کر رہے ہیں یا اس کے بارے میں کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم! جس نے دانے کو زمین سے چیر کر اگایا اور انسانی ڈھانچہ بنایا میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ (رواہ الحاکم)

5- صحیحین میں ہے کہ کعبہ گرانے والا حبشی گویا میرے سامنے ہے وہ کالا سیاہ افحج ہے

کعبہ شریف کی اینٹ سے اینٹ بجا رہا ہے۔ (ڈھا رہا ہے)

6- فاکہی نے اسی طرح روایت کیا ہے اس کے الفاظ ہیں وہ سیاہ حبشی اصعل ہے اس روایت میں اصلع کے بجائے اصعل ہے اور فرمایا کہ وہ کعبہ پر چڑھ کر کھڑا ہے اسے اپنے ہتھوڑے سے گرا رہا ہے۔ رواہ یحیٰ الحمانی فی مسندہ، دوسری وجہ سے مرفوعاً حضرت علی و رواہ الازرقی۔

حل لغات:

السویقتان ساقین کی تصغیر ہے یعنی دونوں چھوٹی پنڈلیوں والا جیسا کہ حبشیوں کی ہوتی ہے۔
الاصلع جس کے سر کے اگلے حصہ کے بال نہ ہوں (یعنی گنجہ) اصیلع اس کی تصغیر ہو یعنی گنجو۔
الافیدع کی تصغیر الافدع ہے وہ جس کے ہاتھ میں ٹیڑھا پن ہو الاصعل چھوٹے سر والا، **الاصمع** چھوٹے کانوں والا بعض نے کہا بڑے کانوں والا۔
الاسود کا معنی واضح ہے (یعنی کالا، سیاہ) **الافحج** دونوں رانیں ایک دوسری سے دور۔

فائدہ: ''فتح الباری'' میں ہے کہ یہ حدیث امام احمد نے طریق سعید بن سمعان روایت کی اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اسی سیاق سے۔

فائدہ: ایک مرد کے لئے رکن حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان خرید و فروخت کی جائے گی اور بیت اللہ صرف اس کے اہل کیلئے حلال ہے جب وہ اسے عام حلال کریں گے تو پھر ہلاکت عرب پر سوال ہی پیدا نہیں ہوتا پھر حبشی آ کر کعبہ معظمہ کو ویران کریں گے جس کے بعد تا ابد آباد نہ ہوگا حبشی کعبہ شریف کے خزانے نکالیں گے۔ (رواہ الازرقی فی تاریخ مکۃ والحاکم وصحح)

7- ایک روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ کعبہ کے خزانے کو چھوٹی پنڈلیوں والا حبشی ہی نکالے گا۔

سوال: مذکورہ بالا روایات آیت قرآنی کے خلاف ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا لَهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا۔ (پارہ ۲۰، القصص آیت ۵۷)

''کیا ہم نے انہیں جگہ نہ دی امان والی حرم میں''۔

اور اللہ تعالیٰ نے ہاتھی کو مکہ کی طرف نہ جانے دیا اور اصحاب الفیل کعبہ کو نہ اجاڑ سکے

حالانکہ اس وقت کعبہ شریف قبلہ بھی نہ تھا قبلہ تو اہل اسلام کی وجہ سے ہوا۔ اس کے باوجود اس پر حبشی کیسے مسلط ہو جائے گا جب کہ اس وقت مسلمانوں کا قبلہ ہے اور ہوگا؟

جواب: یہ اس پر محمول ہے کہ یہ آخری زمانہ قرب قیامت میں ہوگا یہاں تک کہ زمین پر کوئی بھی اللہ، اللہ کہنے والا نہ ہوگا لیکن یہ جواب اس روایت کے مخالف ہے کہ کعبہ معظمہ کی ویرانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگی۔ بہتر جواب وہ ہے جو فتح الباری میں ہے کہ اس کے جواب کا اشارہ حدیث شریف میں ہے یہ بیت اللہ صرف اس کے اہل کے لئے حلال ہے اصحاب الفیل میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو اُسے حلال سمجھتا ہو اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اصحاب الفیل کو اسے ویران کرنے سے روکا لیکن حبشیوں کے نزدیک اہل کعبہ حلال ہوں گے اسی لئے کہ وہ اسے ویران کرسکیں گے نہ ایک دفعہ بلکہ بار بار یہی صورت اہل شام کے لئے ہوئی کہ انہوں نے یزید کے دور میں یزید کے حکم سے اہل کعبہ کو مارنا حلال سمجھا تھا پھر حجاج بن یوسف نے عبدالملک کے دور میں کیا پھر تین صدیوں کے بعد قرامطہ نے کر دکھلایا انہوں نے تو مسلمانوں کو مطاف میں شہید کیا اتنے مسلمان شہید ہوئے کہ ان کا شمار بھی نہیں پھر انہوں نے حجر اسود کو اکھاڑا اور اپنے ساتھ لے گئے اور یہ تمام بیانات قسم اول میں مذکور ہو چکے ہیں۔ جب مدعیان اسلام کے لئے حلال ہوا تو ان کے غیروں کے لئے ہو تو کون سا حرج ہے؟ علاوہ ازیں آیت میں حکم استمراری نہیں وہ تو وقتی طور ہوا پھر حکم عام رہا۔

ہدم کعبہ کی تاریخ:

اس میں اختلاف ہے کہ کیا بیت اللہ کا انہدام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگا یا آخری زمانہ میں قرب قیامت کے وقت جبکہ کوئی بھی اللہ، اللہ کہنے والا نہ ہوگا۔

1- حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہوگا یہی حلیمی نے کہا ہے بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کعبہ کو گراتے وقت زور سے چیخیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے لئے آٹھ اور نو کے درمیان گروہ بھیجے گا۔

2- ہدم کعبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگا لیکن یاجوج و ماجوج کی ہلاکت کے بعد لوگ حج وعمرہ کریں گے جیسا کہ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حج اور عمرہ کریں گے یا دونوں ۔ یہ اس کے منافی نہیں جو حدیث شریف میں وارد ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ بیت اللہ کا حج نہ پڑھا جائے گا۔ ایک لفظ میں ہے کہ اس (بیت اللہ) کا طواف بکثرت کرو اس سے قبل کہ وہ اس دنیا سے اٹھ جائے وہ دو دفعہ گرایا جائے گا تیسری دفعہ زمین سے اٹھالیا جائے گا۔

فائدہ: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے ''کتاب التیجان لابن ہشام'' میں دیکھا کہ عمر بن عامر تاجدار بادشاہ اور بوڑھا کاہن تھا جب اس کی وفات کا وقت آیا تو اس نے اپنے بھائی عمرو بن عامر المعروف مزیقیا کو کہا یمن والوں پر اللہ تعالیٰ کی دو رحمتیں اور دو غصے ہیں (۱) سد مارب کا گر کر اس کے سبب سے شہروں کا ویران ہو جانا۔ (۲) حبشہ کا یمن پر غلبہ۔ اور رحمت (۱) تہامہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ان کا اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے جنہیں رحمت سے بھیجے گا اور اہل شرک پر غلبہ بخشے گا۔ (۲) جب بیت اللہ ویران ہوگا تو اللہ تعالیٰ ایک مرد مبعوث فرمائے گا جن کا نام شعیب بن صالح ہوگا وہ تشریف لا کر اسے ہلاک کریں گے جس نے بیت اللہ کو ویران کیا ہوگا اور انہیں نکالیں گے یہاں تک کہ دنیا میں ایمان نہیں ہوگا سوائے ارض یمن کے۔

فائدہ: اگر یہ حدیث ثابت ہو جائے تو مذکور شخص سوائے قحطانی کے اور کوئی نہ ہوگا ممکن ہے کہ اس سے شعیب بن صالح مراد ہو جو سیاہ جھنڈے لے کر امام مہدی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے گا اسے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام امام مہدی رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجیں گے یہاں تک کہ ان کی چیخ سرزد ہوگی۔ جس کا ذکر پہلے آچکا ہے اس کا لقب المنصور ہوگا اگر یہی مراد ہے تو وہ خلافت سے پہلے ہوگا اسے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ان پر امیر بنا کر بھیجیں گے اور یہ اہل یمن کے لئے رحمت ہوں گے اور یہ ضروری نہیں کہ وہ ان میں سے ہو اور اس کا اہل یمن کے لئے رحمت ہونا کافی ہے کہ وہ ان سے حبشہ کو دفع کریں یہاں تک کہ ایمان کہیں نہ ہو سوائے یمن کے اسی لئے کعبہ شریف کو یمانیہ کہا جاتا ہے۔ اس سے لازم نہیں آتا کہ اہل یمن سے اہل مدینہ ایمان میں موخر ہوں تاکہ دو حدیثوں میں تعارض ہو۔ اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ یمن سے حجاز مراد ہو۔ کیونکہ اس وقت خلافت ارض مقدسہ میں ہوگی نہ کہ یمن میں۔ (واللہ اعلم)

جو بھی ہو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کعبہ معظمہ کا ہدم مومنین کی موت سے پہلے ہوگا لیکن اس میں ایک احتمال باقی ہے وہ یہ کہ ہدم کعبہ دابۃ الارض کے خروج کے بعد ہو کیونکہ وہ لیلۃ المزدلفہ میں نکلے گا وہ لوگوں پر منیٰ میں گھومے گا مگر یہ کہا جائے کہ کعبہ شریف کا حج اس کی ویرانی یا ہدم کے بعد بھی ہوگا اور مکہ شریف ہدم کعبہ اور ویرانگی کے بعد بھی آباد رہے گا۔

فائدہ: بعض نے کہا ہے کہ کعبہ معظمہ کا ہدم قرب قیامت میں تمام نشانیوں کے بعد ہو گا یہاں تک کہ حج منقطع ہوگا اور زمین پر کوئی بھی اللہ، اللہ کہنے والا نہ ہوگا۔ اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں اسلام اور خیر و برکت اور امن و سلامتی ہوگی اور کعبہ کا حج ارکان اسلام میں سے ایک ہے تو لائق ہے کہ اہل اسلام کی بقاء پر یہ باقی رہے اور یہ بھی ہے کہ ہدم کعبہ رفع قرآن کے ساتھ ہوگا اس کا اشارہ ہم اس کے مقام پر بیان کریں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

مسئلہ: فقہاء کرام نے فرمایا کہ جب کعبہ معظمہ گرایا جائے گا (معاذ اللہ) تو اس کا میدان بمنزلہ (کعبہ) کے ہوگا جو بھی اس کے خارج میں نماز پڑھے گا مطلقاً اس کا استقبال کعبہ صحیح ہوگا اگرچہ نماز پڑھنے والا اس میدان سے اونچا کھڑا ہو۔ یہ ایسے ہے جیسے کوئی جبل ابو قبیس پر نماز پڑھے۔

مسئلہ: جو بھی میدان کے سامنے نماز پڑھے تو اسے ضروری ہے کہ وہ اس کی طرف منہ کر کے آنکھیں اس جگہ پر رکھے اس جگہ سے دو تہائی ہاتھ یا ایک کے برابر کھڑا ہو یا اس جگہ کو جو شے لاحق ہو یا جو اس کے ساتھ لاحق ہو جیسے وہ عصا جس کے نیچے لوہے کی کیل لگی ہوتی ہے یا اُگنے والا درخت اگرچہ خشک ہو یا اس سے جمع شدہ مٹی یا پتھر یا گڑھا جس میں اتنی مقدار اترے جو ذکر کی گئی ورنہ اس کی نماز صحیح نہ ہوگی، اور اسی طرح طواف بھی واجب ہے کہ اس کے باہر ہو۔ وباللہ التوفیق۔

چند مزید واقعات:

ہم فائدہ کے طور پر یہاں مقام کی مناسبت سے چند واقعات عرض کرتے ہیں تاکہ قارئین کے مطالعہ میں اضافہ ہو۔

1- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ عنقریب قریش سے ایک چپٹی ناک والا پیدا ہوگا وہ بادشاہی کرے گا لیکن بعد کو مغلوب ہوگا یا اس سے بادشاہی چھین لی جائے گی پھر وہ روم کی طرف بھاگ جائے گا۔ پھر وہ لوگوں کو اسکندریہ کی طرف لائے گا تو اہل اسلام سے جنگ کرے گا، یہی جنگوں میں پہلی جنگ ہے۔

فائدہ: مصر میں ایک مرد بنوامیہ سے چپٹی ناک والا پیدا ہوگا۔ یہ بھی ایک روایت حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہے۔

2- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ وسیم (ایک جگہ کا نام ہے) میں تمہارے ساتھ اہل اندلس جنگ کریں گے تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے شام سے مدد آئے گی تو انہیں اللہ تعالیٰ شکست سے دوچار کرے گا۔ (رواہ نعیم بن حماد)

3- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مصری کو فرمایا کہ تمہارے پاس اندلسی آئیں گے تمارے ساتھ وسیم میں جنگ کریں گے یہاں تک کہ گھوڑے خون میں نہا جائیں گے اللہ تعالیٰ انہیں شکست دے گا۔ پھر تمہارے پاس دوسرے سال حبشی آئیں گے۔

4- ابوقبیل سے مروی ہے کہ جن دنوں حضرت مسلمہ بن مخلد مصر کے حاکم تھے انہوں نے وردان کو فرعون کے خزانہ نکالنے کو حکم دیا، وردان کا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پر گزر ہوا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ عرض کی مجھے مسلمہ بن مخلد نے فرمایا ہے کہ منف (جگہ کا نام) میں سے فرعون کا خزانہ نکال کر میرے پاس لاؤ۔ آپ نے فرمایا یہ تیرے بس سے باہر ہے واپس جا کر انہیں میرا اسلام کہہ کر بتادے کہ فرعون کا خزانہ تجھے نہ ملے گا اور نہ تیرے ساتھیوں کو۔ وہ حبشیوں کے مقدر میں ہے وہ کشتیوں پر سوار ہو کر فسطاط کی طرف جا رہے ہوں گے جب وہ یہاں منف میں اتریں گے تو ان کے لئے اللہ تعالیٰ فرعون کا خزانہ ظاہر کرے گا وہ اسے جتنا چاہیں گے لیں گے پھر کہیں گے اس سے بڑھ کر کوئی مال غنیمت حاصل نہیں ہوگی وہ وہاں سے واپس لوٹ جائیں گے مسلمان ان کا پیچھا کریں گے یہاں تک کہ وہ انہیں پالیں گے اللہ تعالیٰ انکے لشکر کو شکست دے گا انہیں مسلمان قتل کریں گے اور قیدی بنائیں گے (اے امام

سیوطی ﷫ نے اپنی ایک تصنیف میں ذکر کیا ہے)

5- ازھار العروش فی اخبار الحبوش میں لکھا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک مرد مسلمانوں کے دشمنوں میں سے اندلس میں ہوگا اسے ذوالعرف کہا جائے گا وہ مشرکین کے تمام قبائل کو جمع کرلے گا اس کا بہت بڑا لشکر تیار ہو جائے گا اندلس میں مشہور ہوگا کہ اس کے مقابلہ کی کسی کو طاقت نہیں مسلمانوں کا ایک گروہ بھاگ کر کشتیوں میں سوار ہو کر دریا عبور کریں گے اللہ تعالیٰ ان کیلئے ایک پہاڑی بکرا ظاہر کرے گا جو انہیں دریا عبور کرائیگا پہاڑی بکرا دریا میں داخل ہوگا تو پانی اس کے کھر بھی تر نہ کرسکے گا لوگ کہیں گے پہاڑی بکرے کے پیچھے لگو چنانچہ تمام لوگ پہاڑی بکرے کے پیچھے دریا عبور کریں گے پھر دریا اپنی طغیانی میں آئے گا دشمن بھی پیچھا کرنے کیلئے کشتیوں پر سوار ہو کر آئیں گے ان کے خطرے سے افریقی لوگ افریقہ سے بھاگ نکلیں گے ان کے ساتھ اندلسی مسلمان ہوں گے یہ لوگ فسطاط میں داخل ہوں گے دشمن ان کا پیچھا کرتا ہوا اھرام کی طرف ترنوط تک پہنچ جائے گا ان کے درمیان پانچ برد کا فاصلہ ہوگا یہ دونوں اس علاقہ کو شر سے بھر دیں گے۔ پھر مسلمان کے جھنڈے جسر (پل) پر ظاہر ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا، مسلمان ان بدبختوں کو شکست دیں گے دس راتیں اور دن تک انہیں قتل کرتے رہیں گے۔ اہل فسطاط ان کے خیموں اور انکی لکڑیوں کو سات سال تک جلاتے رہیں گے ذوالعرف ان کے قتل سے بچ جائے گا اس کے پاس ایک کتاب ہوگی اسمیں لکھا ہوگا اہل اسلام کے مقابلہ میں جو بھی آئے گا شکست کھائے گا اس میں اسلام کا ذکر ہوگا اور لکھا ہوگا کہ اسلام میں داخل ہونے والا امن وسلامتی پائے گا اس پر ذوالعرف مسلمانوں سے اپنے لئے پناہ مانگے گا اور اپنی قوم کے لئے جس نے اسلام قبول کرلیا پھر دوسرے سال ایک مرد حبشہ سے آئے گا اسے اسیس کہا جاتا ہوگا وہ بھی بہت بڑا لشکر جمع کرلے گا اسی سے ڈر کر مسلمان بھاگ جائیں گے یہاں تک کہ کوئی بھی مسلمان باقی نہ رہے گا تمام فسطاط میں داخل ہو جائیں گے اسیس اپنا لشکر مـــــنف (جگہ کا نام) میں پہنچ

جائے گا۔اس کے مقابلہ کے لئے مسلمان جھنڈے لے کر جسر (پل) پر آجائیں گے اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے مسلمانوں کو فتح سے نوازے گا، مسلمان اسیس کے لشکر میں بعض کو قتل کریں گے بعض قیدی بنائیں گے یہاں تک کہ ایک عبد (مرد) ایک کمبل کے عوض بکے گا۔ (رواہ الحاکم موقوف صحیح الاسناد)

دفع اشکال:

اس حدیث میں اشکال ہے وہ یہ کہ ذوالعرف کا مذکورہ واقعہ تا حال واقع نہیں ہوا، اور نہ اس کا ذکر تاریخ میں ملتا ہے اگر کہا جائے کہ واقع ہوگا تو بھی ممکن نہیں کیونکہ اندلس کے حالات کا تقاضا بھی یہی ہے بلکہ وہاں تو اب ایک بھی مسلمان نہیں جب ہیں نہیں تو کشتیاں لے کر کیسے بھاگیں گے یہ جواب دیا جاسکتا ہے کہ ممکن ہے وہاں مسلمان ہوں لیکن جزیہ دے کر زندگی بسر کر رہے ہوں جب وقت آئے گا تو بھاگ نکلیں گے۔

اسی کے قریب یہ بیان بھی ہے کہ ہمارے (مصنف کے) زمانہ میں یہ ہے کہ اہل اسلام کا ایک گروہ اندلس سے کشتیوں میں طنجۃ پہنچا اور طنجۃ بلاد روم میں ایک نہر ہے وہاں ایک شہر ادرنہ نامی آباد ہے اسے المنجل بھی کہتے ہیں ممکن ہے وہاں سے مسلمانوں کا ایک کمزور گروہ باقی ہو جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہو تو انہیں وہاں سے جانے کا ارادہ بخشے گا۔

فائدہ: ممکن ہے کہ اوپر کا واقعہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد ہو جب کہ دین کمزور ہو جائے گا اور لوگ شرک کی طرف لوٹ جائیں گے چونکہ اس وقت خلفاء بیت المقدس میں ہوں گے ان کی وجہ سے مصر اسلام سے آباد ہوگا تو ہدم کعبہ سے تھوڑا عرصہ پہلے ہوگا یا بعد کو جیسا کہ اس کا اختلاف سابقہ اوراق میں گزرا ہے۔

لیکن التذکرۃ للقرطبی میں ہے کہ یہ لوگ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے رفقاء واتباع سے ہوں گے اور وہ مقام جہاں ''پہاڑی بکرا'' چلے گا وہ بھی جسر (پل) ہوگا جسے حضرت ذوالقرنین رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کام کیلئے بنایا ہوگا کہ جب ایسا وقت آئے تو مسلمان اسی پل سے گزر کر کامیابی پائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال۔

طلوع الشمس از مغرب اور ظہور دابہ:

قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے طلوع الشمس از مغرب اور ظہور دابۃ الارض ہے اور یہ نشانیاں ایک دوسرے کے آگے پیچھے ہوں گی اگر سورج دابہ سے پہلے مغرب سے طلوع ہوا تو اس کا طلوع دن کے چاشت کے وقت ہوگا یا اس کے قریب۔ اگر دابہ کا پہلے خروج ہو تو طلوع سورج از مغرب کے ایک دن بعد ہوگا۔

احادیث مبارک:

1- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد کیا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے پہلی نشانی طلوع الشمس از مغرب ہے اور خروج دابہ ہے چاشت کے وقت ان میں سے جو بھی پہلے ظاہر ہوگی دوسری اس کے پیچھے ظاہر ہوگی۔

2- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کتاب پڑھتے ہوئے فرمایا کہ میرا گمان ہے کہ خروج کے لحاظ سے پہلے طلوع الشمس از مغرب ہوگی۔

3- حضرت ابوعبداللہ الحاکم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بخدا مجھے ظاہر ہوتا ہے کہ طلوع الشمس از مغرب ظہور دابۃ الارض سے پہلے ہوگا۔

4- حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے الحاکم کے قول پر اعتماد فرمایا ہے غالباً اس میں حکمت یہ ہے کہ طلوع از مغرب سے توبہ کا دروازہ بند ہوگا پھر دابۃ الارض مومن و کافر کے درمیان امتیاز کرکے دکھلائے گا تاکہ توبہ کے دروازہ کے انسداد سے مقصود کی تکمیل ہو۔

طلوع الشمس از مغرب کی تفصیل:

ہم پہلے طلوع الشمس از مغرب سے آغاز کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قرآن مجید میں:

يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ اٰيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا۔ (پارہ ۸، الانعام آیت ۱۵۸)

"جس دن تمہارے رب کی وہ ایک نشانی آئے گی کسی جان کو ایمان لانا کام نہ

دے گا جو پہلے ایمان نہ لائے تھے یا اپنے ایمان میں کوئی بھلائی نہ کمائی تھی''۔

فائدہ: مفسرین نے اجماع کیا کہ یا جمہور علماء نے فرمایا کہ اس سے طلوع الشمس از مغرب مراد ہے۔

2- وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ۔ (پارہ ۲۹، القیامۃ آیت ۹)

''اور سورج چاند جمع کئے جائیں گے''۔

فائدہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یوم یاتی بعض ایات ربك کی تفسیر میں فرمایا کہ طلوع الشمس وقمر از مغرب دو اکٹھے ہوں گے جیسے دو اونٹ ہو کر چلتے ہیں پھر آپ نے پڑھا وجمع الشمس والقمر۔ (درویٰ الفریابی وعبد بن حمید وابن ابی حاتم والطبرانی وابوالشیخ)

1- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ کرے جب یہ دیکھیں گے تو تمام لوگ ایمان لائیں گے یہ وہ وقت ہے کہ جب کسی کو ایمان لانا نفع نہ دے گا پھر آپ نے آیت مذکورہ پڑھی۔ (رواہ عبدالرزاق واحمد بن حمید وصحاح ستہ سوائے امام ترمذی کے)

2- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ طلوع الشمس از مغرب کی کوئی علامت بھی ہے فرمایا وہ رات لمبی ہو گی یہاں تک کہ وہ دو راتوں کے برابر ہو گی۔ (رواہ ابن مردویہ)

3- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس رات کی نشانی یہ ہے کہ وہ تین راتوں کے برابر ہو گی۔ (ابن ابی حاتم)

ازالہ وہم:

پہلی روایت میں دو اور اس میں تین راتوں کا ذکر ہے اس میں وہی قاعدہ جاری کریں۔ القلیل لاینافی الکثیر۔ قلیل کثیر کے منافی نہیں۔

4- امام بیہقی کی روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ رات دو یا تین راتوں کے برابر ہو گی لوگ اٹھ کر اللہ تعالیٰ سے ڈر کر نمازیں پڑھیں گے حسب دستور کاروبار کریں گے لیکن ستاروں کو بدستور اپنی جگہ پر دیکھ کر سو جائیں گے پھر

انھیں گے نمازیں قضاء کریں گے لیکن رات ختم ہونے کا نام نہ لے گی۔ پھر وہ سو جائیں گے اور رات بدستور باقی ہوگی اور بہت طویل ہوگی جب لوگ گھبرا کر ایک دوسرے کو ضرب لگا کر پوچھیں گے یہ کیا ہو رہا ہے خوفزدہ ہو کر مسجدوں میں آ جائیں گے صبح کو سورج کا انتظار کریں گے لیکن وہ وقت بھی طویل ہوگا انتظار میں ہوں گے کہ سورج مشرق سے طلوع کرے گا لیکن اچانک اس کا طلوع مغرب سے ہو جائے گا اس سے لوگ بہت شور مچائیں گے یہاں تک کہ سورج مغرب سے مشرق کی طرف بڑھتا ہوا اوسط آسمان تک پہنچ کر واپس لوٹے گا پھر حسب عادت مشرق سے طلوع کرے گا۔

5- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طلوع از مغرب کی صبح کو اس امت کے بعض لوگ خنزیر اور بندر ہو جائیں گے اعمالنامے کے دفاتر لپیٹ دیئے جائیں گے قلمیں خشک ہو جائیں گی اب نہ کسی کی نیکیاں بڑھیں گی اور نہ برائیاں کم ہوں گی، اور جو اس سے قبل ایمان نہ لایا اب اس کا ایمان لانا اسے نفع نہ دے گا نہ ہی کوئی عمل اسے کام دے گا۔ (ابو شیخ، ابن مردویہ)

6- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگ طلوع الشمس از مغرب کو دیکھ کر خالص سونا راہ خدا میں لٹائیں گے تو ان سے قبول نہ ہوگا حکم ہوگا اگر یہ گذشتہ کل کرتے تو قبول ہو جاتا۔ (رواہ البیہقی)

7- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سورج مغرب سے مشرق کی طرف بڑھے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ وہ وقت لائے گا جس میں بندوں کی توبہ قبول ہوگی پھر سورج اللہ تعالیٰ سے اجازت لے گا کہ وہ اب کہاں سے طلوع کرے یونہی چاند عرض کرے گا۔ انہیں کوئی اجازت نہ ملے گی تو وہ اپنی جگہ پر ٹھہر جائیں گے سورج تین راتوں تک اور چاند دو راتوں تک ٹھہرے رہیں گے ان کے اس حبس (ٹھہرنے) کو بہت تھوڑے لوگ محسوس کریں گے وہ اہل ارض کے بقایا اور حفاظ القرآن ہوں گے ہر آدمی اس رات اپنا ورد پڑھے گا جب فارغ ہوگا تو دیکھے گا کہ رات بدستور موجود ہے اور اس رات کی درازی کو صرف حفاظ القرآن ہی جان سکیں گے وہ ایک دوسرے کو بلا

کر مسجدوں میں آجائیں گے اور چیخ و چلا کر آہ وزاری اور الحاح وتضرع کریں گے ان کی بقایا شب اسی حال میں گزر جائیگی اور اس رات کی مقدار تین راتوں جیسی ہوگی اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو سورج و چاند کی طرف بھیج کر حکم فرمائے گا کہ تم مغرب کی طرف چلے جاؤ وہ دونوں مغرب کی جانب جا کر طلوع کریں گے لیکن تمہاری روشنی نہ ہوگی اور نہ ہی تمہیں نور حاصل ہوگا اس پر سورج و چاند روئیں گے بوجہ خوف قیامت اور خوف موت کے۔ اس کے بعد سورج و چاند واپس لوٹ کر بدستور اپنے مطالع سے طلوع کریں گے لوگ اسی حالت میں روئیں گے اور اللہ تعالیٰ کی طرف گڑگڑائیں گے اور غافل لوگ اپنی غفلت میں مستغرق ہوں گے اچانک ایک منادی نداء دے گا کہ خبردار! توبہ کا دروازہ بند ہوگیا اور سورج و چاند مغرب سے طلوع کر چکے لوگ اچانک دیکھیں گے تو وہ دونوں پانی کے بلبلے جیسے ہو کر سیاہ ہوں جائیں گے ان میں نہ روشنی ہوگی اور نہ نور، وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ کا یہی مطلب ہے۔

فائدہ: العکمۃ: بمعنی الغرارۃ یعنی وہ دونوں سورج اور چاند پانی کے بڑے بلبلے، اسی سے ہے جو اس کے لئے کہا جاتا ہے فلاں اونٹ پر سامان کو باندھتا ہے، یعنی العکام حدیث ام زرع میں عکو مہار داحہ ہے۔

فائدہ: سورج و چاند دونوں دو اونٹوں کے اکٹھے مل کر چلنے والوں کی طرح اوپر کو اٹھیں گے ہر دونوں سے سبقت کرنے میں گویا ایک دوسرے سے جھگڑیں گے۔ اہل دنیا چیخیں گے اور عورتیں اپنے بچوں کو بھول جائیں گی اور ہر حاملہ اپنا حمل گرا دے گی لیکن صالحین و ابرار کو اس دن رونا و گریہ وزاری کرنا فائدہ دے گا اور فساق و فجار کو رونے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا بلکہ ان پر حسرت لکھ دی جائے گی۔

جب سورج و چاند آسمان کی ناف یعنی اس کے نصف تک پہنچیں گے تو ان کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لا کر ان کو کناروں سے پکڑ کر انہیں مغرب کی طرف واپس لوٹائیں گے یعنی اس دن وہ دونوں اپنے مغارب میں غروب نہیں کریں گے یعنی غروب کی جگہ سے ان کا طلوع ہوگا خلاصہ یہ کہ اس دن اس کے لئے مشرق باب التوبہ مغرب کی سمت ہوگی۔

باب التوبہ کا تعارف:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ باب التوبہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اے عمر! اللہ تعالیٰ نے مغرب کے پیچھے ایک دروازہ توبہ کے لئے بنایا ہے وہ لھواب الجنۃ کا ایک باب ہے اس کے دونوں کواڑ سونے کے موتیوں اور جواہر کے جڑاؤ سے ہیں ایک کواڑ سے دوسرے کواڑ تک تیز رفتار سوار سوار ہو کر چالیس سال کی مدت کے بعد پہنچے گا۔ وہ دروازہ مخلوق کی تخلیق کے وقت سے پیدا ہو کر اسی شب تک کھلا رہے گا یعنی طلوع شمس وقمر از مغرب تک کھلا ہوگا جو بندہ خلوص قلب سے توبہ کرتا ہے تو اس کی توبہ اسی دروازہ سے داخل ہوتی ہے پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کی جاتی ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ نصوح (یعنی خالص) توبہ کیا ہے؟ فرمایا یہ کہ اس گناہ سے نادم ہو جس کا اس نے ارتکاب کیا ہے پھر وہ گناہ سے ایسے دور بھاگے کہ اس کی طرف سے وہ ایسا ناممکن ہو جائے جیسے دودھ کا پستان سے نکل کر واپس لوٹنا۔

پھر حضرت جبریل علیہ السلام ان دونوں (سورج اور چاند) کو اس دروازے میں داخل کر کے دروازے کے دونوں کواڑوں کو آپس میں ایسا چسپا کریں گے کہ گویا کبھی تھے ہی نہیں نہ کوئی سوراخ محسوس ہوگا اور نہ کوئی خلل۔ جب توبہ کا دروازہ بند ہو گیا تو اس کے بعد کسی کی کوئی توبہ قبول نہ ہوگی اور نہ ہی اس کی وہ نیکی قبول ہوگی جو دروازہ بند ہونے کے بعد کرے گا ہاں جو دروازہ کی بندش سے پہلے جو نیکی کی ہوگی وہ قبول ہوگی۔ بہر حال دروازہ کی بندش کے بعد پھر جزاوسزا کا حال وہی ہوگا جو دروازہ کی بندش سے پہلے تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یوم یاتی بعض آیات ربك لاینفع ایمانها۔

اس کا ترجمہ پہلے گذرا ہے۔

مغرب سے طلوع الشمس کے بعد کا حال:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ پر میری ماں اور میرا باپ قربان ہوں چاند سورج کے طلوع از مغرب کے بعد ان کا کیا حال ہوگا اور لوگوں اور دنیا پر کیا گزرے گی؟

آپ نے فرمایا اے ابی بن کعب! اس کے بعد سورج و چاند دوبارہ نور کی روشنی لے کر پہلے کی طرح بدستور طلوع و غروب ہوا کریں گے اور لوگ جب اتنی بڑی نشانی دیکھیں گے تو بھی دنیا پر ٹوٹ پڑیں گے اور اسے خوب آباد کریں گے اس میں نہریں جاری کر کے خوب باغات بنائیں گے اور اعلیٰ سے اعلیٰ تعمیرات تیار کریں گے۔ اور دنیا کا حال یہ ہے کہ کوئی بچھڑا اس کی پیدائش کے بعد سے پالنا شروع کرے تو اس لائق نہ ہو گا کہ اس پر سوار ہو سکے یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی یہ طلوع الشمس از مغرب سے نفخ صور تک کا وقت ہے۔

مسائل فقہیہ:

فائدہ: فقہاء کرام نے فرمایا وہ رات دو راتوں اور ایک دن کی ہو گی تو اس میں صرف پانچ نمازیں ادا کرنی ہوں گی کیونکہ وہ پہلی رات تو عشاء کی نماز پڑھ کر سو جائیں گے اب باقی وقت ہے ہی پانچ نمازیں پھر وہ اندازے سے ہی پڑھنی ہوں گی جیسے دجال کے دور کے متعلق تفصیل گزری ہے جیسا کہ وہاں اس کے پہلے دو دنوں کا قیاس اسکے پہلے دن پر کیا جائے گا۔

مسئلہ: جو پہلی رات نماز عشاء نہ پڑھ کر سویا تھا تو وہ ایک نماز قضاء اور پانچ نمازیں ادا کے طور پر پڑھے گا۔ اور یہ واضح ہے اس کا صبح کا وقت اسی دن یعنی طلوع شمس از مغرب کی صبح کو ہو گا اور اس کی ظہر کا وقت سورج کا نصف آسمان تک پہنچ کر واپس لوٹنے کے وقت ہو گا کیونکہ اس کا لوٹنا بمنزلہ زوال کے ہو گا اور عصر و مغرب و عشاء اپنے اوقات میں بقیہ یوم کی طرح ہوں گی۔ (وباللہ التوفیق)

الاشرار بعد الاخیار:

1- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اشرار اخیار کے بعد ایک سو بیس سال گزاریں گے (تو پھر قیامت ہی قیامت)۔ (رواہ ابن ابی شیبہ)

فائدہ: کزافی الاصل المنقول عنہ، اس میں احتمال ہے کہ ناصب محذوف اور مقدر ہو جس کی دلیل بعد کی دو روایات ہیں جیسے تمکث یا تبقی۔

2- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ طلوع الشمس بعد از مغرب لوگ ایک سو بیس سال گذاریں گے۔

3- عبد بن حمید کی روایت میں انہی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ہے فرمایا کہ طلوع الشمس بعد از مغرب لوگ ایک سو بیس سال باقی رہیں گے۔

4- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ عرب وہی بتوں کی عبادت کریں گے جو ان کے آباؤ اجداد کرتے تھے عیسیٰ علیہ السلام کے نزول ودجال کے خروج کے ایک سو بیس ۱۲۰ سال بعد تک۔ (رواہ نعیم)

5- عبد بن حمید نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دو بوڑھے خرانٹ ایک دوسرے کو ملیں گے ایک دوسرے سے پوچھے گا کب پیدا ہوا دوسرا کہے گا سورج کے طلوع از مغرب کے زمانہ میں۔

6- محدثین کرام نے نقل کیا تمام نشانیاں آٹھ مہینوں میں ظاہر ہوں گی۔

(رواہ عبد بن حمید وابن ابی شیبہ وابن المنذر)

7- مذکورہ بالا جملہ محدثین نے سوائے ابن ابی شیبہ کے روایت کیا ہے کہ تمام نشانیاں چھ ماہ میں ظاہر ہوں گی پہلے روایت گذری ہے کہ کوئی آدمی بچھڑا پالے گا وہ ابھی سواری کے لائق نہ ہوگا تو نفخ صور ہو جائے گا۔

تطبیق الروایات:

فتح الباری میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مذکورہ روایات مختلف ہیں کسی میں ایک سو بیس (۱۲۰) ہے کسی میں زیادہ کسی میں کم۔ جو بھی ہو، ان کا مطلب یہ ہے کہ بڑی نشانیوں کے شروع ہوتے ہی تمام کی تمام ایک سو بیس سال ہوں گے اور وہ دن رات بھی نہایت جلد سے جلد گذریں گے جیسا کہ دجال کے حال میں ہے کہ اس کا سال ایک ماہ جیسا وغیرہ وغیرہ اور اس دور میں دن گھنٹے جیسا اور گھنٹہ آگ کے شعلہ کی طرح۔ اس معنی پر گویا دن چھوٹے ہوں گے اور نہایت جلد گزریں گے اور ایسا ہونا یعنی تقارب الزمان دوبار ہوگا (۱) دجال کے

زمانہ میں (۲) اس کے مرنے کے بعد دن اور رات کی برکات واپس لوٹ آئیں گی اور دن رات اپنے معمول کے طور گزریں گے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال کے بعد گھٹنا شروع ہوں گے یہاں تک کہ پھر وہی حال ہوگا جو اوپر مذکور ہوا۔

فائدہ: یہ تطبیق خوب ہے مصنف (الاشاعہ) نے فرمایا کہ ایسی تطبیق میں نے کسی کتاب میں نہیں دیکھی۔ (وباللہ التوفیق) نیز مصنف (الاشاعہ) نے فرمایا کہ جو کچھ محدثین کرام نے فرمایا کہ وہ خاص مقدار بارہ سال ہوگی لیکن اس کا اشکال پھر بھی باقی ہے وہ یہ کہ حدیث میں ہے کہ بچھڑا پالے گا لیکن اس پر سوار نہ ہو سکے گا کہ نفخ صور ہو جائے گا یہ مدت تو نہایت قلیل ہے کیونکہ تجربہ ہے کہ بچھڑا دو سال کے بعد سواری کے قابل ہو جاتا ہے، ہاں اگر یوں کہا جائے کہ وہ بچھڑا تمام سواری کے قابل مراد نہیں بلکہ وہ ایسا ہوشیار اور دوڑنے بھاگنے اور جنگی کرتب سیکھ کر جنگ کے قابل ہو جائے کہ جنگ فتح کی جاسکے۔ اور یہ اصیل گھوڑے میں ہوتا ہے کہ وہ ایسا دس سال یا بارہ سال تک ہو جاتا ہے ورنہ تطبیق مشکل ہے بالخصوص جن روایات میں ہے کہ آٹھ یا چھ ماہ گزریں گے نیز حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے منافی ہے اس میں کہا گیا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دو بوڑھے آپس میں ملیں گے۔ الخ اس کی تفصیل گذر چکی ہے، اسکا جواب یوں ہوگا کہ اس دور کے لوگوں کا بڑھاپا اس زمانہ کے موافق ہوگا (جیسا ہمارے زمانہ کا حال سابق ادوار سے مختلف ہے مثلاً ہمارے دور میں تخمینا لڑکا پندرہ سال کے بعد بالغ ہو جاتا ہے لیکن حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں لڑکا دو سو سال کے بعد بالغ ہوتا تھا۔ روح البیان، اویسی غفرلہ)

اس قاعدہ پر بچھیرے (گھوڑے کا بچہ) کا دو سال بڑا ہو جانا محمول ہوگا۔ اولیٰ یہ ہے کہ کہا جائے کہ یہ مدت قلیل مومنین کی بقاء کے لئے ہے اور کفار و اشرار کے لئے ایک سو بیس سال جیسا کہ احادیث میں تصریح ہے کہ اخیار کے بعد اشرار ہوں گے (اور ایسا ہونا ممکن ہے کہ قیامت کا دن کفار وغیرہ کیلئے پچاس ہزار سال اور مخلصین اہل ایمان کیلئے ایسے جیسے عصر کی پچھلی دو رکعت یا جیسے شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہزاروں سال اور اہل دنیا کیلئے ایک لمحہ سے بھی کم وغیرہ وغیرہ) بہر حال جو بھی ہو لامحالہ یہ قول تاویل میں لانا پڑے گا دن رات

گھٹ جائیں گے تا کہ وہ روایت صحیحہ سمجھ میں آ سکے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مومنین کی بقاء چالیس سال ہوگی ایسے ہی پچھیرے کے متعلق سمجھنا بھی آسان ہوگیا اور تقوم الساعة کا معنی بھی یہی ہے کہ مومن کی موت پر اس کیلئے قیامت قائم ہو جائے گی اس کی نظیر حدیث بخاری ہے کہ ایک مرد نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اسے دیکھا کہ وہ تمام لوگوں سے سن میں چھوٹا تھا فرمایا یہ شخص اپنی عمر سے پورا فائدہ اٹھائے گا جب مرے گا تو ساعت قائم ہو جائے گی اس ساعت سے حاضرین کی ساعت مراد ہے نہ کہ عام مخلوق کی ساعت۔

لیکن آٹھ یا پانچ ماہ کی روایات میں اشکال بحال ہے اس کے لئے یہی کہا جائے کہ ان روایات کی سندات کی صحت میں مقال ہے وغیرہ وغیرہ۔

ایک مسئلہ کا حل:

علماء کا اختلاف رہا کہ طلوع الشمس از مغرب کے بعد کا وقت جتنا بھی ہوگا اس دور کے لوگوں کے ذہنوں سے طلوع الشمس از مغرب کا خیال دلوں سے اتر جائے یا اس کی خبر تواتر کی حد سے ختم ہو کر کالاحاد ہو جائے گی اس پر سوال ہوتا ہے کہ کیا اس وقت کی توبہ قبول ہوگی یا نہیں۔

جواب: حضرت ابوالليث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت نقل فرمائی ہے کہ عدم قبول ایمان و توبہ صرف وقت طلوع سے خاص ہے جو اس کے بعد اسلام لائے گا یا توبہ کرے گا تو ایمان قبول ہوگا۔ اور توبہ بھی قبول ہوگی۔ (لیکن یہ قول مندرجہ ذیل دلائل کے خلاف ہے)

1۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''فتح الباری'' میں لکھا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس پر احادیث ثابتہ صحیح وحسن دلالت کرتی ہیں وہ کہ طلوع الشمس بعد از مغرب کی توبہ لغو ہے قبول نہ ہوگی بعض روایات میں عدم قبول کی تصریح ہے جیسا کہ احمد، طبرانی میں حضرت مالک بن یخامر اور معاویہ وعبدالرحمن بن عوف وعبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے مرفوعاً ذکر کرتے ہیں کہ توبہ ہمیشہ قبول ہوتی رہے گی یہاں تک کہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا جب طلوع

الشمس ہو جائے گا تو پھر ہر دل پر مہر لگادی جائے گی ہر انسان کو اپنا عمل کفایت کرے گا۔

2- حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ میں ہے جسے ابن مردویہ نے سابقاً نقل کیا کہ جب توبہ کا دروازہ بند ہو گا تو اس کے بعد نہ توبہ قبول ہو گی اور نہ کسی کو نیکی فائدہ دے گی۔

3- حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ میں ہے کہ لوگوں کو منادی نداء دے گا اے مومنو! تمہارا ایمان قبول ہے اے کافرو! تم پر توبہ کے دروازے بند کر دیئے گئے ہیں اور قلمیں خشک ہو گئیں اور صحیفے لپیٹ لئے گئے۔ (نعیم بن حماد)

4- حضرت یزید بن شریح وکثیر بن مرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سورج مغرب سے طلوع کے گا تو دلوں پر مہر لگادی جائے گی اور حفظہ فرشتے واپس لئے جائیں گے اور ملائکہ (کراماً کاتبین) کو حکم ہو گا کہ وہ کچھ نہ لکھیں۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

حضرت حفظہ وہ فرشتے ہیں جو حفاظت پر مامور ہوتے ہیں، چنانچہ عبارت میں ہے کہ انہیں اٹھالیا جائے گا یعنی واپس لے لیا جائے گا۔ (اویسی غفرلہ)

5- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب پہلی نشانیاں ظاہر ہوں گی یعنی طلوع الشمس از مغرب تو قلمیں گرادی جائیں گی اور صحیفے لپیٹ لئے جائیں گے اور حفظہ (ملائکہ) سے زمین کو خالی کر لیا جائے گا اب اجسام ہی اعمال پر گواہی دیں گے۔

(رواہ عبد بن حمید والطبری بسند صحیح)

6- ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ نشانی کہ جس کے بعد اعمال پر مہر لگادی جائے گی وہ ہے طلوع الشمس از مغرب۔

فائدہ: یہ آثار ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں اور متفق ہیں کہ طلوع الشمس از مغرب کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا اس کے بعد کبھی نہ کھلے گا اور طلوع الشمس کسی دن سے خاص نہیں بلکہ یہ قیامت تک دراز ہے جب بھی ہو۔

فائدہ: اس کی تائید خاتمہ میں آئے گی کہ ابلیس طلوع الشمس کے وقت سجدہ میں گر جائے گا اور اسے دابہ قتل کرے گا، اور ابلیس نہ مرے گا مگر یہ کہ وہ اپنے عمل سے فراغت پالے گا۔

سب سے پہلی نشانی کونسی ہوگی۔علماء کے اس میں اقوال ہیں۔

تنبیہات:

1- بعض روایات میں ہے کہ خروج دجال سب سے پہلی نشانی ہے۔

2- بعض نے کہا کہ سب سے پہلی نشانی طلوع الشمس از مغرب ہے۔

3- بعض نے دابۃ کے متعلق کہا۔

4- بعض نے کہا وہ آگ جو لوگوں کو میدان حشر کیلئے جمع کرے گی۔

تطبیق:

علامہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دجال کی سب سے پہلی نشانی بایں معنی ہے کہ اس کے خروج سے زمین پر لوگوں کے حالات متغیر ہو جائیں گے امام مہدی رضی اللہ عنہ کا تقدم اس کے منافی نہیں ہے، اور فرمایا کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے حالات کا انتہاء حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول تک ان کے بعد قحطانی کے خروج تک ہوں گے اور طلوع الشمس از مغرب سے عالم علوی کے حالات میں تغیر ہوگا، امام مہدی رضی اللہ عنہ کا تقدم اس کے منافی نہیں اور عالم علوی کے تغیر کا انتہاء قیام قیامت تک چلے جائیں گے۔یعنی دابہ اور عالم علوی کا تغیر ایک ہی ہے یونہی دابہ اور طلوع الشمس از مغرب اور دابہ ایک شے ہیں اور آگ کا ظہور ان آیات سے پہلے ہے جو خبر دیں گی کہ اب قیامت آئی۔

فائدہ: یہ تطبیق نہایت ہی احسن ہے۔اس سے بعض روایات کی تائید بھی ہے کہ آخری آیت رہے جو لوگوں کو میدان حشر میں جمع کرے گی۔

فائدہ: حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آیت میں سے پہلی نشانی روم ہے، دوسری دجال، تیسری یاجوج و ماجوج، چوتھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا چوتھی نشانی ہونا بایں معنی ہے کہ آپ یاجوج و ماجوج کے بعد تشریف لائیں گے اگرچہ باعتبار وقت ان سے پہلے ہوں گے اس معنی پر تو آپ تیسری نشانی ہیں دوسرے اعتبار سے آپ چوتھی نشانی ہیں، پانچویں نشانی دھواں ہے اس کا بیان تفصیلی آئے گا، چھٹی نشانی دابہ ہے، ہم نے اسے ان نشانیوں میں باعتبار زمین کی نشانیوں کے یہاں لکھا ہے اسی لئے طلوع الشمس کا

ذکر نہیں ہوا کیونکہ طلوع الشمس از مغرب اور دابہ ایک نشانی ہیں گویا جڑواں ہیں اس کی تائید حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے ہوتی ہے فرمایا کہ نشانی خروج دابہ پر ہے انہوں نے وفات عیسیٰ علیہ السلام کے بجائے دابہ کا ذکر فرمایا ہے اور یونہی کرنا اولیٰ بھی ہے۔ اور روم کا پہلی نشانی ہونا حقیقی اور خروج دجال کو پہلی نشانی کہنا اضافی ہے کیونکہ یہ روم سے بہت بڑی نشانی ہے گویا حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں روم کا نشانی ہونا لیس بشیء (کوئی شے نہیں) ہے۔

انتباہ:

اس کے بعد کی بحث موضوع سے ہٹ کر لکھی گئی ہے اسی لئے فقیر نے اس کا ترجمہ ترک کر دیا ہے کہ اس سے عوام کو کوئی فائدہ نہیں بلکہ حق یہ ہے کہ خواص کو بھی کوئی فائدہ نہیں یہ ایک علمی بحث ہے وہ بھی معتزلہ کے رد میں اب نہ معتزلہ ہیں نہ اس کے رد کی ضرورت ہے۔ (اویسی غفرلہ)

خاتمہ مختلف روایات

1- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یاجوج و ماجوج کے بعد لوگ زیادہ وقت نہ گزاریں گے یہاں تک کہ طلوع الشمس از مغرب واقع ہو جائے گا اور قلمیں خشک ہو جائیں گی اور صحیفے لپیٹ لئے جائیں گے اس وقت کسی کی توبہ قبول نہ ہوگی اور ابلیس سجدہ ریز ہو کر پکارے گا الٰہی! مجھے حکم فرما جس کیلئے تو چاہے میں اسے سجدہ کروں تمام شیاطین ابلیس کے پاس جمع ہو کر کہیں گے اے ہمارے سردار! کیوں جزع فزع کر رہے ہو؟ وہ کہے گا میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا تھا کہ مجھے قیامت تک مہلت دے دے اس نے مجھے مہلت دی اب سورج مغرب سے طلوع ہو گیا یہی وقتِ معلوم ہے جس کا ذکر قرآن میں کیا گیا ہے:

اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ۔ (پارہ ۱۴ الحجر آیت ۳۸)

"وقت کے دن تک مہلت ہے"۔

پھر شیاطین زمین پر کھلم کھلا گھومتے نظر آئیں گے انہیں دیکھ کر ایک آدمی کہے گا یہی وہ میرا شیطان ہے جو مجھے گمراہ کرتا رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس

نے میرے شیطان کو رسوا کیا لیکن ابلیس بدستور سجدہ میں روتا رہے گا یہاں تک کہ دابہ ظاہر ہو کر شیطان (ابلیس) کو سجدہ کی حالت میں قتل کر دے گا۔

فائدہ: اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ دابہ طلوع الشمس کے بعد ظاہر ہوگا اس کے بعد لوگ چالیس سال امن وچین سے گزاریں گے اس دوران جو چاہیں گے انہیں ملے گا۔ اس کے بعد یک لخت موت آئے گی اس وقت تمام مومن مر جائیں گے صرف کفار بچ جائیں گے جو جانوروں کی طرح راستوں پر ایک دوسرے سے لڑتے پھریں گے یہاں تک کہ بے حیا مرد راستہ میں اپنی ماں سے زنا کرے گا۔ عورت سے زنا عام راستوں پر ہوگا یہاں تک کہ اس سے ایک اٹھے گا تو دوسرا زنا کرنا شروع کر دے گا ان میں اچھا وہ سمجھا جائے گا جو لوگوں کو زنا کرتے وقت کہے گا کہ بھائی راستہ چھوڑ دے میں زنا سے اچھی طرح فارغ ہو جاؤں یہی تیرے لئے بہتر ہے۔ (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) اور اس وقت اس طرح سارے کے سارے زنا میں مبتلا ہوں گے کوئی ایک بچہ نکاح سے پیدا نہ ہوگا سب ولدالزنا اور ولدالحرام ہوں گے۔ پھر تیس سال تک عورتیں بانجھ رہیں گی۔ انہی ولدالحرام اور ولدالزنا یعنی شریر ترین لوگوں پر قیامت قائم ہوگی۔ (رواہ نعیم بن حماد فی الفتن والحاکم فی المستدرک)

2- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ جب سورج مغرب سے طلوع کرے گا تو ابلیس سجدہ میں گر کر پکارے گا اور زور زور سے چیخے گا اور کہے گا الٰہی! جس کیلئے تو چاہے مجھے حکم دے میں اسے سجدہ کروں اس پر تمام شیاطین جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے اے سردار! یہ آہ وزاری کیسی اور کیوں؟ وہ کہے گا میں نے اللہ تعالیٰ سے وقتِ معلوم تک مہلت مانگی تھی مجھے مہلت ملی اور یہی وقت معلوم ہے۔

(رواہ الطبرانی وابن مردویہ)

اور فرمایا کہ دابۃ الارض صفا (یہ پہاڑی کعبہ کے قریب ہے) کے سوراخ سے نکلے گا اس کا پہلا قدم انطاکیہ میں ہوگا وہ آتے ہی ابلیس کا گلا گھونٹ دے گا۔

تردید فلاسفہ:

سورج کے طلوع از مغرب میں فلاسفہ (اہل ہیئت) کا رد ہے وہ اور ان کے متبعین

کہتے ہیں کہ سورج وغیرہ فلکیات میں بسیط اشیاء سے ہے نہ ان کے مقتضبات مختلف ہوسکتے ہیں اور نہ ان میں کسی قسم کا تغیر ہوسکتا ہے۔

امام کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایسے فلاسفہ کے قواعد منقوض اور ان کے مقدمات ممنوع ہیں اگر مان لئے جائیں منطقۃ البروج علے المعدل کے انطباق کا امتناع نہیں؟ ہے بایں حیثیت کہ مشرق مغرب ہوجائے اور مغرب مشرق۔

دابۃ الارض کی تفصیل:

وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْهِمْ ۔(پارہ ۲۰ النمل آیت ۸۲)

''اور جب بات ان پر آپڑے گی''۔

فائدہ: مفسرین نے فرمایا کہ جب لوگ بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ترک کریں گے (اس وقت دابۃ الارض کا ظہور ہوگا)

قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب قول کے معنی کے وقت کا وقوع ہوگا وہ وہی ہے جس میں مرنے کے بعد اٹھنے اور عذاب کا وعدہ دیئے گئے ہیں؟

فائدہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب علماء کرام دنیا سے رخصت ہوجائیں گے اور علم چلا جائے گا اور قرآن اٹھ جائے گا تو بقول ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۔(پارہ ۲۰، النمل ۸۲)

''ہم زمین سے ان کیلئے ایک چوپایہ نکالیں گے جو لوگوں سے کلام کرے گا''۔

اضافہ اویسی غفرلہ:

قیامت سے پہلے صفا پہاڑ مکہ کا پھٹے گا اس میں ایک جانور نکلے گا جو لوگوں سے باتیں کرے گا کہ اب قیامت نزدیک ہے اور سچے ایمان والوں کو اور چھپے منکروں کو نشان لگا کر جدا کردے گا۔(موضح)

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بالکل آخر زمانہ میں طلوع الشمس من المغرب کے دن ہوگا۔ قیامت تو نام ہی اس کا ہے کہ عالم کا سب موجودہ نظام درہم وبرہم کر دیا جائے۔ لہٰذا اس قسم کے خوارق پر کچھ تعجب نہیں کرنا چاہئے جو قیامت کی علامات قریبہ اور

اس کے پیش خیمہ کے طور پر ظاہر کی جائیں گی۔ شاید ''دابۃ الارض'' کے ذریعہ سے یہ دکھلانا ہو کہ جس چیز کو تم پیغمبروں کے کہنے سے نہ مانتے تھے، آج وہ ایک جانور کی زبانی ماننی پڑ رہی ہے۔ مگر اس وقت کا ماننا نافع نہیں صرف مکذبین کی تجہیل وتحمیق مقصود ہے۔ ماننے کا جو وقت تھا وہ گذر گیا۔

انتباہ:

''دابۃ الارض'' کے متعلق بہت سے رطب و یابس اقوال وروایات تفاسیر میں درج کی گئی ہیں۔ مگر معتبر روایات سے تقریباً اتنا ہی ثابت ہے۔ (اویسی غفرلہ)

فائدہ: ''تُكَلِّمُهُمُ الْكَلَامَ'' سے ہے اس کی تائید قرات تُنَبِّئُهُمْ اور دوسری قرات تُحَدِّثُهُمْ میں ہے اس کی تفسیر میں یہی ہے کہ اس سے سوائے اسلام کے باقی ادیان کے بطلان کا اظہار ہے۔

فائدہ: بعض نے کہا ''الکلم بمعنی الجرح'' تفعیل تکثیر کیلئے ہے اور اس کی قرات تکلمھم بفتح وسکون سے تائید ہوتی ہے اور اسے تجرحھم، (انہیں زخمی کرے گا) بھی پڑھا گیا ہے۔

جساسہ دابہ ہوگا:

پہلے تفصیل سے گذرا ہے بیضاوی نے اسی پر جزم کیا ہے۔

فائدہ: کوفیوں اور یعقوب نے ''اَنَّ النَّاسَ'' میں بفتح الہمزہ پڑھا ہے اور باقی قراء نے بالکسر (ان الناس) پڑھا ہے دابہ کے قول کے معنی کی حکایت کے طور اور حکایت وہی جو اللہ تعالیٰ کا قول:

اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ۔ (پ۲۰،النمل۸۲)

''اس لئے کہ لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہ لاتے تھے''۔

فائدہ: ان دونوں باتوں کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ وہ دابہ بڑی زوردار آواز سے پکارے گا کہ بے شک لوگ ہماری آیات کا یقین نہیں کرتے تھے۔ یا یہ جملہ مستانفہ ہے کہ یہ اس کے خروج کی علت ہے، یا دابہ کے تَكَلُّم کی علت ہے جب ان (کو بالکسر) پڑھا

جائے۔ یا یہ علت ہے۔ حرف جارہ حذف کیا گیا ہے اور اَنَّ (کو بالفتح) پڑھا گیا ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ بے شک ہم دابہ کو نکالیں گے اس لئے کہ لوگ الخ یا یہ معنی ہے کہ وہ لوگوں سے کلام کرے گا کیونکہ لوگ ہماری آیات پر یقین نہیں کرتے تھے۔

فائدہ: ابوالعالیہ نے فرمایا وقوع القول سے ایمان وتوبہ کے دروازہ کا بند ہونا مراد ہے۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس تفسیر پر قرآن میں بھی اشارہ ہو گیا کہ دابہ طلوع الشمس از مغرب کے بعد ظاہر ہوگا کیونکہ اسی سے ہی قول واقع ہوگا۔

دابہ کا حلیہ:

1- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کی گردن طویل ہوگی جسے مشرق والا ایسے دیکھے گا جیسے مغرب والا۔ یعنی سب کو نظر آئے گا اس کا چہرہ انسان جیسا اور چونچ پرندے جیسی بالوں اور اون والا ہوگا۔

2- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ پٹھوں والا اور بالوں والا ہوگا۔

3- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ اون والا اور جمع شدہ بالوں والا ہوگا کہ اس بالوں میں ہر قسم کے رنگ ہوں گے چار پاؤں والا ہوگا۔

4- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا روئیں دار۔ اون اور بالوں والا ہوگا۔

5- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ پروں والا اور اون والا بالوں والا ہوگا اسے کوئی پکڑ نہ سکے گا بھاگنے والا اس سے بھاگ نہ سکے گا۔

6- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب آپ سے عرض کی گئی کہ کیا دابۃ الارض آپ ہیں؟ جب کہ آپ کے شیعہ کا عقیدہ یہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ دابۃ الارض کے پر اور روئیں ہوں گی میرے نہ پر نہ روئیں۔ دابۃ الارض کے کُھر ہوں گے میرے کُھر نہیں اور دابۃ الارض جب نکلے گا تو وہ بہت تیز دوڑنے والے گھوڑے سے تین گنا زیادہ تیز رفتاری سے نکلے گا اور میں اس کی دو تہائیاں بھی تیزی سے نہیں نکلا۔

7- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کا سر آسمان کو مس کرے گا اور اس کا پاؤں زمین سے باہر نہ نکلے گا۔

8- ابن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دابۃ الارض تین دن مسلسل تیز گھوڑے کی طرح چلتا رہے گا اور وہ یعنی علی (المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) اس کی تہائی بھی نہیں چل سکتے یہ حدیث علی المرتضیٰ گذشتہ کی طرح ہے۔

9- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دابۃ الارض میں ہر طرح کا رنگ ہوگا اور اس کے دونوں کاندھوں کے درمیان سوار کے تین میل کے سفر کے برابر فاصلہ ہے۔

10- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ جسم، پروں اور روئیں والا ہے اس میں تمام جانوروں کے رنگ ہیں اور اس میں ہر امت کی علامت ہے اس امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس میں علامت بولنا ہے کہ وہ لوگوں سے واضح عربی زبان میں کلام کرے گا ان کی بولی میں ہی گفتگو کرے گا۔

فائدہ: الزغب وہ چھوٹے بال جو کسی جانور پر سب سے پہلے نکلتے ہیں۔

11- ابوالزبیر نے دابہ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کا سر بیل کے سر جیسا اور اس کی آنکھیں خنزیر کی آنکھوں جیسی اس کے کان ہاتھی کے کانوں جیسے اس کے سینگ پہاڑی بکرے کے سینگوں جیسے اس کی گردن شتر مرغ کی گردن جیسی اس کا سینہ شیر کے سینہ جیسا اس کا رنگ چیتے کے رنگ جیسا اس کی کمر بلی کی کمر جیسی اس کی دم مینڈھے کی دم جیسی اور پاؤں اونٹ کے پاؤں جیسے۔ یعنی پہلے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں گزرا ہے کہ اس کا چہرہ انسان کے چہرے جیسا اس کی چونچ پرندے کی چونچ اس کے دو جوڑوں کے درمیان بارہ ہاتھ کا فاصلہ ہے۔

فائدہ: الایل! بفتح الھمزہ و کسرا لیاء الشدحہ بالعکس و بضم وفتح بمعنی الوعل بمعنی پہاڑی بکرا۔

12- عاصم بن حبیب بن اصبہان نے کہا میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرماتے سنا کہ دابہ منہ سے بولے گا اور دُبر (یعنی پاخانہ کے مقام سے) کی طرف سے بولے گا۔

13- حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دابہ کے دیکھنے کا سوال کیا وہ تین دن اور تین راتیں نکلا وہ آسمان میں چلا جاتا اس کے دونوں کنارو

کوکوئی نہ دیکھ سکتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کا منظر دیکھ کر گھبرا گئے عرض کی یا اللہ! اسے واپس لوٹا لے اللہ تعالیٰ نے اسے واپس بلا لیا۔

دابہ کی سیرت:

دابہ کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی مہر ہوگی۔ وہ زور زور سے پکارے گا:

اَنَّ النَّاسَ کَانُوْا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوْقِنُوْنَ۔ (پارہ ۲۰، النمل ۸۲)

''اس لئے کہ لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہ لاتے تھے''۔

اور وہ مومن اور کافر پر نشان لگائے گا مومن اس کے چہرے کو چمکتے ستارے کی طرح دیکھے گا اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا مومن اور کافر کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک سیاہ داغ لگا کر لکھے گا کافر۔

ترکیب:

1- نکتہ کے اعراب میں جائز ہے کہ مرفوع ہو یکتب کا نائب فاعل ہے سوداء اس کی صفت کا بدل ہے یہ بھی جائز ہے کافر نائب فاعل اور نکتہ منصوب علی طریق الحال مقدم ہے اور سوداء اس کی صفت ہے۔

2- ایک روایت میں ہے کہ مومن کو مل کر اس کے چہرے میں نشان لگائے گا اس سے مومن کا چہرہ سفید ہو جائے گا اور کافر کو داغ دے گا اس سے اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا۔

3- ایک روایت میں ہے کہ لوگ یک لخت اس سے دور بھاگیں گے لیکن مومنوں کا ایک گروہ ثابت قدم رہیں گے۔ انہیں یقین ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی شے عاجز نہیں کر سکتی اسی لئے دابۃ سب سے پہلے اہل ایمان کے چہروں کو ہاتھ لگا کر ان کے چہرے چمکتے ستارے کی طرح بنا دے گا۔ وہ زمین کا چکر لگائے گا اس کا پیچھا کرنے والا اسے نہ پا سکے گا اور اس سے بھاگنے والا نجات نہ پا سکے گا یہاں تک کہ کوئی آدمی اس سے پناہ کے ارادہ پر نماز میں مشغول ہو جائے گا تو اس کے چہرے میں نشان لگا کر چلا جائے گا لوگ اپنے اموال و اسباب جمع کر کے شہروں میں چلے جائیں گے ایک دوسرے

کا مال مشترکہ طور خرچ کریں گے مومن کافر کا مال، کافر مومن کا مال خرچ کرے گا یہاں تک کہ مومن کافر سے کہے گا اے کافر میرا حق ادا کر اور کافر مومن کو کہے گا اے مومن! میرا حق ادا کر۔

4- ایک روایت میں ہے کہ نکل کر تین بار چیخے گا یہاں تک کہ اسے ہر دونوں کناروں والے سنیں گے۔

5- ایک روایت میں ہے کہ دابہ نکل کر مشرق کو منہ کر کے چیخے گا آواز مشرق تک پہنچ جائے گی پھر شام (ملک) کی طرف منہ کر کے چیخے گا تو ہر جگہ آواز پہنچے گی پھر مغرب کی جانب منہ کر کے چیخے گا تو ہر جگہ آواز پہنچے گی پھر یمن کی طرف منہ کر کے چیخے گا تو ہر جگہ آواز پہنچے گی۔

6- ایک روایت میں ہے کہ ہر مومن کی سجدہ گاہ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے سفید نشان لگائے گا اس سے اس کا چہرہ سفید ہو جائے گا ہر کافر کے چہرے کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی مہر سے داغ دے گا کافروں کے چہرے اس داغ سے سیاہ ہو جائیں گے۔ لوگ بازاروں میں خرید و فروخت میں مصروف ہوں گے مومن سے کہے گا کتنا چاہئے اے مومن! یونہی کافر سے کہے گا اے مومن! یہ لے اور اے کافر! یہ لے۔

7- مومن کے پاس دابہ آئے گا تو وہ مسجد میں نماز پڑھ رہا ہوگا۔ اسے کہے گا اب تمہیں نماز کی کون سی ضرورت ہے یہ یا تو مجھ سے پناہ کے طور پڑھ رہا ہے یا ریا کر رہا ہے اسے کھینچ کر اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھے گا (کذاب) یہ جھوٹا ہے۔

8- پہلے حدیث گزری ہے کہ دابہ ابلیس کو قتل کرے گا یا اسے نکیل ڈالے گا۔

خروج دابہ کا مقام:

احادیث میں وارد ہے کہ:

1- وہ سارے زمانہ (دنیا) میں تین بار خروج کرے گا ایک بار اقصیٰ بادیہ کے انتہائی جگہ سے نکلے گا۔

2- ایک روایت میں ہے کہ یمن کے اقصیٰ سے خروج کرے گا اس کا ذکر مکہ معظمہ میں

نہیں پہنچے گا عرصہ دراز تک ایسے ہی چھپا رہے گا پھر دوبارہ یمن کے اقصی کے تھوڑا سا آگے ظاہر ہوگا اس کا ذکر اہل بادیہ تک پہنچ کر مکہ معظمہ تک اس کی داستان ہوگی۔

3- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی عظمت میں سب سے عظیم تر مسجد اور مکرم ترین مسجد الحرام میں جمع ہوں گے انہیں کعبہ معظمہ محفوظ رکھے گا۔ دابہ رکن (حجر اسود) اور مقام ابراہیم کے درمیان میں شور مچاتا ہوا سر سے مٹی کو جھاڑتا ہوا ظاہر ہوگا تو لوگ ڈر کے مارے اِدھر اُدھر بھاگیں گے۔ یونہی حضرت ابن عباس وحذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور بعض طرق میں حدیث حذیفہ صحیح ہے۔

4- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دابہ تہامہ کی بعض وادیوں سے نکلے گا یہ بھی منجملہ دابہ کے خروج میں سے ہے۔ اس کا پہلا خروج (بحیثیت عام) ظہور کے یہی آخری ہے۔

5- حضرت ابو ہریرہ وابن عمرو عائشہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (محلہ) اجیاد (مکہ معظمہ) میں ظاہر ہوگا۔

6- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اب بھی اس کے اس مکان کو دیکھ رہا ہوں جس سے وہ خروج کرے گا۔ اس کا ایک حصہ صفا میں ہے۔ (اس سے صفا ومروہ مراد ہیں)

7- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ منیٰ کی شب میں صفا سے اس کا خروج ہوگا لوگ اس دابہ کی دم اور سر کے درمیان صبح کریں گے۔ اس سے نہ کوئی بچ سکے گا اور نہ نکلنے والا یہاں سے نکل سکے گا جب اس سے فراغت پائے گا جو اسے اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا اس سے جو ہلاک ہونا تھا ہلاک ہو جائے گا جسے نجات پانی ہے نجات پائے گا۔ کعبہ سے باہر نکلے گا تو اس کا پہلا قدم انطاکیہ میں ہوگا۔

8- ایک روایت میں ہے کہ وہ مروہ سے نکلے گا۔

9- ایک روایت میں ہے قوم لوط کے شہر سے نکلے گا۔

10- ایک روایت میں ہے کہ مکہ معظمہ سے باہر کہیں قریب ہی جگہ سے نکلے گا۔

تطبیق الروایات:

ان روایات مختلفہ کی تطبیق کی دو وجہیں ہیں:

1- دابہ کا خروج تین بار ہوگا، ایک روایت میں قوم لوط کے کسی شہر میں خروج کرے گا اس کی تائید اس روایت سے ہے کہ اس کا خروج اقصیٰ بادیہ سے ہوگا۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ تہامہ کی وادیوں سے ظاہر ہوگا اسی لئے کعبہ معظمہ کو یمانیہ کہا گیا ہے، آخری خروج مکہ معظمہ سے ہوگا اس کے جسم کے طول وعرض کی عظمت کی وجہ سے اس کا صفا و مروہ اور محلہ اجیاد سے خروج ممکن ہے اور وہ تین دن یا زیادہ یہاں ٹھہرے گا اس وقت وہ روایات صحیح اترتی ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ وہ صفا اور اجیاد اور مسجد حرام سے نکلے گا۔ (وباللہ التوفیق)

2- وہ تمام مقامات سے بیک وقت ظاہر ہوگا یہ بطریق خرق عادت کے ہے اور یہ صور مثالیہ کے طور ہے یہ اس تحقیق پر ہے کہ عالم مثال محسوس بھی ہوتا ہے۔

ایک مثال:

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ نے لکھا کہ دو مردوں نے طلاق کی قسم کھائی ہر ایک کا دعویٰ تھا کہ شیخ عبدالقادر طحطوحی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے پاس شب باشی فرمائی، امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ دیا کہ ان میں کوئی بھی حانث نہ ہوگا اور فرمایا یہ مسئلہ قدیم سے چلا آیا ہے اور علماء کرام نے عدم حنث کا فتویٰ دیا (اس کے متعلق فقیر کے دو رسالے پڑھیے ''ولی اللہ کی پرواز'' اور ''الانجلاء فی تطور الاولیاء'' مطبوعہ، لاہور)۔ (اویسی غفرلہ)

ایک جدید تحقیق:

آپ نے فرمایا کہ میں نے بقیہ ضیاء السبیل لابن علان میں دیکھا کہ دابہ ہر شہر سے نکلے گا اس کی زمین میں اپنے مقام پہ موجود ہوگا وہ کوئی ایک شے نہیں گویا دابہ ایک نوع ہے جس کے اقسام مختلف شہروں میں ظاہر ہوں گے گویا دابہ اسم جنس ہے۔

فیصلہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ:

اگر اسے صور مثالیہ کے اعتبار سے تعدد مانیں تو پھر اس کے لئے جنسیت کے قول کی ضرورت نہیں۔ (وباللہ التوفیق)

دخان

قیامت کی نشانیوں میں سے دخان (دھواں) بھی ہے۔

احادیث مبارکہ:

1- حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے یہاں تشریف لائے ہم آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ فرمایا کیا باتیں کر رہے تھے؟ ہم نے کہا قیامت کا ذکر ہو رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک دس علامات ظاہر نہ ہوں گی قیامت قائم نہ ہوگی ان میں سے ایک نشانی دھواں اور دجال ہے۔

(الحدیث، مسلم وترمذی وابن ماجہ)

فائدہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال زمین پر چالیس سال گذارے گا۔ (اس کی تاویل میں گزر چکی ہے کہ سال کامل مراد نہیں)

2- ایک روایت میں ہے کہ کفار اور اہل ایمان پر اثر انداز ہوگا اہل ایمان پر صرف زکام کی طرح اثر پڑے گا اور بس۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے دھواں یاجوج وماجوج کی ہلاکت کے بعد ہوگا اور یہ صرف تین دن رہے گا ممکن ہے یہ تین دن ہو یا دیگر کوئی احتمال پیدا کیا جائے لیکن ہوگا آنے والی ہوا سے پہلے اس لئے کہ ہوا کے بعد کوئی مومن زمین پر نہ بچے گا ہاں دھواں کے دوران بعض اہل ایمان موجود ہوں گے جیسا کہ اس کی صریح عبارت سے ظاہر ہے۔

بھینی بھینی ہوا:

یہ مومن کی روح قبض کرے گی۔ اس کے بعد لوگ اپنے آباؤ اجداد کے طریق پر بت پرستی میں مبتلا ہوں گے اور انہیں کا دین (باطل) اختیار کریں گے۔

احادیث:

1- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رات دن نہ گزریں گے یہاں تک کہ لات وعزیٰ کی عبادت ہو یعنی ماسوی اللہ کی پرستش ہوگی۔ (رواہ مسلم، وغیرہ)

2- اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ٹھنڈی بھینی ہوا بھیجے گا اس سے ہر مومن کہ جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہوگا فوت ہو جائے گا اب صرف وہ باقی بچیں گے جن میں ذرہ برابر خیر و بھلائی نہ ہوگی۔ اسی لئے پھر وہ اپنے آباؤ اجداد کا دین باطل اختیار کریں گے اس پر حدیث حذیفہ بن اسید شاہد ہے۔

3- حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد شام کی جانب سے ٹھنڈی ہوا چلائے گا۔ اس سے کوئی بھی مسلمان کہ جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہوگا باقی نہ رہے گا سب کی ارواح قبض ہو جائیں گی یہاں تک کہ کوئی بھی پہاڑ کے جگر میں چھپا ہوگا تو بھی اس کی روح قبض ہو جائیں گی پھر زمین پر لوگوں کے پرندوں جیسے ذہن اور درندوں جیسے خیالات ہوں گے نہ انہیں کوئی نیکی معلوم ہو گی اور نہ برائی یعنی اس کے لئے نیکی اور برائی برابر ہوگی۔ شیطان ان کے ہاں انسانی بھیس بدل کر آ کر کہے گا کہ کیا تم میرا کہنا نہیں مانتے وہ کہیں گے کیا حکم ہے؟ وہ کہے گا کہ بتوں کی پوجا کرو، وہ شیطان کے کہنے پر بت پرستی شروع کر دیں گے وہ اسی حالت میں ہوں گے کہ ان کا رزق ان پر بارش کی طرح برسے گا اور عیش و عشرت بہتر ہوگی پھر صور پھونکا جائے گا۔ (احمد، مسلم)

سوال: تم پہلے لکھ چکے ہو کہ ابلیس کو دابہ قتل کر دے گا اب یہ کون سا شیطان ہے جو شکل بدل کر ان کے ہاں آئے گا؟

جواب: یہ ابلیس کا کوئی چیلہ ہوگا جو ابلیس کی موت کے بعد بھی موجود ہوگا اور وقت معلوم تک موت کا وعدہ ابلیس کیلئے تھا نہ کہ دوسرے شیاطین کے لئے۔ وہ بعض تو اس وقت پیدا بھی ہوئے تھے اور ان کی حیات و موت کا سلسلہ انسانوں کی طرح ہوگا (مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے اس جواب سے مطمئن نہیں) لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ جواب مناسب ہے۔

4- حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ حسب دستور زندگی بسر کر رہے ہوں گے اچانک اللہ تعالیٰ ان پر بھینی بھینی ہوا چلائے گا انہیں وہ بغلوں سے گھیرا کرے گی اس پر ہر مومن و مسلم کی روح قبض ہو جائے گی اس کے بعد لوگوں کے سب سے زیادہ

شریر لوگ بچ جائیں گے۔ وہ ایسے ننگے اور بے شرمی سے زنا کریں گے جیسے گدھے گدھی پر، انہی پر قیامت قائم ہوگی۔ (احمد، مسلم، ترمذی)

5- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اہل ایمان دابہ کے بعد چالیس سال دنیا میں خوب چین اڑائیں گے پھر انہیں بہت جلد موت گھیر لے گی ان میں کوئی بھی مومن باقی نہ رہے گا۔ کافر ہی کافر ہوں گے وہ جانوروں کی طرح راستوں پر زنا کریں گے۔ (الحدیث)

6- اسی حدیث میں ہے کہ وہ اشرار اسی حال میں ہوں گے نکاح سے ان کی کوئی اولاد پیدا نہ ہوگی عورتوں کو اللہ تعالیٰ تیس سال تک بانجھ بنا دے گا۔ یہ تمام اولاد حرام زادے اور اشرار الناس ہوں گے انہی پر قیامت قائم ہوگی۔

7- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ یمن سے ریشم سے زم تر ہوا چلائے گا، جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا تو وہ اس کو اچک لے گی۔ (رواہ حاکم)

فائدہ: امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے "تخریج احادیث المصابیح" میں فرمایا کہ دو روایتوں کے اختلاف کا جواب یہ ہے یعنی ہر دو روایات میں ہے کہ ہوا شام سے چلے گی دوسری میں ہے کہ ہوا یمن سے چلے گی، وہ یہ کہ ہوائیں ہوں گی بھی دو (۱) شامی (۲) یمنی۔

احادیث مبارکہ:

1- حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسلام دنیا سے ایسے مٹ جائے گا جیسے کپڑے سے داغ دھونے کے بعد مٹ جاتا ہے، یہاں تک کہ کسی کو معلوم نہ ہوگا کہ روزہ کیا ہے اور نماز کیا اور حج کس شے کا نام ہے اور صدقہ کسے کہتے ہیں۔ صرف ایسے لوگ بچ جائیں گے جو مثلاً بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت کہیں گے کہ ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو اسی کلمہ پر پایا ہے وہ بھی وہی کہتے ہیں۔ یعنی صرف کلمہ اسلام کو جانتے ہوں گے اور بس۔ (ابن ماجہ)

فائدہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ وہ لوگ کلمہ سے کیا مراد لیں گے؟ آپ نے اس کے جواب سے گریز کیا پھر دو تین بار سوال کے بعد فرمایا وہ کلمہ جو انہیں دوزخ سے

نجات دلوائے۔

2- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ زمین پر نہ کہا جائے "لا الہ الا اللہ"۔ (رواہ احمد بسند قوی)

فائدہ: یہ احادیث اس بات کی دلیل ہیں کہ حدیث میں (جن پر قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ زمین پر نہ کہا جائے، اللہ اللہ۔ (اویسی غفرلہ)

اشرار (شرارتی لوگ) سے وہ مراد ہیں جو "لا الہ الا اللہ اور اللہ، اللہ" نہیں کہیں گے اور نوع انسانی میں جب تک یہ کلمہ ہو گا قیامت قائم نہ ہو گی۔ ہاں قیامت کافروں پر قائم ہو گی جنہیں معلوم نہ ہو گا کہ نکاح کیا شے ہے وہ نکاح کے بغیر زنا سے بچے جنیں گے وہ صورت انسانی میں جانور ہوں گے وہ در حقیقت انسان نہ ہوں گے۔ وہ جانور ہوں گے بلکہ ان سے بدتر (گمراہ)۔

تقریر شیخ اکبر ابن العربی قدس سرہ:

ہم یہاں شیخ اکبر محی الدین ابن العربی قدس سرہ کی تصنیف "فصوص الحکم" کے فص شیثی مع شرح علامہ محقق نورالدین جامی قدس سرہ لکھنا مناسب سمجھتے ہیں کہ ناظرین کے لئے بیش بہا فائدہ ہے، وہ یہ ہے: اور فرمایا شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ: اور حضرت شیث علیہ السلام کے قدم بلکہ دل پر تجلیات ذاتیہ وعطایا وہبیہ کے تیار ہونا یعنی وہ جو نوع انسانی میں آخری مولود ہو گا۔ اس لئے کہ وجود کے مراتب دوریہ ہیں کیونکہ جیسے سلسلہ اولاد آدم میں ہمارے تک حضرت شیث علیہ السلام پہلے مولود ہیں تو لائق ہے کہ آخری مولود بھی حضرت شیث علیہ السلام کی طرح ہوتا کہ دائرہ اول سے آخر کے ساتھ منطبق ہو اور وہ اس کے اسرار یعنی علوم وتجلیات کا حامل ہو اس وجہ سے جو ہم نے ذکر کی اور اس کے بعد اس نوع انسانی میں دوسرا ولد پیدا نہ ہو گا تو اولاد آدم میں وہ خاتم الاولاد ہو گا جو اس کے ساتھ ایک بطن سے اس کی بہن سے نہیں پیدا ہو گی جیسا کہ حضرت شیث علیہ السلام ایسے ہی تھے اس لئے کہ حضرت حواء رضی اللہ عنہا ایک ہی بطن سے دو بچے جنتی تھیں، لڑکا، لڑکی۔ لڑکی پہلے پیدا ہوتی لڑکا بعد کو کیونکہ اگر وہ بعد کو پیدا نہ ہوتو خاتم الاولاد کیسے ہو گا اور حضرت شیث علیہ السلام ولادت میں اس کے برعکس ہوں اور یہ بھی انکی مشابہت

میں ایسے ہے کہ اس خاتم الاولاد ایک ہی بطن سے جڑواں پیدا ہولڑکی پہلے اورلڑکا بعد تاکہ حضرت شیث علیہ السلام سے کامل مشابہت ہو جب وہ خاتم الاولاد بچی کے بعد پیدا ہو تو اس کا سر بچی کے پاؤں کے نزدیک ہو اوراس کی ولادت چین کے آخری شہر میں ہوگی اس کی بولی اسی شہر والوں کی بولی ہوگی اس کی ولادت کے بعد مردوں اور عورتوں میں بانجھ پن سرایت کرے گا۔ نکاح کی تو کثرت ہوگی لیکن بچے پیدا نہیں ہوں گے وہ خاتم الاولاد دعوت الی اللہ دے گا لیکن اسکی دعوت کوئی قبول نہ کرے گا اس کی وفات پر تمام اہل ایمان مرجائیں گے جو باقی بچ جائیں گے وہ جانوروں کی طرح ہوں گے وہ صورت انسانی میں جانور ہوں گے حقائق حیوانیہ طبعیہ بھیمیہ سعبیہ کے اظہار کے لئے صور انسانیہ میں مکمل طور جیسا کہ طبیعت کا من حیث ھی ھی کا تقاضا ہے بغیر عقلی وشرعی مانع کے۔ اس دور کے لوگ نہ حلال کو حلال سمجھیں گے نہ حرام کو حرام جیسے چاہیں گے طبیعت کے موافق شہوت کے ساتھ عقل و شرع سے علیحدہ ہو کر تصرف کریں گے انہی پر قیامت قائم ہوگی انہی سے دنیا برباد ہوگی اور امر آخرت کی طرف منتقل ہو جائے گا۔

فائدہ: شیخ قدس سرہ کی مراد یہ ہے کہ اس خاتم الاولاد جیسی انسان حقیقی اولاد پیدا نہ ہوگی وہی خاتم اولاد المومنین ہے یا اسے خاتم اولاد النکاح کہا جائے۔

بہر حال عقم (بانجھ پن) دو دفعہ ہوگا (۱) منکوحات میں (۲) مطلق عورتوں میں۔ جیسا کہ شارح (عارف جامی قدس سرہ) کا قول اشارہ کرتا ہے کہ ولادت کے بغیر زنا (نکاح) کی کثرت ہوگی کیونکہ جیسے نکاح عقد پر بولا جاتا ہے یونہی اس کا اطلاق جماع (زنا) پر بھی ہوتا ہے یہ اس کے منافی نہیں کہ اس کے بعد اولاد پیدا ہوگی جو بظاہر انسان ہوں گے حقیقت میں بہائم (جانور) جیسے اس کی طرف اس کا کلام مشیر (بمعنی اشارہ کرنے والا) ہے۔

یا اس سے زنا مراد ہے جیسے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تصریح ہے کہ وہ لوگ اسی حال میں ہوں گے کہ بچے نکاح سے پیدا نہ ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ عورتوں کو تیس سال تک بانجھ بنا دے گا وہ سارے کے سارے اولاد الزنا ہوں گے لوگوں میں سب سے زیادہ شرارتی انہی پر قیامت ہوگی۔

فائدہ: حدیث شریف اور شیخ کے کشف میں منافات نہیں اگر چہ حدیث کو حاکم نے ضعیف کہا ہے بہر حال کشف صحیح ہے جتنا انہوں نے بیان فرمایا ہے اتنی مقدار پر اس کی صحت کیلئے شواہد موجود ہیں بلکہ نہ صرف اسی مقدار کے لئے بلکہ مجموعہ کشف کیلئے شواہد ہیں۔ (اسی معنی پر حضرت شیخ اکبر سیدنا محی الدین ابن العربی قدس سرہ المتوفی ۶۳۸ھ کا لقب امام المکاشفین ہے۔ الحمد للہ! آپ کا کشف عین حقیقت ہوتا ہے اور بالکل صحیح اس کا ایک نمونہ گزر چکا ہے مزید تفصیل فقیر کی کتاب ''سوانح العمری شیخ اکبر'' کا مطالعہ کریں۔ (زیر طبع اویسی غفرلہ)

نکتہ: تمیں سال عورتوں کے بانجھ رکھنے کی حقیقی حکمت تو اللہ تعالیٰ جانتا ہے لیکن بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ بچے پیدا ہوں تو ادھر قیامت کے قیام کا وقت قریب ہے اور بچوں کو اس عذاب میں مبتلا ہونا ہوگا اور اللہ تعالیٰ غیر مکلّف کو عذاب دینا نہیں چاہتا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین اشخاص سے عذاب مرفوع ہے ان میں سے بچہ بھی ہے جسے قبل بلوغ عذاب میں مبتلا نہیں کیا جاتا۔ اگر چہ بلوغ پندرہ سال میں ہو جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں مہلت دی تا کہ مکمل جوانی تک پہنچ کر بھی نہ مانے تو پھر عذاب میں مبتلا ہوئے یہ اس کی طرف اتماماً للحجۃ ہے۔

سوال: وہ تو اہل فترت ہوں گے ان پر عذاب کیسا؟

جواب: وہ اہل فترت نہیں ہوں گے کیونکہ پہلے گزر چکا ہے کہ خاتم الاولاد انہیں دعوت الی اللہ دے گا تو انکار کریں گے اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ اہل ایمان کے بعد اس خاتم الاولاد کو زندہ رکھے تا کہ اتمام حجت ہو۔ (وباللہ التوفیق)

سوال: یہ تو اس حدیث شریف کے منافی ہے جس میں ہے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت ہمیشہ حق پر جنگ کرتی رہے گی اور فتح یاب ہوگی؟

جواب: تمام ظاہر الروایات سے ثابت ہے کہ تمام اہل ایمان فوت ہو جائیں گے چہ جائیکہ قائم بامر الحق اس کا فوت ہونا تو بطریق اولیٰ ہے

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۵۲ھ نے ''فتح الباری'' میں فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہوا کو چلنے کا حکم فرمائے گا (تو سب لوگ ہلاک ہو جائیں گے) اس ہوا سے اہل ایمان پہلے فوت ہو چکے ہوں گے۔ اور فرمایا کہ ہماری اس تطبیق سے تمام

اشکالات ختم ہو گئے۔

سوال: بعض روایات میں امر اللہ کے بجائے یوم القیمۃ ہے امر اللہ کا زمانہ پہلے ہے اور قیامت بعد کو اس میں منافات ہے؟

جواب: قاعدہ ہے جو شے کسی کے قریب ہو تو اسے عین کا حکم دیا جاتا ہے یہ امر اللہ قرب قیامت میں ہو گا اسی لئے ان میں کوئی منافات نہیں۔

فائدہ: امام ابن حجر کی تطبیق دوسروں کی تطبیق سے بہتر ہے کیونکہ دوسروں نے تطبیق میں کہا کہ اس وقت بعض مومن زندہ ہوں گے اور بعض کافر بھی۔ یہ تطبیق اس لئے صحیح نہیں کہ تطبیق میں کلیہ مفید ہوتا ہے جز ئیہ بوقت مجبوری تسلیم کیا جاتا ہے۔ حدیث ذیل بھی حافظ ابن حجر علیہ رحمۃ اللہ کی توضیح کرتی ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میری امت کا ایک گروہ امر اللہ پر جنگ کرتا رہے گا اور دشمن پر غالب رہے گا انہیں مخالفت نقصان نہ دے گی یہاں تک کہ ان پر قیامت آجائے گی۔ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں اللہ تعالیٰ ہوا چلائے گا جس کی خوشبو مشک جیسی اور اس کا جسموں پر لگنا ریشم جیسا ہو گا تو جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو گا اسے فوت کر دے گی پھر شراتی لوگ بچ جائیں گے ان پر قیامت قائم ہو گی۔ (حاکم)

فائدہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کا بیان ہمارا مؤید ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

قیامت کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے

قرآن کا مصاحف اور سینوں سے اٹھ جانا ہے:

احادیث مبارکہ:

1- حضرت حذیفہ و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ کتاب اللہ پر ایک ایسی رات آئے گی کہ لوگ صبح کریں گے تو قرآن کی ایک آیت بلکہ ایک حرف تک کسی دل میں نہ ہو گا

وہ سب تمام دلوں سے محو ہو جائے گا۔ (رواہ الدیلمی)

2- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ قرآن مجید جہاں سے آیا ہے وہاں چلا جائے گا، اس کی عرش معلی کے ارد گرد شہد کی مکھیوں جیسی گنگناہٹ ہوگی، اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے قرآن! کیا ہے؟ عرض کرے گا میں تیرے سے گیا اور تیرے پاس واپس آ گیا ہوں میری تلاوت تو کی جاتی تھی لیکن اس پر عمل نہیں ہوتا تھا۔ اسی دور میں قرآن اٹھایا جائے گا۔

3- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک رکن (حجر اسود) اور قرآن دنیا سے اٹھالیا جائے گا۔ (رواہ السجزی)

4- ازرقی نے تاریخ مکہ میں روایت کی کہ سب سے پہلے رکن (حجر اسود) اور قرآن کو اٹھایا جائیگا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کرنا۔

5- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسلام دنیا سے ایسے مٹ جائے گا جیسے کپڑے سے داغ۔ یہاں تک کہ کسی کو معلوم نہ ہوگا کہ روزہ کیا ہے؟ حج کسے کہتے ہیں اور صدقہ کیا شے ہے اور قرآن مجید ایک ہی رات میں اٹھالیا جائے گا یہاں تک کہ اس کی ایک آیت بھی باقی نہ بچے گی، چند بوڑھے مرد اور عورتیں بچ جائیں گے وہ کہیں گے کہ ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو اس کلمہ لا الہ الا اللہ پر پایا ہم بھی وہی کہتے پڑھتے ہیں۔

(ابن ماجہ بسند صحیح قوی بتحقیق ضیاء)

کعبہ شریف کا گرایا جانا:

اس کے متعلق تفصیل سے احادیث گزری ہیں اور توجیہات بھی اور ہم نے اس کا یہاں اس لئے ذکر کیا ہے کہ بعض نے کہا کہ ھدم الکعبۃ قرب قیامت میں اہل ایمان کے مر جانے کے بعد حج کے انقطاع پر کعبہ معظمہ کو گرایا جانا واقع ہوگا۔

لوگوں کا بتوں کی پرستش کی طرف لوٹنا:

اس کے متعلق بھی احادیث گزری ہیں بعض نے کہا کہ اس وقت لوگ دجال پر ایمان لائیں گے۔ یہی حدیث کا محمل ہے۔

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے بعض قبائل مشرکین سے جا کر ملیں گے اور یہ سب کے سب قیامت سے پہلے کافر ہو جائیں گے۔ (واللہ اعلم)

ایسی ہوا چلے گی جو لوگوں کو دھکیل کر دریا میں پھینک دے گی:

1- حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ قیامت قائم نہ ہو گی جب تک تم یہ دس نشانیاں نہ دیکھ لو۔ دسویں یہی ہے کہ ہوا لوگوں کو دریا میں پھینکے گی۔

(رواہ الستہ الا البخاری)

2- ترمذی شریف میں ہے کہ دسویں علامت قیامت، ہوا کا لوگوں کو دریا میں پھینکنا ہے یا نزول حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہے، یہ روای کا شک ہے۔

فائدہ: نزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی دسویں علامت ہونا گنتی کے لحاظ سے ہے نہ کہ وقوع کے اعتبار سے کیونکہ ان کے نزول کا وقوع ان دسوں میں سے بعض سے پہلے ہو گا۔

انتباہ:

یہ ہوا اس کی غیر ہے جو یاجوج و ماجوج کو دھکیل کر دریا میں پھینکے گی جیسا کہ گزرا اور یہ ہوا اس آگ کے خروج کے وقت ہو گی جس کا ذکر آئے گا ممکن ہے یہ وہی ہو۔ (واللہ اعلم)

زمانہ کا سمٹ جانا اور دنوں کا چھوٹا ہو جانا:

1- دنوں کے چھوٹے ہونے کا یہ سماں ہو گا کہ سال مہینے جیسا اور مہینہ جمعہ (ہفتہ) جیسا اور دن ایک گھنٹہ جیسا اور گھنٹہ چنگاری جیسا ہو گا۔ یہ ترمذی کی روایت ہے۔

2- اس دجال کی بحث میں گزرا ہے کہ یہ دجال کے زمانہ میں ہو گا اور اس سے کوئی مانع نہیں کہ اس کا بار بار وقوع ہو۔ اور اللہ تعالیٰ ہر شے پہ قادر ہے۔

خروج نار:

یہ آخری نشانی ہے یعنی آگ عدن کے گڑھے سے نکل کر لوگوں کو محشر میں جمع کرے گی۔

احادیث مبارکہ:

1- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا بہر حال قیامت کی سب سے پہلی نشانی آگ ہے جو

مشرق سے نکلے گی اور لوگوں کو جمع کر کے مغرب کی طرف لے جائیگی اور بہر حال جنتیوں کی سب سے پہلی غذا مچھلی کا جگر ہوگا۔ (الحدیث، احمد و بخاری)

2- حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ قیامت ہرگز قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دس علامات دیکھو۔ (رواہ الستة غیر البخاری)

اسی میں ہے کہ قیامت کی آخری نشانی آگ ہے جو یمن سے نکل کر لوگوں کو دھکیلتی ہوئی محشر میں لے جائے گی۔

3- مروی ہے کہ آگ عدن کے گڑھے سے نکل کر لوگوں کو محشر میں دھکیل دے گی۔

فائدہ: حدیث کے ایک لفظ میں قعر عدن ابین ہے اور ابین بروزن احمر اس بادشاہ کا نام ہے جس نے یہ شہر بنایا تھا اور اس کی وجہ گزری ہے کہ یہ قیامت کی نشانی اول ہے یا آخری۔

4- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عنقریب ہجرت اول کے بعد ایک اور ہجرت ہوگی زمین کے تمام برگزیدہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت گاہ کو لازم پکڑیں گے باقی زمین پر شریر لوگ، ان کے علاقے انہیں باہر پھینک دینگے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے تباہ ہوں گے اور ان میں آگ بندروں اور خنزیروں کے ساتھ جمع کر دے گی وہ انہیں کے ساتھ شب باشی کریں گے اور انہی کے ساتھ قیلولہ کریں گے جب وہ قیلولہ کریں اور جوان سے علیحدہ ہوگا اسے وہ خنزیر اور بندر کھا جائیں گے۔

(رواہ احمد و ابوداؤد و الحاکم و ابونعیم)

انتباہ:

حدیث میں "تقذرھم نفس اللّٰہ" ہے یہ متشابہات میں سے ہے اس پر یوں ایمان لانا چاہئے کہ اس کی مراد اللہ تعالیٰ جانے اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم (مصنف کے الفاظ یوں ہیں) قولہ "تقذرھم نفس اللّٰہ" من المتشابہات فیجب الایمان بھا علی مراد اللّٰہ و مراد رسولہ (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم)۔ (الاشاعة صفحہ ۲۷۲)

اضافہ اویسی غفرلہ:

الحمدللہ! مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے جس عقیدہ کا اظہار فرمایا ہے یہی عقیدہ دور حاضرہ میں

اہلسنّت بریلوی کونصیب ہے۔

دلیل:

جملہ کو متشابہات سے اس لئے کہا گیا ہے کہ قرآن کی طرح حدیث میں بھی متشابہات ہیں اس کی مراد اللہ جانے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور راسخین فی العلم کہتے ہیں ہم تو اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ یہ اس کی طرف سے ہے۔ خلاصہ یہ کہ متشابہات پر ایمان ہو کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کے طفیل اولیاء کرام کو (تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب از الۃ المتشبھات فی الایات المتشابہات، زیر طبع)۔ (اویسی غفرلہ)

5- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرموت یا بحر حضرموت سے قیامت سے پہلے آگ نکلے گی لوگوں کو جمع کرے گی صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم شام (ملک) کو لازم پکڑنا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت گاہ سے بھی یہی مراد ہے جو روایت سابقہ میں گزرا ہے۔

6- حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک آگ تمہارا پیچھا کریگی جو آج وادی برہوت میں بجھی ہوئی ہے جو لوگوں کو گھیر لے گی اس میں دردناک عذاب ہوگا لوگوں اور ان کے اموال کھائے گی اور وہ ساری دنیا میں آٹھ دنوں میں چکر لگا لے گی وہ ہوا اور بادل کی طرح اڑے گی اس کی گرمی دن کی گرمی سے رات کے وقت زیادہ سخت ہوگی اور اس کے آسمان وزمین کے درمیان بادل سے زیادہ گرجدار آواز ہوگی اور یہ مخلوق کے سروں پر عرش سے زیادہ قریب ہوگی عرض کی گئی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ ہوا مومن مرد اور عورتوں پر نرم ہوگی یا نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن مرد اور عورت اس وقت ہوں گے کہاں اس دن لوگ گدھوں سے بھی بدتر ہوں گے۔ وہ جانوروں کی طرح کھلم کھلا زنا کریں گے ان میں کوئی مرد ٹھہر جا، ٹھہر جا کہنے والا نہ ہوگا۔

(رواہ طبرانی وابن عساکر)

7- حضرت رافع بن بشر سلمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عنقریب ایک آگ حبس سیل سے نکلے گی۔ وہ تیز رفتار اونٹ کی طرح دوڑے گی دن کو چلے گی رات کو ٹھہر جائے گی صبح وشام اس کا

یہی کام ہوگا اور عام اعلان ہوگا لوگو! آگ نے صبح کی ہے تم بھی صبح کرو۔ آگ نے قیلولہ کیا تم بھی قیلولہ کرو آگ نے شام کی تم بھی شام کرو آگ جسے پہنچے گی اسے کھا جائے گی۔

(رواہ احمد والبغوی والباوردی وابن قانع وابن حبان والطبرانی والحاکم و ابو نعیم)

فائدہ: یہ آگ جس کا ذکر ان احادیث میں آیا ہے یہ عدن کے گڑھے سے نکلے گی یہ اس آگ کی غیر ہے جو مدینہ پاک سے نکلے گی جس کا قسم اول میں تفصیل سے ذکر ہوا ہے اور یہ اس کے منافی بھی نہیں کہ یہ آگ حبس سیل سے خارج ہوگی کیونکہ اصل تو یہ ہے کہ یہ آگ وادی برہوت سے نکلے گی اسے وادی النار کہا جاتا ہے اور وہ عدن کے گڑھے میں ہے اور عدن حضرموت کے کنارے اور ساحل سمندر پر ہے۔ تمام عبارات کا مقصد ایک ہے اور وہ آگ حبس سیل سے بھی گزرے گی۔ اور یہ خطاب اہل مدینہ کے ساتھ ہے حبس سیل مدینہ طیبہ کے شرقی جانب ہے اسی وادی سے حبس سیل ہوا گزرے گی اور وادی حبس سیل مدینہ پاک کے راستہ پر ہے اس معنی پر یہ کہنا بھی صحیح ہوا کہ وہ حبس سیل سے نکلے گی۔

حشر چار ہیں:

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ امام قرطبی سے نقل کرتے ہیں کہ حشر چار ہیں دو دنیا میں دو آخرت میں وہ جو دنیا میں ہیں ان کا ذکر سورۃ حشر میں ہے۔ وہ ہے شام (ملک) کی طرف یہود کا حشر، دوسرا یہی حشر جس کا ذکر اشراط الساعۃ میں ہو رہا ہے۔

8- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے حشر کے بارے میں سوال کیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں پہلی نشانی آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف جمع کرے گی۔

9- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ اہل مشرق پر آگ چلے گی جو ان کو مغرب کی طرف دھکیل کر لے جائے گی جہاں وہ رات گذاریں گے وہ ان کے ساتھ رات گذارے گی جہاں وہ ... کریں گے وہ بھی ان کے ساتھ ہوگی جو ان سے

گرے گا وہ اس کو کھا جائے گی، پھر ان کے پیچھے چل پڑے گی اور انہیں ایسے ہانکے گی جیسے بڑے اونٹ کو ہانکا جاتا ہے۔ (رواہ الحاکم)

فائدہ: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آگ کا قعر عدن (عدن کے گڑھے) سے نکلنا مشرق سے مغرب کی طرف جانے کے منافی نہیں، کیونکہ آگ کے خروج کی ابتداء عدن سے ہوگی جب وہاں سے نکلے گی تو تمام روئے زمین پر پھیل جائے گی، جیسا کہ طبرانی اور ابن عساکر کی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت میں ہے جو اوپر گزری ہے کہ وہ آٹھ دنوں میں تمام دنیا کا چکر لگا لے گی۔ یا اس سے تعمیم الحشر مراد ہے اسی سے خصوصیت سے مشرق ومغرب مراد نہیں اب معنی یہ ہوا کہ جمع کرے گی مابین مشرق ومغرب کے یا یہ کہ اس کے پھیلنے کے بعد سب سے پہلے اہل مشرق کو جمع کرے گا۔

فائدہ: تَدُوْرُ الدُّنْیَا کُلَّھَا فِیْ ثَمَانِیَةِ اَیَّامٍ۔

''وہ آگ آٹھ دنوں میں دنیا کا چکر لگا لے گی''۔

اور دوسری حدیث ''وہ سست رفتار بوڑھے اونٹ کی طرح چلے گی اور یہ بھی ہے کہ وہ رات کو ٹھہر جائے گی اور قیلولہ کے وقت بھی ان میں کوئی منافات نہیں کیونکہ پہلے تو وہ روئے زمین پر پھیل جائے گی اس کے بعد عام لوگوں کی طرح چلے گی''۔

دو حشر آخرت کی تفصیل:

حشر اوّل (گنتی میں نمبر ۳) حشر الاموات ہے جو بعد البعث سب کے سب قبور سے اٹھیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَحَشَرْنٰھُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْھُمْ اَحَدًا۔ (پارہ ۱۵، بنی اسرائیل آیت ۴۷)

''اور ہم انہیں اٹھائیں گے تو ان میں سے کسی کو نہ چھوڑیں گے''۔

2- گنتی کے لحاظ سے نمبر ۴: اہل حشر کا جنت ودوزخ کو جانا۔

فائدہ: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حشر اول کوئی مستقل حشر نہیں بس اتنا ہوگا کہ اس دن ہر موجود کو ایک جگہ جمع کیا جائے گا۔ اور پہلا حشر صرف ایک فرقہ مخصوصہ کے لئے ہے یعنی یہود کیلئے۔ اور یہ کئی بار بنو امیہ کے لئے واقع ہوا۔ مثلاً حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے انہیں

مدینہ پاک سے شام (ملک) کیطرف نکالا۔

فائدہ: مصنف فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اس سے شرعی حشر مراد ہے اللہ تعالیٰ نے اول کو حشر کہا ہے بخلاف غیرے کے کہ اس کو حشر شرعی نہیں کہا جائے گا۔ اس تقریر پر فرق ظاہر ہو گیا۔

حشر کے متعلق اختلاف:

اس میں اختلاف ہے کہ کیا حشر سے مراد یہی ہے جو قیامت سے پہلے ہوگا یا وہی یوم القیمۃ حشر ہے اگر پہلا مراد ہے تو اس میں نار سے حقیقی نار مراد ہے یا اسے مجازاً کہا گیا ہے۔ دوسرے معنی کی طرف حلیمی مائل ہوئے اور اسی پر امام غزالی قدس سرہ نے جزم فرمایا ان کی اس مراد پر حدیث ذیل دلیل ہے۔

صحیحین وغیرہما میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگ اٹھائے جائیں گے تین طریقوں پر۔ راغبین (رغبت کرنے والے) اور راھبین (خوف زدہ) ہو کر اکٹھے دو بھی ایک اونٹ پر ہوں گے اور تین بھی اور دس بھی۔ باقی لوگ جہنم کی طرف جمع کئے جائیں گے قیلولہ کریں گے جہاں چاہیں گے رات بسر کریں گے، صبح کریں گے جہاں صبح ہوگی شام کریں گے جہاں اس کا وقت آئے گا گویا حدیث اس آیت:

وَكُنْتُمْ أَزْوَاجاً ثَلَاثَه۔ (پارہ ۲۷، الواقعہ آیت ۷)

''اور تم تین قسم کے ہو جاؤ گے'' کی تفسیر ہے۔

فائدہ: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کی تائید حدیث حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہوتی ہے فرمایا کہ مجھے الصادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان فرمائی کہ قیامت میں تین گروہ ہو کر لوگ محشور ہوں گے:

1- طمع والے کپڑے پہننے والے سوار۔

2- پیدل۔

3- انہیں فرشتے چہروں کے بل گھسیٹیں گے۔ (الحدیث احمد نسائی بیہقی)

فائدہ: حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جو صحیحین وغیرہما میں مرفوعاً ہے کہ تم پاؤں اور جسم ننگے اور غیر مختون محشور ہو گے (یعنی قیامت کے دن اٹھائے

جاؤ گے)درمیان میں تطبیق میں اختلاف ہے۔

1- حضرت اسماعیلی نے فرمایا کہ الحشر سے یہاں نشر مراد ہے کیونکہ حشر ونشر قریب قریب ہیں بمعنی مخلوق کا قبور سے نکلنا جب عام لوگ قبروں سے نکلیں گے تو پاؤں اور جسم ننگے نکالے جائیں گے پھران کو ہانک کر میدان حشر میں حساب کتاب کے لئے جمع کیا جائے گا۔اور متقیوں کو اونٹوں پر سوار کر کے لایا جائے گا اور مجرموں کو چہروں کے بل گھسیٹ کر حشر کے میدان میں لایا جائے گا۔

2- اسماعیلی کے غیر نے فرمایا عام لوگ قبروں سے اس طرح نکلیں گے جیسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے پھر میدان حشر (موقف) میں اس طرح ہو گا جیسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔

فائدہ: بعض شراح المصابیح یعنی تورپشتی نے فرمایا کہ حشر کو اسی معنی پر محمول کرنا زیادہ قوی ہے اس کی چند وجوہ ہیں

1- جب مطلقاً حشر کا لفظ بولا جائے تو اس سے یہی شرعی معنی ہے یعنی قبور سے نکلنا جب تک کسی معنی کیلئے کوئی دلیل خاص نہ ہو۔

2- تقسیم مذکور جو حدیث میں مسطور ہے وہ حشر الی الشام کے لئے صحیح نہیں کہ مہاجر کو ضروری ہے کہ رغبت سے ہجرت کرے یا ڈر کے مارے یا دونوں وجہوں سے اسکے علاوہ اور کوئی صورت نہیں ہوسکتی۔

3- اہل ایمان کے علاوہ کفار وغیرہ کا حشر جیسا کہ مذکور ہوا اور نار کا ان کو مجبور کرنا اور پھر آگ کا ان کا پیچھا کر کے انہیں انجام تک پہنچا ایسا قول ہے کہ اس میں توقیف کی ضرورت نہیں، کیونکہ دنیا میں ایسی آگ کے اہل شقاوت پر تسلط کا کسی کو انکار نہیں ہوسکتا نہ اس میں توقیف کی محتاجی ہے۔

4- حدیث شریف کا بعض بعض کی تفسیر کرتا ہے۔حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں ہے کہ کچھ سواریوں پر ہوں گے کچھ پیدل ہوں گے کچھ چہروں کے بل گھسیٹے جائیں گے ان کی نظیر سورۃ واقعہ میں ہے۔اللہ تعالی نے فرمایا:

وَكُنْتُمْ اَزْوَاجاً ثَلاثَةً۔ (الآیات)

فائدہ: حدیث شریف میں جو کہا گیا ہے کہ قبور سے نکل کر بعض راغب (رغبت کرنے والے) اور راہب (خوف زدہ) ہوں گے اس میں ان اہل ایمان کے لئے عموم کی دلیل ہے جن کے اعمال مخلوط (صالحہ وسئیہ) ہوں گے یہی فَاَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ (تو دہنی طرف والے) بھی ہیں۔ اور اثنان علی بعیر۔ ایک اونٹ پر دو ہوں گے ان سے سابقون الاولون مراد ہیں یہ اہل ایمان میں بزرگ ہوں گے جو سوار ہو کر میدان حشر آئیں گے۔ اور وَتَحْشُرُ بقیتهما لنار۔ باقی لوگ جہنم میں جمع کئے جائیں گے ان سے اَصْحَابُ الْمَشْئَمَةِ (بائیں طرف والے) مراد ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک اونٹ دس آدمیوں کو اٹھانے کا اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اونٹ یک بارگی دس آدمی اٹھائے گا یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عجائبات سے ہے کہ اسے آخرت میں اتنی قدرت دے گا جو دنیا کے اونٹوں کی برداشت سے زیادہ قوی ہوگی اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ انہیں باری باری میدان حشر میں لے آئے گا۔

فائدہ: دو آدمیوں سے لے کر دس آدمیوں تک ایک اونٹ پر سوار ہوں گے اس سے مراد یہ ہے کہ باری باری ایک اونٹ پر سوار ہوں گے اس طرح کہ بعض پیدل چلیں گے تو بعض سوار ہوں گے پھر پیدل سوار ہوں گے اور سوار پیدل کیونکہ ایک اونٹ پر دس کا اونٹ کی پیٹھ پر بیٹھنا مشکل ہے جیسا کہ بعض احادیث میں ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

اونٹ کے متعلق اکابر کے خیالات بجا۔ لیکن اس عالم کی ا ہ کو عالم دنیا کی ا ہ پر قیاس نہیں کرنا چاہئے اسی عالم کا اونٹ دس کے بجائے سو یا اس سے زائد بھی لے جائے تو کوئی مشکل نہیں ہاں اگر اس دنیوی اونٹ کا قیاس مدنظر ہے تو بھی بیک وقت دس آدمیوں کو اٹھا کر لے جانا بھی اونٹ کیلئے مشکل نہیں اور پیٹھ پر جاوہ رکھا جائے تو آسانی سے دس آدمی اونٹ پر بیٹھ سکتے ہیں۔ واللہ جل جلالہ ورسولہ ﷺ اعلم بالصواب۔ (اویسی غفرلہ)

تقریر علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے اپنے قول کو ترجیح دی اور شارح مذکور کا تعاقب فرماتے ہوئے لکھا کہ پہلے قول کے جواب کو ترجیح دی اور کئی وجوہ بیان فرمائے۔ دلیل مخصص ثابت ہے متعدد احادیث میں وارد ہے کہ دنیا میں حشر شام کی طرف ہوگا۔

احادیثِ مبارکہ:

1- حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ گزری ہے۔

2- حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ بے شک تمہارا حشر کیا جائے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کی طرف اپنے ہاتھ مبارک سے اشارہ فرمایا۔ پیدل اور سوار اپنے چہروں کے بل گرائے جاؤ گے۔ (ترمذی، نسائی، قوی)

3- حدیث شریف میں ہے کہ عنقریب ہجرت کے بعد ایک اور ہجرت ہوگی، لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت گاہ (ملکِ شام) کی طرف جائیں گے۔ زمین پر سوائے شرارتیوں کے کوئی نہ بچے گا انہیں ان کی زمینیں پھینک دیں گی، انہیں آگ خنزیروں اور بندروں کے ساتھ جمع کرے گی، نار ان کے ساتھ گزار لے گی جہاں وہ شب باشی کریں گے اور قیلولہ کرے گی جہاں وہ قیلولہ کریں گے۔ (رواہ احمد بسند لا باس بہ)

4- حدیث میں ہے عنقریب آگ حضر موت سے نکل کر لوگوں کو جمع کرے گی۔ صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے کیا حکم ہے فرمایا تم ملک شام کو لازم پکڑنا۔

فائدہ: علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان احادیث سے آخرت کی نار مراد نہیں ہو سکتی، جیسا کہ معترض کا گمان ہے ورنہ کہا جائے گا کہ ان کے بقایا نار کی طرف جمع کئے جائیں گے یہاں حشر کو نار کی طرف منسوب فرمایا ہے۔

جواب: علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرے سوال کے جواب میں فرمایا کہ تقسیم مذکورہ سورۃ واقعہ سے لازم نہیں کہ وہی تقسیم حدیث میں مراد ہو اس لئے کہ حدیث شریف کی تقسیم سے فتنہ خلاص مراد ہے یعنی تم میں سے جو بھی ہمت رکھتا ہے تو وہ فرصت کو غنیمت سمجھ کر مختصر ساز اور راہ لے کر یہاں سے چلا جائے آگے خیر و برکت کی رغبت میں اور پیچھے کے خطرات کے خوف

سے حدیث میں یہی صنف اول ہیں۔ اس ہجرت میں جس نے تاخیر کی یہاں تک کہ بے بس ہو گیا اور سواری کی بھی گنجائش نہیں تو ایک سواری میں شریک ہو جائیں یا باری باری سوار ہوں دو دو سوار ہوں یا تین تین (یا باری باری) دونوں امروں میں جو بھی ممکن ہو چلے جائیں اگر چار چار ہوں تو جیسے بن پڑے چلیں لیکن اس میں آسانی یہی ہے کہ باری باری سوار ہوں اس میں اشتراک بھی ممکن ہے جب ہلکے پھلکے یا ان میں چھوٹے بچے ہوں۔ اگر دس ہوں تو باری باری سوار ہو کر جانا ہوگا اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اس سے زائد سے سکوت فرمایا اس میں اشارہ ہے کہ قافلہ کی ٹولیاں دس دس تک ہو سکتی ہیں ہاں دس اور چار کے درمیان کا ذکر اس لئے نہیں کہ اس میں ایجاز و اختصار فرمایا یہ حدیث شریف کی بیان کردہ صنف ثانی ہے اور صنف ثالث کے لئے فرمایا کہ ان کے بقایا آگ میں ہوں گے اس میں اشارہ ہے کہ یہ لوگ سواری کے حاصل کرنے سے عاجز ہوں گے حدیث شریف میں ان کے حال کی تفصیل نہیں ہے بلکہ اس میں احتمال ہے کہ وہ پیدل چلیں گے یا گھسٹتے ہوئے جائیں گے نار کے خوف سے۔

تائید برائے تقریر:

ہماری اس تقریر کی حدیث حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے تائید ہوتی ہے جو پہلے گذری ہے اور خود معترض نے ذکر کی ہے، اس میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کا سبب پوچھا کہ یہ لوگ پیدل اور گھسٹتے ہوئے کیوں جائیں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان پر آفت پڑے گی کوئی بھی صاحب ثروت باقی نہ رہے گا یہاں تک کہ ایک مرد اپنا سرسبز و شاداب باغ ایک بوڑھی پالان والی اونٹنی کے عوض بیچ دے گا یعنی بہترین باغ اور زرخیز زمین کا سستے داموں بیچنا اپنی عافیت سمجھے گا کہ وہاں سے کوچ کر کے جانا ہے یہ طریقہ آج بھی ہے کہ جس نے کہیں دوسری جگہ منتقل ہونا ہوتا ہے تو اپنی قیمتی ا ، سستے داموں بیچ ڈالتا ہے اس طرح سے وہ سمجھتا ہے کہ یہ چیزیں بک جائیں اگرچہ سستے داموں ہی سہی تا کہ منزل مقصود تک جلد پہنچ سکوں۔ یہ باتیں دنیا کی بود و باش کے لائق ہیں نہ کہ آخرت میں، یہ تقریر اس کی تاکید کرتی ہے جو خطابی وغیرہ کا مذہب ہے۔ اور حدیث الباب کے موافق ہے جیسا کہ حدیث المصابیح میں ہے کہ ایک گروہ طمع کرنے والے لباس سے آراستہ سوار ہو کر جائیں گے اور اس کے بھی

موافق ہے جو حدیث شریف میں راغبین راھبین۔ اس کا ترجمہ مع شرح پہلے گزرا ہے۔

اور ایک گروہ پیدال ہوگا یہ اس گروہ کے موافق ہے کہ وہ باری باری اونٹ پر جائیں گے یہ صفت پیدل والے کے قریب ہے کہ ان کے بعض پیدل ہوں گے اور بعض سوار۔ اسی طرح باری باری سفر طے ہوگا۔ بہر حال وہ گروہ جسے آگ جمع کرے گی یہ وہ ہے جنہیں ملائکہ کھینچے گا۔

تیسرے سوال کا جواب:

شواہد الحدیث سے واضح ہوا کہ اس نار سے آخرت کی نار مراد نہیں یہ دنیا کی آگ ہے جس کے خروج سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈرایا اور وہ جو کچھ کر گزرے گی اس کی کیفیت آپ نے بتا دی۔ وہ احادیث مذکورہ میں تفصیل سے گزری ہے۔

چوتھے سوال کا جواب:

وہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جس سے معترض نے استدلال کیا ہے باوجود اس کے کہ ضعیف حدیث ہے لیکن ہمارے موقف کے منافی نہیں جو کہ ہم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت پیش کی ہے وہ واضح دلیل ہے کہ اس آگ سے دنیا کی آگ مراد ہے اس سے آخرت کی نار مراد نہیں ہو سکتی کیونکہ آخرت میں باغ بیچنا کیسا اور مال واسباب سستے داموں دینا وغیرہ وغیرہ یہ امور دنیوی ہو سکتے ہیں نہ کہ آخرت میں۔ علاوہ ازیں حضرت علی بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت جو امام احمد نے نقل کی کہ وہ لوگ اپنے چہروں سے بچیں گے ہر اونچی جگہ اور کانٹے سے، موقف کی زمین برابر ہوگی جس میں نہ ٹیڑھا پن ہوگا نہ نیچ نہ اونچ اور نہ کانٹے۔

معترض کی مزید غلطی:

معترض نے کہا کہ یہ جو کچھ میں نے کہا ہے علی سبیل الاجتھاد ہے یہ اس کی صریح خطاء ہے جب کہ میں (علامہ طیبی) نے صحیح بخاری میں باب المحشر میں دیکھا ہے کہ لوگ قیامت میں تین طریقوں سے محشور ہوں گے اس سے مجھے یقین ہوا کہ جس طرف تورپشتی گئے وہی حق ہے اور اس کے سوا کوئی چارہ نہیں (علامہ طیبی کا کلام خلاصہ کے طور یہاں ختم ہوا)۔

فائدہ: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''فتح الباری'' میں بعد نقول علامہ توریشتی کے فرمایا کہ میں نے یوم القیمۃ کا لفظ امام بخاری کی کسی تخریج میں نہیں دیکھا نہ صحیح بخاری میں نہ دوسری کسی تصنیف میں یونہی امام مسلم واسماعیلی وغیرہما کے نزدیک حدیث میں لفظ یوم القیمۃ نہیں ہاں یوم القیمۃ حدیث حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ میں ہے لیکن وہ موول ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اس آگ کے بعد قیامت قریب ہے یہاں قیامت کا لفظ مجاورت کی وجہ سے مجازاً آیا ہے۔ اور یہ مجاز متعین ہو جاتا ہے اس سے کہ گھر سے نکل کر باہر جانے والا اپنے باغات وقیمتی ا ء بیچے گا تاکہ آنے والی آفت سے بچ نکلے یہ ظاہر ہے کہ احوال دنیویہ ہیں نہ کہ بعد البعث۔ خلاصہ یہ کہ حدیث میں قیامت بمعنی قریب القیامۃ مراد لینا زیادہ آسان ہے، حدیث کے الفاظ کو لغو قرار دینے سے معنی حدیث کے ابطال سے اگر بخاری میں بھی لفظ یوم القیمۃ کا ہوتب بھی اس کی اس طرح تاویل کرنا ضروری ہے۔

فائدہ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ حدیث گزری ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے جسے امام احمد والترمذی نے نقل کیا ہے اور امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے وہ یہ کہ نار حضر موت یا بحر حضر موت سے قبل یوم القیمۃ نکلے گی جو لوگوں کو جمع کرے گی اس حدیث شریف میں صراحۃً لفظ قبل یوم القیمۃ موجود ہے اور حدیث حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ عند غیر البخاری میں ہے کہ

''قیامت ہرگز قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم اس سے پہلے نہ دیکھو''۔ (الحدیث)

یہ حدیث حدیث مذکور کے متعارض ہے جبکہ اس میں یوم القیمۃ مل جانے اس وقت اس کے خلاف تاویل نہیں ہو سکی لامحالہ اسی طرف رجوع کرنا ہوگا جو ہم نے اوپر بیان کیا کہ احادیث میں تعارض نہ ہو۔ خلاصہ یہ ہوا کہ نار قبل یوم القیمۃ ہوگی۔ (وباللہ التوفیق)

سوال: جب نار قیامت کی نشانیوں میں آخری نشانی ہے تو پھر لازم ہے کہ اس کے بعد زمین پر کوئی اہل ایمان نیک انسان نہ ہو حالانکہ احادیث میں ان کی موجودگی کی تصریح ہو چنانچہ وہ احادیث یہ ہیں۔

1- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ (یعنی قیامت)

اہل ایمان کیلئے سلامتی والی ہوگی؟ فرمایا اہل ایمان مرد و عورت اس دن کہاں؟

(رواہ الطبرانی وابن عساکر)

2- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نار کے وقت زمین کے بہتر لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت گاہ کو لازم پکڑے ہوں گے۔ (رواہ احمد وابوداؤد والحاکم وابونعیم)

3- احادیث مبارکہ میں گزرا ہے "راغبین، راہبین، طاعمین، کاسین، ان کے تراجم گزرے ہیں۔

ان سے لازم آتا ہے نار کے وقت بھی نیک لوگ ہوں گے ان احادیث میں تناقض ہے یا تناقض جیسی بات ہے۔

جواب: احادیث میں اتنا قدر ہے کہ نیک لوگ اپنے اختیار سے ملک شام کی طرف اس کی خوشحالی اور عیش و عشرت کی وجہ سے ہجرت کر جائیں گے اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ خروج نار کے وقت موجود باقی ہوں گے بلکہ یہ ثابت ہے کہ بھینی ہوا ان کی ارواح قبض کرے گی صرف اشرار ہی باقی رہ جائیں گے۔ نیک لوگ اپنی زندگی میں شام کی طرف چلے جائیں گے وہ طمع کرنے والے، لباس پہننے والے، اپنی طاقت اور وسعت مالی کی وجہ سے اور یہ بھی ہے کہ اگرچہ وہ بظاہر نیک ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیک نہ ہوں۔ راغبین سے مراد سلامتی تک پہنچنے والے، راہبین آگ کے خوف سے ڈرنے والے، جب کہ علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں فرمایا، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ مومن بھی ہوں۔

اور یہ احادیث کی توفیق میں ایسے راستہ میں زیادہ واضح راستہ ہے اور قبول کرنے کے لائق اور بندوں کے لئے رفیق ہے۔

آخر میں مرنے والے:

1- صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آخر میں جن کا حشر ہوگا وہ بکریوں کے چرواہے مزینہ قبیلہ سے مدینہ پاک آنے کا ارادہ رکھنے والے ہوں گے اپنی بکریاں چرا رہے ہوں گے تو وہ مدینہ طیبہ میں وحشی جانوروں کو پائیں گے (انسان وہاں) نہیں ہوگے وہ ثنیۃ الوداع پہنچتے ہی مرجائیں گے۔

فائدہ: ثنیۃ الوداع شام (ملک) کی طرف مدینہ پاک کے قرب میں ہے۔

2- ابن ابی شیبہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آخر میں دو مرد ہوں گے ایک قبیلہ جہنیہ سے۔ دوسرا مزینہ سے ہوگا۔ وہ مدینہ شریف میں آکر کہیں گے یہاں کے لوگ کہاں گئے؟ وہ شہر مدینہ میں آئیں گے تو صرف لومڑیوں کو پائیں گے ان کی طرف دو فرشتے آکر انہیں منہ کے بل گھسیٹیں گے یہاں تک کہ انہیں لوگوں کی طرف لائیں گے۔

3- ابن ابی شیبہ میں حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا محشر دو مردوں پر ہوگا وہ لوگوں کو گم پائیں گے یعنی مدینہ شریف میں آدمی نہیں ہوں گے۔ ایک دوسرے سے کہے گا، مجھے فلاں بن فلاں کے پاس لے چل وہ دونوں چل پڑیں گے لیکن کسی کو نہ پا سکیں گے پھر کہے گا مجھے شہر مدینہ میں قریش کے محلہ میں لے چل وہ مدینہ پاک میں آئیں گے تو شہر مدینہ میں سوائے درندوں اور لومڑیوں کے اور کوئی نہ ہوگا پھر وہ بیت اللہ مسجد الحرام کی طرف رخ کریں گے۔

فائدہ: علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ نے فرمایا ان روایات کی تطبیق یوں ہے کہ گویا جب وہ بیت الحرام کی طرف متوجہ ہوں گے تو ان کے جانے سے پہلے دو فرشتے آجائیں گے۔ اس کے بعد مضمون میں اختلاف نہیں۔ (مصنف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ ان دونوں کا قبیلہ مزینہ تغلیب کے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایک قبیلہ جہنیہ سے ہوگا۔ جیسا کہ روایت ابن ابی شیبہ میں ہے۔ (واللہ اعلم)

فائدہ: یہ ان کا حشر نفخ صور سے گا اس لئے کہ نار مذکورہ کے بعد ہی نفخ صور ہوگا اور قیامت قائم ہوگی۔

4- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ قیامت قائم ہوگی تو دو مردوں نے آپس میں بیع وشراء کے کپڑے کھولے ہوں گے انہوں نے ابھی لپیٹے نہیں ہوں گے تو قیامت قائم ہو جائے گی اور ان کا کوئی ایک اپنے حوض کو گارے سے درست کر رہا ہوگا۔ کوئی ان کا اونٹ اور جانوروں کو پانی پلا رہا ہوگا۔ کوئی لقمہ منہ میں لے جا رہا ہوگا

کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ (رواہ الشیخان)

حل لغات:

لاط حوضہ یلیط و یلوط۔ یہ اس وقت بولتے ہیں جب حوض کو گارے سے درست کیا جائے۔ اس میں اس کے اونٹ اور چوپائے نے پانی نہ پیا ہو۔

حل لغات:

لتقو من اساعۃ وقد رفع اُکْلَتُہ میں اُکُلُتُہ بضم الھمزہ بمعنی لقمہ ہے یعنی لقمہ اٹھا کر ابھی منہ تک لے جائے گا لیکن کھائے گا نہیں تو قیامت قائم ہو جائے گی۔

5- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دجال نکلے گا چالیس کی گنتی پر ٹھہرے گا میں نہیں جانتا کہ چالیس سے یوم مراد ہیں یا مہینے یا سال۔ (الحدیث، رواہ مسلم والنسائی) اسی میں ہے کہ شرارتی لوگ باقی رہیں گے پرندوں کی سمجھ پر اور درندوں کے خیالات کے مطابق یعنی وحشی جانوروں کی طرح زندگی بسر کریں گے۔ یہاں تک فرمایا کہ پھر صور پھونکا جائے گا تو جو بھی اس کی آواز سنے گا تو گردن اونچی کر کے ان پر ہاتھ رکھ کرے گا۔

حل لغات:

نہایہ میں اللیت بکسر اللام گردن کا کنارہ اور تثنیہ لیتان آتا ہے۔ اصغی بمعنی اَمال۔ اب معنی یہ ہوا کہ وہ دونوں کانوں میں ایک کو آسمان کی طرف اٹھائے گا جیسا کہ اوپر کی آواز کیلئے انسان کی عام عادت ہے۔

6- صحیحین میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دو نفخوں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہے۔ (نحوہ عند ابی داؤد و ابن مردویہ و رواہ ابن المبارک عن الحسن مثلہ)

7- مسلم و نسائی میں ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ بارش برسائے گا ایسے محسوس ہوگا گویا وہ شبنم ہے۔ اس سے بنو آدم کے اجسام اُگیں گے اس کے بعد دو۔ انفخ ہوگا تو اس وقت تمام لوگ کھڑے ہو جائیں گے اور ہر طرف دیکھیں گے، پھر انہیں کہا جائے گا اے لوگو! اپنے رب تعالیٰ کی طرف آؤ۔

وَقِفُوهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُولُوْنَ۔ (پارہ ۲۳، الصافات آیت ۲۴)

''اور انہیں ٹھہراؤ ان سے پوچھنا ہے''۔

صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۶۷ھ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ روز قیامت بندہ جگہ سے ہل نہ سکے گا جب تک چار باتیں اس سے نہ پوچھ لی جائیں۔ ایک اس کی عمر کہ کس کام میں گذری، دوسرے اس کا علم کہ اس پر کیا عمل کیا؟ تیسرا اس کا مال کہاں سے کمایا کہاں خرچ کیا؟ چوتھے اس کا جسم کہ اس کو کس کام لایا۔ (خزائن العرفان، اویسی غفرلہ)

وَنَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ التَّامَّةَ وَالْمَغْفِرَةَ الْعَامَّةَ فِي الدَّارَيْنِ لَنَا وَلِوَالِدِيْنَا وَلِجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ وَلِمَشَائِخِنَا فِي الدِّيْنِ وَلَا خْوَانِنَا دِيْنًا وَطِيْنًا وَلِأُمَّةِ مُحَمَّدِيَّةٍ صلی اللہ علیہ وسلم اَجْمَعِيْنَ اِنَّهٗ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ۔ (آمین)

''ہم اللہ تعالیٰ سے دارین میں عفو و عافیت تامہ اور مغفرت عامہ کا اپنے لئے اور اپنے والدین کیلئے اور تمام مسلمانوں کے لئے اور اپنے مشائخ کے لئے دین اور اپنے دینی جسمانی بھائیوں کیلئے اور تمام امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سوال کرتے ہیں۔ بے شک وہ ارحم الراحمین ہے۔

خاتمہ مشتملہ بر فوائد مختلفہ:

اس پر ہم اپنی کتاب کو ختم کرتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ فوائد عجیبہ پر اس کا اتمام و اکمال ہوگا۔

1- امام حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ اپنے رسالہ ''الکشف فی مجاوزۃ ھذہ الامۃ الالف'' میں لکھتے ہیں کہ آثار و اخبار دلالت کرتے ہیں کہ یہ امت ایک ہزار سال سے آگے بڑھے گی۔ لیکن اس کے بعد پانچ سو سال سے آگے تک نہ پہنچے گی۔ اس لئے کہ طرق مختلفہ سے ثابت ہے کہ دنیا کی مدت یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے قیامت تک سات ہزار سال ہے۔ اور حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم چھٹے ہزار سال کے اواخر میں مبعوث ہوئے ہیں اور حدیث میں ہے کہ دجال صدی کے شروع میں آئے گا۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نزول فرما کر دجال کو قتل کریں گے تو آپ زمین پر چالیس

سال زندگی بسر فرمائیں گے اور طلوع الشمس کے بعد لوگ ایک سو بیس سال بسر کریں گے اور نفختین (دو نفخوں) کے درمیان چالیس سال کا وقفہ ہوگا مذکورہ بالا امور کیلئے دو صدیاں ضروری ہیں۔ فرمایا کہ اس طرح پندرہویں صدی پر قیامت کا قیام ناممکن ہے اس کے بعد امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث مع طرق بیان کی ہیں۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

اوپر جو مذکور ہوا اور ہم نے قسم ثالث میں امام مہدی رضی اللہ عنہ کے متعلق روایات عرض کی ہیں کہ آپ بھی چالیس سال زندگی گذاریں گے اور سیدنا عیسٰی علیہ السلام بھی دجال کے بعد چالیس سال زندگی بسر فرمائیں گے۔ (رواہ الحاکم فی السمتدرک)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عیسٰی علیہ السلام زمین پر نزول فرما کر دجال کو قتل کر کے چالیس سال زندگی بسر فرمائیں گے اس دوران نہ کوئی مرے گا اور نہ کوئی بیمار ہوگا لوگ اپنی بکریوں اور جانوروں کو کہیں گے جاؤ گھاس چرو وہ کھیتوں میں چریں گے کھیت سے خوشے نہ کھائیں گے اور نہ ہی سانپ بچھو اذیت دیں گے اور درندے لوگوں کے دروازوں کے آگے چلتے پھرتے رہیں گے کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچائیں گے اور آدمی ایک مُد بیج لے کر بغیر ہل چلائے بیج زمین پر بکھیرے گا تو اس کے ایک مد سے اسے سات سو مد اناج حاصل ہوگا۔

اس سے ظاہر ہے کہ چالیس سال سیدنا عیسٰی علیہ السلام دجال کے بعد بسر فرمائیں گے آپ کے بعد کئی امراء حکومت کریں گے مثلاً قحطانی اکیس سال حکومت کرے گا ہم فرض کریں کہ یہ امراء طلوع الشمس از مغرب تک بیس سال حکومت کریں تو پھر بھی ایک سو بیس سال بنتے ہیں اور پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ دجال زمین پر چالیس سال گزارے گا اس کی اس مقدار کو دوسرے سالوں کی طرح نہ سمجھا جائے تو کم از کم دو سال تو اس کیلئے ضروری ہیں کیونکہ اس کے بعض ایام طویل ہوں گے اور طلوع الشمس از مغرب کے بعد تو ایک سو بیس سال ضروری امر ہے۔

ایک روایت میں ہے بہتر لوگوں کے بعد شریر لوگ ایک سو بیس سال گذاریں گے۔

پہلے حدیث گزری ہے کہ اہل ایمان طلوع الشمس از مغرب کے بعد چالیس سال گزاریں گے اس کے بعد انہیں موت بہت جلدا چک لے گی۔ مذکورہ بالا تقریر سے ثابت ہوا کہ یہ مجموعی گنتی تین سو سال میں ہوتی ہے۔ اور ہزار سال کے بعد ابھی صرف تقریباً اسی سال گزرے ہیں یہ جب پورے سو ہوں گے تو کل چودہ سو سال بنتے ہیں اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر گزری ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ بعد پانچ سو سال نہ پہنچیں گے تو قیامت آئے گی۔

فائدہ: بعض بزرگوں نے قرآنی آیت:

فَهَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً۔ (پارہ ۲۶، محمد آیت ۱۸)

''تو کا ہے کے انتظار میں ہے مگر قیامت کے کہ ان پر اچانک آ جائے''۔

اور دوسری قرآنی آیت: لا تاتیھم الا بغتۃ سے اخذ کیا ہے کہ چار سو سال کے بعد ساتویں سال قیامت ہوگی کیونکہ بغتۃ کا حساب ایک ہزار چار سو سات (۱۴۰۷) بنتا ہے۔ (والعلم عند اللہ تعالیٰ)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

۱۴۰۷ھ تو بہت پہلے گزر گیا، فقیر ۱۴۲۳ھ کے آخری ماہ ذوالحجہ کی آخری تاریخ بمطابق شب ۲۸، ذوالحجہ قبل العشاء یہ سطور لکھ رہا ہے اس وقت بلکہ آنے والے سالوں میں بھی قیامت کے آثار نظر نہیں آرہے اس پر مزید تبصرہ آگے چل کر عرض کروں گا۔ (انشاء اللہ)

مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا احتمال:

احتمال قوی ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور اسی صدی کے شروع میں ہو یا اس سے بھی قبل۔ کیونکہ دجال کا خروج بھی انہی کی خلافت کے دوران ہوگا اور پہلے گزرا ہے کہ دجال کا خروج صدی کی ابتداء میں ہوگا اور یہ بھی احتمال ہے کہ آنے والی دوسری صدی سے موخر ہو لیکن اس سے آگے نہ بڑھے گا اگر موخر بھی ہوا تو بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی صدی کے سرے پر ایسا مرد مولیٰ مبعوث فرمائے جو امت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے دین کو زندہ فرمائے جیسے حدیث مشہور میں ہے (یعنی جس میں ہے کہ ہر صدی میں اللہ تعالیٰ اپنا بندہ مبعوث فرمائے گا جو دین کی تجدید کرے گا)۔ (اویسی غفرلہ)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا احتمال پورا نہ ہوا کیونکہ مصنف نے یہ کتاب الاشاعہ ۱۰۷۶ھ میں ختم فرمائی، ۱۱۰۳ھ میں ان کا وصال ہوا لیکن قیامت کا تا حال ۱۴۲۳ھ کوئی امکان نہیں۔ (اویسی غفرلہ)

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار:

وَالشَّرطُ فِیْ ذَالِكَ اَنْ تَمْضِیَ الْمِئَةُ
وَهُوَ عَلٰی حَیَاتِهٖ بَیْنَ الْفِئَةِ
یُشَارُ بِالْعِلْمِ اِلٰی مَقَامِهٖ
وَیَنْصُرُ السُّنَّةَ فِیْ كَلَامِهٖ
وَاَنْ یَكُوْنَ فِیْ حَدِیْثٍ قَدْ رُوِیْ
مِنْ اَهْلِ بَیْتِ الْمُصْطَفٰی وَهُوَ قَوِیٌّ

''اس میں شرط ہے کہ صدی گذرے وہ مرد مولیٰ گروہ اسلام میں زندہ ہوں۔ وہ مرد مولیٰ جس کے مقام کا اشارہ علم میں ہے وہ اپنے کلام سے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد فرمائیں گے۔ اور مروی ہے (یعنی حدیث میں ہے) کہ اہل بیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوں گے اور یہی قوی (قول) ہے''۔

احتمال ثانی:

وہ یہ کہ امام محمد بن حنیفہ سے مروی ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ دوسری صدی میں ظاہر ہوں گے یعنی ایک ہزار کے بعد۔ اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ دوسری صدی میں آئیں گے۔ اور ابو قبیل سے ہے کہ لوگ امام مہدی رضی اللہ عنہ کو دو سو کے اوپر چوتھے سال ملیں گے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

یہ تمام احتمالات اپنے مقام پہ رہ گئے ابھی ۱۴۲۳ھ جاری ہے ہمارے دور تک کوئی امکان بھی نہیں۔

ان اقوال کے علاوہ اور بھی اکابر واسلاف کے اقوال ہیں وہ بھی ظنی ہیں لیکن حق یہ ہے کہ ان حضرات کو کوئی حدیث صحیح نہیں ملی صرف اپنے علم کے زور پر آیات واحادیث سے سمجھا جو کچھ سمجھا۔ فقیر یہاں پر امام المکاشفین سیدنا محی الدین شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۳۸ھ کا کشف نقل کرتا ہے جو کہ حالات کے تقاضے پر صحیح معلوم ہوتا ہے۔

شیخ الاسلام اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۴۰ھ کے ملفوظات شریف میں ہے:

عرض: قیامت کب ہوگی اور ظہور امام مہدی رضی اللہ عنہ کب؟

ارشاد: قیامت کب ہوگی اسے اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور اس کے بتانے سے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ قیامت ہی کا ذکر کر کے ارشاد فرمایا:

عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غیبه اَحَدًا o اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔

(پارہ ۲۹، الجن آیت ۲۶)

''اللہ غیب کا علم جاننے والا ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے''۔

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ وغیرہ نے تصریح فرمائی کہ اس غیب سے مراد قیامت ہے جس کا اوپر متصل آیت میں ذکر آیا ہے۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ سے پہلے بعض علمائے کرام نے بملاحظہ احادیث حساب لگایا کہ یہ امت سن ہزار ہجری سے آگے نہ بڑھے گی۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے انکار میں رسالہ لکھا ''الکشف عن تجاوز هذه الامة الالف'' اس میں ثابت کیا کہ یہ امت ۱۰۰۰ھ سے ضرور آگے بڑھے گی۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات شریف ۹۱۱ھ میں ہے اور اپنے حساب سے یہ خیال فرمایا کہ ۱۵۰۰ھ میں خاتمہ ہوگا۔ بحمد اللہ تعالیٰ اسے بھی چھبیس (۲۶) برس گذر گئے (یعنی ۱۳۲۶ھ) اور ہنوز قیامت تو قیامت، اشراط کبریٰ (قیامت کی بڑی نشانیوں) میں سے کچھ نہ آیا۔ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں احادیث بکثرت اور متواتر ہیں مگر ان میں کسی میں وقت کا تعین نہیں اور بعض علوم کے ذریعے سے مجھے ایسا خیال گذرتا ہے کہ شاید ۱۸۳۷ھ میں کوئی سلطنت اسلامی باقی نہ رہے اور ۱۹۰۰ھ میں حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ ظہور فرمائیں۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ، مرتبہ خلف اصغر حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان قادری نوری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۴۰۲ھ صفحہ ۱۰۰ حصہ اول، مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور پاکستان)

پھر ارشاد فرمایا کہ میں نے یہ دونوں وقت ۱۸۳۷ھ میں سلطنت اسلامی کا بڑھنا اور ۱۹۰۰ھ میں امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور فرمانا سید المکاشفین حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے اخذ کیے ہیں۔

شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کا کشف:

آپ کے کشف کے بارے میں فرمایا کہ اللہ اکبر! کیسا زبردست واضح کشف تھا کہ سلطنت ترکی کا بانی اول عثمان پاشا حضرت کے مدتوں کے بعد پیدا ہوا۔ مگر شیخ اکبر رضی اللہ عنہ نے اتنے زمانہ پہلے عثمان پاشا سے لے کر قریب زمانہ آخر تک جتنے بادشاہ اسلامی اور ان کے وزراء ہوں گے۔ رموز میں سب کا مختصر ذکر فرمایا ان کے زمانے کے عظیم وقائع کی طرف بھی اشارے فرما دیئے۔ کسی بادشاہ سے اپنی تحریر میں بہ نرمی خطاب فرماتے اور کسی پر حالت غضب کا اظہار ہوتا ہے۔ اس میں ختم سلطنت اسلامی کی نسبت لفظ ایــقــظ فرمایا اور صاف تصریح فرمائی کہ "لا اقول ایقظ الھجریۃ بل ایقظ الجفریۃ" میں نے اس ایقظ جفری کا جو حساب کیا ۱۸۳۷ھ آتے ہیں اور انہیں کے دوسرے کلام سے ۱۹۰۰ھ ظہور امام مہدی رضی اللہ عنہ کے اخذ کیے ہیں وہ فرماتے ہیں:

اذا دارَ الــزَّمَــانُ عَــلــىٰ حُــرُوْفٍ
بِسْـمِ الـلّٰـهِ فَــالْـمَـهْـدِیُ قَـامَـا
وَيَـخْـرُجُ فِـی الْـحَـطِـيْـمِ عَقِـيْـبَ صَـوْمٍ
اَلَا فَــاَقْــرِاهُ مِـنْ عِـنْـدِیْ سَلَامَـا

"جب زمانہ کا دور بسم اللہ کے حروف پر گھومے گا، تو امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور ہوگا، آپ حطیم میں روزہ سے ظاہر ہوں گے، سن لو میری طرف سے انہیں سلام عرض کرنا۔

خود اپنی قبر شریف کی نسبت بھی فرما دیا کہ اتنی مدت تک میری قبر لوگوں کی نظروں سے غائب رہے گی مگر

اِذَا دَخَلَ السِّیْنُ فِی الشِّیْنِ ظَھَرَ قَبْرُ مُحْیِ الدِّیْنِ۔

''جب شین میں سین داخل ہوگا تو محی الدین کی قبر ظاہر ہوگی''۔

سلطان سلیم جب شام میں داخل ہوئے تو ان کو بشارت دی کہ فلاں مقام پر ہماری قبر ہے سلطان نے وہاں ایک قبہ بنوادیا جو زیارت گاہ عام ہے۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت، صفحہ ۱۰۲ حصہ اول)

نوٹ: سلطان سلیم مرحوم کے متعلق کشف کی مزید تفصیل فقیر کی کتاب ''سفرنامہ عراق وشام'' مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور، میں مطالعہ کریں۔ (اویسی غفرلہ)

تطبیق الروایات:

حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا مکمل ظہور تو ہوگا فتح قسطنطنیہ کے بعد دوسری صدی پر پھر جب آپ کی امامت پر تمام مسلمان دوسو چار میں اور یہ رومیہ اور القاطع کی فتح کے بعد ہوگا اس لئے کہ یہ باعتبار آپ کے اوّل ظہور مشرق اور دعوائے خلافت کے ہے یا یہ کہ چار، پانچ بلکہ دس سال تک صدی کا اوّل تک صدی کا اول کہا جاتا ہے۔ بہرحال امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور سات یا نو یا تیس یا چالیس سال صدی کے اول میں ہو تو کوئی حرج نہیں بلکہ دس سال کے اول میں ہوتا بھی صدی کے اوّل میں ظہور کے منافی نہیں یونہی صدی سے موخر ظاہر ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ صدی کے اول سال یا اس کی تاخیر عرف میں اسی صدی میں شمار ہوتا ہے یہ تمام امور اخبار واحادیث سے ثابت ہیں اور یہ تمام مظنونات ہیں کیونکہ یہ احادیث بعض صحیح ہیں بعض حسن ہیں بعض ضعیف مع شواہد ہیں اور بعض بغیر شواہد کے ہیں۔

خلاصہ کلام:

خلاصہ یہ کہ جو بھی امام مہدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں احادیث صحیحہ صریحہ کثیرہ شہرہ سے ثابت ہے وہ تواتر معنوی تک پہنچا ہے بڑی نشانیوں کے وجود کے متعلق جو کچھ وارد ہے ان سے پہلے ظہور مہدی رضی اللہ عنہ ہے وہ آخری زمانہ میں اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ظاہر ہوں گے زمین کو عدل سے بھر دیں گے جیسے وہ ان سے پہلے شر وفساد اور ظلم سے پر ہوگی اور روم سے جنگ کرنا بھی سب سے پہلے آپ کے لئے ثابت ہے اور قسطنطنیہ کو بھی آپ ہی فتح کریں گے

دجال کا بھی آپ کے زمانہ میں خروج ہوگا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بھی آپ کے زمانہ میں ہوگا اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گے یہ تمام امور اور ان کے علاوہ سب مظنونات یا مکشوفات ہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال)

خاتمۃ الکتاب از مصنف رحمۃ اللہ علیہ:

ہم اللہ تعالیٰ سے ٹیڑھا پن اور گمراہی اور غلو فی المقال سے پناہ مانگتے ہیں۔ الحمد للہ علی کل حال! صلوٰۃ وسلام نازل ہوں اس ذات پر جو تمام کمالات کے جامع ہیں صبح کو بھی اور شام کو بھی اور آپ کی آل پر اور اصحاب پر جو بہتر آل واصحاب ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے والدین اور آباء واجداد اور اخوان جسمانی اور دینی اور صلبی اور قلبی اور تمام امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشے (آمین) بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس کتاب کا مولف اللہ تعالیٰ کی طرف محتاج محمد بن عبد الرسول بن عبد السید کا جو علوی، حسینی، موسوی (یعنی امام موسیٰ کاظم کی اولاد ہے) جو شہر زوری برزنجی پھر مدنی ہے، اللہ تعالیٰ اس سے درگزر فرمائے۔

اس کتاب کا اختتام بروز بدھ، ۱۱، ذیقعدہ، ۱۰۷۲ھ میں دو نمازوں کے درمیان مدینہ طیبہ میں اپنے گھر پر جو چھوٹی سی گلی میں واقع ہے، میں ہوا۔ میں اس سعادت پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اور استغفار اور حَسْبُنَا اللّٰہُ ورلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ کہتا ہوں اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کیلئے دعا گو ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسے یوم المیعاد کیلئے ذریعہ نجات بنائے بجاہ سید العباد (آمین) وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ (آمین)

خاتمۃ الکتاب از مترجم غفرلہ:

فقیر عمرہ وزیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت سے لطف اندوز ہو کر واپس ۵، شوال المکرم ۱۴۲۳ھ حسب دستور کراچی باب المدینہ بر مکان حاجی بشیر احمد اویسی کے گھر پہنچا تو موصوف کے برادر اکبر حاجی فاروق احمد صاحب نے فاضل جلیل حضرت مولانا الحاج حافظ محمد عبد الکریم صاحب اویسی قادری رضوی کی طرف سے کتاب "الا شاعۃ لاشراط الساعۃ"

مع مکتوب پیش کیا کہ اس کا ترجمہ اردو کرنا ہے اور بہت جلدی کیونکہ حافظ صاحب موصوف نے سعادت حج وزیارت کیلئے جاتا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ حج کے جانے سے پہلے اس کی کتابت خود کرا کر جائیں فقیر اس وقت تنبیہ المغترین کے ترجمہ میں مصروف تھا اور بہاولپور پہنچتے ہی دیگر رسائل کی ترتیب کے علاوہ حاشیہ ھدایۃ النحو عربی کی تکمیل ضروری سمجھی گئی۔ اسی دوران الاشاعۃ کا ترجمہ بھی ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ صوفی مختار احمد اویسی قادری سلمہ کا بھلا کرے کہ انہوں نے شب وروز مسودہ جات کے فوٹو کرانے میں خوب مدد فرمائی۔ الحمد اللہ! اسی مختصر وقت میں مذکورہ بالا امور کے علاوہ الاشاعۃ لاشراط الساعۃ کا اردو ترجمہ بھی مکمل ہوا اللہ تعالیٰ اس ترجمہ کو میرے لئے اور مولانا عبدالکریم اویسی قادری کیلئے بالخصوص مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی نقشبندی کیلئے اور تمام اراکین ومعاونین کے لئے بخشش اور نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین ثم آمین۔

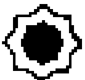
وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی حبیبہ الکریم وسلم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

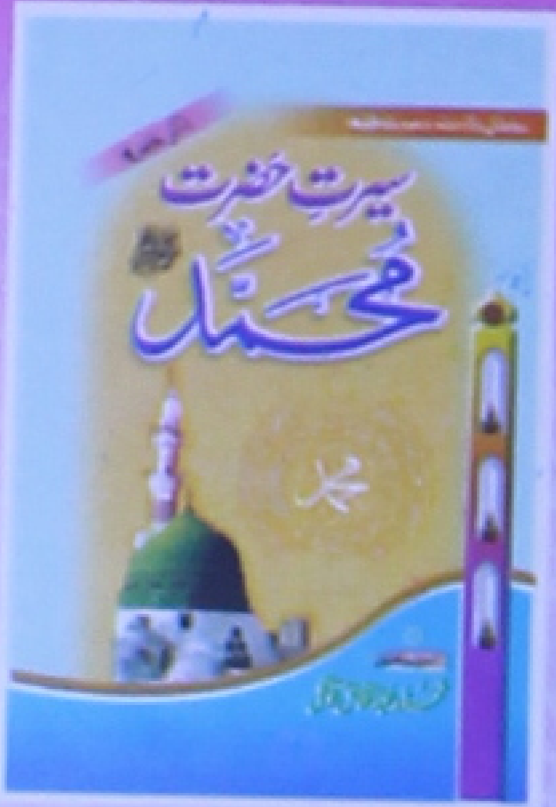
مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح

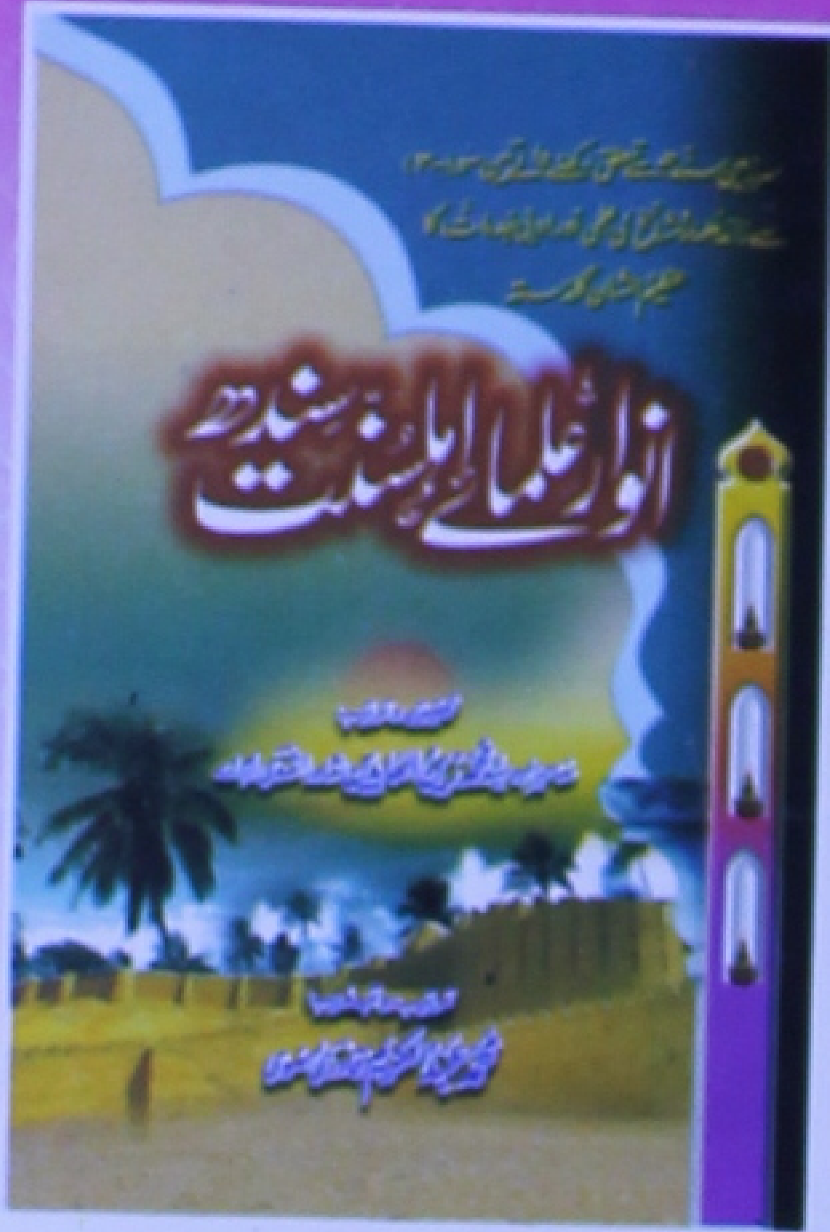
محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

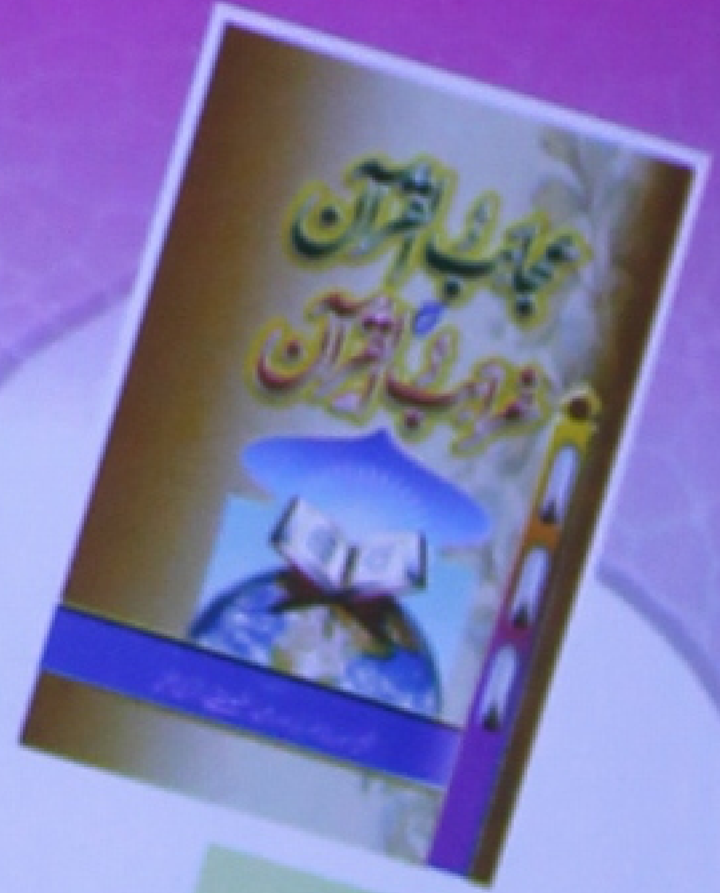
بہاولپور، پاکستان

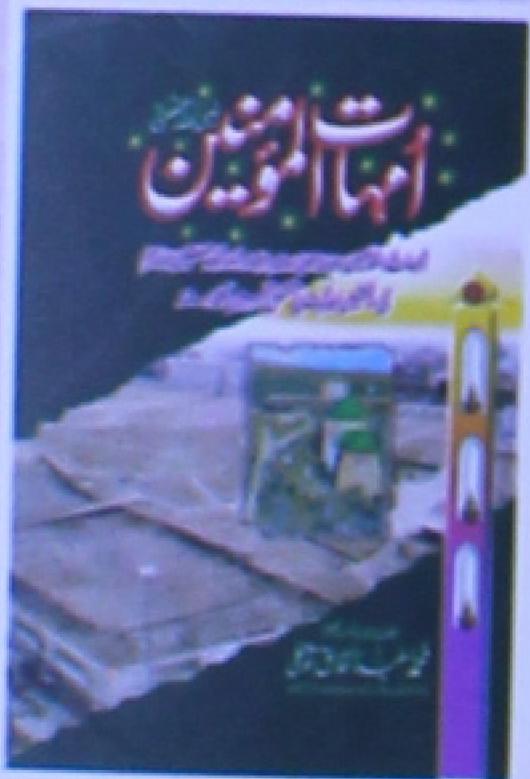
۲۷، ذوالحجہ شب ہفتہ قبل اذانِ الفجر ۱۴۲۳ھ

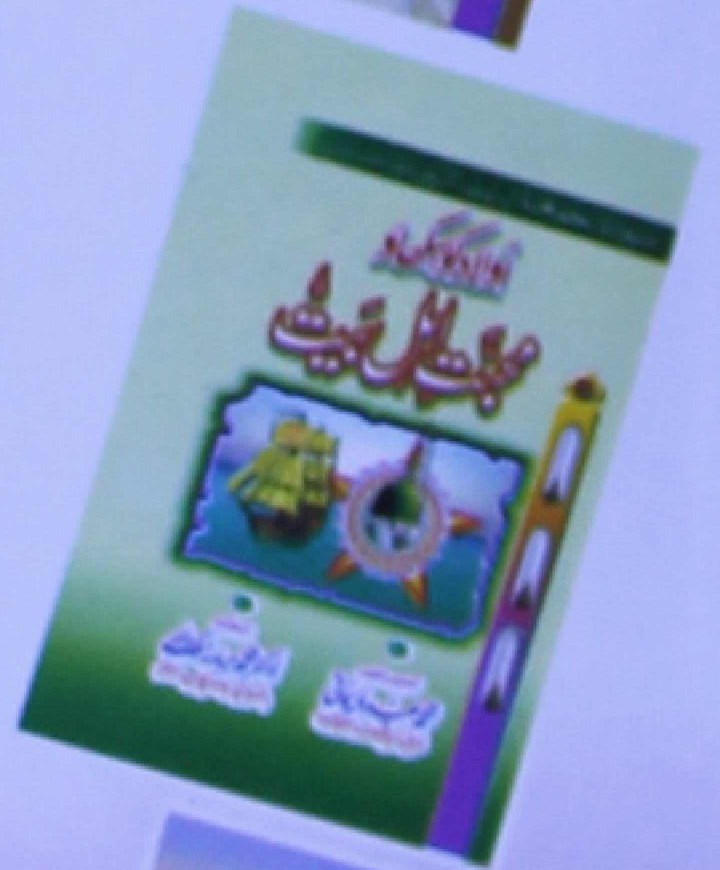



سیرتِ حضرت
محمد ﷺ


انوارِ علمائے اہلسنت سندھ


عجائب القرآن
مع غرائب القرآن

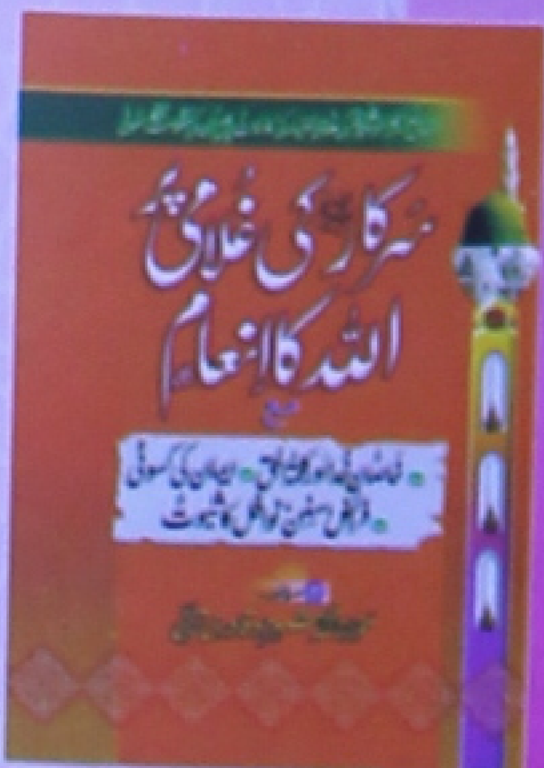

اُمہات المؤمنین


محبت اہل بیت


مکاشفۃ القلوب


شاھراہِ ھدایت
ترجمہ
کیمیائے سعادت


قصص الانبیاء


سرکار کی غلامی
اللہ کا انعام


زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ ۰ لاھور
Voice: 042-7248657 Fax: 042-7112954
Mobile: 0300-9467047 - 0321-9467047 - 0300-4505466
Email : zaviapublishers@yahoo.com